

غالب کے خطوط

(جلد اول)

مرتبہ

خلیف انجمن

غالب انسی ٹیوٹ ہسپی دلی

۳) نیشن ائم

سراپاٹت — ۱۹۰۳

تعداد : — ۱۱۰

تیرت : — پنجمین پڑپت

بازار : — سانادی

طباعت : — سرآفٹ پرنرز، دہلی

ناشر

غالب لشی ٹیوٹ، الیوان غالب مارک نی دہلی

پُرست

۲۹	امدادات	۶	سرپا آنڈہ
۳۰	امدادگاری: پہلائش	۷	چکر اس تحقیقی اذکر کے بھروسے
۳۱	میر جنگل: سکھیت	۱۲	خون کی چیز
۳۲	امدادگاری: سکھیت	۱۳	بیانی طور
۳۳	امدادگاری: سکھیت	۱۴	خونوں کی ترقی اور ترقی
۳۴	امدادگاری: صاحبِ حرم	۱۵	نکاحیں اور ترقیات
۳۵	امدادگاری: مصلح اسلام و اسلامیت	۱۶	تحقیقی اذکر کے متعلق اعلان
۳۶	امدادگاری: صاحبِ حرم	۱۷	انسان کی عالمی
۳۷	مکمل امدادگاری: مشکوں پر برداشت	۱۸	رقص
۳۸	امدادگاری: مکمل، ہر دو صورتی غیرے	۱۹	ذلت کا ادمی و خوبیت کی تربیت
۳۹	میر جنگل	۲۰	کتب ایک دوستیات
۴۰	دینی طور پر ناپت: ارشاد از ایکی	۲۱	خاطروں میں ایک دوستیات کی تقدیم از ایش
۴۱	خاطروں کا ایک ارشاد ایکی مدد ایش	۲۲	اور رنگ پر فرشت
۴۲	خاطروں کا ایک ارشاد ایکی مدد ایش	۲۳	ہر ذلت
۴۳	خاطروں کا ایک ارشاد ایکی مدد ایش	۲۴	اگرچہ ناپت
۴۴	ہمایہ ناپت: ارشاد ایک ایکی مدد ایش	۲۵	میر جنگل: پہلائش
۴۵	خاطروں کا ایک ارشاد ایکی مدد ایش	۲۶	نافری ایک ایکی مدد ایش
۴۶	ذلت کی ایک ایکی مدد ایش	۲۷	ذلت کی ایک ایکی مدد ایش

۱۰	یعنی نہ کوئی اخلاقی اُن کا لکھنا	۹۷	خاطر خوب سبز مبارکہ مبارکہ
۱۱	جذبہ اور گذشتی	۹۸	پاکستانی اکademی
۱۲	غیر پڑھو	۹۹	مودودیانہ اسلامیہ مصلح
۱۳	لڑپا	۱۰۰	مردمیہ مدنظر مسیں رائل
۱۴	ذمہ دار	۱۰۱	فالات کی اس طرح کی مخصوصیات
۱۵	سوچنے	۱۰۲	پاکستانیہ بینہ معرفت
۱۶	فالات کی نیتیں پر قرار سی اثرات	۱۰۳	اُندر کر پر نیتیں جان
۱۷	اسٹریزی اخلاق کا استعمال	۱۰۴	اُنرب بائوقوت
۱۸	فالات کے ارجوں کا طریقہ کی گئی تعلیم	۱۰۵	شیعہ احتجاج
۱۹	خطوطِ فالات کا شفیعی مطالعہ	۱۰۶	پاکستانی کی بحث
۲۰	فالات سے قبول اور رکھنے کی تعریف مطہری	۱۰۷	خواکنی اخلاقی معاشرے میں
۲۱	اور اس دو کتب مختاری کا آغاز	۱۰۸	ماہرینہایہ کام کی صفتی
۲۲	فاتحہ بیہقی محدث	۱۰۹	لئی خدا مسلمان مائن
۲۳	مختوب مختاری اپنی	۱۱۰	بسی وہ کتابیں کیا تھیں جو اُنہوں نے
۲۴	شیفتہ مغل ہائے ناز	۱۱۱	د کھدیج
۲۵	الطب و کتاب	۱۱۲	پر اخلاق
۲۶	فالات کا گنجائی اس مختاری	۱۱۳	پاکستانی اخلاقی
۲۷	خطوطیں مختاری	۱۱۴	پاکستانیہ دینیہ کی
۲۸	فالات کا ہے اخلاقی پر اور	۱۱۵	مودودیانہ اسلامیہ
۲۹	ملکیت مختاری	۱۱۶	پاکستانی اخلاقی کی مذہبیں اور مذہبیں

۱۵۷	بُشِّيِّ اُخْسِیٰ پے بارہ و سا فریضی
۱۶۲	ٹھوڑیں کے انکلپ نے دھون کیا ہے
۱۶۳	مرکی خانی
۱۶۴	کسی لمحے پر بھی پھر بھیک کا بنتا ہے
۱۶۵	دیکھ کر تھر آندہ
۱۶۶	ڈریکو اُنگریز میں دلائیں دلائیں

۲۲۲	فَالْمُتَّكَبُ كَعْطُولٌ
۲۲۳	مِنْ أَهْرَافِ الْمُتَّكَبِ كَذَامٌ
۲۲۴	نَابِحَ الدِّينِ حَمْنَابِ حَمْلَ كَذَامٌ

۲۲۱	جَهْوَرِ بَنِي
۲۲۲	مِنْ أَهْرَافِ الْمُتَّكَبِ كَذَامٌ
۲۲۳	نَابِحَ الدِّينِ حَمْنَابِ حَمْلَ كَذَامٌ

۲۲۴	جَهْلُوكِلَنِ اَبَتْ كَعْكَسٌ
۲۲۵	مِنْ أَهْرَافِ الْمُتَّكَبِ كَذَامٌ
۲۲۶	نَابِحَ الدِّينِ حَمْنَابِ حَمْلَ كَذَامٌ
۲۲۷	بَحْرَا
۲۲۸	بَحْرَهُ

حرفت آغاز

نائب کے تمام اور مخطوط کو رجکار کے ان اختیاری اہلشیار کر لے گا جو سب سے
بڑا اور بڑی پڑاوے بتایا تھا۔ مردم نے اس سلطے میں بڑی دلنت اور باشناکی کے حرام یا
برخیز قدر پیدا کیے۔ نائب کے مطود اور بڑی مخطوط میں مخطوط یا ان کے عکس فلام کے اس وقت
جسکے مطلع ہے نائب کے مخدود اور مخطوں اور مٹی کے بکریہ دشت شانع ہو گئے تھے مخطوط افلاستے
کے اس طرز کے تمام نخواں کی تحریک اور بول کر تمنی تعمید کے بدلائی اصولوں کی اپنی اپنی ایسی
کی اپنی خواص پر تمنی کی طبقہ اور پائی تجھے مولوی امیر شیرین پر شاد ملئے تھے متن کے
تعمید کی کوشش کی اور یہی بعد مرتب کر کے مکالہ میں شائع کر دی۔ وہ اپنی دوسری جلد کی
تیاری کی مصوبت تھے کہ دنیا کے پہلے بھے۔

ہیئت پر شاد و معاون کے انتقال کے بعد مولوی خاقام رسول تھر نے دو طبقہ دوسریں مخطوط
نائب عزیز کر کے مکالہ میں اپنے سے شانع کیے۔ جو معاون کے ملک اصل سے کوئی انکار کر کے
بے حد عجیب مامننے لیکن تجھے بھروسے ہوں اصولوں نے اس کام پر مخطوط خدا کو توجہ نہیں کی۔ تجھے
یہ عالم کے اتنا لفظ چیز پا کر سب سے متراحت اندھارے کے مطابق متن میں لی صورت آئھی اور اس
لطفیں ہوں گی۔

جن معرفت کے طور پر مذکور کروں کہ مولانا امیر شاہ مکان جنگی کا ارتزوں کا ارجمند نائب
نائب کے مخطوط کا دوسرہ بھلا اڑیش ہے تکمیل اہتمامی ساتھی تک فریضے سے مان کا اختیاری
اویشن تیار کیا گیا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اس کی بھروسہ نہیں نائب کے میلانہ مخطوطوں پر
دہمداد کی رسید ہونے کا درجے باخصل نہیں ہیں۔ مکاتب نائب میں اسی عین متن کے
مکاتب ایکم کی وجہ سے انہیں ایک اس وجہ سے ہے کہ اسی متاب نے کسی اور مٹی معاون کے

بیہم شنی خقادتے اُن کا نتیجی اٹلشیں تیار کیا۔

نائب کے اصل سلطنت کے مکن مختلف دھاروں میں شانست ہوتے رہے پر اُنکے قمع نائب
سپریخوںی چند نے لواہاں پر اُن پورے ڈام نواب کے اکتوبر ناطقہ اور پھر درود مغلیکے
ڈام نائب کے سلطنت کے مکن شانست کے بیہم بیہم نائب کے اس سلطنت کے ڈام نواب کے ڈام درستیاب ہر
کوئی بھتے بیہم اس وقت شانست کیے جیسا کہ مکن قابوی کے ڈام کا درخت بھیں کی ڈام کا مکن بھتیاب
بھیگا ہے جہاں لکھ رہا ہے اُس کے ساتھ خطہ اُسی مکن کی وجہ رہا۔

بس اونچا مختارات کا انتہائی خیکنگار بھول بخوبی تھی مکن شانست کے قع۔ جذب
کاں والیں اپنے کام کی خاص طور سے مخفون ہوں جنور کے عقل اور نائب کے ڈام کے
سلطنت کے مکن کے فریم کیے۔ نائب نے یہ وفاوں نقطہ ہجرت ہے اور کوئی قع

سلطنت نائب کا نتیجہ اُنکی تیار کردہ ڈام کرم اڑاؤں، ڈام تکون اور ڈام گردوں میں
بیرے ساتھ تھاںیں پایا ہے اُن کی تیار کردہ اُنکی خاصی ہے۔ سلطنت کے نتیجہ میں اُنکی ڈام ٹیکنیکوں سے
خدا مقابله کیا ہے اُن کی ڈام اُن کی اڈل ڈامیں جو کوئی مر جو میں جو اسیں جو بادا ہو اور پریزیڈیا اس کے
ڈام کا سلطنت سے قابل ہوگئیں۔ اس سلطنت کی وجہ سے اُن کے لئے اُن حضرت کے سلطنت ایک
نامہ ڈال کا کی اُنہم سریں اُنہم کو خشی کر دیں ڈاک اُنہم رقبہ کر کے شائع کر دیں اسکے لئے اُنہم
لے جو اُن کے سلطنت میں ایسے بے شمار آنکھیں لشان دیں کی جن کے لئے جو اُنکی ڈام کا مکمل رہتے۔ خاتم
ثناں احمد نادر واقع نے جو اُن پر اکٹھا کر کے بہت اُن سلطنت سے لوازا۔ شیخوں خاں صاحب
نے تکمیل کی۔ تاکہ اُن سلطنت پر وقار دکانی اُنگی ناں نے اس کی بہت سی ڈامیں کو اُنہم ایک
پرہیز ڈیل چند ہو گئی اُنکی ڈامیں اُنکی تکمیل اسکے خلاف تھے اپنے کوئی مظہروں سے
(اس کو) اُن کو جو ہر بھائی کے ڈام کی تکمیل اسکے خلاف تھے اس کی تحریکیں اُنکے ڈام صاحب نے ڈامیت اُنہم
خدا بھیں اُنکی ڈامیں کے خلاف کہا۔ اُنکی ڈامیں اسکے خلاف تھے اس کے بھرپور بھائیوں کو۔ خاتم
ثناں کے بارے میں سو اولاد کا اہم بھیہ جانا ٹھیر رہا۔ بڑی تعداد میں بیرے سلطنت

خداوند اور کتابوں کے انتہا سات کے زیر وکس فراہم کیے۔ احمد صدیق صاحب نے مکمل آنسے
نادی پر ٹھکر کر جواہر و قلمان بستے ٹھکر کے منظر کی درستی ہیں جو اپنی بہت مدد کی۔
اول راس گھبی سختکارے اپنا بڑی قیمت دال پھر یونہی ساخت خداوند کا سورج دیا۔ اسی پر تیسرا
چند کے انہری ہینہ ایم جیب ٹان صاحب اور جو وال انہر پر کی (ہائی انگل ائیری کن) کے
بیمار ٹھل پابھی صاحب نے کتابوں کی فراہمی ہیں جسکے طفیل محوالہ دیا۔ فہمہ لامیں صاحب
اور دوسری نوادرت مالا صاحب نے اطوطہ دفاتر کے وہ علیکس فراہم کیے جو اپناءں آئیں کل رائی بھی
سمیٹ شایع ہوتے ہیں جیسے کہ محقق اساقر قمان صاحب نہ میں مل جانی خداوند مراد آ جاوی
وہ گفتہ ملائی تھی کہ احمد صدیق اور جعل صاحب نے کتابوں کی فراہمی میں میری
بہت مدد کی۔

نورنا صاحبِ امدادی اسپردا جسے خلائق کی اعلیٰ کرنے والے میری مددگاری، امدادی
شناخت احمد لے مودودہ بات کر لے تو اس جست احوال دیا۔

بیرے پاں الگ اکھیں کرائے ان خام بندگوں، وڈا خوالِ عزیز وال اور لاہوری بولی
کے مغلوں کا شکریہ ادا کر سکوں۔ نہاد اٹھیں ہمیشہ سلامت رکھے۔
اگر غالبہ اسلامیت اپنی دہلی کے سکریٹری جناب محمد الحسین فرشتہ اس کامیں فریضہ مولیٰ

میکریں: لئے اور کوہ م جلد نمکر لے پا اصرار دکرتے۔ تو اس کا انکی تسلیں بھی دے جانے اور سماں
وقت ملک کے نائب اخی میوش کے سین ریدی صاحب اور دشادھیل صاحب نے اس کی طبقات
دعا بہت بہان کیا تھا۔ تب ان عزیز رحمات کا انگریز اور اکٹھا اپنا فرض کیتا ہوں۔

آخری اپنای بیوی کو اپنی اور بچوں کی امور کا انگریز اور انکر را اس پے خود لے کر تھا اور کوں کر
ان کے سے کہہتے سامان تھا جیسے اس کا کام کا بھی پر صرف کیا ہے جو کہ اپنے ان عزیز
لے بھے فراہم کریں۔ ان کے بیڑے کام چور گر تھکل نہیں ہو سکتا تھا میرے بات کے ان پھرلوں کو
خدا ہمیشہ سر بر زر خدا را بردگے۔

نائب کے خطوط میں ان دو گوں کی کاروں اور مختلف مقاموں پر لکھ گیا ہے۔ کن
پر جہاں نائب کے عنوان سے کوئی لگنے نہیں ہوتے متن کے مأخذ کے تحت جملہ کے اربے
یعنی اگر یہ کوئی خط کا بنیادی عنوان کیا ہے اور کسی عنوان سے اسی کا مزاد کر کے
انکو نائب نہیں کہے گئے ہیں۔ نائب کے خطوط میں بھی بھی نادری اور اور اشارہ یا
صرف نقل ہوتے ہیں اُن کا اثابہ اشارہ کا اثابہ کے عنوان سے ترتیب دیا گیا ہے۔
پر سئون کا مسئلہ اشارہ یہی تیار کیا گیا ہے۔

مکتب الیک کے نواب جہاں نائب اُنکے بیانات اشارہ اور اس کا اثابہ
آخری بندیہ شام کی گئے ہیں۔

نائب کے خطوط پار جلد وہیں شاٹ کیے جائے ہیں۔ پہلی جلد حاضر تھا مدت ہے
اتفاقیہ جلدیں بھی اسی سال پہنچ گی۔ اُنکا اللہ۔

کچھ اس سعیدی اُٹیں کے پارے میں

ناک کے مخطوط کا ترتیبی اُٹیں تبدیل کرتے ہوئے جسے مثل ترتیب کے جن ۱۰۰۰ فریڈ کی ہے، یہاں آنکی دعا صحت خودی ہے۔
میری کوشش ہے کہ ناک کے قلم بندھوٹھا اس اُٹیں میں شامل کر دے جائیں
تبدیل ہو جو پہلی ترتیبِ ناک، آجودات ناک اور ناک کی تاریخیں بخوبی کے
تمہام مخطوط شامل کر دے گئے ہیں۔ ایسے مخطوطوں کی تعداد بھی تھی، جو ان مخطوطوں میں شامل
ہوتی تھی، انہیں میں اس اُٹیں میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ لے پھری کو شغل کی ہے
کہ ناک کے قلم بندھوٹھا اس اُٹیں میں ترتیب ہو جائیں چہرے، مگر کوئی خط مشاہد ہونے
سے رہ گیا ہو، تو اسے میری کو نہیں سمجھا جاتے۔

تن کی تصحیح

عنی تعداد کو کسی بھی تحریر کا ترتیبی اُٹیں تبدیل کرتے ہوئے ہر قلم پر جو ذہن میں رکھا
ہے، کوئی اس تحریر کی باقیا صحت کر دے گے۔ جو صفت کے ذریعہ میں تھا اور جو وہ نکھن چاہتے
ہوا، اس تحریر کی بھیں جو صفت کے قلم سے ملیں یا خاتم ہوں، کیونکہ صفت کے اپنے

اُن کے سکھے ہوئے سو دے بیس بیگ ناظران رہ جاتی ہیں۔ سچ کوئی نظارہ ہوا وجد کی
جاتے اور کسی کوئی افلاٹ کھنے سے رہ جاتا ہے کی مصنف کھنا کچھ ہاہتا ہے، اور کوئی
کچھ نہ ہے کی افلاٹ کی اولاد ہو جاتی ہے۔ جب صفت کی تحریر طاعت کی اڑپیں
سے گرفتی ہے تو اس تحریر میں کم سے کم ایک ادا مانی زین کا دل بوجاتا ہے۔ درودِ حضرت
نبی و مولیٰ ذیں کتاب کا ہوتا ہے کتاب اس تحریر میں ہعن تہذیب ایام شہری تحریر کرتا ہے اور
بعض تہذیب ایامی اذین کی پیاس اسراء اور چیخیدہ شہادت کی وجہے بغیر شہری تحریر وحد
عین میں ہیں۔ اگر صفت ادا کا لئے درمان اور تربیت ہو تو اس کی پیدا ہا پہنچ، تعلیمی کمی،
یا کسی ایامی اور فیکری اصلاحیں ادا کی جائیں۔ قصہ ایامی چیخیدہ گیوں کی وجہے بغیر میں امورت
کی تہذیب ایامیں ہو جاتی ہیں۔

ناکِ کے اونٹ کے سکھے ہوئے اصل خط و نسخے ایسی تعداد میں دستیاب ہیں ایں خط و
خط و صفت میں کم کر پہنچتے ہیں۔ ان خطوں کے منہ میں تہذیبیں کی وہ تمام شایدیں ہو جو
ہیں جن کا جس نے اپنے کلر کر کر ہے۔ اس پیمانے پر ان خطوں میں بھے کوئی ایسی فتوحاتِ اقرآن
ہے جو سب سے بخوبی سماں سے ناکِ کے خلاکے خلاف ہے تو یہ لے قبایلِ صحیح کر کے حلقے
میں اس کا لٹکر کر دے ہے۔

ہنیادی لمحہ

خن تقدیم کے لذاتِ افسوسِ الطوارہ ناکِ کا اتنی وحشیتِ تقدیم کی پہاڑکا ہے۔ ایک
تن توڑہ جو ناکِ کے اسخا کا نکھا ہوا دستیاب ہو جاتے ہیں کی ناکِ کے اصل خطوط۔ ان ایں
وہ خط ایسی شاہل ہیں جو ہمیں پہلے مطبوع سنگی ہیں ملے خنے تکین بعد میں ہمیں اصل خطوط
ہیں دستیاب ہو گئے۔ وہ سری لسم کا خن وہ بے خواروئے سمل، خموں بندی اور نادیات
ناکِ دھیوں میں سماں ہو جاتے۔ اس تن میں ناکِ کے وہ خطوں میں ہیں جو اور میں سمل

کے بعد کے ایشیوں میں شاگر کیے گئے تھے۔

بزرگ طرز تقدیم ایشیوں ناگپر کے ہندو کے سمجھے ہوئے ان خطوط کو جن کے لئے
جنت سالاں میں شائع ہوتے ہیں اور اصل بھلی میں مختلف انسانوں والیں تحریک ہیں،
ہندوی نسیم کے طور پر تقدیم کیا جاتا ہے۔ تقدیمی ہن تہذیب کرنے کے لئے ان خطوط کا مطہر و
محضی ہے جو اسلام کے اختلافیات نئے ہے وہ مذاہمت بہت سے کاریں ہیں جو کہ اگر
زندہ ہیں تو خود ہندو ہندو کے پڑھنا ایشیوں میں شائع ہوتے ہیں اسے خطوط کو پہنچت
لئے طور پر تقدیم کیا جاتا ہے۔ ناگپر کے بڑے خطوط اور فوجیوں میں مشترک ہیں
ہندوں اور ہندوی سلسلے کے قبیل کو بندی اور خود ہندو ہندو کے قبیل سے ہوا زندگی کے اختلافیات
لئے دینے گئے ہیں۔ خود ہندو سلسلے کے قبیل کو اس نے ترتیب دی گئی ہے کہ یہ بھروسہ دہلی میں
ٹانکا ہرا خدا اور خود ہندوی کے مقابلے میں اس گھوٹے ہیں مذاہمت کی احتساب کر دیں۔
اولیے سلسلے پر تہذیب کرنے ہوئے پاکستانی صدری نے کہا ہے:

... اکثر صدیوں پر خود ہندو ہندوی میں پہنچ دی گئی تحریک اس نے بوجہ دہلی اور
سے بچان ہوتا ہے کہ اس نئی کے ترتیب دینے والوں کے سامنے اعلیٰ خط
تھے۔ جبکہ ایک آدمی جگدا ایسا سمجھا اس میں تحریک کو گھوٹا ہے
اور وہ خود ہندو ہندو اصل خطاب دہلی میں بوجہ دہلی ہے۔ ... اس سے پہنچ دی گئی
نکاح ما سکتا ہے کہ اولیے سلسلے کے ترتیب دینے والوں کے سامنے کچھ اصل
خطاب سے کچھ اصل خطاب کی تحریکیں ہیں جنہیں بھی ہائی تحریک ہیں۔

زندہ نے سلسلہ اور خود ہندو ہندوی کے پہنچتے ہوئے اور پہنچت شائع ہوتے ہوئے اور جو ایک کے
نام نہ تہذیب کروں ہوں۔ پھر کوئی ان۔ یعنی سلسلے کے قبیل میں تہذیب کو کوئی نہیں ملی
کہ اس کے پہنچتے ہوئے اور اس کے پہنچتے ہوئے کا سورج اصل خطوط سے کہا گیا اتنا۔ لیکن یہ
تہذیب ہا تو مذاہمت کی ملطراں میں باہم لوگوں کی گمراہی میں رہی پہنچت شائع ہوتے ہوئے ہیں۔

اصول لے ملن کی خواص کی ہے۔ اس نے ان میں بچوں بیٹھائیں بھنے والے سخن کا
بناوادی ختن سے مجاز کرنے کی ضرورت اُوسی بیان کی گئی ہے اُس کی بیانیں قوانینیں اُسیں
سے ضرور درجی گئی ہے۔

مذکورہ جملے ہی بہترانی دلیل سے آمد ہے جملے کا ایک ارشن شائع ہوا تھا اس
کے درستھے تھے پہنچا صد فوجی خدا جو رہنے والی کے ہم سے شائع ہوا تھا۔ دوسرے
جنہیں سات درجات اور مطریوں کے طالبہ ناکتب کے وظیفوں کا شال کے گئے ہے۔
جن اس ناکتب نے اعلیٰ صاف پر بحث کی ہے اور جو اسی بھن شائع نہیں ہوتے تھے۔
خطوط منیا ہیگروں کی تھی، اس نے پڑائے والی مغلی حب اللہ رضا، میاں داؤنیاں سے کی ہے
شہزادہ شیر قدرین، کچھ مام جستی اور مولوی کی تھیں۔ جو اسی مگر تو تھر، مغلی ہیگروں
اور اسی بھن کی تھیں کے امدادی، ان تمام امدوں کو بناوادی ختن کے طور پر مدد کر دیا گیا ہے۔
بیڈ فلامیں لندن میں ایک ناکتب کے خطوط پہنچی اور مودہ صحت سوائی کے
آمدوں سے جملہ (ملل گیجو، داہری، میں میں ۵۔ ۲۳) میں شائع ہوتے تھے گران خطوط
کا شائن خاص انتظام شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر عہد استاد صنی کے ہس بیں میں سے سین خلوں کی
نقليں موجود تھیں۔ کولوی بھنی پہنچانے والیں اُن خلوں کی بناوادی ختن تبلیگ کیا تھا اس لیے اسی
ختن کو بناوادی ختن بتایا گیا ہے۔

انہ العوال سید الکعب زواب معاویہ الدین عماں بہادر صاحب جنگ شخص جملہ کے ہم
ناکتب کے آئیں خلوں ایں۔ اس میں لے گئی تھیں اُن میں اُن خلوں کی تھیں کوئی صداب کے ہم نہ تھے۔
مولوی ایشی نے مطہر مدنی کا ان اسی خطوط سے مجاز کیا تھا۔ اس نے مولوی صاحب
نے اسی کے ہم خطوط کا جو قن تیار کیا ہے، اس تقدیری اُڑیں میں اُسے ہی بناوادی ختن
بنایا گیا ہے۔

فاسی آنداد میں ناکتب کے اصل خطوط رہنا اُجھری کی راہ پر اور دوسری اُجھری یوں

میں بخوبیں بہت سے مخطوط کے تحریر میں اس سانچے ہوتے ہیں۔ ان
بہتر مخطوطوں کے تحریر میں تدقیقی الات اور مسائل کو دیکھنے کے لئے ہیں، تاکہ ہر نام کو کچھ اگلے
پڑھاتا۔

ہر لڑائیوں کے آسمانیں بیباہی میں کا ایک اشایہ دیا گیا ہے اسیں جو خط
کے بستے میں جانا گیا ہے کہ وہ کہاں سے ہوا گیا ہے جس سے ہر چیز حملہ ہو جائے کہ کون
خط پریلی پر کب اور کیا مسٹانج ہجا تھا۔

خطوں کی تاریخ و ارتقیب

عوہدا اپنیہ گل خاں رکنی نے کلید اسکا ترتیب کیا تھا کہ خطوں کو تحریر کا در ترتیب
دیا جائے۔ یہ مخطوطوں کو اپنے اہم پڑھنے والے میں سے تخلیق پورا دیکھا افراد کے ہم جیں جو بعد میں ہوں گے
بیشتر شاہزادیوں اور اُن کے دلچسپیوں کے لئے اسی مخطوطوں کی تحریر کی جائے۔ اسی در ترتیب نے
جسے جسی تمام مخطوط تحریر کا در ترتیب دیے گئے ہیں جن خطوں کی تحریر میں فخر کا تھیں
وہ ہو سکتے، اُنھیں تعلق مکتب اپنے کے نام مخطوط کے آخر میں ترتیب دیا گیا ہے۔ اُن کی
نحو کی تحریر کا تعاون نہ ہو سکا جیسیں جس کا تعاون نہ ہو گیا ہے تو اُن سند کے مخطوطوں کے
آخر میں اُس سند کو ترتیب دیا گیا ہے۔

خطوں کی تاریخ تحریر

نائب کے ہاتھ کے لئے ہوتے ہوئے جو مخطوط و متنیاب ہوتے ہیں اُن سے تعاون ہوتا
ہے کہ نائب ہر خط میں اپنے اگلے قسم ضرور سمجھنے تھے میکن ہے۔ اُسی میسرست کا اثر ہو جو
پندرہ کے سلسلے میں نائب اور برلنیوی بحوث کے دریناں ہیں۔

تائب خداوند فخری تذلف در بیوں سے بھی ہے۔ وہم طرف سے بخط کے آخیں بخت
تھے میکن کبھی بخط کے آندہ ہیں اور کبھی بخط کے فتنہ بیوں میگی کہو دیا کرنے تھے۔
بیوں نے زیرِ فخری کو بخط کے آخر ہیں وائیں طرف ترقیب دیا ہے تاکہ قادی کو بخط کی
ارینا فخری معلوم کر لے جائی آصلی ہو۔

تائب کبھی صرف یہ سمجھا سکتے تھے، کبھی بھرپری اور کبھی دونوں۔ انہوں نے اگر
بھرپری کیا سمجھے تو اس نے اس کی یہ سوچی نہیں کی کہا کر جانے میں اس کا جواب نہیں دیا ہے
ایسے بخطوں خاصی تعداد میں ہیں کی لہیتاً فخری ہے تائب نے ہی کہا ہے تائب
ملنے والیاں سے بھتے ہیں۔ وہم طرف سے وہل کے قدری ہم یعنی مشتبہ اور پیشہ و خروجی کی
بندوقتائی کام اتوڑ، سوہنہ، دیپرو اور کبھی جو ہم تھیں ملاں آئیں وغیرہ۔ کبھی وقت بھی کھو دیتے
ہیں میں سوچتا ہو، نیمرود، و لقب سزا نہیں فخری وغیرہ۔

تائب آئندہ فخری میں پہنچتا ہے اپنے اپنے انتہا کھتے کبھی صرف سکھنے کے
بھتے سالِ حالت کھو دیتے۔

بخطوں اور بخطوں میں ہمہ کتابت کی وجہ سے بغیر آخیں بدل گئی ہیں۔ خود تائب کے یادوں
جو اصل بخطوں دستیاب ہوئے ہیں میں ہیں جس بھرپری اور یہ سمجھی آیکوں کی سلطانیت کرتے
ہیں تو کبھی کبھی ایک دن کا لوتی آتے اور فخری وس طرح کا یوں ہے کہ فرض کیے کہ پہلے کے
ان شہادتیں مشتبہ نہیں ہیں اسی پہنچتے تائب نے تجھے ایک شہد بمحابے۔

چل کر بھرپری اور یہ سمجھی آنکھیں ایک دن کا لوتی رام ہے، اسیے جو سلطانی
کارکوں کو پیش بدهیں سے ایک جن کا لوتی آتے۔ اس مانیے ہیں اس لوتی کا ذکر کر لیے
جہاں ایک دن سے تاہم کا لوتی ہے، دن اُسے تائب بالاتب کا ہوں صور کر کے بدل دیا
ہے اور مانیے ہیں اس نہیں کا ذکر کر دیا ہے۔

ہب تائب کے بخطوں مانع ہوئے گئے تو یہ زیرِ فخری کو غیر ضروری کہو کر رام طرف سے

حدف کر دیا گیا۔ تجوہ پرندے کی جس کافی مخطوط کی آئینے قمر کو صفت کر دیا گیا ہے اس کے
بیکار نہ رہے سچی جس بیشتر مخطوط پر آئینے قمر کو وجود ہے۔

ایسے مخطوط کی بہت زیاد تعداد ہے جنہیں تکمیل کا قصر نہ ہے۔ ان مخطوطوں میں ناک
نے جو واقعات ہادیت کے ہیں ان کی مدد سے میں لے جائیں۔ مخطوط کی آئینے قمر کا تصور کیا
ہے۔ اور یہ کہ متن قمر کے نصیحت کے پیغمبر انبیاء میں اپنے مکمل دلالت پڑھ کر ہیں تکمیل اگر
بھت سچی ہو تو مستقبل کا گھن اسے دست کر سکے۔

جن مخطوط کے متن سے تکمیل قمر کا تصور نہیں ہو سکا اور ان کے بے میں نے تھا اس
اد المذاہ سے کام نہیں ہوا۔ بکار انصیح خیر اتنی قمری ہی کے رہنے والے مکمل مخطوطوں کا ناک
کے نقاو اور سوچ انکو لداہی میں کاشکرد نہ ہوں۔

تحقیقی اولیش کے متن کی ایجاد

تحقیقی اولیش کی اولیجیں دو پہنچتی ہیں جنکی نکاو متن کے لیے لپٹہ صد کی اولاد کا احتفال
کرنے ہے اوس اولاد کی جسیں صفت نے متن لکھا تھا۔ جس اس حق میں جوں کہ متن کی اصلاح یہ
ہو جائے گی کہ اول فوجہ متن اپنے صد کے وگوں کے لیے تبلیغ کرتے ہیں اور دوسرے
تل نقلیہ کا صد متن کی بانیات ہے۔ اسکی بانیات ہرگز نہیں۔

یاد کے لئے مذکور مکتبہ میں اس طرح ایسا ہے جیسی تہذیبیاں ہوں۔ کہ تہذیبیاں بعض
قادوں کے تحت ہوتی ہیں اور کہے قادوں کا بعض علمی کے تحت۔ اگر ہم آج سے اپنے
بھروسے مال کا کوئی ڈکنی اور دو متن مرتضیٰ کریں تو یہ متن کی وی ایسا کمیت ہے جس میں ہر متن
استخواب ہو سکے تو ہمارے صد کے وگوں کے لیے اس متن کا ہر خواہ بہت مشکل ہو جو بعض
ادغات اسکوں ہو سکتے گا۔ اس لیے اس طریقے کے متن بھی ایسی طریقے ہو یہی اولاد میں مرتب
کرنے بھی گے۔ اب ایسا کوئی قادوں نہیں جو ایسا جاگہ تک کر سکے متن تو

جید اٹا میں مرتب رہنے کے ادرس کے بعد کے قریب میں تھے جانشی میں
مصنف بالا کا نام نہیں مل کا واحد حل ہی ہے کہ وہی ہم مرتب کر دے جیسے مگر
مصنف کے اخواز کا لکھا ہوا وہی انتساب ہو گیا ہے تو اسی چالیس کو تحقیقی اڑپتی کی
الا تو جیدیہ یا اکیس لیکن مقدمے میں مصنف کی اعلیٰ شخصیت بیان کر دی۔

ادلوں کی نسبت میں ہے کہ سجن حضرت نے ادلوں والا کی یہ حالت کر دی ہے کہ ادویں کوئی
سیدی ادا نہیں ہے ہنا یہ چاہیے تھا کہ ادویں جو لفظ ایک سے زیادہ طریقے سے کہے
جاتے تھے، انہیں دیکھا جاؤ کہ اکثر یہ ایک عالمی لفظ کو اس طرح سمجھتے ہیں، اسے ہی
سمانک ہوتا یا جاتا۔ ہجایہ کہ ادو و اعلاء کے سال میں کرنے والوں نے بہت سے لفاظ
کی نئی نئی ادا ایجاد کر دی، نیچہ ہجاؤ اب ایک لفاظ کی کوئی طرح لکھا جاتا ہے۔ اس
کے سال میں ایک پہچا اکرے والوں میں بھر، اسی امر سے بھی شاہی ہیں۔

نائب کے خطوط کا منہ میں لے اس المائی تیر کر لے، جو سیری افسوس ہے۔ میں نائب
کی اعلیٰ شخصیات کی تفصیل سے بیان کر دی گئی ہیں۔ سیری پوری گوشش ہی ہے کہ ایک
لفظ کی ہی لے جو ہو کی ہے، اس سے میں ہی دیکھ لوار ہے، اگر کہیں ایک لفاظ کی اسدا
دو طریقے سے لے تو اس میں ایک اعلیٰ شخصیات کا نام ہے۔

ارقاۃت کی علمائیں

نائب کے ہاتھ کے کھنکے پرے جو خطوط دستیاب ہوئے ہیں، ان سے ادا نہ ہوتا
ہے کہ نائب انگریزی مراضت کے طریقوں سے خالی ہے واقع تھے۔

وہاں انگریزی مراضت کے طریقوں ہی کا اثر تھا کہ نائب ہر خط پر تکمیل اور پہنچنے
سے سمجھتے تھے اور جلدی میں پہنچنے کا خواہ رکھتے تھے۔

نائب کے دیے خطوط موجود ہیں، جن میں نائب نے پہنچنے کا مطلب نہیں تھا کہ

ہے، اگرچہ ایسے بطورا کی تعداد ۷۰ چار سے زیادہ نہیں ہے۔ ان متألب خطوط میں جب
یکبت ختم کرتے تو در صریحت شروع کرنے سے پہلے یہ مرتبے کوئی لٹھا جاتا ہے۔
جس جگہ سے لکھا تھا کہ اس کے پہلے تغیریں اس طبقت میں ہوتے۔
۱۔ طاقت ہے کامل مولانا اقیان ملک خاں عزیزی کے لفظ۔ بت۔ یعنی مطلع کی نکلی ہے
کہمی چیزوں کا انتہا کیجئے۔ ۲۔ طاقت کیکاہ کہمی تو درست ہے۔ ۳۔ طاقت بقبال
حرقی مرجم۔ فقط کی عذر فی نکلی ہے۔
نکب ہے چیزوں کا انتہا ہوئے ہے۔ ۴۔ کام پذیرہ کثرت سے بخوبی۔ ۵۔ فقط۔ حد۔
کے بعد ہیں۔ اس طاقت کے بعد سے متألب لے گئا ماتم ملی تھا کہ ایک بھروسہ کیجا گناہ
صاحب، بندہ اشنا اشری ہوں، جو طلب کے نتائج ہے یادہ کا ہے۔
کہا جائے:

اس تھیوں نڈیں جس چیزوں کا انتہا ہے شروع آپا گیا ہے۔ اور کافی کی دو
ماہیں جی تھیں کی کوئی ہی جو ہمارے چھوٹے مانگے ہیں۔

قصیدہ

متألب گئی کسی نظریں ہیں اور کسی پہنچیں نہیں رکھتے تھے۔ روپیں کی تعداد کے لیے
بمعنی اوقات صدی، توم رکھتے تھے۔
اس تغیری انتہا کے بعد میں گئی اور روپیں کی تعداد و غیرہ نظریں ہیں کی کی ہے
تک طباعت کی تلفی سے نمودرو ہے۔

متألب کا امام ہیئت مکتوب لگا

متألب مار مرتبے مطے کے آخر میں تاریخ سے پہلے مکتوب لگا کی ہیئت سے ہے۔

کھنچنے ہم سمجھتے ہیں بھی انھوں نے جویں جدت سے کام رہا ہے۔ جس کا تفصیل پورا ہے
آنے گو۔

ہیں لے غلط کے آخر ہیں ائمہ محدث کتب الگار کا زام ترتیب رکھ رہے۔

مکتوب الیہ کے حالت

ہیں نے مکتوب ایہم کے حالت خالصہ تفصیل سے سمجھے تھے۔ بعد میں بھی سلام
چاکر بیرے وزیر و دست کا کلم گل خدا نے تمام مکتوب ایہم کے حالت جویں صفت
سے سمجھ لے گئے ہیں اور کافی صحت میں ثابت کر دے گئے ہیں، اس لئے ہیں لے ہو حالت
بہت خطرگردی ہے۔

خطو طی غالب کے مختلف اقسام اور ری پرنٹ

پہلے سال ہی ان کتاب کے سب تینوں ری پرنٹوں میں ایک شائع ہوتے ہیں مگر میں
نکاب کا نام سے جیسا کہ گھر بخانہ صرف ہوتا ہے۔ اس کی اکتوبر ڈی تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس کے
طبعوں کو بغیر سوال تجربت مالیہ رکھا ہے اور وہ سب ناکاب کے لفظ پر چھٹے اکتوبر کی
کتاب ہیں تاہم میں ہم اسے سجنی بیشترہ ہر سال دس سالی بعد آگئے سمل اگھو ہندہ کی
کہا جی پر نہ شائع کرنے رہے۔

ناکاب کے لفظ کے اب تک بخدا ری پرنٹوں میں ایک شائع ہوتے ہیں اُن سب کا
لوگوں کیں ہیں ہے۔ الجد ایک ایک نہ رکھا پڑت اُنہیں اپنی میں گھرو ہیں۔
بڑا کچھ قدریں ری پرنٹ اور بعض ایک ایک لفظوں کا جائزہ ایسا مقصود ہے۔

مہر غائب

یقیناً ناکاب کو بخدا ہیں تھا کہ ان کے لفظوں میں کس کے کتابی صورت میں مشتمل

کی جانبی۔ جب مجاہد گلپال المحتل اور ملٹی خیو نہ آئی نے ناک بھان کے عطا و مرتب کے شائع کرنے کی امانت اٹھی تو ناک نے اُن دفعوں کو اس امرت سے نش کر کر ان کے عطا ہی خش کے لئے پست ہو گئے۔ تینی واری دو سال بعد صدری عرب اخیر سترہ اور ملٹی میڈی میں ناک نے اُن اعلیٰ کو مشائخ کرنے کا عادہ کیا جو ناک نے مقرر کر گئے تھے۔ اُن لوگوں نے ناک سے امانت لئے کی خصوصت کوں نہیں کی۔ صرف لئے اس بھائے پر ایک دیباچہ کھوا دیا اُسی کا ہم سچرا ناک بھکا جاتا ہی نہ ہے۔ اس نام سے ۱۹۴۸ء (سلطانی ۱۳۶۷ھ۔ ۱۹۴۷ء) تک بھائی ہے۔ اُن کا سطح بے کار اعلیٰ کا یہ بھروسہ، راستہ میں مرتب ہو گیا تھا۔ پھر وہ بعد ملٹی میڈی میں اُن کو خالی کر دیا گیا اور اُن کو اس بھائے میں کچھ اور لوگوں کے نام کے عطا و ملٹی میڈی میں اُن کے نام پر عطا و ملٹی کرنے کی کوششیں شروع گردیں۔ تیرہ ہزار اس بھائے کی طاعت سرجن، افسر اور پٹنی۔

اتخابِ ناک

ناک نے فاکٹریوں میں افراد کی بڑی تعداد پر نہایا اگرر المسروں اور فوجوں کو مدد فراہم کے پیمانے پر اور انقلام و ستر کا ایک لفڑیا نجیب کیا تھا اس انتخاب میں شائع ہوا۔ اگر یہ محدودیت اور آنکھے سلطنت سے پہنچتائی ہوئی کامیابی۔ ناک نے جو اس سڑکی میں اپنے افراد کے لئے تکمیلی خدمتیں فراہم کیں تو مدد اور ان مالکوں کو مدد کر کے مدد کر کے اُن کو اپنی افسوسی سے بے انتہا کر دیا۔ اس کا اولاد صراحتی تھا۔ اس دن مدد کر کے اُنہوں نے شائع ہوا۔

اس انتخاب کا ایک علی نسبت ایک فریدت دعویٰ تھی کہ تکمیل کی تکمیلت ہے اس کی خالی تکمیلت کا کافی انتخاب اس انتخاب کا کافی انتخاب ہے۔ ایک امام اس انتخاب کا کہنا ہے کہ اس انتخاب پر کافی تکمیلت پہنچتی ہے۔ جبکہ اس کی تکمیلت اس کی تکمیلت میں کافی تکمیلت میں کافی تکمیلت ہے۔ ایسا نہیں۔ اس انتخاب پر کافی تکمیلت کافی نہیں۔

اس کے بعد منہ ریب مل گیک تھیں کی "مکان سرہ" اور اپاٹھ بند دلائیں مال کی تھیں انہوں نے
نکھلے گئے واقعہ کے وہ دیوار پر نہیں اچھا نہ دیکھتے تھے اسیں مفت ایسیں ہے جو کہ بندی اپنے کے
کام قاتل کے ادا نہ طاہیں۔ اس کے بعد وہ اپنیں اور ایک سا طرفہ در صدرے سے میں میں ۳۹۰ دو
اشدادریں اور اڑائیں اسی کتاب نے مغلن ناک کی بھیں ایک لکھنری شرہے۔
ناک اخلاقی عوہدی کی دہبری ہی مختصر اور بیویت کی فتوحہ میثت کیلیں کو دیکھ کر اخلاقیہ بخدا
بے کر کیا اور اسے نظر کرایا ہے۔ تمام اطراف کے آزاد کے حاشیے میں مقابله نہ رہا۔ خدا
کھو گیا ہے۔ خدا کی ترجیحات کی بھی نہیں سس سے گلن ہوتا چکر پر مسز ناک کی افسوسے گرا
ہے۔

خودمندی: سیاست

نام نہیں مل سکا بلکہ کتاب سے مدد حاصل کرنے والوں کا بھروسہ کر رہے تھے
کتاب نے صرف بارٹنی جماعت کی بڑھتی تعداد کی نیتیں فراہم کیں ہے جس کے انتظار میں
کرنے کا کام منعقد ہے تھا اپنے تینیں وسائل کے ساتھ ملکی طاقت کے اگر پڑیں
اُنے تو یہیں بھروسے لیا تھا کیونکہ اس کو خوبصورتی ملے تو اس کو لے کر دیا۔ اُنکی صاحب نے سہی حق
ادا کیں گے کوئی اس کا نام جو بندی رکھا اور اپنی اس کی شریودیہ کا بھاگ کرنا۔ جو کسے میں ۲۰
لکھیں ایسا پہلی اصل کی اعتماد ہو جائی مگر انھوں نہ کوئے رہتا ہے جو ایسے ہو جائی۔ اور پھر وہ
کہیں بھائیں جو مدد لے تھے کہے تھے۔ وہ صریح اصل میں جسیز زبانی خضرات کے ہم انتظار میں
صاحب مسلم امیری (۲۴ خط) تلاوہ مالمدار جوہری (۲۷ خط) افسوس الدال لکھن (۲۶ خط) صدایون
اللهم لکھن (۲۱ خط) خواجہ بخاری (۱۸ خط) مولانا حاتم الی تمیر (۱۸ خط) تلامیم کوئٹہ خاں پیر کشمیر
۲۵۱ خط) عبد الغفور لشائی (۱۷ خط) امیر الدین خاں کی طرف سے اُن کے پیشوں کے اسم (۱۶ خط)
نواب سعید خاں شیخستہ کے نام (۱۶ خط) مولان آل نماں، عطا (۱۶ خط) مزار، جسیر گیک (۱۶ خط)

عبدالعزیز ملت کردا۔ امتحان عینہ بھیں جنہیں برٹلی ڈی (امتحان) مولوی فخر زادی (امتحان) سے کوہاٹ (امتحان) میں تمام ہم اعلیٰ (امتحان) تھیں (۲۱۷) میر مصطفیٰزادہ صاحب (امتحان) خلوفا کا ہو گیا۔ ۱۔ ربیعہ ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو شائع ہوا۔

خود ہندی کے اور سے میں ایک اہم اکشاف

بہت عرصہ یہاں تک ناکتب کے وہ اعلیٰ امرتب کر لیے تھے جن کے عنان کی بستیاں خود ہندی اور اندوے سلسلے کے پہلے ایشمند پڑھتیں۔ انہیں ترقی اندوے (چند) کا جزو سکریغی ہو جاتے کے بعد میری اصول و مذہب کیجاں اس طرح کی ہو گئیں کہ انہیں ملے تک، جن کام کی ہوتی تھیں پسیں کر سکا۔ اس دعوانا میں میر سعید احمد ایک حلاٹ ہو گیا۔ ہلاٹ کر میری ہو گئی پسندیدہ بہت سختی کیاں پیکھاتا ہے پڑی ہو گئی۔ ان میں کوئو پہنچی کا ۱۰ پہلا ڈالن کی تھا، ۱۰ پہنچا ڈالن کیاں پیکھاتے ہیں ایک زائر سے فرمایا تھا۔ اس دانت میں ہلاٹ کو بہت کوستاخ میکن اب دعا کی دیجتا ہے جو اگر وہ میری کیا توہین پڑھی تو خود ہندی کے بھتیجیں ایک اہم تریجی انکشافت تھیں اور اندھا لے کر تازہ تر ہو گئی۔

جب شمسیہ کام و وہدہ مسروق کیا تو انہیں ترقی اندوے کی اخراجی سے خود ہندی کا پہلا الاٹان لے لیا، امرتب کیے جانے کا مخطوط کا جامب خود ہندی سے مولا گیگا تو بہت زیاد احتیاط نہیں کیا۔ وس پہنچہ مملکت کا مجاز کرنے کے بعد جس اس نیچے رینہا کر خود ہندی کا دوہ پہنچا اور جنی میری تکمیل تھا اور پوری ہو گیا تھا انہیں کے اس الاٹان سے لائف تھا۔ جس نے اپنے دوں سکھاں کے تو یہ کام کیم مدد۔ خود ہندی کے اور سے میں اورت کی ہوئی تفصیلات میں لگکی۔ ۱۔ اڑالیں مطیع مہمانی میر مسیحی ۲۔ دب بھٹکے احمد کو شائع ہوا تھا۔ انہیں کے دوں سکھاں کو دوہوئی تھیں جس کو جھاتی میر خونیں اسی کائنگ کو جھاتا تھا۔ میر جمال وحدت کے جو قنون تبلد کیا تھا، اس میں خود ہندی اور اندوے سلسلے کے پہلے ایشمند کو

بیانیں کے طور پر استعمال کیا تھا اور تمام اختلافات سچے کی نشان دہی کی تھی، مگر اب
وہ اتنا انکلپ کیا ہے جسماں توان ملکی حقوق کو خود بندی میں کوئی انتظامی خدمت پہنچ لے جو
اوہری نظریہ کی تھی تو نیکن اگر کسی حکومت نہیں آئندہ نہیں مل کے مقابله میں خود بندی
میں کوئی لفڑانا نہ ہو تو یہ لفڑیں کہاں ہے لیا۔ اور اس کی نشان دہی کیسے کی جائے گی، مگر میں
نے اپنے تھی کا سفر نہ ابڑوئے سٹلی سے کیا تو مسلم ہوا کہ میں نے جن اختلافات پر لمح کی
نشان دہی کی ہے وہ پہنچ دیتے ہیں۔

آخر المدل مسح العذرين خال بہادر شق کنام و تکب کے ایک خط کے اختلافات لیے
لا سخت ہوں۔ اس سے الحالت چوگا کر سیارہ بیان ہوں اگر انکے جائز ہوں۔

بہتر تیار کیا جاؤں میں اُٹھنے والوں،
خود بندوقی رہا اُٹھنے والوں،

تصید (میں لے اس لفظ کے
باہر میں جائیں میں لکھا تھا کہ
تصیداً سوچ کتب ہے، نقط
نگہداشت ہے)

123

10

1

اُور وہ دنیا نے تکھا خلگر طباعت
کی تکلیل ہے، اصل نتیجہ اُمر رہا۔

2

8

1

سے ملے ہیں لکھنؤ

三

三

ایک بھارتی انتہائی انتہا بات ایسا دیکھ کر میں نے سبھا کو جیسا سب کا اپنے کاروباری

بیسے اپنے من کا حافظہ خود بندگی کے اگر لاٹیں سے کیا تو وہاں پر تعلقی صیغہ
ناکھل سے مرتب کیے جس تاریخِ دوپ لامبہ سے شایع کر لایا تھا۔ اس کا حقنِ قفریا دی گئی
لے کر تید کیا تھا۔ ان تمام خواہد کی ملائیں اس سمجھے پر بہنچا کہ برا گم شدہ خود بندگی
کو اذیتیں اجنب کے لاٹیں سے باکل خلت تھا۔

اتفاق سے اجنب کی دخیری میں خود بندگی کا ایک اور ہذا الاشیاء کوں آیا ہے۔
خداوند بندگی کے سرحد اور تریکے کی عمدتوں کا حافظہ کیا تو ایک حیثتِ الگز اور دوسرے
امکنات ہوا مسلم ہوا کہ جسے خود بندگی کے تین الاشیاء کو بندگی لئے کے طور پر مشتمل
کیا تھا وہی یہ چوڑا سری دفعہ میں نے اجنب سے حاصل کیا۔

اگرچہ تریکے میں تاریخِ اشاعت دو تلوں میں ایک ہی ایک ۱۔ جب فتنہ دیکھے
لیکن صورت کی عادت میں ہمیں ساری دنیا ہے۔ ایک الاشیاء کی صورت کی عادت ہے۔
نما دند بے لہست بندگی۔ نہ پری کی دو دس ساریں

بلطفتِ داہمِ العطاہات خالقِ الخیر والحساست

اللہ اکبر و ملا ملکاب بوسوہ ۰

خود بندگی

من تھیفِ جاہبِ استاذ زبانِ عصا مدنظر
اسداللہ تعالیٰ انتہیں بجاہبِ مسیح فرمبا یہش لیج
خوبی ایجاد میں احمد مدنظر میں خالی نہیں بیرون لگا۔

درستے بھتھانی دانتے بیڑ بھٹکی گرد پید

دوسرے الاشیاء میں دوسری سطر میں "الثاء" اور "و" کے بجائے "الثاء" اور "و" کو
آخری سطر اس طرز ہے۔

دو رطیجے بھتھانی دانتے بیڑ بھٹکی گرد مدنظر میں بلیں لگے ۰

دوں الائچیوں کے سروقانی کی عیالت ہیں، انتہا کا صاف مطلب ہے کہ دوں الائچیوں کے بھی اُنہیں ہیں۔

دوں الائچیوں کی حاملتیں

- ۱۔ دوں الائچیوں کی کمابست کا بھروسہ کر کے اتنا ہے کہ دوں الائچیوں کے لاتب نہت پی بھیں وہ صرف کامنے پہنچ کا تب کی نقل انتہا میں کامیاب طریقے سے کی ہے۔
- ۲۔ ایک اونٹت میں جو صورتیں لفظیہ نہیں ہوتیں ہے وہ صرف اُنہیں ہے جو اسی لفظ پر نہیں ہوتیں۔
- ۳۔ دوں الائچیوں کا سائز ایک ہے۔
- ۴۔ دوں الائچیوں کیہیں تکمیلی سطریں سطریں استعمال کیا گئی ہے۔
- ۵۔ دوں الائچیوں کے آخری چار صورتیں ہیں ایک لفظ کا ہی اختلاف ہیں۔

اختلافات

- ۱۔ دوں الائچیوں میں بہ شرعاً اختلافات نہیں۔
- ۲۔ دوں الائچیوں کے صفات اور ایک ہی لفظ پر نہیں ہوتے ہیں بلکہ سطریں ہام طور پر مختلف طرزات پر نہیں ہوتیں۔
- ۳۔ دوں الائچیوں کے سروقانی کی عیالت ہیں ہی اختلاف ہے جو کہ کوئی کیا جائے گا۔
- ۴۔ مختلف طرزات میں اور آجسی صورتیں کے لصف افراد کی صفتیات ہیں ہام قدر ہے تا کہ جس لفظ پر جست صفت نہیں ہوا تھا۔ اسے دوسرے طرزات میں کے شروع میں پھر لکھتے تھے ایسا کامنا اس لیے کیا جاتا تھا کہ اگر صفات اپنے ہیں مل جائیں تو انہیں ترتیب

دیا ہے کہ "خود ہندی" کے ایک ملائیش میں اس قابو سے کم ۱۰ ہندی کی گئی ہے جبکہ دوسرے میں انکو نہیں کی گئی۔

"خود ہندی" کی تربیت بھل ہونے پر تقریباً اپنے سال گئے تھے، اور اس کی طرفت شے ازیز دوسال گئے تھے، اما اُڑھ کو تربیت ملے تو خود ہندی کی شایع ہو گئی، ہمیں صدمہ ہوا کہ تحداب اسلامت کیا تھی۔

"خود ہندی" اور "امداد" سے متعلق دو قول کے شایع ہوتے ہے پہلے یہ اُن کی بہت شہرت ہو چکی تھی، اس سے یہ امکان ہے کہ اس دو قولوں کو ان بھوول کا بہت اختلاف ہے، مجاہد قائم ثواب خال ہے جبکہ ایک بھاط میں ناکتب کو لکھا تھا:

مشی مریدِ گی خال صاحب کے بھانجئے آپ کی مردوں انشا بھے۔

اکمل اُس بھبھے گئی، ایک سلسلہ انجیر کا ایل ہے خال صاحب کے
ظفر کاری کے اختلاف میں کہ کوئی کم درست ہے پھر کہ کہا ہے، مروی تبدیل
ہے، اندھہ میڈھہ میڈھہ کا ستم سی وارد تعاوہ کیا تھا کہ میں نے دیے ہی تمام
بیکیں جلدی لیں اور لوگوں کو دیں۔

اس کا سلسلہ ہے کہ خود ہندی کی ثبوت بہت چوکی گئی۔ اب اس کا آخری صفحہ چھا
گئی نہیں تھا کہ اُگر خوب نہ گئے تو خود ہندی جس شایع ہوئے ہے تو ناکتب ہندوستان
کی ثبوت کے لگتے۔ اُن کے لگاؤ اور دلائ تقریباً قائم ہندوستان میں بھی ہوتے
ہے۔ اس سے تقریباً اس سلسلہ پہلے ہب اُن کی استعفیٰ شایع ہوئی تو تقریباً چھ بیجیں ہیں
لیے گئے تھے ہو گئی، میں ناکتب نے مشی مشیوناً آن آنام کو لکھا۔

کتبِ مسیحیت کے کچھ ملائے ہیں کوش ہوا۔ . . . دیکھو صاحب

تم مجبور ہے تھے، آخر جس پڑی تریکے اور کیس گئی: ۱۹ اپریل ۱۸۵۷ء
جس نامی ایک اگر، اگر بھل کے لگھے ہیں کسی حدے پر روز اتر خال نہ

نالب سے اُن کی ارادہ نظر و مشرک نظریت کی خی۔ فاماں پڑھائیں حاصل طور کی ضرورت کے بیشتر نظر کی خی۔

جزی احادیث مکمل صحیحات مقدمہ کے بعد تسلیم میں لائز گزئی خی۔ اخوند نے نالب سے اندو لاریت ایک کتاب لکھنے کی فرمائیں گی خی۔ بے وہ نالب اسکوں کے اصحاب میں نالب کینا چاہتے تھے۔ اس فرمائیں کے سلسلے میں نالب لے فرمائیں شیوه نازیں تھیں اپنے کو بخواہی۔

”جذب ہری اٹھاٹ ریڈ صاحب کو ایسی جیسی نظر نہیں بخواہی۔

فی کی نظریں ہے اندو لکھنے والے الجام پائے تو اُس کے ساتھ ان کو خواہ بخواہیں اس کا مطلب ہے کہ اس تابعے میں اندو لاریت ایسی کیا بولی کی ضرورت نہیں بخواہیں اصحاب میں سنتاں کیا ہاکے۔ اس پے بہما امکان ہے کہ خود پہنچی اصحاب میں شامل کر لیں گی جو بالآخر بولیں کے بے کافی تسلیماتی فرمائی گئی ہو۔

امکان چیز ہے کہ طاعت کے رہمان ہی کافی آئندگی ہے۔ اس لیے بہت بخدا سے الائٹن کی ضرورت پڑ گئی ہو۔

لیکن سوال ہے چونکہ دوسرا الائٹن جھاگیر تو پہلے الائٹن کی ایسی تسلیکیوں کی کیون۔

کیا آئندی ملٹھے پہنچتا طبا استاد جی کوئی تمہلی بخواہی کی کیون۔

اب رہی پیٹھ کی ملٹھت کی کیونی صورتیں ہیں۔

۱۔ خود ملٹھی ممتاز عالم نے دوسرا ذہلیں شائع کی۔ اگر ایسا حق اومتی ملٹھی ملیں فخری ایں فخر سے اس کا اعلان کرتے کہ پہلا الائٹن ختم ہو گیا اور اب دوسرا الائٹن جھاگیر ہاں ہے۔ اگر ملٹھی ممتاز عالم خاص دوسرا الائٹن شائع کرتے تو اسے پہلے کی بظاہر کہاں دیکھ کر بخواہیں ہوں۔ اس زمانے میں محدث کو معاومنہ دیتے کا رہائی بخواہیں تھا، اور بک اس معاومنہ ہوئی تھی، صفت کچھ کرنا تھی اور یہ کی پہلی کیسی کرنا تھا۔ نالب لے دوستیں کہ دوپھاں جلدی خوبیے کا دعوہ کیا اور اپنے ایک دفعہ والے امید بخواہیے اسی سماں

جلدیں کی تھیں سیپر نوئی آدم کو دلائی تو اخون نے دستیو چھاپی۔ اسے بے
خی ممتاز گل نواس کے پاس کوئی وہ بیوں تھی کہ وہ اس طرح پھیا کر دوسرا ڈائش چھاپتے۔
دوسری صورت ہے مگن ہے کہ ٹوکرہ ہندی اگل مقبولیت دیکھ کر کسی نے جملہ اولین شائع
کرنا گھرہ ہیں قریں قیاس ہست کیہل کر ٹوکرہ ہندی اگل اثافت کے حقوق کی کے نام لفڑیوں
کے ٹھنے خے اور پھر ناک کی دفاتر ہو گئی تھی اسی کے کوئی نی دوسرا اولین شائع کر سکتا
تھا اور پھر درپیون الٹھوں کے آخری ہد ملنے انکل ایک ہیں اور ایک ساتھ چھے ہیں۔
تیسرا صورت ہو قریں قیاس ہے وہ ہے کہ ٹوکرہ ہندی اگلے جمادات چھپ ہے
تھے تھوڑے تباہیاً ٹھافت کے منتظر ایں ہو اسے کی آخری کاپی نہیں پہنچی تھی۔ جب آخری کاپی
پہنچ کی نوبت آئی تو میں ممتاز گل نواس کو نیال آیا کہ ٹوکرہ ہندی اگلہ بہت زیادہ ہے اور
اخون لے گئی کہ اس پہنچانی ہیں وہ کافی تھیں۔ جو اسے چھے ہوئے کامل دن پہنچنے تھے
اسے پہنچیں جان کے جھری ٹھافت کر دیے گئے تھے بھروسہ، صفات کی کتابت
کر کے اپس چھما گی۔ آخری ہد ملنے اتنی تھی دوسری شائع کے ٹھنے کے کوہ دوسری کتاب
کے ٹھنے کاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۳ صفحات کے قریں تو پہنچنے والوں اختلافات ہیں لیکن
آخری ہد میں ٹھنے ایک لفڑا کا بھی اختلاف نہیں۔

عنق نقاد کے لیے ایک ایم سال ہے کہ ان درپیون میں سیپر نوئی اولین کس کو لے
اوسری پہنچ کے کسلیم کرے۔

یعنی طریق تو پہنچ کہ جواہر کا ہے لیکن سیپر نواس ہے کہ اس کا اسکے سرو تھا ہمایا پا ہم
کوہ ممتاز گل نواس کیجا ہے پوہ ڈائش ہے جو پہنچے چھوٹھا کیہل کر (۱) اس ڈائش ہے
کوہ ممتاز گل نواس کا ایم ۲۳، اس اولین کا اکاٹ دوسرے اولین کے مقابلہ میں زیادہ
بہتر انتہی کہ معلوم ہوتا ہے (۲) بہتر اولین کا کافی نہیں والوں بہتر ہے جوکہ دوسرے اولین
کا کافی نہیں تجھرتی اندراز کا ہے۔

مودہ بھائی کے بیٹے اڈیشن ہے جس کے ساتھ ہو کر اگس لے اکب اور اُنٹ کو بخدا بخلا اور اگس لے جس سے کوچھ تاریخی بخط نہیں، دلی سے تو بخدا بخی اور اُنٹ بخی اس کی بخدا بخدا بخدا کے پڑھنا ہے۔ اور اُنٹ مطہی انی کش سے عجمیا تھا اس کی بخدا بخدا بخدا بخدا بخدا کی جوں کہ ریپرنس کا لامبی بخی اس سے بخی احمدی سے بخی اکب ہی کو بخدا بخدا بخی میں کی وجہکے ان کے جانے ہوتے اخلاقیاتی بخی سے مصنوع ہو گئے ہیں۔

اکب اس کا بخین بخی کردی ہے کہ ان سے اہم بخدا اڈیشن کوں سا اور اگر فرض کیجئے کہ طبع و ثابت گی جو جانے کر پیدا اڈیشن کوں سے تو ہمیں اس کا علم بخی کر دو سبکے اُنٹ کی کن بخت پڑھنے اُنٹ سے ہوئی خی یا اصل سبک سے حالیکی کہ مکان بخایا کے کو صد سے سے بخدا بخی کیل کا صدہ ہوتے بختر بخی اکب کا بخاب کرنے پر تباہ ہوتی ہے۔

اس نے حتیٰ نزار کے ساتھ بیک ہی ماستہ ہے کہ وہ دو قوں اُنٹیں کو بخواری سخن کی صحت سے استنبال کرے ہیں لے۔ ناکب کے بخواہی کے تحقیقی اُنٹ کی تبدیلی میں ایسا ہی کیا ہے۔

اردو سے محلی : پیدا اڈیشن

مکون بخدا اُنٹ طبعت میں بغیر حوال نام بخی بخی اگل اور ناکب کے چاہئے واول کا طبع نہیں جانا جائے۔ اُنٹ میں بخیں نام بخدا فارس ناکب اکل اخطابیاتی ناکب کے بخواہی جاہیت کا پروگرام ہے۔ ناکب نے سبھی دوستیں کو بخدا بخدا کراچی بخواہی اُنٹ کی تفسیر فرمائیں۔ یہ ممکن ہے کہ بخواہی کی بخدا اسی بخی نو ز ناکب لئے بخدا بخدا کو کوئی کام بخدا بخدا کے مقابلے میں اس کجھتے نہیں کاہتے کی بخدا اس کم اس۔ بخیر بخدا بخدا بخی اس کا درج اچھا ہے۔

قرآن میں بیکار کے خاتمہ کو اور کتاب و مصوبہ میں ترتیب دی گئی۔ پھر سے
عیں وہ خطہ شامل کے گئے جو اسیں اور صفات زبان میں تھے اور جیسی میں اولیٰ مسائل پر
ٹھنڈھے ہیں کی گئی۔ یہ مصطبہ طلب کے لیے تھا۔ ۲۷ صوبے یونیورسٹیز وہ خطہ شامل کے
گئے جو میں متعلق طالب زبان کے گئے تھے۔ جو کسی صاحب کا خیال ہے کہ آنالمبا جملہ
صرف حصہ اول مثاثل ہو سکتا، اس میں کہ اگر کتاب ملائکہ نام ہے جس کو نسخہ موجود ہے
وہ بھل ہوتے ہوئے صرف حصہ اول پڑھتی ہے۔ اس کا معنی رسانی ہے کہ پھر حصہ کو
انعامہ کتاب پر گزر، طالب حروف کے ہے اس کے کچھ نادرستے پھیلانے گئے ہوں۔
کتاب کے آخر میں تاکہ کوئی تحریر بھٹاکی ہے جو میں تاکہ نہ کوئی ہے کہ
یہ سلسلہ ازدواج فرم میت۔ اپنا احتیاط کا بہت قدر پڑھم اقبال نثار بحکیم نویم، مذاقانہ کو تبلیغ
دلیلتے اس بیوی مدرسی طلوب کی بھوتی تعداد۔ ۲۸ میں اور صوبہ زنجیری مختاری کے امام کے اعلیٰ
اس میں شامل کے گئے ہیں۔

نواب سید نعیم (ابن احمد) (۱-۲ خط)، سید خادنگال سید حسن (۱-۲ خط)، مظہر جیسا علیہ
دکھل، (۱ خط)، میرزا ہمایوں شاہ (۱-۲ خط)، شاہزادہ طیب الدین (۱-۲ خط)، مسید جبارین الحروف
حضر (۱ خط)، چودھری عبدالحق حسکر (۱-۲ خط)، پیر بزرگ طبری (۱-۲ خط)، میرزا یوسف (۱-۲ خط)،
عبد الجبیر بن جوشن بریوی (۱-۲ خط)، سیدوان علی خاں، رضا مرزا ابراری (۱-۲ خط)، عبد الرزاق شاگر
(۱-۲ خط)، سید ولی خرز الدین (۱-۲ خط)، سید حسین سید مہاس (۱-۲ خط)، بحکیم نویم نعمت الدین (۱-۲
خط)، شعب الدین صیدیق الدین (۱-۲ خط)، نواب ابراہیم علی خاں، وانا (۱-۲ خط)، جوادی لکھنی تلویی
(۱-۲ خط)، بحکیم سید حسن عودودی (۱-۲ خط)، یعنی حسین خاں (۱-۲ خط)، میرزا امام علی پیر
وہند (۱-۲ خط)، مشیحی تکش (۱-۲ خط)، مشیح عہد الفاطمیت (۱-۲ خط)، نواب احمد نلام نعمت تاکہ کیہے خیر
(۱-۲ خط)، نواب ضیاء الدین قواس قیصر (۱-۲ خط)، میرزا شہاب الدین خاں (۱-۲ خط)، نواب

نور الدُّولَة شَفَقْ (۱۴ خط)، مِيزَانْ صَاحِبْ (۲۳ خط)، قَرْبَانْ مَلِيْكْ خَالِدْ سَائِقْ (۲۴ خط)،
شَهْرَدْ مَلِيْكْ خَالِدْ جَوَانْ (۲۴ خط)، إِقْرَانْ مَلِيْكْ (۲۴ خط)، مِيزَانْ مَنَا (۲۴ خط)، نَاهِبْ
يَوسُفْ مَنَا (۲۴ خط)، بَطْلَى سَفَرْجَانْ (۲۳ خط)، باَبُورْ جَرْجَوْنَدْ سَهْلَتْ (۲۴ خط) -
أَنَابِيلْ الْمَدِينْ خَالِدْ بَاهَدْ (۲۴ خط)، أَنَابِيلْ الْمَدِينْ خَالِدْ مَلَانِيْ (۲۴ خط)، فَغْرَةْ مَنَا
(۲۴ خط)، أَمْجَسِينْ بَكْشِلْ (۲۴ خط)، بَكْشِمْ وَرَضْعَنْ خَالِدْ (۲۴ خط)، بَكْشِمْ نَامِ، دَنَا خَالِدْ (۲۴ خط)،
مَاطِرْ بَيَادِسْ لَالْ (۲۴ خط)، جَوْهَرْ سَكُونْ قَبَرْ (۲۴ خط)، لَشْنِي سَلِيمْ سَكُونْ (۲۴ خط)، اَدِرْ
بَهْلَارِيِّ الْمَشَاقِقْ (۲۴ خط)، بَهْلَارِيِّ الْمَدِينْ اَحْمَدْ خَالِدْ (۲۴ خط)، يَوْفِيْلْ خَالِدْ قَبَرْ (۲۴ خط) -
۲۰۲۳ صَفَرْ حَسْنَهْ بَشْكِلْ بَعْطَلْ كَوْلَهْ بَجَيْهَهْ ۲۱ ذَيْ قُعُودْ ۲۰۲۳ مَوْسَى طَافِقْ ۲۰ مَارِچَانْ
شَهْرَهْ كَوْثَانْ ہَبَانْ، گُوْنَهْ لَاكْبْ كَيْ دِيَاتِكْ ۲۰ دَلَانْ بَيرْ.

مودودی : ریاضت

طہریلہدہ، میں بطبعِ اول کئی تحریریں تھیں۔ ”اور پہنچ کا ایک ری پرنٹ شائیخ ہوا۔ اس کے نام کے کی علامت ہے لکھا گیا ہے کہ پہنچ نام انہیں کی خواش سے ملائیں ہے ملائیں ہے کوئی بمعنی میری تھا۔ میری بخوبی تھا۔ اب اسی تھیں۔ اتنا تھا اسی عصہ اصرار میں ملائیں ہے۔ اسی ملائیں ہے فتوت
جوابِ شیخ اول کئی صاحبِ دادم اپھا لے گئے۔ ... دکٹر مریم ماتی ہوا۔
جگہ وہ ۲۶۴ صفحات پرستھیں، ۷۵۰ × ۴۵۰ میٹر کے سائز پر تھیں جو ہوا۔

مذہبی مکالمہ

وہ ریکارڈ نئے ہانپ ہے۔ اس ملحوظ کی وجہ سے مارٹن مارٹن، جسی بیان اور گاہ پر
گفتہ سے ۱۹۷۳ کے اپریل تا جون تک اس کے سرحد پر خوبیت کرنی گئی ہے،
اس سے ہبہاں ہے کہ یہم سکلا ایکام سکریٹری بھڑات ایکجا ہیش ۔ ۔ ۔

محمد کبیر الدین احمد شاعر بود و کتاب نہایت میں شائع ہوئی۔ اس تدوین کی میکانیں بھی
کے دریاچے اور قرارات میں بھی ملائیں گے اس کی تقریباً نمائش نہیں کی جسیں نامعلوم ہوتے رہے
نقربے کی انکال دیے گئے، جو حکومت کے نقلاً نظرے پہنچ دیے ہیں ہیں۔

اردو میں سعیٰ: مری پر فتنہ

اکمل الطایع نے آردو میں سعیٰ کا دوسرا رسالت پخت ۱۔ فرمی ملکہ کو شائع ہوا۔
۲۸۷۳ صفات پر مشتمل و مجموع ۴۷۶۹۷ کے ساتھ شائع ہوا۔ کتاب کے آخری حصہ
پر اجازت اٹھ کے عوام سے سمجھم نام و نامخال کا ہوا اطاعت شائع ہوا کہ ۶۔ میں صرف
ایک سی دفعہ کے لیے ایک چڑک کا بھی دکانی، آردو میں سعیٰ ای ہمازت (ہم کا کوئی راست
بھرے باشی نہ ہو) ہے، میں خلیل الدین صاحب تمثیلی اور لہذا جمل نماں کو دریا ہوں۔ ایک
ہنگامہ میری ہمازت کے دریا گزندگی چھاپ کئے۔

اردو میں سعیٰ: حصہ اول حصہ دوم

اکمل الطایع میں سعیٰ ایڈٹن مطبعہ نام اہمیتی دلی سے پریلی ملکہ میں شائع ہوا۔ اس کا
پہلا حصہ ۲۸۷۳ اور دوسرا حصہ ۲۸۷۴ میں صفات پر مشتمل ہے۔ اس کا سائز ۴۷۶۹۷ ہے۔
دوسرے حصے پر محمد عبدالحکمہ الخضری بیان کھاہے۔

اس بھوٹے کے حصہ اول کے نظروں اور کیا ہیں، جو آردو میں سعیٰ کے پہلے ایڈٹن میں
شائع ہوتے تھے۔ حصہ دوم کی ایقا میں الحدیث و تاریخی ہے کہ "حد و ملکہ کے بھے
احقر الدنیا" کو محمد عبدالحکمہ علیاً عنده احمد شاہ نجفی و لاکھنؤ کی حدمت میں مرض کرنے کے بعد
آردو میں سعیٰ ایک نسبت ایڈٹن کے سعکی بولا اماکن کی اجازت سے مطبوع میں پھیل دے
ہوئا۔ موصوف نے ایک لفڑی سورہ منزا کا کتب کے قرأت کا ایک اس سے بھی عذابیں فیض

جس کو اعلیٰ صدر دم آرڈرے سُلیٰ کے ہم سے ہبڑ کر کے اسی کے آخر میں خال کریا۔ اس نئے بیس نام کردہ راتیت میں مین میں خوب نے لوگوں کو اسلامیں دی ہیں یا اس طرف کے عقل کو کمی ہابت کی ہے یا کوئی گندھا ہے اور بعضی کو لوگوں کے دیر پابھے اور دیوبھے بھی ہیں؟ اس نئے بیس میں سید رحمت فی خانی کی تراجم العرفت خواہ بد الدین خلیفہ نجفیان کی تھانی الفتنہ بہت کے کچھے ہے کے دیوبھے۔ مادہ خانہ نظر کی کتاب کتاب اور میانا، جس بھی بیگ سرہنگی مغلیز تحریق پر تقریباً سیش حبیب اللہ داکا کے دیوان اور سب فرزند اور صغری بگلای کے سلاسل تذکیر و تائیفہ دیوبھے ہیں۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل مخطوطہ ہیں۔

صلنا ہبڑ گوالیں تکم	— ۲
مالٹی پیاسے مال	— ۱
حبیب احمد گا	— ۵
سیاں ہدھوں کیلیں	— ۵
شیخزادہ بیٹھر احمدیہ	— ۲
مشنی کچھلہ امام	— ۱
بولاں کیاست مل	— ۱
خواہ ہمسنگو ہبڑ	— ۱
مشنی ہبڑ ہمسنگو	— ۱
بیڑ پسپہ دیا گہوئی	— ۳

ارڈ فٹ کے سُلیٰ بھر افیل دو ڈم۔ دو سارے مکون پر نت
سلیٰ بھر افیل دلی سے لہیں ۱۹۴۸ میں آمدے سُلیٰ بھر افیل دو ڈم جو شائع ہوا۔

اُس کا تذوق کا اجاہ کلکھے۔ عن درست کالم قی خال کی عدالت سے بچے سووم ہوا کہ آردو سے سلسلے کے اس اذیت کے ساتھ می تفریخ اور انی معاشرے، خود بندی کے پہنچ اذیت کے ساتھ ہے۔ بینی اس کا بھی ایک ایسا ری پرنٹ شائع ہوا تھا، جس کی آپکی ملامت وہی شائع کی گئی اور پہنچ اذیت پر بھی جسمے میں نہیں سے استفادہ کیا ہے وہ تو بھی ہے جو پہنچ اذیت کے طریقہ شائع ہوا تھا۔ (اذیت انتہی ترقی اردو: بند) کی انتہری میں نہونا ہے، کالم قی صاحب کے اطلاع دینے پر میں نے اس لئے کی تاکش سترہ خیل کی تو ہر دوں انتہری ترقی میں بخوبی مل گیا۔

اس دی پونت کے آخر میں تاریخ طباعت اس طرح دی گئی ہے۔

- تاریخ - محمد عباد احمدی مدنی ہر دو اکتوبر مطیع مجہاتی دینی ماہری میں
اس سے دھکا ہوتا ہے کہ پہلا اذیت ہے۔ ہر کاریاب ایسا نہیں ہے۔ پہنچ اذیت کے
پہنچ اور دوسرے میں کے آخر میں محمد عباد کے نام کے ساتھ مغلی مدنی ہم کھوا گا ہے۔
جب کہ مگر پہنچ جتنا دوسرے میں کے آخر میں فوہام کے ساتھ مغلی مدنی ہی ہمہ ہے، لیکن
پہنچ میں کے آخر میں کہ عباد احمد کے معاشرہ، مردم و سلطنت چھپا ہے۔ پہنچ اذیت کے پہنچ
میں کے ۳۷۰ اور دوسرے میں کے ۴۰۰ صفحات ہیں۔ اس کے بعد کلکھ ری پرنٹ کے پہنچ میں
کے ۳۷۱ اور دوسرے میں کے ۵۹۵ صفحات ہیں۔

کتابت کی قلمیوں کی وجہ کے دو اول کتابوں کے میں میں ملائے اخلاقیات پر گفتگو
ہے ملا۔ یہ کہ میں نہیں آئیں اگر، میں پونت پر تاریخ طباعت وہی کیوں چھانپی گئی جو پہنچ
ازیت پر بھی کتاب شائع کرتے ہاں کی تحریز سرداری کے حوالہ کوئی وجہ بھی نہیں تھی۔

اردو سے مغلی: حصہ اول

اردو سے سلسلہ ایسا ہری پرنٹ مطبوعہ قدیمی اوری سے منتقل ہی شائع ہوا۔ جبکہ صرف

بیشتر جبود ۷۵۰ میں کے ساتھ شائع ہوا۔ کتاب کے آخر میں سید حسین الدین
ان سید نور حسین پر اندرستیخ فاروقی کی طرف سے امانت ہے کہ: «کافی راست محفوظ ہے»۔

نکل اڑوے سعیٰ: مسلک بر جرود حصہ

آنے سے آئی اولین ۱۴ ذی القعده سطحیہ مطابق ۲۰۱۱ میں جمعی کا پورا
تیر ۲۸۳ مسلمات پر مشتمل، ۷۵۰ میں کے ساتھ شائع ہوا۔

ابن سکنہ کے سلسلے کے قرآن بجھوں جس کو توبہ اللہ کی فہرست نہیں بولتی
اور ایک بھی تکوپ الی کے ہم کے خطوط کا بھاگنے کے بجائے بھوٹے میں بھرپر بنتے
نالباد و چلا جوہر ہے اسی تھے میر تجھے ترتیبہ تھی کہ اتنا ای کام کا ہے۔ بے بھی
لارک کے لفڑیوں میں گئے ہیں۔ ہر تکوپ الی کے ہم کے خطوط کو جگد کر کے گئے
ہیں خطوط کی فہرست میں ہر تکوپ الی کے ہم کے سائنس اور کے اہم کے کل خطاوں کی تعداد
میں بھی بھی گئی ہے۔

کتاب کے آخر میں وہ نوٹ دیا گیا ہے: «پہلی کوئی بھروسہ ترتیبہ نہ ہے صرف ذکر کثیر،
نہ لکڑا گئی ہے۔ ہنالئے ترتیب کی تسلیخ نہ محفوظ ہے۔ کوئی صاحب با اجازت نہ کر سکتے مطلقاً
اُن ترتیب سے چھاہیں؟»

ارڑوے سعیٰ نکل: بر جرود حصہ حصہ

ناتک کے خطوط کا چھوڑنے کا ایک ملک آج کتاب، اسیہ نے سطحیہ کریمیہ سے تیر ۲۰۱۱
میں شائع کرد، ۲۲۳ مسلمات پر مشتمل ہے۔ ۷۵۰ میں کے ساتھ جھاگا گیا ہے۔ ضرور
ہے اُن تکوپ کا سمجھا جائے اپنے مسلمات پر مشتمل امرنا لارک دہلوی کے مذاہن سے ایک دلیل
ہے۔ اس دریافتہ میں ناتک کی زندگی کے کچھ اہم واقعات بیان کیے گئے ہیں۔

زولما خستہ بیان نے اور دستِ مل (مل گرو، دسمبر، ۱۹۷۰ء) میں تاکب کے تدوینی
کہنے والی خط اور ایک خط شیخ علیف احمد گلرائی کے ہم شاعر کے تھے جن خط کو
بھی اس بھوئے میں غیر کے کامت شال کر لیا گا ہے پسند کے شروع میں شیر گلو منزوں
کی صفات پر مشتمل ایک تحریر ہے، میں میں خط و ناکاب کی مخصوصیات بیان کی گئی ہیں۔
اس بھوئے کے تکاری نشانہ سیرے پریشان نظر ہیں۔ پہلا نکتہ جس کا ترقی کپ اپی
شیر ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا تھا۔ دوسرا نکتہ میں اور تیسرا سچے ۱۹۷۴ء میں پھیا تھا۔ تین
ہے اس کے بعد جن کوئی اور یہ نکتہ شائع ہوا ہو۔

عواد ہندگی، ری پرنٹ

مام نافی لال، ال امادتے ہو بہندل لال، ری پرنٹ مٹکلے جس شائع ہوا تھا،
عواد ہندگی صفات پر مشتمل اور پاٹاں ۱۹۷۴ء کے ماننے ہے اس کی خصوصیت صوت ہے کہ اس
کے آخر میں ۲۰ صفات پر مشتمل ملکی القا کی فریضگ خالی کی گئی ہے۔

اربی خطوط ناکاب مرتبہ مزالمحمد عسکری

ناکاب کے خطوط کا اپنی خوبیت کا ہے ہمایوں ہے جس بھوئے میں ایسے خطوط کا انتباہ
کیا گیا ہے، اگر ان ناکاب نے نکاتہ اور ہمیں کیجیے، امداد کے متن کو ملے ہیں اور خدا
کے خلق میں نکتہ کی ہے، ترین صفات کے دیا ہے میں ناکاب کے اخطاط کی مخصوصیات
تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ اس مخصوصیات پر تحریر ہے جسی میں شائع تحریر ہے۔ پھر خطوط کا ایکاب
دیا گیا ہے۔ آخر میں تاکب کے نیشن سکوپ ایکام کے ماقبلہ زندگی بیان کیے گئے ہیں۔ اس
امداد کا کام اردو میں کیا ہے بھاگا ہے۔

یہ کتاب ۲۰ صفات پر مشتمل ہے اور ایکاب میں تھا اسی پریشانی سے شائع ہوئی۔

مکاتیب غالب مرضیہ بوق اعیزیز علی خاں (اشی)

ام پر کے ناوب بوسٹ مل خال دا تھم اور ان کے صاحب نادے اواب کلب مل خاں ،
ناکب کھٹا اگئے۔ ناکب کو صدر رام پور سے جزاً ملکہ دستے جو درپے ماہار
خواہ ملی علی بورتے دم تک الحص طغی ری خاں بے ناکب اور خاں رام پور میں سلو
سلط خدا ایں آندوں کی خوش بخشی ہے کہ ناکب کے خطوط کا جزا حصہ تھکرہ والے دلائل
رام پور ملخوا خال دلائل میں راست کے چیز خلڑ کریں جیسے جن زیدی نے ان خطوط
کو مرتب کر کے شائع کرنے کا مخصوصہ تیار کیا۔ اس کام کے بے ان کی خلڑ تھا کہ بولا انتیلاں
خال دلائل چیزے والے پڑھیں۔

درکش صاحب نے ناکب کے دلخواہ کا تھوڑی حق قیاد کیا۔ ان خطوط کے کتوں دلائل
تفصیل ہے ।

بوف علی خاں دا تھم ————— [۱۷۲] (بوف دا تھم دلائل)

نواب کلب ملی خاں ————— ۴

نواب زین العابدین خاں جلادر فن کھنی خاں ————— ۲

حبلدار حمدی رام پوری ————— ۱

ملک سیل چنڈ ————— ۶

بولاں نورسون ————— ۱

مکاتیب ناکب کا پہلا اولین ملکہ، بیٹھی تھیں بھنی سے لائیت ہوا۔ بہ الاشیں جاہنپ
کے ذریجہ بھاگیا تھا اور طباعت کا بہترین نمونہ تھا۔ اس کے چھٹے علی خاں تھا شائع ہوئے۔ اُتری
اوہ بھنی تھیں لیکن اولیہ بیوی امام پور سے شائع ہوا۔

۱۷۳] اُتری لے مکاتیب ناکب میں ایک سوتا سو صفحات پر مشتمل ایک بہرہ اقتدار کیا۔

جس میں مگر مشتبہ ناکتب، اضافات، احتجاجات، اعتمادات اور اخیر کی تعلقات بجا اور شاید اُن تعلقات، اضافات، احتجاجات، اعتمادات پر، اضافاتے ناکتب، مستحبات ادا کیا جو ملابات خلوط کے عنایات کے تحت ناکتب کے حوالے لئے ہیں اور ناکتب کی خلط انگلی کی تفصیلات پر ہائی کورٹ میں۔ اس کے بعد خلوط کا من رواج ہے جس کے بعد اضافات و تباہی، اعتمادات اور کتب، اعتمادات کے تین مکمل اضافاتی و میں تھے۔ اس سے پہلے کسی لے خلوط کا لکھا کرنا ہے۔

مولانا عزیزی لے ان خلوط کا تخفیفی الائچی انتہائی سختی کا کام اندرازیں اور فوجی عمل احتیاطات تیار کر کے پڑے تھیں جنکی طبقہ میں کوئی ضمیلی نہ کی گئی۔ خلوط پر بڑی محنت اور عالم اذان اخراج سے ڈالی شکے گئے ایں۔ کسی بھی بخط میں شاید ہی کوئی ایسا دعا ہو جو اُنہیں طلب ہو، اور عزیزی صاحب نے اس پر حاضریہ لکھا ہو۔

تھی اس بات پر ہے دلوقت اور پیری ذمہ داری کے ساتھ کم سکتا ہوں لیکن لاہوری سپریٹ سے پہلے کسی ارجومندی کا ایسے سختی کا کام اخراجاتیں تخفیفی الائچی تیار نہیں کیا۔ ایک اس کے بعد گنجی جہاں ایک سیرا سلطان ہے اسیما تخفیفی الائچی تیار نہیں کیا۔ اسی وجہ سے کتابیں کیا جائیں۔

خلوط غائب : مرتبہ اہمیش پر شاد

اگرچہ "عوام ہندی" اور "لدنی" میں ملائی گئے لفظتیں ہی اور ایشیان شائع ہوتے ہے لیکن ناکتب کے تمام خلوط کو سمجھا کر کے اُن کا تخفیفی الائچی تیار کرنے کا خیال پہنچی بد موافق ہے۔ اسیلیے جو اس کو اپنا خصوصی لے جوگئی فرمائے سے ناکتب کے خلوط کی وجہ کے بڑی محنت اور جنم سے جس ایسے اصل خلوط بھی کمال کیے جو ناکتب کے خلوط کے بھروسے ہیں مبتلا ہو گئے تھے جو خلوط کی وجہ سے ایشیان کو من قلم کیا گیا۔ وہ خلوط بھی سمجھا کر کے گئے جو

بیوں میں خال بھی ہو سکے گے لیکن مختلف مسائل میں شائع ہو سکتے ہیں۔ کچھ ایسے
غیر طبعہ مکمل طور پر مسائل کے گئے ہیں جو ناک کے کتب ایم کے والوں کی کہتی تھی
ہماری صاحب نے تکان تھب ناک بہبہ بردا امیاز علی خال وحی میں خال نواب
پست ٹالی لام، آلم کے ام پستیں مخلوط اسی میں اڑیں میں خال کے۔

خود پست کے پہلے اڈیں اور ادوستہ میں کے پہلے نیچے الیشون ہو رکھتا ہے ناک
اور ناک کے ہاصل اطرافہ والی کے تکس فراہم ہونے تھے، اسیں بیادی کنوں کے طور پر
انکھیں کیا گیا۔

خی کی نظر تائی اور طلاق استکی گرانی آخر عہدات دستی مردم لے گی۔

ہمارا اُرث کے سکانیب ناک کے بعد ناک کے ختم کا ہے پہلا نجود خدا، جس کی
زندگی اور طباعت میں اتنا جنم کیا گیا۔ والا اتنی وجہوں میں شائع کرتے کہ پروگرام
بنا گیا۔ پہلی جلد جلد اسے اکیدہ کیا رہا اور سے ملتا ہے میں ناک پہلا شائع ہوئی۔ ہماری
صاحب دوسرا جلد مرتب کر کیا ہے تھے کہ جو ٹھیک اسیں ہمہ سمجھیں ایسا۔ اور یہ کام لارچھا
ہیگا، ابھی ترقی اسلا (پہلے) نے مردم کے والوں سے دوسرا جلد کا سورہ اور قطبہ ناک
کے عمل اکٹھا کیا ہوا انہم بولا خریدا۔ انہوں نے کہ انہیں اس دوسرا جلد کو سورہ گھم پوچھا۔
پہلی جلد میں مرتضیٰ تھا، جو اہم سکھ جائز، پہلے دین تھی۔ جلد اسیل جائز اور المطاطع
تھی بوجھ میڑا۔ پہلے الی خارجہ۔ الحجیں بیکل۔ خام مسیں تقدیم گئیں۔ ناک بیٹ
کی ایک ناک، یحیم کلام نجعت خال۔ سیر جوہی مجتہد۔ فہاب الدین احمد بن حنبل۔ مرتضیٰ
ماائم الی تھر۔ ماہزادہ زین العابدین۔ عاصم الدین احمد بن عقل۔ فیض مدائی امام احمد داد
اسے ملتوں میں کے کتب ایم کے ہم سلوہ نہیں ہو سکے، خال ہی۔

کسی بھی بخشن کا خصیہ اڑیں تیار کرنے میں ایم مرحل اماکا ہتا ہے۔ بعض متین
نقادوں کا خیال ہے کہ جن کی اسادی ہوا ہا ہے، جو صفت کی جسی اور بعض کا خیال ہے کہ

نوریم سن کو بدھا ملائیں کھاہا بنا چاہے۔ طریقہ کوئی بھی انتیڈ کیا جاتے، ضروری ہے کہ فروٹ سے آخر تک ایک پار طریقہ ہوتا جاتے۔ مخطوط ناکتب میں ایسا ہمہ کیا گیا۔ جس کے دو دو گہرے ہیں، ایک قوی کہ ہوا ہی بیش ہوشاد کو ناکتب کی اولاد کے درست کپڑا خلاف ہے۔

ہوا ہی بیش لے لے گا ناکتب کے دیوار پر جسے ہیں اطلاع دیتے گی اصلی کافی تعلیمات ناکتب کے اصل مخطوط دستیاب ہو گئے ہیں لیکن سترے میں ڈاکٹر جہاد شمسی نے ناکتب کی بدوڑا اس کے درستے میں وہ کہا ہے۔ اسے پوچھ کر اداہہ ہجاتے ہے کہ ناکتب کی اولاد ہے اظہر قابل کرتے ہوئے اسی کے سبیں لاظہ رہت کم اصل مخطوط سخن اور ان مخطوط میں ناکتب کی اولاد کی جو دوسری ہے، اسے یہ مخطوط ناکتب کے تین مکالماتیں اداہا ہیں۔ جو کس طرح بھی دوست نہیں، مخطوط ناکتب کے تقدیمے میں اکثر بولتا، مددی کھفے ہیں کہ مخطوط ناکتب کے تین کے ذمہ کرنے جس آن تراجم اصول کا لحاظ کر کی گیا ہے، جیسیں ناکتب مانتے تھے وہ جو گیج ہیں، امداد ان کی ہرگز نہ ہت کی پر جو ہی میں ہوتے ہیں۔ اور بعضاً اور اردو الفاظ اُسی طرح سمجھے گئے ہیں ملکی ناکتب کھاکرتے تھے اور دوسرے سخن کے پہلے ڈیش پر تصور کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی مکھا ہے کہ: ”بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نئے کتاب نے ناکتب کی ہلگر کتابت یا ادا کو اکثر جگہ برقرار رکھا ہے۔ مگر بعض اتوں جن اُسی کی ہمہ نہیں بھی گی کہے۔۔۔۔۔ اس نئے مخطوط ناکتب“ کا ملن سوا اس کی محدود کے چھوٹے علاوہ نہیں، اسی نئے پر فائم کیا اگر؟ ڈاکٹر صاحب کا ہم بھال دوست بیس۔ کچھ کر ناکتب کے وہ اصل مخطوط دستیاب ہوتے ہیں، اُن کی ادا، اور وے سخن۔ ملک ایوال کے تین اگلے ایوان ہیں اسماں کا لفڑی ہے۔ ہوا ہی صاحب نے ہام طربے اور وے سخن۔ ملک ایوال کی اولاد کو فرواد ملتا ہے، جو ظاہر ہے ناکتب کی اولاد سے بہت مختلف ہے اور فاقہ کی ملک کے اسے بنت ڈاکٹر صاحب نے جو ایات دیتے ہیں اُنہیں سے بھل دوست نہیں۔ ڈاکٹر جہاد شمسی کے تھے۔

کب طریقہ تو ہے کہ تالب میں اندازگی اور ایک سے زیادہ طریقہ سے کرتے ہیں
انہیں سے ایک کو بھول کر بیا ہے۔ مثلاً ۷۰٪، ۸۰٪، ۹۰٪، ۱۰۰٪ دھیرہ اس کی وجہ
بھیں بتائیں۔

وہ صراحتیست ہے کہ گولوی صاحب نے اسی ایک بحث کی اولاد طرح کی ہے۔
 خدا میرزا اور سیدنا اور نواب اور نواب و نبیر
 تسلیمانیہ ہے کہ ناکتب کی خطا اماکن کو اپنا لیا گیا ہے۔ خللا ناکتب تمام مدنی انسانوں
 کے ساتھ تھے کیونکہ ان کو خطا ہمیں تھیں کہ فارسی میں "وَمُنْجِیْنَ ہے۔ گولوی صاحب
 نے اسی قاسم و قدری الخلافاً ناکتب کی ملٹشائکے مطابق "ز" سے سمجھے ہیں۔
 پرانا طریقہ ہے کہ اگر ناکتب نے بعض الخطاو کی اولاد خطا کی ہے، تو ان کو
 جوست ادا میں لکھا گیا ہے۔ خلافاً ناکتب "الافضل" اور "الاکمل" سمجھتے ہیں۔ ان الخطاو
 کو گولوی صاحب نے جوست ادا میں لکھا ہے۔

ایک اس طریقہ انگریزی الفاظ کی املا میں اپنالا آ جائے۔ عام طور سے ناک بولنا اتنا لالا
کیسا سمجھو دیا سے نکلت کرتے تھے۔ مثلاً ناک ب گورنمنٹ، سدقی نکٹ اور ڈارو۔
لکھتے تھے، ان الفاظ کو مولوی ماسنپ نے ”گورنمنٹ“، ”سدقی نکٹ“ اور ”ڈارو“ سمجھا ہے
لے کر بگر بسن انگریزی الفاظ کی املا وی کی گئی ہے جو ناک ب کرتے تھے۔ مثلاً ہن و پھر

حافت طریقہ اپانے کی وجہ سے خطا نسبت کے ملن کی اولادی بھگتی ہے جو دوسرے
بے اولاد ناکتب کی ہے۔

خوبی بندی ہر انسان سے سطح پر کسی طبق کی کافی تربیت نہیں فوجی ایک کتاب بہر کے
دھم کے خطا بھی کتابیں کے لئے چھے لایا جائیں، برائیوں سے سطح کے اُس اذنشی میں تربیت
فاحم کی گئی جو سطح بھیتی کا نتیجہ ساختہ کرنی شائع ہے۔ اس اذنشی میں ایک کتب دیکے
دھم کے ترمیخ خطا دیکھ کر چھے بیکنی میں صورت حال ہے جو کہ ایک کتب الیہ کے دھم کے بھیز
خططا خود بندی ہے اسے تو سمجھنے کا وظیفہ ملی ہے۔ اس کے طاری اسے بکر خطا کی
لاریا مدار تربیت کی بھروسے میں بھیتی ہے۔ جو لوگوں میں ایک جیل بار ایک کتب دیکے کام ہم
دستیاب خططا کو کچھ کر کے اخیزی نہیں کا مدار تربیت ہے۔

لوگوں کی ایسی بھروسہ اطراف پر ملکا خفر ہے۔ زالی خرمن نے اپنیں شرکار کے
کھوتے کھوسے بھی کی۔ اس کے بعد جس انسان سے سطح کے کافی خططا پر تکالیف ہیں تھیں انہیں
کے لاماء سے ناکتب کے خططا کو تین صوروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک تو اس خططا میں یہ
نکل کر تکلیف خفر ہے۔ وہ سخت خططا رہا جس پر تاریخی ایجنسیا ای وغیرہ یہیں کیجئے ہوں ہی
اوٹسیسے وہ جیسے گئے تکلیف خفر ہاں گل نہیں۔ جو لوگ صاحب نے بیٹھی ہوئی خطا کی آنکھیں تھیں کی بھل کر کیا
دیکھ دی ہے۔ جن خططا کی آنکھیں خفر کا تصور ہوں تو کاسکن رہا۔ خفر کا اندھہ ہو گیا
ہے تو ان کی تربیت اس طریقے کی ہے کہ پڑھنے والے کو رہا۔ خفر کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ خدا
اگر ایک ایسا خططا ہے جسیں یہ تکلیف خفر ہے اور مددگاری صاحب کو اندازہ ہو جاتے ہے کہ یہ
گستاخ تھا جس کو ہماں یہ کا تو اس خططا کو جو اسی تھا۔ اور خفر کا تھا۔ کے دو سیان تربیت
ہے دیکھے۔ کافی خططا ایسے ہیں جن کی آنکھیں خفر کا تصور ہو اور صاحب نے کیا ہے۔ بیکنی
صور نے کسی آنکھی کے بارے میں اپنے داخل پہنچ نہیں کے اور قبول افاضی عمدہ اور وردہ

۔ سندھ خطروں کے نہ لذ کی تہت کی ابتدت ہو امدادات دی گئی ہیں وہ غیر معمولی اور ناکالی ہیں ۔
یقینت ہے کہ بولوی صاحب کی تحسین کی ہوئی اکثر آنکھیں نکلا تھیں، پھر کہ بولوی صاحب
کے درجہ خطروں کا سندھ ترین افسوس ایکم کا جانا تھا اس لئے تاکہ کے سوندھنگاروں
اور فوجوں نے اپنے خطروں کی کمیاں کا فخر کی جواد پر عجل ایسے نایاب نکلے ہو دست ہیں
تھے۔ ان آنکھوں کا تصور پر نہیں تھا کہ انھیں نے سجن ہے جواد پاہیں کیجیں، ان کا تصور
یقیناً انھوں نے بولوی صاحب کی تحسین کی ہوئی اور اکیل پر بھروسائی۔ ان تاکوں کے بارے
میں جلد مثالیں ملاحظہ ہیں ۔

لڑکے ہم اک خط پر تدبیری قفر پر نہیں ہے بلکہ خطروں کا کتبہ نکھانے ہے: آنہ
نیچیں، حاشمیر کو اونک جیسی بجا دیا ۔ بولوی صاحب کو نہ ملتے اگر وہ وہ کی جانابہ نہیں بولا کر
یہ خطروں کا نکھانے کیا الیسا بلکہ یہ اپنی کر خلائق کو خلیفہ کیون ٹکریں ہوئیں اسی طبق
ہیں۔ بولوی صاحب نے خفرے کو اس طرح کر دیا: آئی پختہ، اس تبر (۱۸۹۲ء) کوڈاک میں
بھاگا: قسمی سے اعلان کیا ہے کہ: قسمیں میں اخلاق بولوی صاحب کہے۔ اسی حرام
اعلان تاک کے ہیں۔

مال آں کر بولوی صاحب نے "حاشمیر" کو بدل کر "حاطیر" کر دیا ہے۔ اس تبدیلی
کا کوئی اعلان نہیں ہیں۔ خطروں کے انہوں نہ خواہ اس لئے ہیں کہ یہ تدبیری اونک
دست ہے بولوی صاحب کے لفظی بھولی ہے سے ۱۸۹۲ء میں سلطنت
۔ اب لاصری طرح کی مالیں ہیں: ابھرے ملی کے پہنچانیں مالان کے نام
اک خط پر ملکی نہیں کردہ تدبیری کیشہ ۲۴ ہوائی مختاری ہے۔ اکتوبر کی دستے اور خط کی
صحتیں تمہاروں کی جواد پر یہ خلائق ہوئے ہوں چلے ۔ بولوی صاحب نے مختاری کو
بلکہ خلائق کو دریا ہے میکن اس کی کوئی اطاعت نہیں ہی۔ اس طرح خفرے کے نام اک
خط پر تاک تھا: دھرم و خلق کو درج کیں، جو خط اسی بولوی صاحب نے دست

کر کے ۲۴ دسمبر گردابے بیکن اس تصویح کی طرف بیگ کوئی اشارة نہیں کی۔

تلخیف کا ایک اہم ترین اصول ہے کہ اپنے متن کی ترتیب کے لئے جو گنجی اصول اپنا کیں، اُن کی پہلی مشتمل سے الٹک کریں۔ علوی صاحب نے اپنا ہدایت کیا۔ ایسا گناہ ہے کہ جب بھی کسی قرأت کا مشتمل سے آیا، انہوں نے اُس قرأت کی پہلی پار پر تبصرہ کر دیا اسکی وجہ سے کبھی مشتمل کی بخداز ہرہیں۔ علوی صاحب نے بھے طور پر قرأت کی ترتیب بدل دی اور اکثر اس کی طبقاً نہیں دی۔ جس سے بقیہاً پڑھنے والے کو ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ناک قرأت کے اصل خط اپنے اذین میں بخداز فرات خی۔ جمل آں کہ اپنا نہیں ہے۔ ایسے مقامات بہت کم ہیں جہاں علوی صاحب نے تواریخ میں کی لشان دی گئے۔

متن کی ترتیب ایسا ہے خواں رکھا خودی ہے کہ تم اس حق کا تخفیف کر لیں تھے
گرہے ہیں جو صفت کے ذہن میں قہاد کر اس متن کا جو کافی ترتیب ختم ہوا، میں اگر صفت سے مہابت میں کسی نظر کا انتہا نہ ہو گیا ہے یا کوئی نظر بھوت گھبہ ہے تو کوئی نظر سکر۔
اچھا گیا اسکی نظر کی اوقات بھی گئی تو ان میں سے کوئی چیز صفت کی نظر کے علاقوں نہیں
ہوئی صفت کے ذہن میں خالی کے انتہے ختم کرنے ہوئے ہو ہوا۔ اسی لئے چارے
لےے ضروری ہے کہ تمہری کی تلطیبوں کو صفت کر کے وہ فہمی میں نہ گل لشان دی یا خود کا اس
مولیٰ صاحب نے یہاں گئی ایک طریقے کیا ہے؟ پہلی نسبت کی

ذرا۔ «خطاط اذات» میں پہلی تصویح کی لشان دی میں، پہلی گئی ہے۔ ناکٹکے
اپنے علم سے، اصل خط کا کس سلسلہ میں اذات ہے (یہ میں ہوں ہے) ایک نقطہ۔ سبھی کھا
ہے تلاہ ہے کہ اذات کا ہمہ علم ہے وہ نہیں لفظ۔ سو لفظ ہے تھی میں ناط قرأت ہے
ولی گئی اور مانئے ہیں۔ میں تصویح قرأت رو گئی ہے۔

دوسری تصویح کی لشان دی میں ۲۷ کی گئی ہے۔ متن میں قرأت ہے۔ وہ گھنائے
رہا ہمرا، مانی مری۔ اصل قرأت یہ ہوئی ہے جو نکتہ ہے کہ راجا صرا رانی نہیں میں۔

بڑی صاحب نے خوبی میں تو سین جسیں ہیں کا انتظام کر دیا۔ اور تخطیل لارٹ مانیجمنٹ آف آئی اے گو فلمز کا اوس طریقہ پہنچایا۔

ایک فلم کی نشان دیکھنے کے بعد بھی میں اسیں بھی کہا آئے۔ نظر کی افسوسی شہادتوں سے عالم بچانے کے بعد اسیں وہی کہی آئے۔ یہاں پاہے۔

بڑی صاحب نے خوبی کو دست کر دیا اور اس کی نشان دی مانیجمنٹ میں کر دی۔ یہاں فلمز کی اس طریقہ اپناؤ گیا۔

ان تین مثالوں کے درمیان میں ثابت کرنے خود ہے کہ بڑی صاحب نے حق تقدیم کے کام مصلح کی پابندی ہیں کی۔ جیسا جو مناسب کے بھروسہ کر لیا۔

تخطیل ناتپت میں حق کی ناامی نظریں ہیں۔ حق کے ہم زمکن کے ایک اصل خطا کا گھنی بڑی صاحب نے تخطیل ناتپت میں لیا کیا ہے۔ بڑی صاحب نے اس کے ساتھ بونصیت ایجاد کیا ہے۔ اس میں ایک خلل ہے۔ اس طرز مالکی کے اسی میں ایک خط کا مکمل شائع کیا گیا ہے۔ بڑی صاحب نے اس گپتہ طریقہ خط کا بھوت شائع کیا ہے۔ جس طبقہ اخلاق کا لطف ہیں۔ تم نظر میں فلسفیہ کی تعداد اتنی زیادہ نہیں ہے۔ مگر ہر جس حق کی نظریں ہیں کافی تصور ہیں۔

حق تقدیم کا ایک ایم ٹرین اصل ہے جسی بے کرشی تقادیر اطلاع دے کر اس نے کس لئے کوہنیادی خطر بنایا ہے اور کھول بنا ہے؟ بڑی صاحب نے دیا ہے میں احمدناولی ہوئے کہ زمکن کے کون کون سے اصل تخطیل گئے تھے جس سے انہوں نے جلدی قلعوں کا ہوازد کیا ہے۔ ان اصل تخطیل کے اسے ہمیں اطلاع دیتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے:

..... الحادیۃ الحلق کے نام کے ٹیکرہ نظر احمد گزہی کی صاحب کے پاس ہیں۔ پہنچت رائیش ریال صاحب تینیں تکش کا امر مدد ہو گئی ان کی

دعاہت سے ان اخلوں سے بچوں کا مقابلہ کیا جائے کہا۔ نواب
سدید رحیم بیان میں ارجمند خال شریعت، لاکھری بڑی وہاں تین صاحب
خال بہادر صدیق و محمد صاحب بیرونی صدر کیلئے صورت پروردہ، پنڈت
گوبیل احمد کھنڈ صاحب بیرونی دل آپر، آفامہا نعمت صاحب رہلوی،
کرشنا کالیج، سیمیر، سید فربیع محمد صاحب تیکی شمس آہار (نیا ٹوپو)،
پونڈیشیری اکاگورا سیمیریل صاحب، المیں انہل سین بیک صاحب اور بہر،
سید شریعتی میر صاحب بہری نے اخلاق بخود باخلاق مقابله کے لیے قریب
فرماتے ہیں سے کتاب کی ترتیب و تکلیف ہیں یہی مددی:

ہلوی صاحب کے ان ہدایت لفظی و ثبوتی پہلا کریں ہے۔ خود دلستخن کے ہمہ فقرے
کے آئینے غلط ہیں۔ ان میں سے گواہ خط اصل انکل میں ہلوی صاحب کوں گئے نے غیر
یہیں ہیمازیں پہلا کر وہ غیرہ خط کوں سے تھے۔ ملت کے ہم خط کے منہیں بھی اخلاقی
نئے ہیں۔ اگر ہلوی صاحب ان خطوط کی نیان دیکھی کریتے تو قابل ہے کہ ان کی ترقیوں کو سطح
خطوں کی ترقیوں پر ترجیح دی جاتی۔ ہلوی صاحب نے میں اگریں سے غلط اعلیٰ حوصلہ
کی ہیں ان کا تحریر ادا کیا ہے۔ میں عذر کیا ہے کہ میں وہ کوئی سے غلط ہیں
ہیں کی، حصل پا نقل ان عذرا سے دستہ بھول ٹھی، میں کی گولی اخلاق بھی دی گئی۔ لہجہ
لاکھری مہاجر صدیقی نے "منہ مہ" ہیں بھاہے کہ:

"خطوط ذات اگل دوسری پہلے کے تجزیں کہ ٹھیک ادا نہ رہے یہ ہیں۔ انہیں
یہ ایک تحریر خطوں کی ہاگل اور اس میں جزو طے کے خلل ہے جو کا جانکے گا کہ
وہ کہاں سے یہاں آئے ہے"

یہ تحریر ادا نہ رہے خطوط ذات اگل اس دوسری جملہ جس مثالیں تھیں میں کا مسودہ
ہے میں ایکیں کے انتقال کے بعد اپنی ترقی اور ایجاد بدل لے گئی۔ یا اتنا اور جو تحریر کے دفتر گل نہ ہاگل۔

یہ رخواں پر کروں جیس نے فاتح کے کئی اصل خطابوں کی خلوں کے لکھنے والی فرم کے
لئے اپنی مردم و مدنی بندی میں شامل کرنا پا ہے تھے۔ جیسی ہے کہ اس سے جتوں مانع برقرار
کیوں تو قرآن میں اپنے بندی میں اپنے اخلاق کے نہ نہایت کو اس خطاب کی خلاف کیا تھا۔ فاتح کے کام
بڑے پیمانے پر اسلامیت کی پیش کاری کیا گی اور جو اپنی کو یہ بیرونی مددی بھیش کی کامیابی سے متعلق ہے۔
تمام کاموں کے ادراگیں وہ فخر اور کام ہے کہ کو لوگی صاحب نہیں ہیں اور
لکھنے والوں کو اپنے خالد ترجمہ دیا گتا۔ اخونے فاطمیوں کے تحفہ میں اُخْنَت کی تاریخ میں
جس بخت اور پودہ رہنگی سے کام لیا۔ وہ قائل تھے اگر مرقوم حق تغییر کے اہم اصول
کی ابتدی کرتے تو اُخْنَت کی جو سختی کا خاص خیال کرتے تو کام بہت سہی رہی ہے۔

نادراتِ نائبِ مرتبہ آفاقِ عین آفاق

سیدنا زادی نے مغل بیکش ہمیر کے نام نائب کے ۲۴ خطاب اور مشی وہ طبقت کے
بھائیک خطاب فرم کر کے مرتب کے تھے مغل بیکش ہمیر کی تسلیم ہیں جیسیں صاحب کے
نام سے اخافی اسیں اخافی کو۔ اخونے یہ فرم سلطنت نادراتِ نائب کے نام سے فرم
کے۔ نادراتِ نائب ۱۹۷۹ء میں اخارة نادراتِ نگاری سے شائع ہوئی۔ آفاق صاحب
لے تو فدا استبدالِ خاک (لاری) کی مرتبہِ مرکاتہب نائب کو اپنا نامزد بنا لیا۔ شاہزادی کیم
ٹاما اسجا ہوا۔ ۱۹۸۰ء صلحات پر چشتی مقرر ہے اسی میں اخلاق عوامیت کے ثبوت ملکی
نیکیش ہمیر اور نائب کے نہاد اور نائب کی تضییبات پر ملکی وہیں گئی ہے۔ نائب اپنے
نائب کے ۶۲ شاگرد کے تصریحات اکتوبر کے گھنیں اخیں ہمیں کے علاوی درست اسی کتاب
کی غلطیاں بہت زیاد ہیں۔

خطوٹ غالب مرتبہ نواب اقبال احمد

نام بول تھرے ناکب کے قرآن مخطوط کیا کر کے۔ مخطوط ماتحت کے نام سے بیٹھے،
جس کتاب خداں اور ہے شایع کرتے۔ جس کچھے سے ملکانہمہ ناکب اور کامات ناکب
کے خطوط شاہ نہیں کے گئے۔ ناکب کے خطوط کا ایسا ابو جہنم تقریباً سب خطوط شاہ
کریے گئے ہوں۔ پہلی بخشش ہوا۔

- خطوٹ ناکب کتاب بکر کے کم ہیں ہی بخشش ہو چکے ہیں۔ اس کا کچھے تحریر
و زندگی تیراہے۔ لمحہ پتھر میں پنجاب ہلی درستی۔ اس سے بھی شایع ہوا۔ خلاصت کے
اپنے سے پیدا ہوئے۔ بہت صاف سخرا و دل خوشیت چھا ہے۔
تھرہ صفحے لے اسی کوئے منہ۔ اس کو توبہ اور کے ہم کے قرآن خطوط آیکا۔ اور توبہ
و زندگی توبہ و یہم کے وفات ہیں۔ لیکن اکونکے چالے کہیں ہیں۔ دیے گئے خطوط اس
بہت سے اپنے وفات کا انکر کرے جیسیں ہم کاری نہیں کرو سکتے۔ تھرہ صفحے نے جائی
تین اپنے بہت سے وفات کی تفصیل بوان کر دی ہے۔

جن لوگوں نے جعل اتحدی و درمی تصنیفات کا مردوں کیا ہے۔ وہ یہ رہے اس بیان
کی تصنیف کریں گے کہ جو ادا کب جنہیں دلهم تھے تینکن۔ دلماں کے کبھی ناکب کے خطوط کی تربیت
ہیں۔ اسون لے بہت لامہ رائی گذکھڑا رسداری کا ثبوت رہے۔ جو اس لے سخن تحقیق کے کسی صور
کی پاہنچیں۔ اسی کوئی جو اسون لے خطوٹ ناکب کے نام لئے لے کر کتاب کو
دے دیے اور کتابت پڑھنے کا کام دلرسویں سے لیا۔ میں بھری رسداری سے کہ کلنا ہوں۔ کر
آن کمک ناکب کے خطوط کا کوئی جو معاشر افلاطیں چھا۔ ہنہاں از خطوٹ ناکب ہے۔ سخن کی
حالت ہے کہ کوئی صوراں نہیں ہے۔ جس میں تھیں کی آنحضرت سے کم خطوط ہوں۔ صور
یک مشکل رہتا ہوں۔ نوابے جن مزاکے ہم ناکب کے پار افلاط اور دے سلی میں شامل تھے

بڑے عوام کے کسی بھروسے نہ تھے، وہ نے چھوٹوں لفڑا پرے بھروسے نہ تھا اور کریے ہیں مخطوط کے لکھنے کے آئندے نظر تھے جن میں سے ایک کے عنی میں آئندہ دو صد کے عنی میں تو مخطوطاں ہیں۔ اس سے اس کا بھروسے پر عزیز بھروسے کی گلہاں ہیں ہیں ہے۔

نالپ کی یادِ بھروسے مرضیہ خلیقِ نجم

نالپ کے مخطوطاں کو بھروسے دو صد سے چھوٹے بھروسے مٹت ہے کہ اس میں صد روا مخطوط شال کے گئے ہیں جو خود پڑیں اور اور دو سے ستملیں میں شال ہجاتے ہے گئے تھے وہ بھوسیِ نلت میں شائع ہوتے۔ پھر دو ستملیں میں کہتے تھا ہزارہ دلی سے شائع ہوا۔ اس میں نلتِ لگوں کے ہم نک کے ۱۳ مخطوطاً اور ۱۴ نلت فوریں ہیں۔

اس بھوسنیِ نلتِ نلت کے کسی بھروسیِ اصول کی اپنے کاہیں کی اگنیِ حق کی ترتیب تدبیت اپنے دل سے کام لیا گیا ہے۔ تمہارے ہندو تین میں پہنچنے والے مخطوطاں راہِ اگنسیہ کا ایک رجھا کام نامہ کوئی کی نہ کرو گی۔

مخطوط نالپ مرضیہِ سیش پرشاد پنظربالِ ماںکِ رام

بہل پرشاد کے انتقال کے بعد ان کے سرواتِ اوراقی کا نہادتِ اُن تسلیم اور اپنے خوبیے میں انکر جاندا تھا۔ مددِ علیٰ کے مشیر سے اُنہیں لے مخطوط نالپ کا دوسرا ذخیرہ تبدیل کیا کامِ پکیِ رام صاحب کو سونپا۔ چکام دو جلد دل دیں پہنچا ہے ملکا جلد تو دیجی، جو بھبھ پکیِ رام دو صدی جلد کا صورہ دینے میں ماجھل کر لیا تھا۔ بخشی سے دو صدی جلد کا سورہ اُنہیں سے گم ہو گیا۔

مخطوط نالپ کا دوسرا ذخیرہ اُنہیں تسلیم اور اس سے متعلقہ میں شائع ہوا۔ اس رفت

سکھ مام صاحب ہندوستان سے اپر شے ہجیں کی نظری سے، اس کتاب پر هر فہرست کی مذکورت
ہے سکھ مام صاحب کا نام پچھے گیا۔

اُنکھے مام صاحب نے دوسرے اُٹھنے میں بخشی نہیں تھی اور اُن کے ماجراوے
نظری مذکورت کے ہم کے مخاطب کا انتباہ کیا ہے۔

سکھ مام صاحب نے جو لوگی بھیش پرشاد کی تحریر کی جوں جسیں ترکیب سے انھوں
کیا ہے وہ کبھی ایسے بخوبی کیا تو تحریر کا تبعین کیا ہے جن پر حکایت نہیں تھی۔

مودہندگی اور اڑاوے متعلق مرتبہ سید مرتضیٰ صدیقی وائل

مودہندگی اور اڑاوے کی تحریر میں مذکور ہے کہ تاب کا بخش منایا گیا۔ اس کا ایک
ظاهر ہے ہوا کہ نا تاب پر ماگی تھا وہیں کلائیں اور عطا ہیں مانع ہوئے۔ کافر موالیں نے تاب
پر مرتبہ کیے۔ اس طرح نا تاب کے ساتھی تھیت و سیرت اور نا تاب کے معاصرین اُنگریز اور
دوستی اور بستہ موالیں کا لئی خواص سے آگیا۔ لیکن اسی بخش کا ایک خصوصی بھی ہوا۔ اور
یہ کہ بخش سے کوئی عرض پہنچنے کی وجہ پر کلائیں بختنے یا نا تاب کی کوئی تحریر فرمب کر لے
سکھ پر اگر اسی میں نہ ہے۔ جو لکھ دفت کم خواہ ہے جو اسی اور ہر جملہ میں ایک بحدود دستت ہے اس کو اس
کریاتیا اس پر بخش نا تاب کے کوئی نہ ہے۔ جو بخش میں بھیت ہے اسی میں کامساہ تحریر میں انگلی
ہے جس کا کہتے ہیں۔ نا تسلی صاحب کی مرتبہ کی جو لوگی "مودہندگی" اور اڑاوے متعلق
کا شمار جسیں اٹھیں کہا جائیں ہے۔ اگر ہے ان کی مرتبہ "مودہندگی" متعلقہ میں مانع ہوئی
نا تسلی صاحب کے ان دو لائک کو کہتے ہے۔ جو در عطا کے بعد جس اسی ترتیب پر پہنچا جائیں
کہ دستت کی جویں ہوں گے (۱) پہنچتے ہے کام کا نام کہ نہیں بنائی (۲) تختہ کی اُٹھنے
تھا کہ نہیں کے یہ اقسامہ احوال نہیں جاتے۔ (۳) تختہ کی اٹھنے پہنچتے ہے میں بخش کی۔
جس کا ترتیب ہوا کہ ایک بھی تھا کی اسے دو طرح لفظ ہے (۴) تختہ کی تھیں کی تھیں کی۔

لیکا مددی سے کام لیا اور (۲۵) ائمہ بے دھرمے لوگوں سے بناتے
بیکا بات تھی، بھروسیں آئی کہ فاطمہ صاحبے نے "خود بندی" اور "اردو" سے ملنے
پر دلوں بھروسیں کو الگ الگ کچھیں مرتب کیا تھیں اس کے پھرے ایک صنعتیں میں اس
لئے میں ترتیب دیے گئے تھے جب تدبیب میں کام اور دلیل کوئی شوہر نہیں تھا ان بھروسیں
تک ایک کوتیرہ بھر کے ہم کے غلط کجا نہیں کیے تھے، بلکہ یہ سے بھروسے تھا کبھی بھروسے
میں پھر ان بھروسیں میں خطا نہیں اور مرتب نہیں کیے گئے تھے میں سے میں کے پہلے ایش
ٹیک سے پہلے سیری فلم "ہمارا عالم" جہاد کے ہم کے غلط کجا نہیں
ترتیب اس طرز ہے کہ بیان مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۷۳ء کا درجہ تحریر ۲۰ اپریل
خوشی کا جو حق ۶ اپریل ۱۹۷۳ء کا درجہ انجام ۸ اگست ۱۹۷۳ء کا ہے۔ باقی تمام نعمتوں
کی ترتیب اسی طرز ہے۔ لامہ بھرے کی ترتیب کا ہر طبقہ بہت ناطق ہے، میں "اندازے کیل" اور
خود بندی کے پہلے ڈائیشیں کے مرتبین کو تصور کا درجہ میں خبر کیے گئے میں میں
اور انہیں خود سے خوشی صاحب کے مکاتبہ نالکت کی اشاعت کے بعد اگر کوئی حقیقت
اسی ترتیب کو ناائم رکھے تو اسے معاف نہیں کیا جا سکتا۔ خوشی ہے کہ "خود بندی" اور
نہاد سے میں الگ الگ گھٹائی کرنے اور ان کی ترتیبیں کوئی تبدیلی ذکر نہ کرنے کا مال منع
کے حادہ اور کوئی جواہر کوئی نہیں ہے۔

دلوں بھروسیں کو الگ الگ مرتب کر لے سے بڑا خامساں پھرنا پڑیں اور میں ملک بھیں مٹا لے
کیا کہ دلم کے نام کا ناطق "خود بندی" اور "اردو" سے ملنے دلوں بھروسیں میں شامل ہے۔ میں ملے
فاطمہ صاحب کے مرتبہ اور وے ملنے میں دلوں بھروسیں میں اس ناطق کے حق کا مذکورہ کیوں تو سہم
ہوگا، دلوں بھروسیں کے حق میں صرف ایک فرائیت کا رکھنے سے ملنے کے حق کے جانے سے
بھست کیا گی۔ بالی قراؤں کے اختلاف کی کسی بھوسے میں کوئی اعلیٰ نہیں دیگئی۔

دلوں بھروسیں میں اس ناطق کے حق میں ضروری ترقی انتہا نہیں ہے۔ دلوں بھروسیں میں

اس دھنگی حالتِ افات میں بھی کافی فرق ہے۔ خوب نہیں کے میں میں پاہ و پس ان
حاشیے رہے گئے، ای غیر بخل نہیں ہوا۔ تمہارے جبے لفظوں کے ستن۔ خوب نہیں کے
ماضیوں میں رہے گئے ہیں۔ ۱۹۰۷ء سے سٹلی ہیں میں کی مزید سماں خوب نہیں کیا۔

اُدھرے سُلْ کے حق کے بارے میں مانیے ہیں ہمارا گھاٹے کہ اُدھرے سُل کے پیغمبَر
الله علیہ سلام کے سلطے پر ہے اور ہمیں اعلان ہوئے کہ سُلطنتِ بُلْجُورِ نبویوں میں ہے، سُل
کی کسی سلطے پر۔ ۴۔ خوب نہیں کے مانیے ہیں اس طبقاً کی کوئی اعلان نہیں۔ میں نے
یہاں صرف شادِ مالم کے نامِ ناکتب کے سمعان کا جائزہ لیا ہے، اور نہ تمامِ معلوم کا کم و بیش
یقیناً حاصل ہے۔

اب سال، ہبھا ہوتے ہے کہ میٹھا دلم کے نام کے سی حق پر بھروسہ کروں، اس حق
پر ہبھا معاشر نے خوب نہیں کیا ہیں مرتب کیا ہے، یا اس حق پر ہے۔ اُدھرے سُل میں
نرتب دیا ہے۔ حق کے اقتضایات کی وہ بیلت کے مطابق ہیں جیسے کہ ایک بی بھت کے حق
کو جو جگہ مرتب کیا گیا ہے۔ اور دو توں جگہ فیر قریبے ڈری سے کام لیا گیا ہے۔

راحتِ معاشر کے مرتبہ بی جو ہوں ہیں ہنگی تلاطیں ہیں، لیکن موڑنا ناممکن ہوں تھے کے
مرتبہ سُلٹوناکتب کے مقابلے میں خاصی کم۔ جعلِ اخدا ایسے جی ہیں جن کی ہر طرفیں ہن
کی تکلیف ہے۔ خدا ہوئی ضربِ اندیش میں میا کے ہم کے سُل کا مکس، اکثر خدا ہوئے ہیں جی کہ
سیگزیں، تاکب اسرارِ اسلام کی شاخ کیا تھا۔ راحتِ معاشر نے ہنچا ۱۹۰۷ء سُل،
کی بلدوں کے حصہ میں نہیں کیا ہے۔ میں نے ایک بڑیست سے سُل کے مکس کا
راحتِ معاشر کے مرتبہ میں سے مبتلا کیا تو مسلم ہوا کہ راحتِ معاشر کے حق میں پانچ
تلاطیں ہیں۔ ایک سُل کے حق میں پانچہ تلاطیں ہوئی کتاب کو آقاں اشتباہ بیانے کے
لئے کہل ہیں۔

راحتِ معاشر نے خوب نہیں کیا۔ اُدھرے سُل ۱۹۰۷ء سے سُلیٰ دو لوں میں لائف فریٹھے افتخار

کے ہی خداوندی میں ماشیت ہے، ہنسنہ حاکم متعلقات عطا خداوندی لئے کس کی ایش
کے کس سے ہے جب کہ اور وہ سلیٰ ہیں جو خداوند کے ارادے ہیں، یہ اولاد اُنی گئی ہے
۔ خداوندی کے ماٹھوں میں صراحت، بیان، زبان، مخاطب، مخاطب امام احمد زمرہ جیسے
انسان اظہروں کے سفر دے گئے ہیں، اور وہ سلیٰ ہیں جو اپنے ایک افلاک کے منی دینے کی
ضیافتِ کسر کی گئی ہے؛ خداوندی کے اس ماشیت کو دیکھ کر ہبیل پیغام بھاگنا ہے کہ
بے درجاتِ بھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

نَّاكَ كَلْمَنَ الطَّوْفَ يَنْدِيرَ الْقَرِبِيِّينَ ہے۔ فَأَهْلَ صَابَ لَيْلَةَ الْأَشْعَارِ
ہندَةَ الْقَرِبِيِّينَ ہی۔ اس کو کششِ عینِ عقولِ میمِ اکبرٰ ہے۔ تکھ کرس طبع کے بیانات
دستِ نہیں ہیں۔ سب سے بیوالِ ایں خود کے وسطِ یادِ کافی ہیں جو بیان ہمکاری اس خیال
کا نیا اُنیں والائی ہے۔ ایک بخط پر اکبرٰ نے قریدی ہے۔ اکبرٰ خود اور اس کے ایک دل
کھلبے۔ تقریباً وسطِ اکبرٰ بآس سے پہنچے۔ اس قیام کی کوئی روح بیانِ نہیں کی گئی اور جو
بھی ایک دل کا سرہ کافی نہیں کیا گیا ہے۔ اُنکے نام ایک بخط پر اور وہ سلیٰ ہے۔
تکھ دلخی خود صرف۔ ۱۴ لمحوں ہے۔ لائل صاحب نے اس خود کا تعلق لایتا ہے اور
البھا اس سب کے کافی اور وہ سلیٰ ہیں۔ اس کے سوچ دلپیش ہیں۔ یہیں ہمکار روحیت کیا ہے
تکھ اکمل، اسی تکھ کے نام کے بخط کو مدد عطا کا تیار گیا ہے اور کھا ہے کہ۔ صرف دلکش
تکھ ہے۔ تکھ بے اسٹک کے نام کا بخط لائل صاحب خداوند کا تسلی ہیں اور اس کے
اسیں حلیتیں لکھتے ہیں۔ پہنچ سے ہیں۔ لیکھا ہے جو ۱۲ جنوری ۱۹۶۷ء کو کھا گیا ہے۔
تکھ اس کے کچھ مادہ بعد کا خط ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ کہا جائے کہ اس طبع کی تحریک دینے سے جلدے نکلو اور ناکب ہی
اکم کرنے والے بھتی جڑ کر دے ہو جاتے ہیں۔ وہ تکھ خود یہ سمجھو سکر کے بعض ہم تماں گیا خدا کریم
ہے اور اس سب سے دلکش کی ضیافتِ کسر ایجاد کرتے۔ جب تک ہمارے یہی سبق دلائیں

دیوں تکہیا تھری جگہ بھی دینی ہا ہے۔

لکھنی نہیں بلکہ ناٹھن صاحب کو اعتماد دیوں گیوں پور کلام دیوں بھر کا مرتب
کیا ہوا ہے ملکہ تری ہے، بھر بھی اکڑا تھر کے خن کی تھر اسی اعتماد سے لحاظ کے طور پر پہنچ
لی گئی ہیں۔ ان قرآن قوں کا احتساب کس بیان پر کیا گیا ہے، یہ بھیں، ہم ایسا کیوں کہ اکڑا تھر کے
خن کے کلام اعتماد سے لحاظ پہنچ کیے جاتے تو پہنچا ایک ملٹے کی تھیں ہم اس طور پر دیوں ناٹھن
صاحب کا مرتب ہیں ہوتا اور بائی ملٹے پر پہنچ صاحب کے خن کے اعتماد سے لحاظ ایک۔

ڈھن صاحب نے تاکہ کے کلام بخوبی کے بخوار پر مرتب کر کے تالکب پر کام کرنے والیں
کی تھوڑی جل کر لے کی کوشش کی تھی۔ مگر اسوس پتے کا بخوبی نے کام اپنے گوں سے کر لیا وہ احتساب
کے دوستی، شرکروں اور عزیزروں سے نظری واقعہ نہیں ہیں اور جن کا مصلحت ملٹی بھر ہے، جس کی
سلام جاتی ہے۔

اکٹھے ایک کلام کے ملکت گوں کو کیا کر دیا گیا ہے۔ خلا

بھر ٹالیاں - ۲۵۵ - ۵۰۰ - ۵۹۹ - ۸۸۹

ص ۵۰۰ بھر ٹالیاں کا ذکر ہے وہ صرف اسیم میں تھر کے دوست ہی۔

ص ۵۰۰ کے نیچے ٹالیاں تالکب مصلحتیاں شرکت کے لواکے ہی۔

ص ۵۰۰ کے بھر ٹالیاں دلی کے پتے والے ہیں۔ اور

ص ۵۰۰ کے بھر ٹالیاں کو ٹال کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ تھت کے نام
اوی خاطریں تالکب لے جو بیان ہے کہ اس کے ساتھ خطا اس کی طرح تھجھے جائے ہیں اور
ٹھر ٹال کو ٹال کے طور پر ہایا ہے۔ اس پتے جو ہم اسی پتے میں لمحیں اسکے جاندے ہیں اسی
کا شکاری کیا ہے، اس سے مگر اسکی طہریت کیا گیا ہے۔ اس صاحب، جان اسکے دل ہے۔
جان ہی، اس تھتے جان اسکے دل نہ کہم وہی کو سکلتے ہیں نہ خطا وہ تالکب کا معالج
ذکر ہے۔ اس پتے نما ہر ہے کہ فاٹھن صاحب نے ہر کام کی اونتے کیا ہے۔

ہندوستانی طریق کی نظر میں اُنیٰ کثرت سے جو کہ پہا اشارہ گزرا گئی ہے
عمر بندگی کے ہبہا ہے جس فاضل صاحب نے خود اپنے گاہ میں کی واد دینے ہوتے
کھا رہے ।

بچہ کے نہیں کون اک بیٹیں کو توزیع کرنے کے اس نئے سے پہنچ کیلیں ایش
اس خاتم سے مرتب و شائع نہیں ہوا۔ حال آں کہ اس کی وادیت کے پیغمبر
اُنیٰ یہی خلفت یہودت اُبیزدے :

بڑے بیان سے اُپریں اجتنام کے اُنیٰ افراد سے مخفی ہوں اس لیے میں اس
طرف کو وہ رہا پاہتا ہوں ।

اس کی اولاد ہوتے کے چشم نظر انہی خلفت یہودت اُبیزدے ۔

غالب کی اڑو اعلانی خصوصیات

ہنراہیں کوئی زبان ایسی نہیں ہے جس کے نہم الفاظ فیکر اور طریقہ سمجھنے چاہئے اس طریقہ ان کا لفظ ادا کیا جائے، اس کی ایک طرف وہ نویں ہے کہ کسی بھی زبان کو کہاں خداوند اس مکمل پیش کر کر اس زبان کے موقوف نظام کو پہنچی طریقہ تحریر کرنے والے ہے۔ وہی نویں ہے کہ زبان میں جو ہر طبقہ تبلیغیں ہوتی ہیں، چاہے تلفظ اور اصطلاح کے مقابلے میں تلفظ کی تبدیلی کی اولاد زیادہ تیرز جوئی ہے، اس سے آخر الفاظ کے تلفظ اور اس سے مطابقت نہیں۔ حقیقت کا وہی نویں ہے کہ اس زبان کا اس تحریر کرنے والی اس طریقہ کا سلطاح کرتے ہیں تو اس صفت بولی جانے والی زبان کو اپنی جیسا دیکھتے ہیں، اس کے تحریری وہب کرنیں۔

تلفظ اور اصطلاح کے اس طریقہ کے خلافات کا جزا ثبوت ہے کہ ایک یونیورسٹی میں مختلف اگر ایک خطا کا لفظ اس خلاف طریقے سے کرتے ہیں لیکن لکھتے ہیکر پر طریقہ اور اسی اسی طریقے سے لکھتے ہیں لیکن ان کا لفظ ایک یہی کرتے ہیں۔

ابودینیاگی اُن زبانوں میں سے ایک ہے جن میں ایک اور تلفظ میں ملاجع مطابقت کی توانہ ہی ہے۔ اس کے کئی مسائل اور آرکیتی اسماں ہیں، پہلا سبب تحریری ہے کہ اس کے

سول نquam اور رسم الخط کا ارتقا ایک سادہ بیسیں ہے، بخوبی بولنے مکمل نہ ان بشے کے بعد
نہیں، اور اخط کو پڑایا۔ اس بیٹے اور دیکھ کا صولتا نہیں اور رسم الخط کیک دوسرے سے مکمل طور
پر ہے، امّا جگہ بھی جو سکے اور سبب ہے کہ اور اور قدری دلوں آرائی توانان کی
نہیں ہی، لیکن وہ لوں، صولتی نquam نامسا مخالف ہے۔ فارسی کی شخصی آوازیوں کو اور دو
تی مکمل بھی خطا کیوں کر دے تو نداری رسم الخط کو اپنا لایا تھا تکن دوڑ کی کچھ
شخصی آوازیں ایکیں، جو فارسی کے بھیں ہیں جوہ ہیں بالکل اور سمجھوں آوازیں۔

بن اگلوں کو کہلی اور دو کو تحریری روپ دینے کی ضرورت پڑی وہ عام طور سے
صون نہیں اور رسم الخط سے متفہت ہے۔ اس بیٹے اخوبی لے اور دو کے لیے فارسی رسم الخط
کا پہنچا بیکوں کوں کے سامنے اس کے مطابق اور کوئی ماسٹے بھی نہیں تھا۔ مرد دی کی
اکار اسکوں آوازوں کو فارسی رسم الخط میں تحریر کی روپ دینے میں مالاگی پریشانی ہوتی ہے۔
تو آوازوں کے لیے ایک تحریری ملائیں ایکوں کی گئی جو صدایوں کیک ارتقا کی مترزاں
کے گفتگی ہیں۔

تغیری سولو ہوپی صدقی سے اور وہی نظر و ذریکی صورت میں کتابیں بھی حاصل ہیں۔
لیکن ابھائی نیز صدی کیک اور دو اولاد کے ارتقا کی، اور اکبر بہت شستہ ہی۔ ایسی صدقی
کے شروع کے ساتھ سفر بر جوں میں گئی جبکہ ناقب میں اور دو اولاد کے ساتھ پر جمیوں کے
ٹھکریا بہتے لگتے۔ اور اندھا اور میں سب سے دیوارہ نبڑیاں اسی وجہ ہی، دنما جائیں۔
اس کا راجہ نہ لہیے گی اگر کہ بندوں سے میہے اپنے قائم ہونے کی وجہ کے، اور دو کوں کی طلاق
کی مدد نہ میں جویں تینجیتی۔ غوث و فتح کوئی اور صدقی کا لیے کی مطبوعات نے اس، اور کو اور
لگجھ کر دیا۔ ایسیوں صدقی کے آغاز میں بھاناوی سکھوں کی انتظامیہ اور طلبیہ میں کی
حصہ اور دو کو چاہئے سمجھی لعاصمیت غیر موصی اہمیت حاصل ہو گئی، اس بیٹے اور دو کے
ہاتھ کا مذہب بہت کوئی نہیں ہو گیا۔ اب اور دوخت شروعت ہری کی بھیں بکر روزہ تو کے

اسدول کی زبان جنگی نہیں کا ملن بڑھنے کی وجتے۔ اس کی اخبار بھی زاروں نہ کریں۔
انھیں اور کے سلطنتی چبک گزروں نے اور کی تعلیم و حکم کی طریقہ کی تو اور اور
کی میدانی جنگ کی خروجت کو ہلکے سے زاروں کیوس کیا گی ہے۔

ذکر کے آخری تالیفیں اور وادا میں بعض ایم جنگی تہذیبیں ہوئیں۔ مثلاً
مکونی اور اکہ آوروں کی ملائیں ہیں، افغانستان پہاڑی کی جنگیں جس کا تھیں کہ جنگ کے نتیجے
این تالیفیں یا سے بھول اور یا سے صورتیں باقاعدہ تفریق قائم کی گئیں۔

ذکر کے راستے اسی تہذیبیں لے لیتیں ہیں میں، اما کہ ایسا ایتم کیکر ان
تہذیبیں ایک تغیریاتی ہی سے اکارنہ جویا آئے گے کہ اور وادا میں کی میدانی جنگ کی گوشش
کی جا رہی ہے۔ بیرونی صدی کے آغاز میں ۱۷۰۰ء میں اور وادا میں اسکے ساتھ
ذکر پہلی بار اتنا اور معنا میں کیا گی۔

ایڈو ایگی میدانی کے سلطنتی پیش خلک کو فصل اُنہیں ترقی اور وادا میں کے
ایڈن سے اکثر عرب اور صداقی کی سر برائی ہے، کبکہ اس کیستی تکمیل ہے۔ اس کیستی کے
بہت کی سفاریوں پہنچیں کیں۔ جن میں سے کچھ جنیں ہیں اگرچہ اور کچھ الی اور وادا کے یعنی دل
تبلیغ اور جنگ۔ چند ماں پہنچے تریں اور وادا میں ایک ایک کیستی ہیں۔ راکٹر مانیز جنگ کے
عہد میں ہوتے۔ اس کیستی کی سعادتیات را کفر گوئی چند لامگے نہ مرقب کر کے مٹائے
کیں۔ کچھ بھاپ بھول میں اکثر عرب اور صداقی، مولانا امیزادہ نماں تریں اکٹھنے ہیں
وہاں ہبہ اور وہاں را کفر سروچیں خواں، را کفر گیان چند جیں، را کفر ٹوکت سیزہاری،
سیات اور انصاری وغیرے اور وادا پر عاصی اور دلوں میں معنا میں کیے۔

پاکستان میں اکٹھنے والوں کی تجویزی نے اور وادا اور رسم اور مطہر کے ہم سے درود ادا
کے اور جنگ کے تکمیلیں ہیں۔ اور وادا کے ہم سے کیا جیں کھیں۔
ذکر کی اور وادا میں اور وادا کے ایجادی ملتی ہے اور وادا تہذیبیں بھی انظر آئیں ہیں۔

جو اُس مہدی الامانیہ پر ہوتی تھیں۔

ناکب نے اپنے سچی خاتمیوں کے نام خطوط میں اولاد کے بھتے میں جائیں تو
یہ تجھیں پڑھ کر غافلہ ہوا ہے کہ ناکب کی اکتششِ حقیقی کو ان کے فیگرد سمجھ لوا کریں
وہ تجھیں ہبہ لیں اس مقامتی کو سمجھتے ہیں:

”جوں کو تم کو مٹا دہا اب ہمارا اطرافت اور جو اپنے صلیع کے انتہار کی عیالت
کا سخل تحریر ہبہ رہتا ہے پہنچیا ہوا مٹا دہا اب وہ دن کے تھاری عیالت ہیں
جیسا مولوی کی سلطیں ہوتی ہیں جیسے آنکو جا ہے جا آنکا کرنا ہوتا ہوں ۔ ۔ ۔ جوں ہبہ
نکب کے خطوط میں اور وہ اولاد کے پارے میں ہبا جس پر کہ کہ ہاٹر پیدا ہجاتا ہے کہ
ناکب اولاد اولاد پر جست توجہ دیتے تھے لیکن دریپہ اسی پر ہے کہ ناکب اس سلطے میں
نہ اسکے غیر نہ مٹا دے۔“

ناکب کی اعلیٰ تجوہ کرنے سے پہلے میں ادا کا یہ پیادا دی اصول یعنی امنیہ کہتا
ہوں کہ اگر ایک ناقلوں کی اونٹھوں طریقے سے ملی ہے اور کوئی شخص اس کے خلاف
لگے تو وہ نظر رکھے جتنا مکری ہو کر کوئی نکھا جانے اور ”سرور و نشاو“ کو ”صرور
و نشات“ اور ”نطا“ اولاد ہے۔ لیکن اگر کوئی لوگ ایک ناقلوں کی طرح ادا کرے وگ
لا صوری طریقے کرتے ہیں، مثلاً کچھ لوگ ”کہتے“، ”روتے“، ”بنتے“ تھے جیسے اس کو لوگ
”کہتے“، ”روتے“، ”بنتے“، ”فہم“ ایک کو سمجھ اور وہ سب کو نظماً لیں کہ سمجھتے ہیں اسنا
ہلکھلے کر مٹا دیں سمجھتے ہیں۔

پہنچوی چند مرجم نے تمریزِ ناکب میں ناکب کے ایک ہوتیں اصل خطوط کے
نکسہ شائع کیے ہیں اس کے ماردا نہ اسی تعداد میں ناکب کے اصل خطوط کے نکسے
نہتھ مالی تھی شائع ہتھے ہیں۔ جنام نکسہ اس بھوٹے میں مٹا ل کر دیے ہتھے ہیں۔
ناکب کی اولاد کا سطح اور ان قریم نکسہ کی پیادا پر کیا گیا ہے۔

یہ بھول اور یاے صوف

اود کی تدبیم ادا نہیں اسے بھول اور یاے صوف ہیں اس طرح فرق بھیں کیا جائے خدا
بیکار پیدا کرنے کیا جائے ہے۔ وصالِ سکھتے ۲۰۰۰ اس مسلطیں لفظ کی ۲۰۰۰ سے بیش
فرق اور اعلیٰ کا عالیٰ سکتا ہے۔ ای یہے یاے بھول کا سمجھ ایسے صوف اور یاے صوف کا سمجھ
ایسے بھول کہنا ہام ہے۔ اس کا ایک باندھا، ہمارا کثیر اوقات اور وو کے قدم ہٹنے
میں پہنچیں حملہ یوں یا کو صوف بھیں اور اس کا لفظ اسکے طبق کہتا ہے اور سمجھ کیسی ہیں اس کا
گلہ ٹھپنے سی بھول اکر صوف کی شخصیت لفظ کو دکر کر کھا ہے صوف۔

ناک کے اندکی بدقیق تحریر یہ ہیں انہیں یاے بھول اور یاے صوف ہیں لیکن
فرق بھیں کیا گیا ناک کے نہ اسیں تحریر مسلمان ہو گئیں لیکن کہ
لگ اس کی پابندی کرتے تھے اور کچھ لوگ بھیں "خوبندی" اور "اوے محل" کے پہنچ
از این تقریباً ایک بیار اسے یعنی شاخ ہستے ہیں "خوب ہے ہی" یعنی یاے بھول اور یاے
صوف ہیں کوئی فرق بھیں کیا گیا۔ جب کہ "اوے محل" میں اس فرق کا پہاڑیں رکھا
گیا ہے۔

الخفا کو ملا کر سکھنے کا رجحان

تدبیم میں الذا کو ملا کر سکھنے کا نام، رجحان تھا۔ جبکہ پیدا نہیں کا مسئلہ کی
جان ہے کہ زبان سے زیادہ الذا کو ملا کر سکھ جائے۔ ناک ادا کی قدر ہوئے
ہتھیں میں کے اس الذا کو ملا کر سکھنے کا رجحان بہت زیاد ہے۔ پسہ الذا ملاحظہ ہوں:
لو اصحاب، سمجھ صاحب، نصلویج، پڑو دیکا، تکروں، ٹھیک، جما اسیں، خروں کو، دلبوہ
قدیم ہوئے۔ اُن لے اور اُس سے سمجھ داکر اُن لے اور اُن سے سکھتے تھے۔

نکلے ان افذاں کو انگل ٹھکھا لے۔

اعراب الحروف

نیک درجہ الخطائیں اعراب الحروف کا قاسم ہے۔ لیکن اگر نقطے کے پہلوں میں ہی
ضربے والے والے بدل رہا ہے۔ فرمایہ درجہ الخطائیں یعنی طریقہ حکم اسی میں
ہے نیک درجہ الخطائیں یا گلیا ہے۔ نکل کے زمانے میں واد کے بدے مددی پیش کیا تھا
لیکے ہوں۔ اور اون "دھیرو کو اُس" اور "اُن" کھا جانے لگا تھا۔ نکل لے اس نے
ملٹی پیش کیا۔ اُن کے ہی اخوب اعراب الحروف کی پیشی لیتی ہے۔

دس۔ اون۔ دھیرو۔ دو ترنا۔ اون تھا۔ پیشہ (نکل لے اکثر پہنچنے کی)
ہے لیکن نکل دو دھر پہنچنے بھی کھولے، اون صر، اون تھا۔ اونی دھیرو

پیش کا استعمال

نکل دھیروں اون تھیوں، پیشہ صر و دھر پیشیں بھول ہے اخڑاً فاری پیشیں
لگتے ہیں۔ خلا
پیشہ طرف۔ دو۔ تھر۔ کھل۔ تو۔ خیم۔ چکا۔ پیشہ اور تو دھیرو

اکار آوازوں کی لکھواوت

اسی کی باکہ آوازیں تھاں پھر آئیں ہیں اور تھدازیں گیرہ ہیں۔ اے آوازیں ہیں۔
ہے۔ خو۔ خو۔ بھ۔ بھ۔ دھ۔ دھ۔ تو۔ تو۔ گھ۔ گھ۔ اور تھ
لکھکیں۔ اکار آوازیں ہیں۔ اس لیے جب ان آوازوں والے افذاں کو
لکھیں بھائیں کھا لیا تو نا صی وقت ہوتی۔ ابھا میں اکار آوازوں کے تحریریں ملے۔

کے لیے ملے مخواہ استعمال کیا گیا۔ ناتک کے مددی ہیں ان آوازوں کے لیے اے
خواہیں، دشیں، رخواں گئیں۔ ناتک کے اس دلچسپی کا استعمال بہت یہ کم ہے
ہے ان کی ملاضی اگر آوازوں کی ملائی تکھیر ہوئی ہے چیزیں۔

اگر اسے مخواہ نطق کے طریقے میں آتے تو ناتک اس طرح ادا کرتے ہیں،

یوکا (بھوکا)، بھاری (بھانگ)، کھانا (کھانا)، گھر (گھر)، تھلا (تھلا)

اگر اسے مخواہ نطق کے درست انہیں ہو،

کھی (رکھی)، اکھلا (اکھلا)، پڑھا (پڑھا)، پٹھا (پڑھا)، آجھی، آجھیں،

ہالی (ہالی)، اُخڑی سلطانیں، اکار آواز کو بندی آواز سے بدل جائیے

اگر کار آواز سلطان کے آخریں آتے تو اس کی ملائی تکھیر ہوتی ہے،

بیکھ (بیکھ)، بیکھ (بیکھ)، بیکھ (بیکھ)، بیکھ (بیکھ)، بیکھ (بیکھ)

بیکھ اسے مخلوط اور اسے لفظ و دہن کا استعمال کیا ہے۔ خلا،

درکھ (درکھ)، مچھ (مچھ)، بھر (بھا) سانچہ (سانچہ)، سمجھ (سمجھ)،

(سمجھ)، کھہ (کھہ)،

بعض سلطانوں کی ادا اس طرح جی کی ہے کہ سلطان کے آخریں آنے والی اسے مخلوط

کو سادہ بندگی آوازوں سے بدل کر اس میں اسے سلطان کا اضافہ کر دیا ہے۔ خلا،

بیکھ، بھر، مچھ، سانچہ، کھہ، کھہ،

اُخڑی سلطان کے آخریں اسے دلی اسے مخلوط کو صرف سادہ بندگی آوازوں

سے بدل دیتے ہیں مثلاً

بیٹ (بیٹ)، بھر (بھر)، مچھ (مچھ)، سانچہ (سانچہ)

خط کے آخر میں الفتاہ سے سختی

لذکاریں اپنے الفاظ کی تعداد فاسی ہے اسی کے اگریں لفظات احت (۰۴) کے
بے میکن احیا سے عقیقے سمجھنے ہیں مگن ہے اسیں ہیں اپنے عقیقے اور الف کے تلاقو
ہیں فرقہ براہوں بیکن ہندوستان میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔ اسی سے مدد ہیں قدر کے کچھ
اپنے الفاظ این کے آخر میں اصلہ اپنے عقیقے اپنے عقیقے احت سے سمجھے جانے گئے
اوہ سعیں اور وہ الفاظ جنہیں احت سے سمجھنا چاہیے تھا اسے عقیقے سے سمجھے جانے گئے
اوہ ہر جو دل کھنڈ ۱۹۳۳ اس طریقے کو اپنایا تو پھر بھی اس امانگی ہو جاتی۔ چنان کہ وہی وکی
ہے اسکل پھر ہوتے والے قادسی الفاظ اکوہ اپنے عقیقے سے سمجھنے ہے اور کہنے والے
ہے سخت شروع کر دیا۔ اس طریقہ کو اوہ اگلے بعض مدد و الفاظ کو فارسی رسم الفاظ کے دلدار
ہے اسکی سے سخت شروع کر دیا۔

تائب کے اس اپنے الفاظ کی ادراگی لفظت صورتیں ملی ہیں۔ تائب اور وہ کے
بعض الفاظ اور الفاظ ہی سے سمجھنے ہیں مثلاً:

پا۔ بہنا۔ بھروسہ۔ مگرا

میکن بعض اور وہ الفاظ کو ہے عقیقے اپنے عقیقے سے سمجھنے ہیں مثلاً،

الله۔ بھروسہ۔ رام۔ سکھرت۔ بچہ۔ خداوند۔ بھروسہ۔ اللہ۔ کجھوہ

بعض لذکاریں الفاظ کو فارسی رسم الفاظ میں ان کی ادراگے برخلاف تائب الفاظ سے سمجھنے
ہیں مثلاً،

چھاپے۔ غلام۔ نیا کا۔ نہشنا۔ دھیریو۔

ہے لفظی یا الف پر ختم ہونے والے الفاظ ادا و احمد معرفت یا جس قائم کی صحت میں
اداؤ میں ہے لفظی اور الف پر ختم کرنے والے الفاظ کا تنقیح گرسی اور عرض کے اس
طریقے کے الفاظ سے مختلف ہے۔ فارسی میں تادہ ہے ہے کہ لفظ کسی بھی زبان کا ہو،
بہ وہ واحد معرفت یا جس قائم کی صحت میں ہو تو لفظ کے آخر کا الف یا اسے لفظی
یا سیمول سے بدل جاتے ہیں۔ مثلاً اگر ”قصیدہ“ واحد کی صحت میں آئے تو یہ کہا
جائے گا: ”میں نے قصیدہ کہا۔“ لیکن اگر بچ کی صحت میں آئے تو اس کا تنقیح اور اس
دلوں میں جملتے ہیں اور اس طرح کہا جائے۔ ”میں نے قصیدے کیجئے۔“ اسی طرح
واحد معرفت حالت میں ”مکمل“ کو ”مکملہ“ کہیں گے۔ مثلاً ”میں کھنچنے گیا:
لکب کی تحریر وسیعیں ان اہل الگی اور ان طریقوں سے ملتی ہے۔
۱۔ واحد معرفت کی حالت میں ہے لفظی یا الف پر ختم ہونے والے الفاظ

جمع کے وہ

اس برکھر کو

ایک رسم کے شکریہ میں

سیرے مشاہدہ میں

نالب نے اس حالت میں اپنے لفظی اور ”قصیدہ“ میں سمجھا ہے، اگر بہت کم۔
۲۔ واحد معرفت کی حالت میں ”الف پر ختم ہونے والے الفاظ“ نالب نے ہی

یہ سمجھا ہے کہ مثلاً

کتاب پر دھے آگئے۔

اب بڑھائے میں کیا کروں۔

میگے پر بیٹھا سنا

گزئے کو کہ تو ہا ہے۔

۲۔ بیج قائم کی حالت میں اسے لفظی و ایسے ملحوظ پر تم ہوتے ہاتھ ادا کر
بیٹھ لے سمجھے گئے۔

بیٹھ لے تھے سے بیچے۔

سودھی و محلہ ہتھے

اللب لے اس رہت ہیں اکثر ”روہیں“، ”حکم تر“، ”روہیے“، ”کھا ہے۔“
اس کے کئی تواریخے ہیں۔

۳۔ بیج قائم کی حالت میں الحض پر تم ہوتے ہاتھ ادا کر
چاہے۔

تم نے کئی نیتے کھے۔

چھاپے کی کتاب۔

اکٹھے کھے بیوقل۔

اس فجریے سے والدانہ ہوتا ہے کہ جن انگوں کے آخر میں اسے لفظی اسے ملحوظ ای
افت ہتا ہے، بیج قائم کی حالت میں لاتک اسیں یا سے بھول سے کھتے ہیں، اور افت پر
ختم ہوتے ہاتھ ادا کر دادھ بھرت کی حالت میں آتے ہیں اسی لاتک اسیں
یا سے بھول سے کھتے ہیں۔

لگن اسے لفظ پر تم ہونے والے اتفاق اور دادھ بھرت کی حالت میں ہوں تو ناگب
دام ہوتے ہوئے کھتے ہیں۔

نون خدا اور نون ساکن

لاتک کے زانے کا دم بارچ تھا کہ جن اتفاق کے آخر میں ”ن“ آتا ہوا ہے۔

نون لغتہ کو ہے نون سکن، دو ٹوں صوتوں میں نون لغتے لکھتے ہے۔ ناک ب تے
بیں اپنے تمثیل الفاظ ان فرستے لکھے ہیں، مثلاً
بک - بکت - دلک - آڈک - بیک - شاربان - شکران - کرکن - پیگن
لڑائیں - اشائیں - دیبو

بعض حروف کو ملکر لکھنے کا رجحان

ناکب ایک ہی مفہوم کے بعض اپنے حروف کو ملکر لکھتے ہے جنہیں بعدہ الائچی
ہری طور پر ایک ایک لکھا جاتا ہے مثلاً ،
خو "د" د د "ا" د د "م" د ملکر
بجاگو (بجاگو) "ا" د د "ا" د د ملکر
بجاگو "د" د د "ا" د د ملکر
زیادہ (زیادہ) "ا" د د "ا" د د ملکر
صلار (صلار) "ا" د د "ا" د د ملکر
"ز" د د "ز"

ناکب کا دھونے تکارک نہ لسی ہیں "ز" ہیں ہے۔ اس یہ دو نام قدریں الفاظ
"ز" سے لکھتے ہے۔ مگا شن، مگا شن، گناہن، اگراہن اور پیغمبر ان کے مشتمل
کل میں ایک ملکر لکھتے ہیں، ملکر لکھتے ہیں، ملکر لکھتے ہیں۔ ناکب
"ز" کو، جو ٹوں لکھتے ہے، "ز" ایسے لکھتے ہے۔

پانو اور گانو

مکمل کے استہانے "پانو" اور "گانو" کی سیع اماں "پانو" اور "گانو" ہے۔

نائب ریاست پاٹو اور گاؤں تھا اگر نہ تھے۔ ناضی صدای بیل جتن رہ گئی تھے۔ اُوس نکو ۲۲ لمحوں ملائکہ کے لخط میں نائب احسن تنبیہ کرتے ہیں۔ اُس کی وجہ اس نکل۔ پاٹو، گاؤں، چماں فرستہ ہے۔ جدید امام ہیں ان الفاظ اُنکی ملنا ہواں گاہوں اور پہاڑوں کی طام ہے۔

مکوئی آوازیں

چند کردار کیں مکوئی آوازیں پھیر دیاں سیئے کارکیں ان آوازوں کو فخر کیا وہ دیتے ہیں میں پر بخانی ہوئی۔ قدرم ارد و اندھیں تمام مکوئی آوازوں کے پیغمبر الخلق آوازوں کے سنتے ہیں نکلے جادا کرتے تھے۔ مثلاً

ش (ش) شو (شو)

ڈ (ڈ) ڈو (ڈو)

ڑ (ڑ) ڙو (ڙو)

پلیسٹر گوکھیلان نے پہنچ بین اردو "جس کھاہے کر گھر ہے جس باخوبی صدی چھوپی کی ابتداء میں مکوئی آواز دل پر ضرب کی حامت"۔ «بناویتے تھے۔ مثلاً،

ت (ت) ڈ (ڈ) و خیو

جس نکلے گاۓ ہے۔ مثلاً "او"۔ میں انتباہ ہوئا تھا۔ کچھ کرو دل کھلہ رہا تھا۔ نکلے ہوتے تھے۔ اس بیے تاریخ نکلوں کی تھی اور اس سے زخم کر جاد کر دی گئی۔ نائب کی نمائی جلد نکلے ہے۔ لیکن نائب کچھ مکوئی آوازوں پر چڑھتے گئے ہیں۔ اس کچھ ہے۔ "او"۔ کچھ نہیں۔ مثلاً "او"۔ اور۔ شو۔ پرچار نکلے گئے ہیں۔ لیکن "او"۔ "او"۔ "او"۔ اور۔ "او"۔ پہنچ طے۔ بتاتے ہیں۔

یا سے تھاں اور ہر زہ

نا تب نے ہرنا جو گپا لفڑ کیک مار کی خrol پا اصل ن دستہ ہوتے کھا بے،
پا رکھو، ہا سے تھاں لین طریق پر ہے،
جزو کلک ۱:

(صہرا) ہا سے بر سر مرلواں از آن شرف دارو
(صہرا) دے سر ہارہ ہم تو عقل گھرہ کٹا سے را
یہ سلیگ خrol اور شی اس کے جہاں یا سے تھاں ہے، جو گر ہے، اس نے ہر زہ کھن
گوا عقل کو گالی دیتا ہے۔

دوسری تھاں ای میخانے پر صرف اتنا لست کا کسر ہے، ہر زہ دلی میں نہیں ہے،
بھے، آجائے چرخ، اس سے قیم، تو سیل، اضافی، بیان، کسی طریق کا کسر ہے، ہر زہ
شکر جاہتا، لھا سے تو خوم، رہنما سے تو خوم، ہمیں اسی تجھیں سے ہے۔

تیسرا دو طریق ہے، یہ سے صدری، ادا و صرف ہو گی، دوسری طریق، تو چیدہ
ٹھیکرہ، بھول ہو گی، مثل صدری، اس سے تھاں بھاں ہر زہ صورت بدکھ ہر زہ دلخون عقل کہ
قصہ تو چیدہ، آتنا تھے، میں ایک آٹا ہاکوئی آٹا، بھاں جب تک ہر زہ دلخون گے داد
کھاؤ گے، دو اماں میں ایک مالک اس اصول کا پورا نحال رکھتے ہیں۔

چاہیے۔ لیے۔ دیے۔ کیے

ہلے سے نانے بیوں میم طریق سے اگ ان خلاف کو ہر زہ سے کھنے ہیں لیکن جن لوگ
جن تھاں کو، یہ سے بھی کھنے ہیں، مالک لے لیں اس خلافاً ہیں، ہر زہ اور یہی دو طریق
استہان کے ہیں، وہ اس طریق کھنے ہیں:

ہائی۔ کئے۔ لئے۔ سنتے۔ دیتے۔ دھیرو

اس طبقاً کے نہ رکونا میں بھی ناتکتے۔ ہمزة۔ اور۔ می۔ وہاں کا استھان
کیا ہے۔ مثلاً:

آئندہ۔ فائیڈ۔ پائیندہ۔ فراںیدہ۔ طالب۔ اور جائیدہ۔ دھیرو

فرماتے

اس لفظ میں ناتکتے۔ ہمزا۔ اور۔ می۔ استھان کیا ہے اور تصدیق لگا کہ اس طرح

کھاہے۔ فرماتے۔

آئے۔ اسکے۔ جاتے۔ جوئے۔

ان پارول ملکوں کو ناتک لے کیں۔ ہمزا نے اور کچھی تجزیہ ہمزا کے کھاہے۔ اور مگر اسکا
اور۔ کھاہے۔ کو۔ کو۔ کا۔ کھاہے۔ تو ہمزا کے کھاہے۔ می۔ سے اس طرح کھاہے۔
آئیگا۔ پڑیگا۔

سوئید اور روکسا

ناتک لے بن دہلوں انداز کو خیبر ہمزا کے کھاہے۔

ایسے انداز کی امانتا ناتک نے دو طرح کی ہے

ایسے انداز کی تعداد تو می ہے۔ میں کی دو ناتک نے دو طرح کی ہے۔ خلا

بذاخ اور دہما

نعلان اور دہما

نکھر اور سکھر

حکایہ اور سولہ

۱۰۰ یہ

ایک الفاظ ایسا بھی ہے جس کی ادا ناکتب نے میں طبع کی ہے۔ وہ لفظ ہے "باقتو"۔
ناکتب نے "باق"، "باقتو" اور "باقتو" میں طبع کیا ہے۔

بعض الفاظ کی ادا اور ان کا تلفظ

کسی بھی قص کی بڑو پہلوں کے صفت کے تلفظ کا اندانہ لگانا بھی بہت ہے۔ کہن کر
بہکر شروع ہی کہا جیا کہ طرفی بھیں ہفاڑ کے تلفظ اور ان کی وہ ایسی طاقت ہے کہ تلفظ
کی تحریر و قلم میں بعض لفظوں کی ملاؤں طبع کی گئی ہے کہ جس پر مشتمہ ہوا ہے کہ ناکتب لگانا
تلفظ کی اس طرح کرتا ہے۔ اگرچہ اس مطلعہ بڑا بھین کے ساتھ بھی بھیں کہا جائے۔

بڑھا اور گاڑی

ناکتب کی تحریر و قلم میں والفاظ اور فاص طبع سے الملا۔ "بڑھا" اور "گاڑی" کشیدتے آئی ہے
اور مام طبع سے ان دوں اندانوں کی "بڑھا" اور "گاڑی" کی گئی ہے میں کسی بھی بھی
"بڑھا" اور "گاڑی" میں ملتے ہیں مگر ہم کہ ناکتب ان الفاظ کا تلفظ اسی طرح کرتے
ہیں۔

گڑ پنکھ

ناکتب نے "گڑ پنکھ" کیا ہے۔ چون کہ وہ تلفظ ناکتب جس صوف ایک ہے
خواہ ہے۔ اس بے کپا احتکل سے ہکرے ہو ٹیکھ ہے بالا کتب اسی طرح تلفظ کرتے ہے۔

تکڑا

فہریم بدو میں اس نظما کا تعلق "تکڑا" ہے۔ لاتب جیسا اسی نظما کو ترجمہ دینے شے
کافی میدا بیل جوئی رہی کے ہم ایک بڑیں لاتب لے سکتا ہے، "تکڑا" ترجمہ
"تکڑا" کا الائچا ہے۔ "تکڑا" ہے فہریم اور بدن کے میان میں تکڑا کا نظما
جیہے ہے:

ڈھونڈنا

فہریم بدو میں اس نظما کا تعلق "ڈھونڈنا" ہے۔ اور لاتب کی فہریم میں اس نظما
کا لاملا بھرپورہ ملنے پے نکنے پے اس نظما کا تعلق اسی طرح کرتے ہوں۔

سوچ

لپیں جسیں صورتوں کو انٹی لے کا، جان دام تھا۔ آج بھی دلی کی کر خندلی بھلی میں
گھاس نہیں بھلی۔ بیٹھا دام تھا۔ لاتب لے ہر گدھ سچنے کھا ہے۔ اگر بھیں سوچ سکھا ہے
فہریم بھی تظریت نہیں گئا۔ ایک گدھ لاتب نے "سوچنے کے بھے" بتتے۔ بھی کھا
ہے۔ ایک طبودھ نظماں "پا وال" نہ ہے۔

لاتب نے بعض اذائق کی ادا اپنے مہد کی رائی الائے اس طرح مختلف کی چکر
ہے اسے لختا الائے کہنے پر کہہ جیں۔ اذائق کی اس لختا الائے کو میں صورتوں میں تیسیں گیا جا سکتا
ہے۔ ایک اور اذائق جو لاتب کی اپنے کی وصفات تھیں وہ میں غالبا صرف ایک بہر
کے لیے ہیں۔ مثلاً:

سوچ (صورٹو)

کوئی جاہر (کوئی جاسنا و فہریہ
دوسرے ان الفاظ کی ادا جو سب سے بیش سے سچھم ہیں۔ مثلاً،

پانچ سالہ (پانچ سات)

نحوں (نرم)

دینی (ولیٰ)

گھٹائیں (گھٹائیں)

تہرست رہ انفاظ جو ناکتب لئے ایک سے نیادوں پر لکھے ہیں۔ مثلاً جس لے دے سے میں دلوقت
کے ساتھ کہا میکتے ہے کہ ناکتب کے اہن جس ان الفاظ کی دلخواہی تھیں۔

ہائل (ہائل)

بالعمل (بالعمل)

بالشعر (بالشعر)

غالب کی بان پر فارسی اثرات اگر ترمی الفاظ کا استعمال

بہت مائی ہے کہ اندو نظر قاری کے سامنے مان چکی ہے اس نے ابتداء الاد
نظر فارسی کے بہت گھبے اثرات ہیں۔ اور اس دلیل کا نام بندی ہے اندو نظر کی انفرادیت
کے ساتھ باقاعدہ طور پر اپنی جیشیت کو منداشت اور اپنی اسٹھانت کرنے کا موقع ماننا۔ ابتداء
تھہندیم کا لیکے ستر لفظوں کا اندو نظری تراویح اور نصیحت ہے، لیکن بعض سب اسی اور سایہ
مکات کی وجہ سے جو جملہ اندو نظر کا استعمال جمعاً گیا، جو فارسی کے اس سلسلہ و مکمل ہوئی گی
یہاں ساتھ مسلسل کی دست ہیں۔ میرزا، سیدنا محمد حسین آزاد، مولوی و کمال الدین، مولانا عطاء حسین
واللہ ہدیتی ملکے احمد کے اخوص نظری اہم ہے اسی اندو لے کی وجہ سے اندو نظر کا مکمل بنانے کی
جلیبت مارحل کریں۔

نالک کا نام ان لوگوں سے کہہ بھی کاہے۔ جب نالک فر کے اوری ہے میں نے اور
ہب لوگ اور ان نے نالک بنا لائی طور پر خدا کے اذیب اور اس اور ہے۔ وہ سرتے لفظوں
میں نالک کی بہنی خلائق زبان خدا ہی تھی۔ اگر یہ نالک کے درون می خستگی کیں ہیں، اور جو یہ لیکن
بہت اندو نظر کیتے اندو نظر کئے تو ان کے ذہن بے قاری کا تھا۔ بہت غلبہ ضرور
ہے۔ انھیں اندو نظریں جوں ہائے اور انھیں دھیروں بھی ہیں، انہیں خدا کے نام سے گیرے

اہات نظر آتے ہیں لیکن وہ مخطوط میں ناک بکشن ہوئی جس کو جو مدد مروک رہا ہے
انکے کریب اس لیے ان کے مخطوط کی نظریں بہت صفات مادہ اور طبعیں ہے مخطوط ناک کی
مشریع خدا کے اثرات اپنے تکمیل کم ناک بروز دریا ہوں اور انقرضال کے مغلیے ہیں اور
مخطوط میں خدا کی حادثیں ای ان کے درود ترجیل اور لذتی دھری کے ان الفاظ کا استعمال
بہت کم کرتے ہیں جن کا امردہ میں پہنچ نہیں ہماختا۔

بکنا اٹھی ہے کہ ناک بک کے وہ مخطوط میں وہ نادی سعادتے ہوں لبٹا اپنی اپنی خلاصی
وہ لفظ استعمال کرنے تھے ہے پہلی بار ناک بک نے ہی استعمال کے لیے اس اونک کے بعد کل بعد
ٹھرست بگیں مانگیں خوش بھوگئے تکنی ہے کہ کچھ اخلاق اور عادت سے متعلق ہوں
اوکیوں ناک بک نے پہلی بار استعمال کے ہوں۔ ہر ہمارا اس مدلے تکسی تھے ہر پہنچ کے
مخطوط ناک بک اوپر ناک بک کی اندھڑ کا سان فخر خود ہی ہے جو ناک بک کے اس کام
پہنچ ہے۔

جھوسیں آزاد اپنے صہد کی گئی بندی کے شکار ہیں۔ وہ ناک بک کے نہیں لکھی کے
طوف ماریں۔ نسبی محنت میں احمدیوں لے جو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ناک بک بیانی
طوف پر قدری کے شکار اور ایوب نے آزادہ کرنے ہیں۔

تمہرا صاحب کی اعلیٰ طویل لذتی کی نظر دختر کا سنا احمد کیل کو اپنا لغز
بھئے ہے لیکن چون کہ انصاریت کی کل رعد میں گیا پھر ہی اس اور جس طرف
ہمراور دھلتے اُسی پار میں مخواہ بہان سے اُنی اور میرا کے نادرت ہیں۔
اس طرف رودے سخی کے لیکھ ہی۔

آزاد اپنے تصویس اللہ از میں ہے کہ ناک بک تو قدری کے شاہزادہ اور ایوب
ہیں اس سیدھاریوں کے خداویں (لیکن آنکھ) سے اُن کا مقابلہ ہے جو ہے یعنی آزاد
کی زیارت ہے۔ اب ناک بک کے درود مخطوط کے اسے میں آزاد کی مانے لامنظر بکھری ہیں۔

۔ (ج) (مدد) مخطوط کی عبادت انکے ہے کہ گلیا اپ سانس بنتے گی ال ان کو ہے پھر مجھ کی کہ ان کی ایسی گئی رہائی کی خوش خواہیں اور حمد ترکیب سے مریج ہوتی تھیں جس نظر سے کہا مدد اور ہندوستانیوں کے کافیں کو نئے سلومن ہوں تو وہ ہائی۔ چلم کی گھر بڑا جی کا سبب ہے اور

یہ تحریک ہے کہ ناکتب کے ارادہ مخطوط میں فزاری المخطوط، نذری ترکیب اور محاوروں کا استعمال ہاتا ہے، لیکن پاہستاں اس طرح سفرگز نہیں بلکہ اس سین تقریبے بطل جو اس نہیں ہے تھا اس کما استعمال ہندوستانیوں کے کافیوں کو نئے سلومن ہوں: ناکتب نے فزاری المخطوط اور ترکیب کا استعمال انکی پیشگوئی کے ساتھ کیا ہے کہ ان سے شریعت اور موثر اور نیجہ نہیں پھر بھگت کے۔

بہال اپنے فزاری المخطوط ترکیب اور محاوروں کی نشان دہی کی جاتی ہے جو ناکتب نے استعمال کیے ہیں لیکن جو ہمہ سے عمدہ کی اولیٰ شریعت استعمال نہیں ہوتے، اگرچہ نہیں کی فرضیہ میں اس طریقے کے نتائجاً اب بھی مستعمل ہیں۔

انہوں نے بہت سے اسلامی کاروباریوں سے مشغول ہیں لیکن ان کے ساتھ اپنا اتحاد اور دوستی کا استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً مسٹر پریس: "عمر ملایا": "کافر نہ بھائیا" وغیرہ
انہوں نے بہت سے عین فزاری اور غیرہ الفاظ کے ساتھ فزاری انسال کا ہی اتحاد ترکیب کردا ہے اس طرح جس نے اپنے فزاری کے ساتھ فزاری انسال کا ہی اتحاد اور
انہوں نے اسی ساتھ اپنے فزاری کا اتحاد کر دیا ہے اور ترکیبیں بھی استعمال کیں اور ترکیبیں
انہوں نے اسی ساتھ اپنے فزاری کا اتحاد کر دیا ہے اور ترکیبیں بھی استعمال کیں اور ترکیبیں

۔ ملکی نے اپنی تحریک سے بخاطر نگھنے کا بہت ٹکر رکھتے ہیں مگر رکھتے ہیں ملکی و اتنی کا ترجمہ۔

بِسْمِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

۔ ملکی کی کلش کے ساتھ غول خاقان کردا ہم کو "بِسْمِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" یاد کرو۔

"بادن آوردن" کا ترجمہ۔

بام منا ہر کمال تفت ۲ جوں حلقہ
میں مشقت سمجھ کر جو کہ کتاب سمجھا ہے وہ کھو کر تم کو سمجھ دیا: مشقت
کی پیشی، مشقت کشیدن کا ترجمہ۔

بام منی بی کش خسر ۳ جوں حلقہ
دو سیم اپنے میں لے کر سیم سخے کہا ہے۔ "اپنے میں" افلاہ لد
کا ترجمہ۔

بام اندر علاشق چڑھم اکتوبر حلقہ
گریب باور ہے اور نیکن جب نا۔ "جب نا" "جب آئیں" کا ترجمہ۔
بام منی نلام غوت مال بکھر حلقہ
نوئی پوچی والے گھر ہم اپنی شہرت کے لئے بہتے لانے ہیں۔ وادہ وادہ
پتے ایم جلے کو اپنی اپنی جلتے ہیں۔ "ایم جلے" "ایم ساختی"
کا ترجمہ۔

بام ایب بینجاں بیان ۴ اکتوبر حلقہ
سہبی وصل ندا: "وصل ندا" "سہبی وصل آمن" کا ترجمہ
نوہن بام پھر کے نام خطرناک ہے متعدد
نکو تو صدھریا۔ "نکرو" پس ملیدہ ندا" کا ترجمہ۔

بام منی بی کش خسر اپنی ۵ جولائی حلقہ
کوئی بے دنالی سی صرزند ہوں ہوں، جو دستبر ندیم کو بر جم مارے
بر جم ملنا۔ "بر جم ندک" کا ترجمہ۔
ج امریطہ صورت کوہاںیں تصورت کوہاں۔ "صورت گرفتن" کا ترجمہ۔

”یہ صاحب کے ہاتھ سے سیدالہست جلا۔ سیدالہست جلا اکلم صرفت
کا ترجمہ۔“

”ایم نیجہ دامتہ احمد عقیر ۲ جزو سی و پانچ
علیم الدین کوئی سبے درگبا پیش رکتا ہے۔“ پیش رکتا۔ پیش داشتا۔
کا ترجمہ۔

”بیان فتنی شیخ نہادی آنام پہلی صد
اگر نہ سیری خواہ کے موافق نقش قبول کیا ہے، تو میں راجحہ کو نہ ادا
نقش قبول کر۔“ نقش قبول کروں۔ کا ترجمہ۔

”بھر جو هری عطا الفخر سوہ مشهد
تمہارے سماں اور بے اربی، وجہتے کائیں۔ بہت سمجھ کر لے۔“ ملکوفون کا ترجمہ
بندی دل متنقق ۳ فتویٰ سی و سیز
”اب کم کو بگی لام آپنا ہے۔“ لام آپنا۔“ لام آمن۔“ کا ترجمہ۔

”بیم منجا ہر گوہل تھو ہدایت حلقہ
اس کچھ ایک مٹا لیں۔“ ملاحظہ ہو جیا۔ ملکب کے نہادی الفاظ کو نادی سی طیور میں ہی
استعمال کیا ہے۔ مٹا۔

”لمرست : نہادی ہی“ ”مرقی“ ”لمرافت“ ”ہلست“ ”ہنکھا“ ”نہادی“ ”النظامی“ کے
نہادی مٹا۔ مٹا ہے۔ ملکب نے یہ مٹا اثرت سے جلا دیتے نہیں بلکہ کے طیور
میں استعمال کیا ہے۔ مٹا۔

”سیاں نظر لے گیہ جال آپ کے اٹوب چشم کا نکھار، پھر فن کے ای
خطے، میں دیافت،“ ملکب کی فرضت ہے:
”بیان فتنی ہیں عقیر ۴ مارچ سی و سیز“

مثلاً: دارکاری کیل ج لفڑا سببِ اور مقصود دارکاری کیل کی احتساب ہو جائے گیں اور ورنہ صوت تصدیق کے مطہر میں مشتمل ہے۔ ناکار نے یہ لفڑا سببِ اسکے مطہر میں کی احتساب کیا ہے مثلاً:

بیان میرا سرگیان نظر

تھیں: لاکی ہیں یہ لفظ "روست"، "الصلیل"، "یقین"، "چنان ہیں" اور "برائت" دیگر کے ناموں میں شامل ہوتا ہے۔ اور وہیں جو لفاظ صرف انہیں روشنی میں شامل ہیں ہے، ناک ب نے اسے خارجی میں میں اگرچہ شامل کیا ہے۔ مثلاً،
یقین سے کوئی تکمیلیں مول مسلم ہو گا۔

نظام منابع مقالات علمی

سینی فلم کو سچھ مل سکھا

جریہ، نکلیں اس تھاں کا مطلب تھا اور "اکیلا" اور "ہمارے" ناکہ لے
و لفظ تھا کے مفہوم تھی انتہا کیا ہے مٹا،
" جریہ پہنچلے ڈک آئی گے:

مکتبہ ملیا ۱۹ دسمبر ۱۹۵۹

وہ ملٹت : نلاسی میں بیداری، خوف سے جگان، کردار کشی اختریز کرنا اور "سرا" بھر رہا گی۔ کسکے نتیجومیں استعمال ہوتا ہے، اور دلایہ صوت "دیا گئی" کے نتیجومیں میں استعمال ہوتا ہے، مالک لے پنچھا گئی، کشمی کے نتیجومیں بیداری استعمال کیا ہے۔ سمجھتے ہیں، ہماراں ملٹت کی وجہ کیا۔ اگر کہا ملٹت کے کو ملٹت ہمیں ہے تو اس کتاب پر اپنی کوئی کوئی دعویٰ کیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رنجھو، تاریخ یہ لفظ بدل، اور فرزوں ورثوں میں استعمال ہتا ہے۔ ناک
لکھار کے مجموعہ میں، لفاظ طبع استعمال کیا ہے:

”ایمان ہو گئی کی آسہ دلائیں اور بڑھ کر کر بچہ ہو جائیں:

توقف، لدھی میں اور ”وقفہ اور صبر“ کل ”کن کے مجموعہ میں استعمال ہوتا ہے
لہو میں اس لفظ استعفی اور ”لفڑ کے ستوں میں“ استعمل ہوتا ہے۔ نقاب نے صبر کے
مکمل میں بھی استعمال کیا ہے۔ ناک نے کھلایے،

”اوی کو سپاہ آتا تو قبضہ بھی کرو، اس سے دیوان مٹھا کر، لشکر اڑوا کر
سکے والوں“۔

سماست: لارک میں مگلی انتظام اور ”سزا“ درجوں میں استعمال ہوتا ہے۔
اور میں صرف ”مگلی انتظام کے مجموعہ میں“ استعمل ہوتا ہے۔ ناک نے بہ نظر ”سزا“ کے معنی میں
اس طبع استعمال کیا ہے۔

”بھرم سوست ہاتے ہاتے ہیں“:

مشتری: ”ڈکی ہیں یہ لفظ“ واپس کرنا۔ ہر سو کرنا۔ درجوں میں استعمال ہوتا ہے۔
اور میں صرف ”سو کرنا“ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ناک اسے واپس کرنے کے مفہوم
لکھاں طبع استعمال کرتے ہیں،

”ہم سے خاصی دینے سے انکار کیا اور اشاعت مشتری کو دیے“۔

بام میں پبل چند ۱۲ مارچ ۱۹۴۸ء

بھکر: ناک نے یہ لفظ ان مجموعہ میں استعمال کیا ہے کہ ”بھرم“ ہے
ویں فرم بھے گھا ہے: لارک میں یہ لفظ۔ فرم بھلاز احمد کو ہدایت میں ساختہ دلے کے
سچوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ اردو میں دوسرے مجموعہ میں استعمل ہوتا ہے۔
ناک کی ایک بھروسی کا احتفال ہو گیا۔ اس سے بھروسے پہنچنے والی بھی تحریر کے

جی کس جستہ ملکا انتقال ہوا تھا۔ ناکب لے خیر کو اپنا چھپی کی دنات کی امداد ان
الفاظ ہیں ویں:

- یہ کسی اصلہ ہمدرد ہو گیا۔ جنی ملک کے ان ۲۰ بہمنیں کو شام کے وقت
۲۰ جون گی کہ میں نے اپنے سے آتے کب اس کو ماں بھا تھا۔۔۔۔۔ مرغی:

بام شکی بی بخس طیب ۲۰ و سیر ساختہ

تماحت: قلائیں اس تھلکے کی سڑیں، ہمالی، عالم۔ وقت ہو ملکی
کے پھر جس استعمال ہوانے، ناکب نے اس قلادی کے اس پھر جسی استعمال کیا ہے
حرابوں میں ستم خوبیں ہے۔ لکھتے ہیں:

- ایک شعرگی تماحت نہ ظاہر کرنے ہیں:

بام مزا جو گل لئے ۲۰ اکتوبر ساختہ

ہزہ: ”لئے فطا ہزہ پھرا کرے؟“

بام مزا جو گل لئے ۲۰ و سیر ساختہ

بے صوفیا: ناکب لے یہ لفڑا“ بے صوفیا“ ہو“ خادمال کے پھر جس اس
طبق استعمال کیا ہے:

”وہ بے صوفیا ہمال خوبیا، ایک جنگیا:“

سکتا: ۲ جون ساختہ

ٹھکر، اور جی ملک کے پھر جسی ستمل ہے۔ ناکب لے یہ لفڑا خداوند خداوند
بی رشاد کے تھوڑی جسی استعمال کیا ہے۔ ناکب کا طبیر خبر ہے:

کچے کس سندے سے بندگے ناک

سدم کم کو ٹھکر جیں آن

ٹھکر ناکب لکھتے ہیں۔

- حضرت کیا فخر فرلا ہے کہ انہوں نے خود کی اصلاح میں کام و کوش سلطب ہے، اگلے خروں کی طبیعت ہوں۔ مگر اگلے خروں کی اصلاح پسند نہیں آئی:

نام و نسب ملکخان تتم ۳ دسمبر ۱۹۷۴ء

اجما، اعوذ بہ نعمۃ الرحمۃ کرنے کے بعد میں استعمال ہوتا ہے۔ زندگی میں

- میں کہتے احمد، زندگی کے لئے جیں استعمال ہوتا ہے۔ ناکب نے دوسرے بیووم شنبگی استعمال کیا ہے۔

"دعا، بگنا ہوں کہ اب ان احیائیوں سے کوئی بیویت نہ مانے دے!"

نام حکیم ندیم نسبت خداں اپنے صورت

علاقہ، یہ لفظ اور دوسریں، ایسا لگتا تو زین اور جراحتی خالے دیکھو کہ کہے استعمال

ہوتا ہے۔ خارجی نہیں لفظ تو کوئی احتمال ازست کے لئے سمجھیں ہوتا ہے۔ ناکب لے اس نہیں تھاگی استعمال کیا ہے۔ مثلاً

"بھوکر لگ جاؤں کی ہے کہ اسی طلاقے میں تم سچی سٹائل ہے۔"

نام مناہر گروپ تتم ۲۶ اپریل ۱۹۷۴ء

ناکب نے اعوذ بہ نعمۃ الرحمۃ اور خریل کے بیتے اور خاتمہ کیے ہیں جو امور میں

استعمال نہیں ہیں۔ مثلاً،

"اوائل" ہے میں نہیں،

"اولانی" ہے بہ مرکر کوہ میں تا لحلک کے ساتھ ہو گا۔

نام حکیم ندیم نسبت خداں تیرہ ۱۹۷۴ء

"گراف" ہے میں اور گوئی

"حلک کے پہنچنے سے اطمینان رکھتے پڑتے ہیں تھیں اگر گزات ہیں تو کہا ہے۔

باقم عہدِ الدنیا فت آر تین سو ۱۹۶۸ء

جدید اداروں میں نمائت و مگرات مستعمل ہے۔

زیرِ باب میں لیکھا:

”اس دل کیا رہے ہے۔“

باقم عہدِ الدنیا میان طالیں حکم شیر پڑھوں

فتنگ کے بصلی ”کامیز“، ناکپ نے اس نظاہ کا استعمال بہت کہا ہے،

”لپ کے لٹکا جا ب سکھنے ہیں فنگ اس راستے ہوئی۔“

باقم عہدِ الدنیا اسی کا خفت ۱۳ مئی ملک

”ایکن“ ہے من ”عکسنا۔“

”جایہ“ ہے ایکن کی ”بیسیں ہے۔“

باقم عہدِ الدنیا بھروسہ ختم فرمائی

”کمل“ ہے من صفاتِ کرنا۔

ایک ظالم ہالی بہت خصوصیات کے لحاظ کا رہنے والا موٹ لے چکا۔ گریہ نے اس کو کمل کیا۔

باقم عہدِ الدنیا بھروسہ ، ملچہ ملک

”کون“ ہے من ”کامیز“ و ”جوہر ملک“۔

”کھنڈ کی درالی پر دل ہلا ہے،“ کفرم کو ارادہ ہے کہ ”اے بعد اس خدا کے

لیک کوئی ہو گا، یعنی راہیں دستیں ہو جائیں گی۔“

باقم عہدِ الدنیا ملکیت ”جنون“ ملک

”المفرد“ ہے من ”سپا۔“ کمل۔

”بسیں جتنا ہے المفرد یہ رہنگی ہے۔“

بيان في الدليل المحقق

سید علی بن ابی طالب

۔ ملک جسے اس کا استدیع ملتے ہے۔

سازمان اسناد و کتابخانه ملی ایران

• 160 •

ایک بیان، اس کی بھوئی احوالات

سیاست و جوامن ۲۳ فلسفی مکالمه

二三

تمہارے موقع پر بھٹا امدادیت مولف کو اشارہ کر دیں گا:

سیام پیر ناگام میخان آندر گلگاری

1

اولیٰ انتہی میں جالیکے دھنیوں کا سعفی تر پڑھ جائے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

منظرون: مختصر معرفی آنها

۱۰۔ اگرے حکومیں کامنگو امپریس سالیم قیمت غذوں میں ہے۔

سازمان اسناد و کتابخانه ملی

تالک کیلئے اور کسی بھرے انقرے نہیں کے لئے بھارتی ہیں۔ ہم تھے مثالیں
ماخوذ بولیں:

”سوئیں نسل میں ایسے فرمائے ہیں روس کا پہنچنا تو یہ جزاً گورنمنٹ
امدادیں سمجھے۔

لهم إذهب عننا

- انہلہ اگی ولیں بھوت رہائی ہے:

بنا م جہاں ناہیں استکر

- اور وہ امر بعد تھیں مطر کے وجہ نہایا مفرط ہو گیا:

بنا م منہا ہر گوپل تفتہ ۱۷ اپریل ۱۹۵۰ء

- حیرت انہلہ کے شہین کا خوش ہے:

بنا م سیر فلام میلا خال ۶ ستمبر ۱۹۵۰ء

- ہبھب استھانی اڑوچھ جائز کراس مریض ہس اس سے گرج نہیں:

بیس نشی لی بہن مطر

- جس کے بھی نہیں، وہ مخصوصی خیر قواعد ادا ہو گی:

بنا م ہوا کی جنہیں، الدین خال مٹا ہلکی علاقہ

- لکب کبھی کبھی ناری کی پوری تحریک استھان کرنے ہیں، چند روزاں میں ملاحظہ ہے:

لکب مڑا ہر سو نوں نیتھرا

بنا م ملکہ الحنفی خال علاقہ

- آنکب سر کوہ ہیں۔

بنا م ہر سو سکو جہر ۶ اپریل ۱۹۵۰ء

- میں نور اس مٹوی کے دامنے ہوں در جگہ ہوں۔

بنا م ہر صرفی جہاں مطر سرہ

- کبھی جگہ ہوں گئیں اتفاق ہے۔

بنا م اب سیر فلام میلا خال ۶ ستمبر ۱۹۵۰ء

- منتظر ہوں کھلیا، مگر یہ کہ جہاں خواہ طہب سے رجوع کی:

بنا م ملکہ الدین خال علاقہ

لڑکا بھت سے صورتیں بیکر قصیدے کو اس لفاظ سے میں سمجھتا ہوں۔
بام اور الدو شعن ۲۴ اگست ۱۹۳۷ء

اپنے اپنے فوجی افسروں سفر لئے کوئی کہا۔

بام اور الدو شعن

انگریزی الفاظ کا تلفظ، ادا اور ایڈ و ترجمہ

بندھو کہہ بہ انگریزی کے ساری انقدر کی وجہ کے بندھو سنائیں کے لئے انگریزی
بندھو سنائیں بہ تو، دہلی کالی میں انگریزی ایک صحن کی حیثیت سے پہنچانی جادہ ہی
کی جس کی وجہ کے بندھو سنائیں ہیں انگریزی والی طبقہ پہنچا یو جہا کا تھا اُنہاں کی طبقے پر
انہیں اس سے اخلاق اسخوار بیٹھ کا مل رہت پہنچا تھا یو جہا کا تھا، اخلاقیہ اور الاداریہ اس
میں انگریزی الفاظ اور اصطلاحوں کا استعمال ہام تھا۔ انگریزی الفاظ کا ایک دوسری ترجمہ
کریا گیا تھا۔ لیکن سیفیت انگریزی الفاظ اولاد میں لے لے گئے۔ ان مستعار الفاظ میں سجن
ٹکڑے بہت کل نہیں لیاں گئی وہ جو میں آئیں۔

ناکِ کے انگریزی سے بہت گہرے مام نہیں۔ انگریزوں میں ناکِ کے متاثر
ستہ راستہ مولیں اور بندھوں اس سب ہی طبع کے لوگ تھے پہنچ کے قدرے کی وجہ سے
ندگی بھرنا کہ کی بہ طائفون حکومت سے مسلط ہیں۔ ان طبقہ کا اسم وہ ہام طبقے سے
ناکِ ندگی میں لکھتے اور انگریزی میں ترجمہ کر کے پھیلتے۔

ناکِ لفاظ کی ادا بعد نظم و نظر جوں میں ہامی ہی کی تعداد میں انگریزی الفاظ
الایک انگریزی الفاظ کے بعد ترجمہ کا بے نیکفت استعمال کیا ہے۔ ہبنا تو انہوں نہیں کہ
ناکِ انگریزی الفاظ کی تعداد کو طبع کرتے تھے۔ میں ان الفاظ کی ادا ناکِ کے میں طبع
کرتے تھے اس سے کتفلا کا خود ابھت ادا کر کر ہما ملکیا ہے۔

بے تو اگرچہ افلاک کے نہ اور وتر کے ملکہ یوں جو ناک بے انتہا کی
لئے کہا ملک ہے کہ یہ تر بے جو ناک بے کیتے ہے اُس عربی مانگتے

Telegram	تیکٹیل
Steamer	سیمین
Match	امگھنگی
Martial Law	جنگی پختہ بست
Governor-General	حاکم اگر
Reply Post Card	اتلسٹ پوست کارڈ
Photograph	آئینے کی تصویر یا چکن کی تصویر
Post-master-General	ڈپلوماسٹ میستر
Division	کاؤنٹری
Registered Letter	رجسٹریڈ لیٹر

لائب نے بعض اگریں کی اخراج کی لیا اس طرح کی ہے جس سے اندر مدد بھائی کے
لائبان اخراج کا تنفس مرکزی تنفس سے بہت مختلف کرتے ہیں،

Lord	لورڈ
Town Duty	جگہ دیوٹی
Secretary	سکریٹری
Government	گورنمنٹ
Liquor	لیکوڑ
Brigadier	بریگیڈیر
Barrack	بارک

Person	پس
Camp	کپ
Tiffin	ٹین
Report	ہبہ
Council	اگلے شورہ

بھل المذا بھل جو صرف تھوڑی مقرر آتی ہے۔ وہ آئندہ کمک پر قرار ہے مثلاً :

Collectorate	کلکٹری
Registered	رجسٹری
Box	سجس
Hospital	اسپیت

لئے ہجئے انگریزی الفاظ کی جو اعلان ناک لے کر ہے، وہ میر کے لئے قابل نہیں رہی ہیں مثلاً :

Agent	ایجنس
Number	سر
Stamp	امسٹر
Cheque	چک
Certificate	سارنی ٹکٹ
Station	سٹیشن
Resident	رہنڈٹ

اب وہ انگریزی الفاظ کا ملاحظہ ہو جائیں کہ وہ آئندہ ہمیں مقرر کر دیتے ہیں، وہ ناک لے کر فریباً نہیں لے سکتے ہیں،

Ticket	کٹ
Doctor	دکتر
Agreement (Contract)	اگریمنٹ (کنٹرکٹ)
Income Tax	ینکٹ
Parcel	پکی
Deputy	ڈپٹی
	بے پہلے پڑھ

ناتب کے اردو خطوط کی مجموعی تعداد

خطوط کی تعداد	نوتب الیہ
۱۳۳	میرا جو گپاں لند
۲۷	نواب سکب علی خال
۲۱	شکر بیک علی خیر
۵۵	نواب طار الدین خال مطائی
۵	بیرونی نجفیت
۲۰	نواب یوسف علی خال نام
۳۶	حق سیسیونات آنام
۳۵	سیاں دادا نماں سیک
۳۰	ناٹھیں عہد اجیل جوچان
۲۴	بودھی عہد الخلوص صدید
۲۵	خواجہ فلام نورت خال بے نہر
۲۳	مکرم نلام نجف خال
۲۲	سریلا ھمسین آندر گیرائی
۲۰	نواب اندر الدولہ سید الدین خال نجف
۱۹	مزرا خامم علی آنہر
۱۶	جیب الشرقا

١٦	نواب يحيى بن معاذ	١٢
١٧	محمد بن عبد الله بن عروة	١٨
١٨	نواب سيريلام بن عاصي	١٤
١٩	عبد الرحمن شاكر	٢٠
٢٠	منرا شهاب الدين احمد خال آنکب	٢١
٢١	نواب ابي الدين احمد عاصي	٢٢
٢٢	خشی سبل پندت غنی	٢٣
٢٣	سید فوز ندو احمد تغیر لکھرای	٢٤
٢٤	زوال العقاد الحنفی مہر عاصی عرف مسین منزا	٢٥
٢٥	صاحب دلیم مارہنودی	٢٦
٢٦	نواب سیرا براہم ملی عاصی وقار	٢٧
٢٧	سید محمد الدین احمد کائنست المعرفت بخیر صاحب	٢٨
٢٨	ماضریاۓ ال آنکب	٢٩
٢٩	شاہزادہ فخر الدین توفیق	٣٠
٣٠	محسن عاصی	٣١
٣١	مولوی نصیان احمد	٣٢
٣٢	جوہر شکھ جوہر	٣٣
٣٣	شاه عالم مارہنودی	٣٤
٣٤	منزا یوسف ملی عاصی خوریز	٣٥
٣٥	سیرا بفضل ملی عرف میرزا صاحب	٣٦
٣٦	منزا اقریل عاصی کاس	٣٧

۲۷	بُولوگی فیض الدین خاں طَنْ
۲۸	لش عباد الطیف
۲۹	لشی نویں کشیر
۳۰	لشی ہیڑا سکھ
۳۱	چو گوپہ سہتے لشانہ
۳۲	من اقران میں چک خاں سکر
۳۳	من ارشاد میں بیگ خاں رخواں
۳۴	بیگ حسین بیگان
۳۵	بیگ فراز حسین
۳۶	بید سهلہ اڑا
۳۷	لاب رین الدایدین خاں ٹوت کن سیاں
۳۸	عمر سانگی خاں یہیات ہام پوری
۳۹	بہر دلیت میں
۴۰	بہر تیسم الحق ازگار
۴۱	ثابت میں خاں
۴۲	روایت میں دلکش و فخر میں پوری
۴۳	مروانی میں خاں رخنا
۴۴	بُولوگی اسم حسن خاں گلوگی
۴۵	احمد حسین سیدنا میرزا پوری
۴۶	بیدی اال مستغانی
۴۷	تمہری منصب الدین

- ۶۵ تاضی محمد نور الدین مسین داچن
 ۶۶ سیرینه گل خاله فروت مرزا سیر
 ۶۷ نشی سخاوت مسین
 ۶۸ بیدارها صوره سکونه دالی بیکانیر
 ۶۹ سلطنت سید محمد عباس
 ۷۰ مرزا عباس بیگ
 ۷۱ بولوی عهد الغیر ناش
 ۷۲ بولوی عزیز الدین فخریز و عادی
 ۷۳ تقاضل مسین خان
 ۷۴ مرزا محمد رکب زانل
 ۷۵ حکیم نظام رضا خان
 ۷۶ نشی کیویل بام ہستیار
 ۷۷ بولوی کلامت مل
 ۷۸ مرزا میرم بیگ
 ۷۹ شاه فرزند محلی سعوی سیری
 ۸۰ نشی محمد ایا زیم غلیل
 ۸۱ لرقانی سیری
 ۸۲ محمود مرزا
 ۸۳ مرزا امیر الدین احمد خان نوبت مرزا
 ۸۴ نواب مصطفی خان بیهادر فتحی
 ۸۵ حکیم نظام مرتضی خان

- ۸۰ شیخ طیب احمد بگرای
- ۸۱ سخنہ مل احمد عبید اللہ
- ۸۲ نواب خواہ الدین احمد راں نسیر الدین
- ۸۳ سیکھ ناظم الحدیث احمد راں
- ۸۴ شیخ خاقان اسماعیل
- ۸۵ شیخ العین کی طرف سے ان کے پھا کے نام
- ۸۶ سعید صبھی
- ۸۷ نجفیں نال
- ۸۸ شیخ احمد بن احمد راں پوری
- ۸۹ محمد ابریم
- ۹۰ سید محمد زکریا حمال رنگی دہلوی
- ۹۱ بنام ناصر مسلم۔ (خط کا آغاز، بحصہ و دار پیام عز صدر (علیہ السلام)۔
- ۹۲ بنام ناصر مسلم۔ (خط کا آغاز، وہ مولیٰ کا کاغذ، اتنی کیا ہے، اور مولیٰ کا سورہ میں لے لے رہ جگی کہہ کو پڑوں دئے دیا ہے)۔
- ۹۳ بنام ناصر مسلم۔ (خط کا آغاز۔ جواب مالی) یہ خط شیخ نجم سے آئکہ
ہم آیا ہے)۔
- ۹۴ بنام ناصر مسلم۔ (خط کا آغاز، حضرت مسیح حمال کیا ہے بھئے ہو؟)
- کل تعداد ۳۷۸

خطوط غالبہ کا تخفیدی مطالعہ

فاطمہ سے قبل اردو کا شری سریاء اور مکتوب لگاری کا آغاز

اس میں ان کے تجھت دو کے اُس نظری سریاء کا جائزہ لیا متصور ہے، جو مذکور
کی بعد مکتوب لگاری سے قبل وجود میں آچکا تھا۔

ایسیں صدی مصروف ہونے سے قبل اردو میں تیری، سووا، ورد، انتا اور مصلحی ہے۔
ظیم نظرت شاہر بڑا ہمیشہ تھے خان اور ان ادوب کی اصطلاح سے اردو شاعری پختگی
را مل کر بخی اُن ادوب کی بخی شاعری کو لانا حصہ تھا جو کچھ کافی تھا، لیکن خواہیں کب
کہا یا اور کبھی عالمی نہیں۔

اردو شعر کے ابتدائی طور پر جو بہ صدی سے ملتے مصروف ہوتے ہیں، ایسے
صدی تک جادیں بھالیں ہیں جو اس طور پر میں بھی جانتے ہیں، ان نظری کیں ہیں
کہ فہرست مرتب کی جائے، جو مخطوطات کی تسلیم میں ہیں، وضیاب ہوں ہیں، فہرست کھینچنے
کے بعد بھی اپنی فہرست پر کہیں کہیں کتابوں سے اٹکے ہوں یعنی جو شاعر اس کا امکان ہے کہ اپنے
شعر کے کچھ مخطوطات دست پر نہ لے کی مدد ہو گئے ہوں، تو اس فہرست میں ہندہ سسیں
کتابوں کا اور احادیث کر رکھے جو سب کتابیں مصروف، مذہب اور احادیث کے موظفوں پر
ہیں، مانند میں سے کچھ داشت نہیں ہیں۔ اردو کا پختگی سریاء دوسری نسباً اول اور دعا صلحیہ
نامی سے ترجمہ یا افالہ ہے۔

مذکور کے نامی پندرہ سویں میں ایک عالمگیر مرکزی حکومت کی زبان بھی تھی۔
اس مرکزی حکومت کے تجھت ماقبلوں میں سرکاری زبان اگل فارسی تھی، ای جوں کہ مرکزی اور

اُس کے تحت تمام ملکوں میں صرکاری طیپر ملکی کامیابی تھا۔ اس بے اُن طبقے کے سکے پہنچنے کی زبان نہایتی تھی۔ اس طبقے میں وہ خروجی تھے جو اپنے امورِ حفاظت اور سفر کے لئے اُن کے آبادانہ دریں اور ممالک سے بند کستان آتے تھے اور وہ بند کستان کی بحول لے اُن وادیوں مالک کے لئے خاتمی تھے۔ قدرتِ حاصل کیلئے اُن طبقے میں اُن طبقے کی شرکداری کی زبان بگی ذرا کم تھی۔ صرکاری اور اُن مقاصد کے لیے لازم کے استعمال فرمائی نہیں اور بلوچیل گز نہادہ پہنچنے کا موقع نہیں دیا۔ صوبیوں اور سفتوں نے اپنے سکک کی بیٹھی کے لیے مقامی زبانوں کا استعمال ضرور کیا تھا کہ اُن کا اُنہوں طبقے سککی مدد و رہا۔

مرکزی حکومت کے کمزور ہونے سے ملکیتِ ملکوں کی تبدیلی و ترقیاتی تبدیلیں اور ملکی نہایت کوڑلی کا موقع تھا۔ علاقائی و مدنی و جو دینیں ہیں، شخص کی لذتیں ہیں اُن علاقائیں صحریات نے طبیعی مالک کی طرف گائیں۔ جیسیں ہر ایسی اصلاحیں اُنکی نفع جمال لے اُنہرے کا موقع نہیں رکھا۔ ملکوں کا انتقال شروع ہوتے ہیں بند کستان کی اُن سماں نہایت کا وہ انتقال شروع ہو گیا۔ جو کامل تر سے ہے ملکہ تھا۔ اور اُنکی ان نہایتیں ہی سے بکھریں۔

اردو کا ایسا ترکی خدا جس پر عہدیں بکپ قاریت نے حکومت کی تھیں۔ اور کھڑی بول کی ترقی اپنے شکن خلی اور کھڑی بول دینی اور اس کے اُس بے اس دے چالے والی بولی تھی۔ نہیں اور اُنلیکے بے شمار ان کا اردو ہے، اُنہیں بھی تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردو کو فنا کی بہت کی اُنکے اُنلیکی ایسا نی پڑی جو اردو میں اُسی تھیں۔ اردو کو سیل بدر تھری روب اُن لوگوں لے رہا تھا مام طبستے لاؤ کا کے علاوہ اُن کوئی دوسرا سرم اللطف نہیں جانتا تھے۔ اس بے وہ لوگ قولاں کی سماں اکٹھا اپنائے پر مجھے تھے۔

اردو کو فدا کی سے بہت قریب رہنے کا موقع ملا تھا۔ نہایت بندیں اور اُن اُندر کا

آزاد اس طبقے یا خاکہ کیک سبیع ناداری کا ہوتا اور جو صاریح دوکاں اور حکما صوبے قدر کی کارہ
نوجہ اور دوکاں یا صرف دوکاں فارسی کے پھرے کھترے غریبے چین اور وہاں اور شاخی کو
دہلی کھوٹ کی خانہ اس طبق آندا گیا کہ اندھی تیر، قردا و قردا جیسے بلند مرتبہ شاہزادوں
کی آوازیں گوئے گئیں اگرچہ اندھا افریقی لے احمد بن الحارث، رولایت، افغان کے
ہلکے بے شمار اتفاقات، تشبیہات و استعارات، تمجیدات، ارمایت، لفظی اور بہت سے مذہبی
شعری مذاہل ناداری سے مستعار ہے لیکن بہت جلد اس لے خود کو فارسی سے آزاد کر کے
یک بناconde نہان کی جیہیت اختیار کر لی۔

الحمد لله رب العالمین کی آخری چند دعائیں ہیں، وہیں اگر ایک ترقی یافتہ ربانی یعنی
مگر زندگی کے ہندوستان کے رسانی مختصر ہے میں اپنے وجود کا احساس (لما) خوبی کیا
اک کامیاب مظفر ہے کہ صلوٰہ مولیٰ علیہ السلام کے تخلص ملک سے ہندوستان کے
خوبی نعمات تمام ہو گئے ہے۔ تمہاری کہنیاں جب ہندوستان اُنیں تو ہندوستانی خواہ
سے ملکتے کے ہے کہنی سے تعلق بھی افراد کو، وہ سمجھنی پڑے۔ ان کہنیوں میں کچھ ایسے
افراد کی ہوتے ہیں کہ ہندوستان کی بعض دوستیاں بہوں میں ملی وہی ہوتے ہیں اس کوچکی کا
تجھہ ہو کر ان لوگوں نے اپنی بیویوں کے بیٹے اور ولنت اور قوام دیبا کے بھوکھیں
ہندوستانیکے میں آسانی پر۔ ان حضرات کی ملی کا ڈھون پہا ہیجی کب فاطمہ زینہ تحقیق ہیں
کوئی نہ ہے۔

الحمد لله رب العالمین کے نصف آخری بحکمہ ہیں، ایک اہل کہنی کے ہندوستان کی
سرزمین بہاپنے قدم مضمبوٹ سے جالیے ہے۔ جب اس کہنی کے صاحبین اگرچہ کو ہندوستان
نہیں کھالنے کی تحریکت محسوس کی تو بحکمہ ہیں ۱۰ جزوی مسئلہ کو تحریک دیسم کا یہ
نامہ کیا گیا۔ اس کا یہ میں بیویوں کی تین حصیہ زندگی ہے۔ ایسیں اور انگریزی کے
ملاوہ عربی، افارسی، مسکرات، ہندوستانی میں ایرو، بگال، شیخو، سرمن، اونکل پھرلا

کا انتظام کیا گیا۔ کام جس تصنیف و تالیف کے سلسلے میں اور ادا اور ادعا پر بحث ہو گئی ہے۔ مگر زندگی کے دنیا پر اس طرح تبصہ کرنا کوئی سلسلہ
مکمل ہے ہمارے امام ہو گئی تو انحرافی نے ہندوستان کی ملکی خواجہ کا بھی ایسا کو ہلاکت
ساز کراپریٹ اور دیا۔ آئندہ آئندہ ہبہت سی اخلاقی اور دلختری، انحرافی، صفتیں بروز
بیں اور اصل ہونے شروع ہو گئیں۔

فرست دیم کا جو کی تصدیقات و تائیدات کے درجہ میں آئنے سے قبل اور دفتر خارجی
کے ذریعہ اور غیر احمدیہ اور اس حد تک خدا کے شرکت کا کشوت سے مددی الفاظ اور کہیں
انعام کرنے تھے بہیشتر اوقات لفظوں کی تجویزی ساخت گی فائدہ کے اذان پر جو
فلسفی اتنا پرورشی کے انداز پر غیر ممکن تکلف و تضعیں کام لیا جائیں۔ ایک بات کہ
کچھ بہت سے مذاہلات کا اتفاقیں کیا جائیں۔ سہی سادی بیت تسبیبات و تصدیقات
کے سہلے کی جاتی۔ رہایتِ شخص کا اس طرح اسماں کیا جاؤ آ کر بات بھی آسان مدد
منشیٰ نظر و سمعی کا خاص طور سے انتظام کیا جائیں۔ نظریات اور حیاتِ ایال کے ہمیں
بے چہ طرفت سے کام لیا جائیں۔ فلسفی حروف بدھا کا ترجیح۔ بیچے، .. جی، .. کے تین ڈائیجی
کیا جائیں۔ احوالات کے بیچے، ۰۰، ۰۰ کے سے بکھرے وغیرہ سمعی تھے۔

فرست دیم کا جو کی تھام ہوئے آئنے سے کچھ مدد بھی نہیں ملے، جیسے جو دھرا
سین عالیٰ ہیں لے۔ نظریہ مرض، مکمل کی گئی۔ اس دستیان کے آغاز کا پہلا ہی اگاث
لامظہ ہے:

بیچ سر بینی لمودس آئیں دا بیت دیم کے ایک بڑھا تھا، ملیاں تھے،
فریضیں طریقہاں ہیں ایک پورا دھیت نہیں، بحال تھیں، ۰۰ اور جو
حاجات بہت کار، بکشیدہ مراہات اسیدہ ایں افرخندہ سیر ہم کو افسو
نہیں اصل بھال کا اور شستہ ہوئن فیض بھال کا بھٹہ اور اسی بیٹھان

اں کے لامبے دلہان اسیں، بہا ایکن جمیشستانی ملرو دوست اس کے کا، فرقے
خیز نہ گان کے سکلے تھے لفڑی اور جنہے ہے، روشنی در کی حقاً

اس عدالت کے نقیر یا یہم فقول کی قواعدی صاحت فدی ایمان ہے۔ پہلے نظرے میں
نادی علات، بطاً ”اوْ كَاتِرَه“ میچ کی آئی ہے۔ اولاد میں اس نہیں کے لیے ہتھیں استعمال
کر لے گیں۔ اور یہ حرف ربط اس کے پہلے نہیں اس کے بعد آتا ہے۔ دوسرا نظرے میں
صلت کے طور پر خام فدی ترکیبیں استعمال کی گئی ہیں۔ المعر شوریں افضل بتانی کا اور
ثنتہ بارہق نہیں بتھائی کیا۔ بہاں قدری اخلاق کا ترجیح حرف ربط کے طور پر ”کا“ کیا
گیا ہے، لیکن اس کا استعمال اندو تو احکام کے علاوہ ہے: ثبت این ملرو دوست اس کے کا۔
تیسرا نظرے اس کا ترجیح دوست اس کے کا کیا گیا ہے۔ فروع ثنتہ بتھگانی کے سے فدی
ٹھہرنا اس طرح ہو گا۔ ”اوْ كَاتِرَه“ نہ گان ”اوْ كَاتِرَه“ کے سے ہے اور اب ”اوْ كَاتِرَه“ اور ”اوْ

اوْ كَاتِرَه“ کی وجہ سے ہر بھے اور فقول کی صاحت تھدا لاطھے ہے۔

اس ”اوْ كَاتِرَه“ سے ایجادہ ہوتا ہے کہ اگرچہ اردو شاعری کو فدی کے شے آزاد
بھئے کافی ہو یہ کا حقاً ایک فادری ہی کے ساتے میں پہلی بھی چیز۔
خود دیم کا کاچی سب سے بڑی دین ہے کہ اس نے اردو خود کو فادری کے
خرے آزاد کیا۔ بہاں ملکرست نے بائی و بہاں کی آیینہ کے لیے بیان کوہ ہاہست
دی گئی۔

”بہاں ملکرست صاحب نے“ کہ ”بیٹہ اقبال اُن کا زادہ رہے۔ جب تک
جگہ جما ہے، لاطھت سے فربا اک نصے کو تھیٹھو ہندوستانی گنگوہیں تو اردو
کے لگ ہندو، محنت ملرو، لوکے پلے، دام دام اپس میں پہنچے
پالنے ہیں، اترجہ کر دیوانی تھم خود کے ہی نے بیگ اسی محاورے سے
کھن شوریں کیا، جیسے کوئی یادی کرتا ہے۔“

سیاں کو پہن گلکردیکہ بہبیت مودودی نظر کے لئے اگلی دم تین خونلے ہے الگرست
کی خوبی کاوش میں کہ مودودی نظر کے کام سے باہر بھی کر بخواہی سرین کی آنونس فولیں
سائنس لے بظاہر اس کی وجہ میں کہ کہاں دعویٰ کرو گفت دعویٰ کی کی موسیٰ نکانی موسیٰ
معاصد سے تابعیت اور جرم کی اگئی خوبیں اپنے تکمیل مودودی نظر کے کے نہیں میں میں
جوانی کی سے تکمیل و انتف خدا اور جنم کے خوبی مزاج کو حداشت کی رنگی وجہ بھیج دی گئی ہے
پہنچی اپنے پلی بار کیجے اپنے دو گوں کو مودودی نظری ایجادات اور تراجم
کی وجہت پر کی جو کی مادی زبان اگریں ہیں اور جنمیں اپنے اپنی زندگی کی تھوڑی گئے
زندگی وہ زبان سکھنے کی وجہت میں جو جنود سالی عالم سے مسلط کا کام کر سکن ہے اب
اپنے اور جنم کی وہستان کی پہنچ پہنچا کر ماقبلیں ہیں ।

— اب آنے والے کا کہاں ہوں، نہ آلان دھمکو مٹو اور مصلی کرو۔ بھر بیس چار
دوشیز کے پہلے بھائی ہے اور سب سے دوسرے نے اس طبقی کیا ہے کہ آنے کے بعد
کے مکے میں کوئی تجھنڈا ہے تھا کہ نو شیروں اس کی سی حالت اور حام کی سی
حلاوت اُس کی قاتِ جیا ہی۔ اس کا آزاد بخت تھا اور قریب مظہریہ جس کو
استہجان کہتے ہیں، اس کا اسے تجھنڈا ہے ।

”یہاں وہ بہر کیتا پلی بار مودودی نظرے اپنے سکھل فتحت کیا ہے اور سیکھی بارے اپنے خواصی
سامنے کی اپنی کی ہے۔ اس بے الگیم کی پس کو جدید نظر کا آغاز فتحت دیم کا ہے کی
ایسے دوست اور دوسرا نیا ایجادات سے بھائی ہے تو تلقانہ ہو گا۔

”مکن بیس ہے کہ بیٹت دیم کا ای کاشاس جب کے درست نظر لگا تو پرستہ بیا
ہو اس کا کام میں بھی جانے والی نظرے وہ اس را مکمل ہے کہ مودودی نظر کو اپنی الفاظیت
حاصل کرنے ہے تو فذ اسی اور عربی کے غیر اپنے اصطلاح اور امہم شایمی روشنی سے گزر کر جانے
اپنے اصطلاح اسکی میں کیا ہے۔ اس مست میں ایک مبالغہ اور پرتوں ہے

دیپل بیگ سرور نے آئندہ چھاٹ پتہ بیرون کی ربان پر اعزازیں کیا ہے تکن حقیقت ہے کہ وہ اوزیرِ امن کے ادارت سے متعلق قانون دسکے، بیرون لے آئی اور بہلائیں اپنی ربان کے پسے بڑو کپہ کپا تھا اس کی بارگاٹ سرور کے نمائادہ چھاٹ پتہ میں اس طرح لٹھنے ہے۔ ہر قول سرور کے روشنوں لے درخواست کی:

”تو اس تھت پر چاند کو اور آفیز آفیز ایام زبان اور وہیں خراجم اور تحریر کرے تو نہایت ملکوں نظر ایں بصر ہو، تکن تقصیرِ موات ہو لخت سے صاف ہو۔۔۔
بیرون اور گھستگو چارہ دی تھادی ہے، بھی ہو۔ میاں ہو کو آپ شجاعی علامت کے دامترو وقت ملکی اور نکر میمیں گرد ہم ہر لفڑے کے سقی فرشی ملکی گھیں
تکن پہنچتے پھریں اور پلک کر تحریر کئے جیں।“

”نکرانی میں جو تعظیت آتی ہے اس سعی بولی نہیں کا ملک مٹا، اپنے تکوک اسے دھو کیا اور جو کل سیل سخن میا ہے کہا جنا، وہ رہنے دیا؛
سید گیرجہ جاتی سے ضرور کہا یعنی ہر تکن گلاؤ چھاٹ کے کچھ میسے سادگی، تشفیعی اور چھاٹ کے گلاؤ کے مقابلے ہیں، کچھ میا کئے ہیں۔ جو اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ جب تکلیفیں اپنے میں روسنی ایم سٹل دل کالج ور سیکلر نسلیشن سوسائٹی ہے تو تکلیفیں اپنے قائم ہوتی ہیں سوسائٹی نے ہندوستانی طالب علموں کے لیے اصحاب کی اپنی تیاری کیں جن میں بیشتر مختلف طور کی انگریزی کی اپنی کا ترجیح تھیں۔

”مفت دلیم کالج نے اگرچہ چدید اور نظری اپنادا کی خلی سینکن اس کی مطبوعات اخلاقیات، امداد، اقامت، افاقت اور صرف دیکوچک بڑی مدد و تحسین، دل کالج ور سیکلر نسلیشن سوسائٹی نے اپنے ترجیحوں کے نتیجے پہلی بار ہندوستانی ذہن کو مغربی تکر اور

خلي الاب سے حاصل کیا۔

دل کالج اور سوسائٹی کی مظہروں نے اردو و نظر کے جدید آبادگان کے پیغامات
ہمدرد کردی اور اس نظر کو فروع ماحصل ہوا اردو اخبار تھی سے۔

اگر پر اندوکے چلے اخبار جام جہاں نہ کہ عکس، میں لگنے سے جو جو اپنی
دل کی پیغامات دل اخبار دل اخبار کے ہم کے خلاصہ میں ہماری ہوا، جس کے نتیجہ میں
ٹھوپتے تھے اور اس کے والد مولوی الحمد افخر تھے اسی سال میں عکس میں صوبہ سندھ کے
حوالی سندھ بھاری نے "سید اخبار" صدری کی بخشش، اور عکس طبقہ کے صہیل دل سے
کم کے کم پانچ اخبار شائع ہوتے تھے، ان کے نتیجہ مراجع اخبار، "سادق اخبار" قائد ایسا دل
و دل اندو اخبار، "سید اخبار"، "منظري"، "مسعود"، "فائدہ انقلابی"، "فتح الدلائل"
"قرآن العظیم"، "رائق الاعیان"، "لوہاظری" اور "لوہاظری" اور "الحمد" اخبار کے
وارے میں ایک دوسرے ہاتھ میں کہ "سید اخبار"، "مسعود"، "قرآن العظیم" اور
"فائدہ انقلابی" کے فرمادہ میں چند مسائل کم اور اگر بڑی تباہ تھے، غایب کی گئیں
کو اخبار کی زبان کو روپی مسیدہ قائم کیا چاہا جو گاؤں نوٹ دیکھ کر کاٹ کے ترجیح کا تھا میں
میں نسادہ بھیں اور روز میہ کی نبان۔

ذاتب جدید اردو نظر کے موجود ہرگز نہیں تھے۔

کیون کہ ان کی نظر نگاری کے آنہ سے انہیاں یہاں سال تین اور دو نظر بھرہ بہت کے
ماستی پر گھریں چل چکی تھیں۔ ناکب لے کاٹیں ہم ان کے سلطے میں ہر دو نظر بھریں ہمارے سالے
لکھتے تھے، ان کے علاوہ مختلف کتابوں پر اور ہائے اور نظر بیٹھیں اور کوئی نظر نہیں
لکھیں چل کر کہ چاروں سالے۔ قاتلیں ہم ان کے سعیر کے سلطے میں لکھتے تھے
اور ان میں الخلاف پر بحث کی تھیں تھیں۔ اس لیے ان مسائل کی خوبی اس کے سوا اور کچھ
بیکھیں تھے کہ صفات اور سادہ اردو نظر میں ہیں۔ اردو نظر میں ناکب کا مصل کا نام اسی کے

خطوہ ہے۔

بیوی ایک ایم سٹل ہے کہ اور وکتور بگاری میں کس نے پہلی بار طرزِ جدید کو اختیار کیا۔ مال لے پڑا کہ ناکتب میں ناکتب کی خطوطاً تو سی پر تبصرہ کرتے ہوئے کھا رہا۔ مراکی اندوختا اور ایسا بات کاظمیہ قتل احوال سب سے زیاد ہے۔ مراکی اندوختا سے خطا و کیا ہتھ میں ہے جگ اختماء کیا، اور مراکی اندوختہ کے بعد کسی سے اُنکی بڑی پہنچی تقلید ہو گئی۔

مال لے ناکتب کی خطوطاً کے بعد میں جو کچھ کہا ہے وہ حرف حرف سیئے ہے۔ حلقہ کا مطلب ہے جس سے کہ ناکتب اور وکتور بگاری کے سوچہارا بادا آدم ہیں، وہ تو صفت یا کم سے ہیں کہ اخطبوطی میں ناکتب نے جونگ اختماء کیا، وہ منفرد تھا۔ میں ناکتب سے بہلے کوئی بگاری اور خطا میں یا اکماز اختماء نہ کر سکا اور کہ کوئی ان کی تقلید ہے اس کا سب بوسکا بیانات ان کی شاخی کے درستے میں بھی کہی جاتی ہے۔ ان کا مطلب یہ کہاں ہے کہ ناکتب مراکی اندوختہ اور مراکی کے موجودتے۔

بلاشیت ہیں ہمارے ہوتے ہے اُنہیں نے اندوختہ وکتور اور مراکی کا موجود ناکتب کو قبول کر کر وکتور بگاری کی تدریجی ہی ناکتب سے خوبی کی۔

اسٹرام چند کے مصوبہ ہند (جلد نمبر ۲۹، ۱۹۷۸ء) میں دستوریہ (دستوریہ اسلامیہ) میں وکتور بگاری کے فن پر ایک جزو اس قوتوش شائع ہوا تھا۔ جزو اس جزو اس مقالہ میں کہی گئی ہے کہ اندوختہ وکتور بگاری کے طرزِ جدید کے موجود اسٹرام چند نے اور جو قول ہنتہ کیلئے ممکن ناکتب ہے کہ اسٹرام چند کا یہ مضمون مراکی ناکتب کی نظر سے خود گزرا ہو گا اور اس کی بیرونی مقاد نے اُس سے خروج اڑا کر ہو گا۔

اسٹرام چند کا نوٹ دستوریہ (دستوریہ اسلامیہ) میں شائع ہوا تھا۔ جب کہ اپنے ناکتب کے دستیاب

خطروں کے ناکب کا قدری تری اور دعویٰ ہے جو ملکہ، اس سے قبل ناکب نے تقریب کو
تھی اور گواہ شہام چند کا بوث شایع ہولے سے تقریباً اڑیسہ والوں سال قبل ہے مگر
بھی ہے کہ اس آنکھ سے قبل بھی ناکب نے دعویٰ اپنے خطروں کے درمیان۔

ناکب الٹا اینگل کے ابدان نہیں اینگل سلطنت میں کھے گئے۔ بین خلائق اینگل
کی میامت کی لوت اگست سلطنت میں آئی۔ اگرچہ اینگل اول بھی ناکب نے خطروں
نے بھول کی سہولت کے پیے اتفاق و آداب اور شکر و شکوہ اور شادی و شرم کے متعارف اور
دی کافی خیر کیے ہیں۔ لیکن اسی اینگل میں ہی کبھی ہے کہ اس دل سے یہاں تک
بیٹھیں ہے۔ اسی اینگل میں ناکب نے کتوپ نگاری کے فن پر تبصرہ کرنے پڑے کہی
ہے کہ یہیں چاہیے کہ کتوپ الٹی کی صفت کے سطحیں اتفاق ہاگر اپنا دعا بیان کرنا شرعاً
کریں۔ اول ناکب اور نگریت و نافریت پر چون خود وہ ملزم ہے خط رکھنے والے
کو چاہیے کہ نگری کو تقریب سے ہدرہ کر سے اور نگری کا لختگو کا نگل دے:

لکھن ہے کہ ناکب نے یہ الفاظ سلطنت میں اینگل اول بھکنے بھکنے کے ہوں
بکر بلادت کے وقت ان افراد کے ہوں۔ تب سبی ماضیہم چند کا بوث شایع ہولے سے
کہ سے کم ہدیت پہنچے کھے تھے کیوں کہ این اینگل کا پہلا ذیش فلکتہ میں شایع
ہوا تھا۔

ناکب اگرچہ انگریزی نہیں ملانتے تھے۔ لیکن انگریزی مکتب نگاری کے ممول و
خطاب سے بھری ہوئے واقع تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیرونی کے سلطے میں بھر فارسی
محکمت سے اُن کی مدد و کمکت تھی۔ ناکب کو محکمت کے خط انگریزی میں لکھنے تھے اور
ناکب محکمت کے افسرون کو انگریزی اور فارسی دو لوں زبانوں میں خط لکھنے تھے۔ ناکب
خط کا مسودہ فارسی اور دوسری تہذیب کرتے تھے اور اسے اُگوں سے ترجیح کرلاتے تھے جو
انگریزی ہو۔ انگریزی مکتب نگاری کے میں سے کافل و ثابت تھے۔ بیشتر آنکہ انگریزی دلی

میں ناکپ کے دھنطر طغیخوا میں جو افسوس لے بڑا فوجی حکومت کے اٹی المسران کو
بیش کے سلسلے میں سمجھے تھے۔ ان طغیخوا میں مطلب کی بات بہان کی گئی تھی۔ ایک
نفوذی ایڈنڈریزی سے ہے، جو تو ہے کہ خیر و عدالت اور دعا تھے کہ وہ قیومی نہیں۔ ظالم
ہے کہ اپنے کتب کھکھے کہ ادازار ناکپ لے اگرچہ اس اگرچہ اسی دال بندوں سے ایڈنڈریز
سکھا گا۔ اسی اس حد میں بڑا فوجی حکومت سے اگرچہ میں بخط و کتابت صرف ناکپ ہی
کی نہیں جو شتر گوں کی تھی۔ اس ہے جو بڑے طغیخوا کتب بھگدی کے آتا تھا کہ سہرا شر تو سا شر
بھگد کے سر المعا جا سکتی ہے اور اس ناکپ کے سر۔ طرزِ جدید کا شور عام ہو چکا تھا۔
تو کیا اور یونیٹر اور اردو کتب نگاری ہیں ناکپ کی کوئی ایمیٹ نہیں؟ جو نہیں،
ایسا نہیں ہے جو تحریک ہے کہ ناکپ اور دنٹر کے موجود ہیں اور اردو کتب نگاری کے
بڑا آدم۔ لیکن ناکپ کے بخدا ایڈو کتب نگاری کا بیش بیش سراء ہیں کیون کہ ناکپ کے
جنت بندوں ہیں نے اس بن کو نیا آب و یگن درا ہے۔ ناکپ نے خود بھی کسی بدوں نہیں
کیا کہ آمات، صفات، اسادہ اور نگفت، قصص سے پکڑا ہاں ہیں اردو کتب نگاری کا اخونٹ
آکرنا کیا ہے۔ جس ناکپ نے بہایا ہوئی خود کیا ہے کہ احمد نے مارے کو مکمل اور بخدا
کو ماقات کا بدل بنا دیا ہے اور ان کا پردھونی سول صدی ہوتا ہے۔

ناکپ کی اردو شتر نگاری کے بدے نگیجھ میر کرام نے سمجھا ہے:

”حقیقتاً نہ ناد (معنی مختلطہ۔ ملختلہ) مننا ناکپ کی اردو شتر کا تھا۔“

وآخر ظلم نہ کرنی کا بہان ہے کہ:

”اس زمانے (جیتنی مخفف تھی) میں اہم اُنکے بعد جب تک وہ جو ناکپ

نہ ہو، ہے ان کی فوجی نظر برہی۔ خدا سی میں کم ہو اردو میں زیادہ“

ان دو لوگوں محدثات کے بیانات ہیں لیکن اس سلسلے میں ہے دلپت

بیان ناکثر سین الرعن کا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

”النَّابُ مُلْفَلَلٌ لِّيَمْ سَعْنَافِرِ نَابِكُوْجِیْنِ بِیَا هِبْ کَوْنَرْ لَگَدْ نَابِ“

کا ہم تو اس القاب کے بعد ہوا:

شیخ محمد کرام اور ناکثر نلا خدا ری دلائل کے بیانات دامت ہیں بلکن ناکثر حسین الرعن
کے بیان سے ہمار پیدا ہوتے ہے کہ ناب کے ملکہ کے بھوپر دنایا ہوئی ترک کر کے
پہنچ تو ہماری طرف مددول گردی۔ یہ صحیح نہیں۔ دلهم بات ہے کہ ناکثر حسین الرعن
کے اس بیان کی خاصی نہ ہوتی ہوتی۔

پدر فیصل احمد تھہ نے کہ کہ اس بیان میں ناکثر حسین الرعن نے مانگی حقیقت
کو ہر کی خوبی سے پیش کیا ہے۔ محمد عبد الرحمن چنانی کے اس تقریبے کی دلار بننے ہوتے
ہیں کہ ناکثر حسین الرعن نے اپنے اس مولت کو زیارت اولادی اولادی سے بھولایا ہے اور اس
کی آئندگی اسی تکمیل ہوتی ہے کہ اس اولادی سے نماج نکالے ہیں کہ ان کی
ماتے بغیر مدد نہیں۔

بھی اس تقریبے کے دلوں حصول سے اختلاف ہے۔ القاب ملکہ نے ہم
سے ناب کا بیس چھینا۔ کیوں کہ اس اونکہ ملکہ ملکہ سے ہوتے ہیں ہم سے بھی
چاکتے ہتھے اور نبی ناکثر لگاد ناب کا ہم تو ناکثر ناب کے بعد ہوا کیا کہ ہم تو ہوتے ہیں
بھوچکا ہوتا۔

پہلے ان کی شاہزادی کو لیجیے جو تو ماں طہری ہوتا ہے کہ ناکدرست بیک نجیب کی طرف
منزہ نہیں ہوتا اور حب اس کا موز آئتا ہے تو ساری کسریں جاتی ہے لیکن ناب کے ساتھ
سماں نہ لاسا تھا۔ وہ نبیگی کی آلاتی نے ان کے دل دلمائی کو اس بڑی طہری سماں کیا
خدا کو ان کے خلائق ہوتے ہبہ پہنچا کر ہوتے گئے تھے۔

ناب کی زندگی کا سب سے پہلا ایک والدہ بیٹی کے ساتھ ہے اُن کی آکامی

فی۔ ناکتب بہت اسیدول سے کلکتے گئے تھے۔ بگٹے کے سڑا دوام کے نیامنے اپسیں
بہت سخوان کردا تھا جب جزوی ملستبلے میں ان کے علاقوں فیصلہ ہوا تو ان کی وسیا
ادمیر چوکنی۔ اور ہول ناکب۔ فرض اگر دجال اگر اسستبلے کا خوف ہجھے تو اس
دالکتے ناکب ایسے دل بروادتہ ہوتے کہ انہیں خفرگوں سے دبکھا جائیں۔ لیکن ہول
کوکنا استہانہ مل دیا جائی :

”ادمیر جزوی ملستبلے میں مقدمہ ان کے علاقوں ایسیل ہوا تو اسستبلے کے
خونک اصرہ نے ان کے دل و دماغ کو سخت الانتہی پہنچا اور پہلے لارہ
ان کی طبیعت لے لکر شعروں سے خلرا کا اخبار کیا۔ اب دو خل کیتے
تھے مگر دوستی کے اصراء پر اور قصادری کیتے تھے مگر والی پڑیاں پیٹ
کے بھوٹ کو دل کرنے کے لیے:

مولوی صلاح الدین احمد سے ناکب کی دلکشیت کھنکتے میں ہوتی تھی اور بگٹے سے ہائیکہ
ان سے خطا رکابت ہوئی۔ مولوی صاحب کے اہم ناکب کا ایک فدای حظ ہے جس کے تاریک
خوب نہیں ہے۔ مولانا علی کا خیال ہے کہ ۱۸۵۷ء میں میں بخواہی۔ ناکب بگٹے کی
”مذکورہ غول بیجیے کے پاسے جن کا ایک دوسرا بکھوں ہے۔ مگر وہ کی خونکہ
فشاں اور لکڑی کی چبر کا دی کے بیچر غول مولوی خیال ہے اگر بے غریبہ گاہ
سے خوبی کی اگی صفت ملتی تو جراپ سیری لکھ کے وہ رہ سکتے۔ وہ جو اس
اہمگی کے باوجود اس دلکشی کی کوئی خوبی باہم ہے آہاتے گا اسے پہنچان کر کے
لحدتی گراہی میں بچا دیں گا۔“ — (فلادنستھر)

شیخانی جب امام پر کے ناکب محیی الدین علی جنت لشیں ہوتے تو ان کے بھانی
ناکب مہماں خداوند میں اصلیہ میر ختنے اس موقع کے لیے ناکب سے تھبہے
کی فروخت کی۔ ناکب ان کے اہم ایک فدای بخٹ میں ہاب و بیتے ہیں :

۔ لیکن کہا کروں کہ شعر گوئی کا فصل دل سے ہے جب دل اپنی تھکائے نہ ہو
نیا نیا کمال سے ٹھے ؟ آپ یہیے دیدہ و صحبہ دل سے چلا کر اس
حقیقت کا ناشناس اور کون ہو گا کہ شعر کہنے کے بیان دل کا کب ہونا ضروری
ہے ؟ جیسی کچھی کوچھی طرح مدد ہے اور جو سیرے سمجھنے میں ہے میرا خسین ہم گیا ہے
اور اب تھیں افسوسی اور سخن افسوسی کا الیخ ہجھا ہا..... اسہد ہے کہ اس
گزشت کے بعد اپنے ظلم و خرکے لفاظ سے کے مردہ نصیر فرمائی گئے اور
”فاسد خیر ہے اور بکال ہے“ ۔ (ناہی سے ترجمہ)

اس لفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ نقاب کی افسوسی اور سخن افسوسی سے ملنے والی نہیں
ہوتے بلکہ وہیں انتہا سے شعر گولی کے غالب ہی بیس ہے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو انکا
تفہیمہ خود رکھتے، کیونکہ اس کا پہلا امکان خدا کو نقاب کو اپنی تھیہ سے پورا دام ملے
یہ بولتا رکھتے کہ اس وقت نقاب کی عمر تقریباً ۲۳ سال ہے اور اسی سوچ کے باوجود اسکے
میں سخن سال باتیں ہیں۔

نقاب کے اردو روایات کا پہلا اذیلہ ۱۹۴۷ء میں شائع ہوا تھا اس میں احمد گوک
تعداد ۵۹۵،۶۷۶، دوسرا ایشیان ۱۹۴۸ء میں شائع ہوا تو یہ تعداد ۱۱۱۱ ہو گئی گھوچہ سال
میں کم کر سیٹھیں سوچہ شعر کا اضافہ ہوا۔ تیسرا ایشیان ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا تو اس میں احمد گوک
تعداد ۱۱۰۴،۰۹۷، اور ہجھی اور نقاب کی زندگی کا افسوسی اور ایشیان ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا
تو یہ تعداد ۱۱۰،۲ ہو گئی۔ لیکن ہے کہ نقاب کے اضافے تعداد میں شعر کے ہوں لیکن انتہا
اویسی اشعار کا کپا۔ پھر ہمیں منتخب احمد گوک کے تعداد سے ان اشعار کی تعداد کا اندازہ لگائیا جائے گا
ہے ”جو اُنہیں میں کہے ہوں گے“

ان اعداد و تسلی سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ سوچہ ایشیان کے درمیان نقاب نے
شعر گولی تقریباً تیک کر دی تھی اس یہ سوچہ کے اذیلہ میں صرف سوچہ ایشیان کا اضافہ

بہرہ شہنشاہ میں ناکب تھے میں خلائق ہو گئے تو بادشاہ اور شہزادوں کے اصرار پر افسوس
بھروسہ مدد میں خلیل کہنا پڑی۔

ناکب اپنے اس بھروسی کا ذکر اندر الدار نواب سعد الدین خلیل شخچن کے ام
الطبیع کرنے میں:

”ہر چند ایک دن سے طبیعت اور طبع کئے پر ماں نبیین اسکیں کہیں کسی
بادشاہ کی، خدا جوئی اور مکار و ایسی کے فرمان کی احیل میں اور میں گی طبع کئے
پڑتے ہیں۔“ (مشائیخ احمدیہ ترجمہ، ص ۱۵)

۲. جوئی مشائیخ کے ایک لمحتیں سبہ بدالین احوال المعرفت ہنری کو کھینچیں
”اب ہفتاد سو قاری خلیلیں اگئے ہیں خلیل خلیل تو شاید ایک ہی عالم کی
اہ بندل خلیلیں شکھ کے خارج ہیں وہاں کی خلیل اسودہ یا فرد سے
دوست تھیں میرزا صاحب کے اس بھول گی باضیاء الدین خالص صاحب
کے پاس۔“

گواہی کی مذہبیت کے درودان ناکب نے درود میں کہہ خلیلیں کہیں ہر دنہ کی میں
شاید ایک ہیں۔ بھی اسی ہے کہ دیوان اور دو کا جب تیرسا اؤٹیں شائع ہوا تو اس میں
۲۲۵ درج ہوئے اؤٹیں میں خلیل ہو شرکہ اتنا فراہم ہوا۔ اگر پہنچ اؤٹیں کے سر علاحدت میخا
لکھا تو اسی اؤٹیں کے سر علاحدت میخاںدہ سمجھ کر کے گئے اور اشمد کی سالانہ
اوسمی انعام حاصل ہاتے تو ناکب نے اکیس سالیں کم درجت ۲۴۰۰ ریال میں اس طبق خوشی شرم
لی سال کے۔ اگر ناکب شکھے میں خلائم نہ ہوتے تو تھے اور بادشاہ کی بھروسی نہ ہوتی تو ان
الشمار کی تعداد تاپی اور سی کم ہوں۔

اس کا اطلب ہے کہ شخچن کے متقدے میں بکاہی، امال دخواری بکاشہ اور جم
خلیلیں جوئے کے الزام میں گرفتاری جیسے واقعات نے ناکب کی کلیلیں قوت

بُشْرَیٰ سے بہت پہلے یہ سلب کر لی تھی اور نہ لئے ہیں بلکہ ناک کی زندگی کے
اندر پاک داتیں نے تھے ناک کا سوچنا ہے بہت پہلے ہم سے جیسی میاتا۔
ذکرِ جن المحن کے میان کا اوصاص ہے کہ: «نَزَّلَ اللَّهُ نَزْلَكَ كَانَ لَهُ عَوْنَى»
کے بعد ہوا۔ اگر صحیح الرعن صاحب کے گرناک نے بُشْرَیٰ کے بعد اندونظر پر
زیادہ نظر رکھا تو جیسا کہ اعز ارض نہیں تھی۔ کیوں کہ ناک کا سوچنا سے پہلے
فلاں اور اندونظری سواب اتنا کم نہیں ہے کہ اسے اندر اندونظر کر دیا جائے۔

ناک نے بُشْرَیٰ سے قبل غشی کیں تھے، مرا جو گواہِ تفت، ناک یعنی
منزا، بد الدین احمد کا شف اور نقشی میدا طبیعت و خوب کے ہم اندونیں پوچھا کرے ہیں،
آن میں سے سو کے قرب دستیاب ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ان خطاکوہا
و سوچناوے سے قبل کھا گیا تھا۔ اس کا اسکا اندازہ ہے کہ بُشْرَیٰ سے قبل کے
ناک کے سلطوان زیادہ تعداد میں خاتم ہوئے ہیں۔ غرض اس بحث کا خلاصہ ہے
کہ نَزَّلَ اللَّهُ نَزْلَكَ کا نہیں سوچنا سے بہت پہلے ہو چکا تھا۔ اس بُشْرَیٰ کے بعد
ناک نے اندونظر اور خدا میں طبع سے اندونکتوب لگھا ہی۔ زیادہ توجہ دی۔

غالب کا پہلا دستیاب اردو خط

وہ کہنا مشکل بخوبی ہے کہ ناگزیر نے ۱۹۷۳ء میں مکتب تحریری کا آغاز کیا اور اس کا ام
ان کا پہلا اردو خط کیون سا ہے۔ ناگزیر کے عہدیں خط و کتابت کی زبان فارسی تھی اور ان
کی آخری تحریریں اردو نے فارسی کی جگہ اپنی خود کی گئیں۔ اسی لئے نہ صرف کے پڑے سے بھی
ناگزیر فارسی کی ایسی خط و کتابت کرتے رہے اس کا خطاب ہجگز نہیں کہ اسی دفعمان جسی
نکتب نے اردو میں کوئی خط تھا اسی دہ بھاگ کی وجہ سے خود رکھے ہوں گے۔ اس کا کچھ
ایسے دھوکے کوئی خط نہ کھٹکنے پڑے جائے گے جو صرف اردو ہی کو چڑھ کھٹکنے۔ ناگزیر
کے ایسے سبیلہ طور پر معلوم نہیں ہے۔ جو انہوں نے شاعری اور حوالوں کو
کھٹکنے اور جو ناگزیر کے خطوط کی اولیٰ اہمیت سے پہنچی تھیں وہ قصہ ختنے تو پھر ہم
ان لوگوں سے بخطوٹ کو سلمان خا، سکھنگی کیسے واقع کر سکتے ہیں جو ان کی اولیٰ اہمیت
کے قطعی واقعہ ہیں ہے۔ قاضی محمد اور دو کا یہ خیال انکل دست ہے۔

”نکتب سے صرد کار رکھنے والوں میں ایسے لوگ ہیں جو کھٹکا پڑھا جائے کے
اویز فارسی سے بالکل آٹا قعف ہوں یا اُس سے کافی واقفیت نہ رکھنے
کیل اخیر ہوں گے اور دنکا فوت نہ لے سے لوگوں سے مراحتہ ہی ہوئی۔“

ہو گی۔ اخیں ملادتی میں خطا کرنے کے سفر، جو نے کر رکھا تو فروہ ترجیح کرنے
کی دعوت دی جاتے۔ اچار بارہوں بھی میں خطا کرنے پڑا ہو گا۔ اسی طرح کبھی
کبھی زمانہ دنیوں کو سمجھا خطا کرنے کی ضرورت پڑتی ہو گی اور انہیں بھی
ملادتی کی جگہ اور وہیں خطا کھوا ہو گا۔ ماتکب کی زندگی امداد و نعم، مگر ان را باب
ہے کہ آنکھانہ بکھر۔ جندس و مختار سے جو خطا ناکب نے ختم کیجئے تھے
اویز کا ذکر ہو گی اُول کے اُم کے خطا نہیں ہے، وہ بکھر زبان میں ہوں گے!
ماتکب نے قادری بھی مراحلت درج کرنے والے میں ادا نامہ مکتب شاگردی
شروع کرنے سے قبل پہنچا اولاد میں خطا کرنے ہوں گے، جبکہ ان کی تعداد کتنی ہی کم
کیوں نہ ہو، اسی سے ماتکب کے پہنچے اولاد مخطل کی نشان دیتی کرنا کسی طرح ممکن نہیں۔
ادا ناکب کے اُر پہنچے اولاد مخطل کی نشان دیتی کرنا کہا کرنے ہے اُو ایں دستیاب ہو جائے
اور تم اسی ناکب نامہ کرنے کے لیے اسی نتائج کا اعتمانہ لگا کرنا ہے اسی مکتب کی اولاد مکتب
خطوط کرنے شروع کے اور اسی نتائج کا اعتمانہ لگا کرنا ہے اسی مکتب کی اولاد مکتب
لگانے کی اس اتفاق میں مادرگی ہو جائے ہوں۔

ماتکب کی اولاد مکتب شاگردی کے آغاز کے اوسے میں پہلا بیان مولانا العطاء عجمی میں
کہا ہے: ماتکب نے راگا بارگا ماتکب ایں کھا ہے:

• سلام ہو گا ہے کر من اسٹھا، ماتکب ایں کھا ہے مولانا مسٹھ کیا ہت کرنے نے
ٹھرستہ کھو گیں جب کہ وہ ملائی لوگی کی خدمت پر ماس کے گے اور
ہر قسم "ہم نیجہ ہو گے" کے کھنے میں صرفوت ہو گئے، اُسی واسطے خدمت اُن کو
اداؤ میں خطوط کیا ہت کرنی پڑتی ہو گی۔ وہ ملادتی خضری اور اکثر ملادتی خطا
میں ہوتے تھے ملائی اسی ایسی خدمت لایدی کا حضرت خضرم سے سمجھی کیوں قدم لاتکب سلام
جو ہے پہنچے کا دل ایسی ایسی کا حضرت خضرم سے سمجھی کیوں قدم لاتکب سلام

ترتیب والثایں صورت تھی، صدھرے کے اُس وقت ان کو فارسی زبان میں
خط و گلابت کرنے پڑ دی گئی، اپنی طرزِ فارس میں، مخفف سلام ہوتی ہو گئی۔
اس لیے تمیاں ہماہا ہے کہ انھوں نے نامہ انسٹریکٹ کے بعد سے انہیں
میں خدا سمجھنے شروع کیے گئے۔ چنانچہ وہ اک اُنٹھیں سمجھتے ہیں کہ زبان
فارسی پر بطور کا لکھنا پہچھے سے سترک رکھتے ہیں۔ چیزیں سری اور حضرت کے
حد میں سے سخت پڑ دیں، اور جگر کا ورنی کی قوت نہیں ہے جیسا ہے جو اُنھیں ہی جذبات
غرضی کو نہال ہے اور یہ حال ہے:

فضل ہو گئے تو ٹھی نائب

اب حاضر تھا احتیال کپاں ۲

وُنگن ہے کہ جہاں سفرت کے بعد ناکتب لے ملازی کے مقابلہ میں اردو میں
زبانہ خط و سمجھنے شروع کردے ہوں جس سطح پر بکن نہیں کہ اس آرٹیٹ سے پہچا من ہے
لہو میں کوئی خط و سمجھا ہو، اس کا بھی اسکا انہیں کہ اس آرٹیٹ کے بعد ناکتب نے فارسی میں
اکھل خط و سمجھے ہوں بھی، اندھوں نے ماکی کے اس بیان کی دلخیں میں کہا اٹھی کر دیا
کہ ناکتب نے اردو کنوب بھجوئی کا آغاز ہوئی سفرت میں کیا تھا۔ یہ حضرت نہیں۔ حال کا
تمل ہے کہ اس وقت بحدودت ان کو اردو میں خط و گلابت کرنی پڑی ہو گئی؛ اس کا
نامہ اخوم، ہے کہ، میرنیر، کام جاد اکھا کرنے کے لیے ناکتب لے بھی لوگوں کو جو
خط و سمجھے، وہ اردو میں ہے بلکن ہے مالی کا یہ طلب نہ ہو بکن جلد سے بھیں مقابلوں
لے اس عملت کا جسی خروم سمجھا ہے۔ کسی طرح اسی درست نہیں۔ ناکتب نے تھیں یہ دن
کام جاد نہ کیا اذ اس کا سروہ تہار کپا نہیں لے ۱۵ نومبر ۱۹۴۷ء، اور ۱ اپریل
تھیں کو جو خط و سمجھی نہیں بخیر کو سمجھے ہیں، ان سے سلام ہوتا ہے کہ کہر یونی
ٹی ایم ایم دو میں سورہ تہار کے سچ ویا کرنے شے۔ ناکتب کا کام صرف اس درود صورت

کافر اور دشمن ترجیح کرنا تھا۔ اگرچہ کوئی شخصی ثابت نہیں پہنچا اور کوئی مکمل بھی
امن اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں تبدیل ہوئا ہو جس سودہ غواص ہوئے کے بعد سمجھم صاحب اہل
ایک نظر قابل بنتے ہیں۔ ۲۰ ہجری عالیہ "ہم نیز" ۱۷۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا بکار اپنے
ذکر لے جو اول مرصد کا شیخ ہے اور اگست ۱۸۷۳ء کو میں چار سال احباب بھی
تکمیل کیم اپنے مکالمیں کوہنہا۔ اتنی تحریکت میں ۱۷۹ صفحات کا ترجیح، ذکر کو ان معنوں
پس رکو مکمل تھا اور ذکر کو فارسی میں خطوط لکھنے کی بھی طریقہ تھے!

ظالمہ بعل تھر کے خیال میں ذکر کے دستیاب شدہ خطوط میں سب سے قدیم
خط ہے: جو ذکر نے جواہر سٹو جوہر کو لکھا تھا۔ اور جس میں انگلی کی طبیعت کی
تمی۔ اس خط کے نتیجے تھر کی کم و بہتر تھر ہے۔ اور دوسری جواہر سٹو جوہر کے ہم سعی خدا
ہیں۔ پہلے خط کے آخر میں ذکر کرنے لگتے ہیں:

"کیوں صاحب، ۲۰ ہزاری انگل اب تک کیوں نہیں آئی۔ ہفت دن ہوئے

جب تھے تکھا سن کر اسی پہنچے میں سمجھوں گا؟"

امکانیں یہ ہے کہ یہ خط و سیرہ نبی ﷺ کے آخریں پاہلے ۱۷۹ کے اوائل میں لکھا گیا۔ اس
بے نام بول تھر کے خواہ میں اب تک ذکر کے جواہر و خطوط میں ہیں، اُن میں تھر کیم
ترین ہے۔

بھلی بھیش پرشاد کے مرتبہ خطوط اذکر کی جلد اول میں: جو تھر کے ہم اور دو خط
اس بندی میں شامل نہیں ہیں اور دوسرا جلد اسی تاریخ میں ہوگی، ذکر کا قدیم ترین خط
وہ ہے جو ذکر لے جوانہ جوہر کا تھا کہم لکھا تھا۔ اس خط پر تکھی تھر کی میں ہے۔
بھیش پرشاد نے اس خط کی تکھی تھر اگست ۱۸۷۳ء تھیں کی ہے۔ اگرچہ بولیکا صاحب
نے اپنے ملال بھیش نہیں کیے، لیکن اخونے اس کی تھیں لانا اس خواہ ہے کیا
ہے کہ اس خط میں ذکر نے تھا کے دیوان اول پر جو تقریباً سمجھی تھی اُن کا ذکر کیا ہے۔

۲۔ اگست سال ۱۹۴۸ کے "اسد الائیڈ" میں دفعہ الم تفتہ کے ۴ سے ۵ صفحات میں شائع ہوئیں ।

"روایان تفتہ جو اس طبقے میں پھیا ہے، اور اس سے زیادہ بھبھکا بھبھکا
بھی اس دوام سرایں ایسا، اللہ تعالیٰ خاصم ہو گا۔ اُس کی مغلامت ۳۵ جز
کے قریب ہے اور قسمت چار ہو ہے۔ بعد انتہم کے پانچ بھبھکے گے۔ . . .
قصص اسد الائیڈ خال ناکتب (نگرانی تو اس کے بہت خنا خوال ہیں) :

اس انتیاں کے آخری المفرے میں غالباً اسی تفریقاً کا حوالہ ہے۔ جو ناکتب نے بھبھکی میں
لے ہوا اسی سیل جناد کا یہ خیال وحیت معلوم ہوتا ہے کہ تفتہ کے نام ناکتب کا ذریعہ بہت
خط اگست سال ۱۹۴۸ء میں لکھا گیا۔ مگر اب دو تین یا تین خط ہو گئے۔ ایک تو جاہر ہے مگر جو ہر
کے نام جو کہ بہر عالم کے آدمیں اس تفتہ کے احوال اور غالباً جنہی ملکوں میں لکھا
گیا۔ اور دوسرے خط تفتہ کے نام جو اگست سال ۱۹۴۸ء میں لکھا گیا۔
ناکتب کے ایک افراد طبقہ کا پتا چلتا ہے، جو ان دونوں خطوط سے پہلے کا ہے، اور خط
جی میں اسرا ہرگز بول تفتہ کے نام ہے۔

مولوی ہشیش پھٹکا نے تفتہ کے ہم ناکتب کے اس خط کی تدبیخ خبر تو پھر
پھند کی لیکن اسے ۲۱ اگست سال ۱۹۴۸ء اور ۲۲ جون ۱۹۴۸ء کے مخطوط کے درمیان بین
کیا ہے اس بخطہ ناکتب نے تفتہ کے دو فارسی اشعار پر اصلاح دی ہے، اور افتہ کا
بکت صریح نقل کیا ہے:

ناما، الی خفتہ جزوہ کو حق پھی شدی
حق غورت، مگر ہے نہ ہم نہیں شدی

پاندہ طم خود اور جنین کھر
اکندہ ہے می کئی دلم ما
ای خطا میں تقدیر کا کب صرع اور نقل کیا گیا ہے۔

لعلم مہ ماجھل المام کر چوں خواہ شد
و توں خسروں ان اول میں تو بخدا ہیں۔ پہل کہ سیرے سپتیں خطر تقدیر کا ہو رہا ان اول ہے
وہ ناصح الامر ہے اور صرف مگر زدیت کرے ہے اس لیے یہ کہنا مغل ہے کہ سیرہ المحرج
خوب گھے ہے وہ بھی دیکھنے اور لیٹنے ہے رائیں۔

۱۵ دسمبر ۱۹۷۳ء کے بعد امامتیہ یاداطلاعات پھری شی کہ:

”ان دلوں میں دیوان تقدیر سکھنا آبادی اس طبع میں پھیلا شد ہے جو ہے

”دریں دیوان سید گل کا مستحب امامتیہ اور اخلاق تقدیر میں دیکھا

”خواہ بھبھی المحرج کے سبب نگہ متوکر۔ اب اس کی تحریر گل گی:

”دیوان تقدیر کے اس سلسلہ اور تقدیر کرنے کے اونتے قلم میں دیکھا ہو وہ تقدیر ہے جو
”ای خسرتی ہے جو دیوان کا اشتبار چھا ہے۔ امگر دیوان اس وقت کسی نیکی ہی نہ اس کا
”علق علم نہیں۔ ایسا چھا ہے کہ مکمل ہوئے ہے قلمی صوب کے اس خجالتے نقاق
”ہے کہ ای از منشیت کا ہے دیوان تقدیر مرض بوجہ کا ہو گا۔ اس کا عطب ہے کہ تقدیر کے ہم
”تاک کافر بہت خدا تعالیٰ کے ہو گئے، میں کھل گیا ہو گی۔

”لپیٹ اتھے ہے کہ تقدیرے غالب کی صرع کو ہے۔ اس اور دلوں اخراج دیوان
”میں شامل گرے۔ اس کا امکان ہے کہ دیوان ہی فرمیں شامل کرنے کے بعد غالب کو صدع
”کے پہنچنے لگیں اور غالب لے خطا کا جواب اتنی باخبر ہے دیکھ دیوان کو وہ حصہ چھب
”چکا خواہ جس لیتی جا اخداستے۔ بیرونے خواہ سے ایسا نہیں ہے۔ اس سلسلے میں میری دلیل
”ہے کہ تقدیر کے دیوان اول کا یہ اس دلتہ بھر پڑیں ظریبے۔ وہ نظریں کیتے دیکھنے

کیوں کہ بہت سی خوبیاں پر نکھل ہوئے۔ اسی طرح بہت ظریفیاں دردیاں دو، تو شستہ شد۔ بعض اشخاص اور بعض صرف تلفز کر کے وہ صورت سمجھتے ہیں۔ اگر دیوان اعلیٰ کی طاقت کے بعد نائب کی اصلاح تغذیہ کو ملتی تو دیوان اعلیٰ کے ان طور پر نیچے پر تغذیہ ان اشخاص کو تلفز کر کے اصلاح شدہ اشخاص کو خود دینے۔

اس پرہیزی سمجھتے کاملاً صواب ہے کہ اب تک نائب کے بھت اور دو طوطوں کی جانیافت ہوئی ہے اُن میں قدیر کم ترین خط وہی ہے: جو تغذیہ کے امام ۱۹۷۳ء میں بھی ہے۔

جالی الدین صاحب کو سو ۱۹۷۴ء میں نائب کے سولو نہ کارڈ پائی گئی اور دو نویں طوطوں کی طوطوں ایک قیوم کی طوطوں میں ملے تھے۔ جالی الدین صاحب نے ان طوطوں کا تعداد: ”پارکی زبان“ نئی دلی کی ۶۰ نویں ۱۹۷۴ء کی اشاعت میں کہا ہے۔ جو قول ان کے پچھلوارا فیض آزاد کے نائب ان میں میں خالی میں خالی انکام ایامت میں خالی تھی۔ ایجاد میں خالی صاحبزادہ عرف بھوٹے خالی فریڑ آبادی اور حکیم امام الدین خالی رہوی کے امام ہیں۔ اور جس طوطوں کو قول جالی الدین صاحب ۲۵ اپریل ۱۹۷۴ء اور ۲۲ نومبر ۱۹۷۴ء کے دو میان سمجھے گئے ہیں۔ ان طوطوں کا تعداد کرتے ہوئے سات سال گزر چکے ہیں۔ لیکن جالی الدین صاحب نے اسی بھت پچھلوارا فیض نویں کیے۔ اس لیے مجھے شہید ہوتا ہے کہ پچھلوارا جبل ہیں۔ اگر جالی صاحب اپنیں جھاپ کر سیوا شبہ ناظم ایمت کروں تو اور دو میں نائب کا اپندا و متنبیاب نویس ۲۵ اپریل ۱۹۷۴ء کا قرار ہوتے گا۔

مکتب زگاری کافن

کتب ٹکرائیں لہذا کا حصہ ہوتے ہیں ایک باہمیہ بکر اور جملوں کے مقابلے
میں زیادہ طبیعت اور تراویحی کی نسبت ہے۔ اسی پر عین المقصود اسے طبیعت تمناً کیا ہے
اور قلم کی طبیعت اسی میں بھی بہتری ملتوی ہے جیسا کہ جون جگرے اور جملے میں جو دھرم
خون لہینہ کی طبیعت اسی وجہ سے بھی خوبصورت چکان کی صورت ہے۔ دھنم کے بھرپور کتب ٹکر اور فرم
ٹکرے اسی اگلے ہوتے ہیں جو جنہیں ملکے تھے پہنچے، ایک نارالیہ پہنچنے کے بھی پہنچے ہیں اور
اُن کے خطا اس طریقہ مدد و دلہیں۔ ان خطوط میں فکر کے پروجکٹ کے پروجکٹ کے طبقہ قلم لے دلتی د
شمسی فرم و فرم کی جنت بوس کو کبھی مدد اگزیکٹ دیجئے جیسا کہ اس کی خنزروڑیز کے
سہارے خوبیں سختہ بدارا ہے۔ اتنی اور مضمونی تحریروں کو اپنے ملئے، شایستگی داداافت اور
ٹھیک ہوتے اذایت اور احتہامت سے ہم آنکھ کرو بائے۔

اگر کوئی ہمارے ہسا ہے کی زندگی کے نرام والوں سے من مٹاتے تو یہی نہ ہو رہا
ہے جو گلی، بکدست ایکم ہے جو ہماری، لیکن اگر ہم کسی اپنے مدنظر سے جو کمی جس سے کار رہے
ہے اسی کے گھر میں ٹکر جاؤ اور جس سے ہم اپنے ہسا ہے کی تھیں تو یہی دیکھ جسکیں اور اسے
زندگی کے سخیل مثالیں جیں مصروف کر جیں تو وہ ہماری ہیں اس مدنظر سے بخوبیں بھر دیں۔

کفر جوں پر بول اور پلنیوں کے دیپھے سے ٹھنڈوں جماں کرنے والے انگریز انسان کی اس طرفت سے بھرے ہیں جو دوسرے لوگوں کے باطھا چھٹے ہیں پر ہمیں اسی آسانی ہے۔ خود فوٹتھ عالات اور رہنمائی کی گئی دلہب ہوتے ہیں لیکن بھلٹوا کا اصل العادہ اس سے بھی نیزادہ دلہب ہوتا ہے، لیکن طور پر دوسرے کے باطھا کا۔ خود فوٹتھ عالات اور رہنمائی مکھنے ہونے لکھنے والے کو ہمیشہ اپنے ہتھیار ہتھیار کو دوڑا یا کپ سے نہیں اسراہیں، اخراجوں، اخراج سے بیٹھا ہے اس سے لیے اپنی شعیت اگر کہا تو میاہات اور انقلابات پر کپڑہ کپڑے ضرور والے ہتھیار ہے، لیکن خطا منہج دو آرٹیلوں کا مصالہ ہے۔ دام طور پر کٹوب گلزار کو بیچنے ہوتا ہے کیونکہ کٹوب یا کٹکٹ کر دہم کی پورا صورہ، دلاریوں میں گم ہو جاتے گا اور اسی کا راز ہمیشہ دلار ہے گا۔ اگر ہمارا دلماچا تو دلماچا کے سب ستر بھلٹوا اور بھی صورت ہوتے اے سمجھیں ماخنچی کی روشن جلوہ گر انقلابیں ہے، دلماچہ کرنا ہے، بھلٹوا یا اس طور سے واٹھنے اور بھیٹھنے، سمجھنے کا کام کر کے ادا دینا۔

ہدایت کرنے آئے۔ جو مخطوطہ نام طور سے ماشین لہجہ بھرپوری میں کے کسی ایک کے باوجود ان کے
مرنے کے بعد مانع ہوتے ہیں۔ پہلی صفحہ کی سادی تتمیل، فاصلت گزی میں گزی
اہم اسی تتمیل میں میں کہ اہمیت کا امدازہ اس حقیقت سے ٹکتا ہے جو اسکا ہے کہ مخفات
نہ اونٹتے اس پر تین ہزار سے زیادہ کتابیں مانع ہو گئی ہیں۔ احمد اپنی کبوڑی ہندیت کو
خالکھالا ہے تو اس کا جسم اصرار دن دلوں در دن اور یہ جعلتے ہیں اصرار، ایک ہام انسان انظر
کرے گا ہے۔ پہلیں کے وہ مخطوطہ مخصوص طور پر قابل ڈکری ہیں جو اس لئے اُن سے جذبہ
کر سکے گے۔ اس وقت دو کلائنڈ کی میثمت سے انسان خود کی ہوئی کھل رہا ہے۔ اگر بخاط
گرم ہو جاتے تو شاہر ہیں کبھی۔ امدادہ نہ ہو گا کہ پہلیں بچھے خالم اور جاہر کے ہوں گیں اسی
انسان کا دل خدا۔ وہ بھی کسی انسان کے قدموں پر صرکھ کر لے گئے ہوئے سماں کی گردکی
لہی کر سکتا ہے۔ اور جس طبقت کے لئے اس کے احساسات اور چفتات بھی اپنے ہی
نلاک اور طبیعت خیلے بچھے سب سے کرنے والے سرپرست دفعے الہوں کے ہوتے ہیں۔ اور وہ
میں اس کی مثالی موارد میں ہیں۔ اگر عطیہ کے نام اُن کے مخطوطہ مانع ہو گئے ہو تو انہیں

گئی۔ جو پہلی سو سال کا راستہ بھیے ملما وہ تقدیری تھی۔ وہ سیرت انہی کے صفات کے پیشیں
یک دھڑکنا بھاولی بھی خواہ۔ اُن کا ایک دلیساں کرداری خواہوں کے قریم سماجی کارکنوں کے مقابلے
خواہ۔ عطیہ بھروسے دلپیں آتیں ہیں تو اُنہیں احسس کھٹھتے ہیں:

”ایک بھروسے رواہ، ایک سوچیں دل، وفا خوار دل کی طرف سے مراجحتیں ملدا کر دو
تجھل کر جو۔ سیرت کے تندیگی کا یہ سخت لذتک را فخرے کر سد کر کر جو بھروسے لب کے
بھائتے نہ بالذکر ادا کر لی ہے۔۔۔ تہذیت کی خوشیں اگر مدرسے میں کے ساتھ
ایک تھوڑی ہے۔ کیا تم ان دو ہوں تھوڑیں جیزوں کو تجھل کر سمجھی ہو؟ وہ خشنہ اور ایک طرف
اوس پر جو پیشہ لڑائیں کا حسرہ بھان اس لندن پتھرے تھے۔ اسے اتریں ملکہ، اسی
کی گئی ہے بیکن پارکرگو۔ آتاب نہ ہے، لیکن یہ ہے: میں خود نہ اسکا لیکن میں تھوڑی
ابنی ایک تھوڑی وسیعی بڑی کی خلک ہے۔ اُنہوں سے اُنہوں کی گئی ہے، وہیں ایوں
وہ سیرت کا قائم مقامی کرے گی۔“

علیہ کو آنکھ اور ہاتھ کو خود کی وجہ پر جو سوچیں ہے؟ اپنے عوہ کی بعض ایم فرین
ہسپتوں کی علوفت سے نکلا تھا۔

بدھیت، جزئی ہشتم، دلام دریویا، ایڈیشن چھوٹی، ساہیت باؤ ایگ، کیلیں بھیلیں
ہانن، سوکھنے گو، گھوں ڈی ہیماں، واٹھیں، جلدنا ہندو راثی کے خلود بھروسے کے کھنڈی اور
تین کو سک کا کھوڈ رکھنے ہیں۔ ۴۰۰ ہیں واپسی میں اسٹا اور ان کی یونیورسٹی کے ہجن خلود اور ٹھیں
منیا خراہو سہاہ بھروسے کے مہنت کا سے قابل ڈکھ رہیں۔

خدا ٹھیں بھروسے۔ اسی یعنی سختکی ایک کوئی احصانی ہے اور وہ ہے کتب ایگ کی کوئی ایک
سرنی سدی راتی ہوئی ہے جو کوئی کتب ایگ کی دوسری آنکھوں سے ٹھانٹ ہوئی ہے۔ اس
آزاد سے گئی، جو کتب ایگ کی سماجی آزادی ہوئی ہے اور اس آزاد سے گئی جو اس کے ٹھانٹ لئے
ہی گئی ہے۔ اور ایک ایسے ہمان کی ہوئی ہے خلود نکھر پوتے ہوئے ہی ایک دل

السان ہے اور عام انسانوں کی طبیعت کھاتا ہے، مگر انہیں اور سوت کو کسے جس ایسے پیروت اور ترقیت پر سے نام پہنچتا ہے، مگر کتب الگا کوئی عقل کا فہم اداک ہے، اگر بعین کی ذات پر اس کی التفہیں پڑھنا اس کی شفعت لگائیں اسی ذاتی قابلیت کے لئے فہم ہے و خوف ہے قارئ کی آواز آنائی اور غیر قالی بن جاتی ہے۔ اور وہیں اس کی مثال صرف تکمیل ہے۔

رعیٰ کی طبیعت میں کافیں بھی بہت وسیع ہوتے ہیں۔ ان میں وہ تمام بگٹ ہوتے ہیں جو زندگی کی توں فروع کو تخلیق کرتے ہیں۔ من میر جو جیکی جانتا ہے، بیان کی جاتی ہے، دل کے خرد میں نہ ہاتھ میں انتساب دا احمد کا ذکر کیا جاتا ہے، اما کاسیلی، اپنے دل ختم ہو جاتا ہے، کہا جاتا ہے الہم ایسرت ہو تکہے۔ میداک بادوی جاتا ہے، اصرت کی جاتی ہے، الغفت و نہت انطاں دریا اور ہر روزا فرض ہر طبقہ کے جذبات کی ترجیح کی جاتی ہے۔

نخود ایسے ہی ہوتے ہیں جو کتب الگراہیں واقع فرض سے کھاتے ہے اور ایسے ہیں جن سے دوسروں کی جہانی مقصود بھولتے ہے بخودا ہیں کبھی انسان غبیظ و غصب میں بجز اپنے شیر نظر نہ ہے اور کبھی اس کا سکراہ ہوا شکستہ ہجھڑہ دھکاتی نہ رہاتے۔ نخود ایسے ہی ہوتے ہیں جو فخر و مشتہ کے ساتھ ہیں اور ایسے ہیں جن میں خود اپنے کے سوسو جاتا ہوتے ہیں نخود اور ہیں ہم تسبیح و صرف شایع کرنے کے لئے بھکرے ہلاتے ہیں اور وہی نخود جی جسیں شایع کرنے کی کتب نگاری کی امداد نہیں دیتا۔ نخود اکنہ کافی صلح کے ہی ہوتے ہیں وہیں لکھنے والوں کے ہیں۔

نخود کے نگاروں پر بھرے پھٹتے لمحن ہے بیان اخلاق اخلاقیں بکریہ رہنے والے ہیں۔ لیکن دعویٰ کرنے والی صدایم دوسروں کی پہنچاتے ہیں۔ کتب الگا کوئی مناسب کوئی بخوبی کی سمجھ کر انسان ہے، وہ اگر اس کی تھی کتابی ہے تو بخط زمین پر رہنے والے جو جسم کے انسان کے ہے ایسا اور جب کبھی وہ نخود کی پڑھنے لگتا اُسے کسوس پہنچا کر وہ اسی نسل کے ہے۔ بخوبی ہے اور کتب الگا کا اخلاق و دین ہے بخوبی، میں والی اخلاق کے واقعیات

کلیں کہاں دیکھا جائے ہے اور ناکتب لے اپنے تحفے میں لے کر کھینچے ہیں لیکن نظر ماننا تک پہنچے
ہستے ہوئے دیکھا جاتا ہے جیسے دلی سوچاں تین بندوق آج ایڈی، یہ ہے اور ناکتب کے
ناظر سیر و ہدی بخوبی خسٹے ہم ہیں۔

ناکتب نے اپنی بارگاہ کو قبضہ لگادی کو بات چیزت کیا ہے۔ باقی تباہات ناکتب سے کم
ہے اس کی سرسری سے کمی تھی۔ دیم کو پہنچنے کی اسی ایڈت فارماں کر کر ہے۔ وہ بھاگتا ہے کہ
اپنے بھاگت کو راستہ میں ملا گئے تھے میں انسان کو ہجڑا فروٹی ہوئی ہے جس کا خیال ہے
ہوئے خداوند نے اپنے کو گلے کوٹا اور نیچے پھیلے کھلتا۔ اس کا طلب ہے پرانی سرگی اور اپنی کے
ہنر سے واپس ہو جائے وہ اسی کو کہا جاتا ہے کہ کوئی قبضہ لگادی اُنکو کامنہ بدل دے جائے اور
اس سوچ کی ایجاد نہ ہو جو رہا ہے: تیکی خطا اور ملتویا کب وہ سب کا اعلیٰ صدقہ جاندی ہے اور
خواجہ احمد حنفی عزیز دہلی جو اپنے زبان و دل اور نیاز و نیت پر ہوتا ہے۔ اسی اسے وہ کہا کر
کر جاتا ہے۔

لکھن ہے کوئی انگر کے پاس ایسی کوئی خبر نہ اس دہلی جو وہ کوئی کوئی پہنچانا ہے
پاؤ اور اس کا واسطہ اپنے شخص سے پورا ہے کچھ دیکھ کر اسی خبر کیا ہے توں ناکتب:
نما مکھیوں میں گزر جا طب کچھ دہلی

ہم تو ماخن ہیں نتھے نام کے

ایسی صورت میں نیروں اور اہم ہوں کے مالا مال گئی ہوتی ہی اسی کھنکی کی وجہ میں ناکتب کا
یک بھٹکا جاندہ ہوا اس میں افسوس صرف ہے کہا جاتا ہے ہے کہے لکھن ہے خدا انتظار آئے اور میں
جواب نہ دوں۔ اسی اتنی اسی بات ناکتب کی وجہ ایسی ہے۔ ملک حمادت میں کوئی کھنکتے نہیں۔
خیلان بندرا اپ کے دھا کا جواب دکھوں ۱۶۷ کو نظریں کر کر اگر نتھب

دکھوں۔ اس نتھب کے جڑ کا جائز ہے نہ صراحتا خدا۔ اور ہر ٹھیک اُندر
جواب کھنکے کا تصدیک کیا۔ جس ایک شخص گوڑا ٹھیک، نتھب ۱۶۸، اگرچہ ٹھیک،

نہ اپنے دلماں خالی بودی۔ مجھ سے لئے کچے اُدنی کا جو کوئی صفت تھی جو اُس کے دھن کا
حباب کھٹکا کیجلا تھا پر شانی ہو۔ ظاہرا تم خود بھی من المغلق ہو چکا کیوں تم
کو سمجھا اس قدر اشیاق ہو۔ میں اُکب بڑی سکلی شاہزادی، اُس کا ماں ہے کہ
اُنگے جو کچھ کہا سکتا ہے اب شاہزادی نہیں رہتا۔ ہر حال تھامی انظیر لورڈی کا
ٹکر گزرا وہ طالب دیوار ہوں۔ ۲ نہوی صفت

دیکھا اپنے وہ کچھ سمجھی تھی اور ادب کچھ کہدا۔ فاتح کے پاس کہے کہ کچھ مذکوناً لیکن
انداز پر ان سے بات کو مذاق بھروسہت ہوادا کر سکن بھی مکتوب الہ تو شہ نہ بجا ہو۔
اچھے مکتب بگلکی ایک دلخیس پیوں وہ سمجھی ہے کہ وہ بھولی بھولی پیزوں میں ہیں
اونو بھروسی کا اعلان کر لیتا ہو اور تتمیل میں ہو لے دلکشی میں اور ظاہر نہ افہم بلکہ قوم و ائمہ
کی وہیت سے کمزی دالت ہو۔

اُنیں دھن کے مطہر کی ایمت ہے کہ وہ خواہ کئے ہیں جی کہ جو دلخیس کے
اعتداء سے کھٹکے ہیں اور کبھی نہ ہوں اُن میں مکتب بھجو کے علم نے ایک گل انشائیں کر دیں۔
اوہ کتوہبیہ ہے اسی تھیں اُن بھائی و بھائیوں کی بیویاں کی ہو کہ مکتب بگلکی دستکاری میں
دلکشی دیسان ہیں گئی ہو۔ وہ مخصوصیات کسی فن ہاستے کو ادب وہ ایسے میں جگد دیں ہیں بھیک
وہی مخصوصیات اسی مکتاب کے لیے ہیں ہدویں ہیں ایک ہر جوہ کے لوگوں کے ذوق کی تشنی
کامیاب اُن میں موجود ہوتا ہے۔ ادب بالآخر نہان و مکاتب کی تعدد سے اُزاد ہو کر ہر جوہ کے
انسان کا احتیاط اپنے تھنکی دھر سے قائم کرتا ہے۔ یعنی ان کے مہم تھیں سے جہاً احتیاط ہو سکی
ایسا ہی اُن ایک کے دلکشی سے ہے۔ غیرم بندوں میان سے چندی جذباتی طبقی میانہ میانہ
ہماری بحاجت کی وجہ کے سختیاں کے مقابل کی تصحیح ہمارے ذہنیں جس دل میں ہوئے جو ناک
نہیں کی ہے۔

غولوں کی ایمت صرف ان کے بھروسیات ہی کی وہ میں تھیں پول آن کے

الطب کی اگر امیت ہے۔ جب تا بیگ تیرہ اور خام نوٹ فیس پر تکریر کے خطوط میں بھی
خوب صفاتیں ہے ان میں بھی اپنے صد کی تصویریں ملتی ہیں لیکن ان تصویریں تصوریں بنتی ہیں
کہ کتابیں دیگر اور غیر دیگر کیشیں ہیں، کتاب کے اس بھی جاگئی اور داہن لفڑاں ہیں جو
ہے کہ کتاب کے کمال میں لے لیں ہیں نہیں کمال ہے بخاطر کتاب کی زیست اور طب و سب
ادبوں کے الیز نہیں ملکوتی ادب کا نہیں ہیں بلکہ پہلی اور دوسری کا قابل نظر سرایہ ہیں اکٹھے
ملکنہیں کہ اور شرکی کوئی بدریاں نہیں ہائے اور اس میں خطوط کتاب کا ذکر نہ ہو۔

سوانح الجہدی کے سترین آنحضرت خطوط ہوتے ہیں تکھڑ کے خاندانی صفات اس کی نندگی
کے بیشتر راقعات میں کے مقام و نظریات، اس کی امیت و تصوریت کا ہمارا علم ان ہی خطوط
ہے ہی آئے۔ تکھڑ اپنے ہیلی روشنگردی کے بارے جیسا کہہ ائمہ رکھتا ہے سچے ہیں صوب
کوکس طربت ادا کرتا ہے اپنے میں اور اور اپنی نات کے بارے جیسا اس کی کہہ ائمہ ہے،
ہبہ امیت والیں المذاہ میں تو تکھڑ کے خطوط میں، اور کثر نہاد ایسیم اپنی پیشہ اور اپنی
میں نہیں۔

خطوٹ کی اولی امیت کسی طبع جیلی چلی گئی کہاں ہوں سے کہیں ہیں جیل طرح ادب کی لائف
اصناف کیں کا سعادت رکھیں ہے کہاہا آئے۔ اس طبع خطوٹ کی رسمیت سے پڑھتے ہیں،
بلکہ بعض صورت کا توہ نہیں ہے کہ احتصار کی وجہ سے اس صرف کوئی شرکی دوسری اصناف پر
وقتیت حاصل ہے اور اگر کمال اور الحانے کے مقابلے میں خطوٹ کا حوالہ زدہ پسند
کرنے چاہیے۔

یعنی اگر تھنڈا ہے خطوٹ کی وجہ سے نہیں، بلکہ اور جو کے خطوط اگرچہ دوسرے
ادب سے درج کے ہیں اور اکثر خطوٹ دوسرے گوون سے بھروسے گئے ہیں لیکن ایسیں اتنی گیات
کا نام درد اور ادب میں صرف اس خطوٹ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ انہم نوٹ فیس پر تکریر
میں باطن رکھتے تو نہ کتاب اور ادا میں اگر کا نام صرف تاقب کے کتاب ایسی کی جیتیں ہیں تو

آ۔ تاکب کی طبیعت کا راز آن کے اردو خطروں میں ہی ہے مال لے دیا ساختے سے کام بنتے جوئے بلکہ تاکب میں بھی ہے ।

- جہاں تک دیکھا ہوا ہے مزاکی دام شہرت ہے وہ اسے ان میں جس قصائی کی
اردو نظری اشاعت سے ہوئی ہے دیکھ پورا اردو نظم فارسی اور شفراڑی سے
ہنس جائی :

یقیناً زندگی اکٹھ جھپک کیا ہے کہ ہمارا نیل ان خصوصیں اور تاریخ کے بیں پر
اگرچہ اب یہ نہ ہے نہیں ہے گھن سے پر کی اولادی صحری کی ہوتی ہے بکھرنا ہی شہرت
مرحلت جو اس کے بعد ایمیں کے دریاں ہوئی ہے اُس کے سرچہ بقاء دام کا ۶۷
رکھے گی :

کھوب اللہی کا کوئی اصول اور دلائل مجب بھیں کیا جائیں۔ لیکن اگر کسی کتوپ کے
لئے جانتے کا کوئی سحر کرنا ہو تو کسی عطا کے جواب میں دکھا گیا ہو تو اسے کتوپ کیا ہے
ستگی ہے۔ جو اس تحریج کو جو صفائی دام میں بھی گئی ہو سکتی ہے اسے جگد دیانتا سب نہیں
کہل کر جسیں اوقات اس خامی میں اختاب ہوں گے کہ جو ہرگز کی دکھاتے ہاتے ہیں اُن کی خدمت
کا سحر کوئی اور مقصود ہو گا۔ مردی میں اونکام آزاد کے مخطوط، قاصی مہمان خورد کے ۔
- بیل کے خطروں کا سحر رہ نہیں سخا جو عطا کرنے کا ہوتا ہے۔ آزاد کے خطروں پر یہ انشائی
ہیں اس طرح ایلی کے خطروں پر یہ تاویل کی کھلی کرتے ہیں۔ پہنچت جو اہم ایں نہیں
کی (۱۹۴۰ء-۱۹۵۰ء)؛ لیکن اگر ایسی میں کوئی جانے گی جانس کے بعض خطروں پر اور
نے پیش فریاد کے ہم کے پیش مولنا آزاد کے خطروں کے ساتھ کے جانتے گے۔

مکاتب کا اولیٰ مرتبہ کہہ گئی ہو اور جسے جملہ یا ایسے اظہریہ میں کے ہوں یا مجموعی مدد
کے ادیب اور شاعر کے ہوں ایسا است دل کے ایں جیسے اولیٰ خوبیاں ہوں، انجیں، لیکن
غیر نہیں جائیں کے نہ لفڑتے اُن کی اہمیت بہت بہت ای رہے گی کوئی نہیں اس ہدیہ میں

نکھلے گئے نہ کو اخلاق اندھرہ نہیں کہ سکتے جس جہد کی وجہ سا اسی اور ہماری آمدی مزब کردا ہے۔
ماں غلط طریقہ اور عذاب کی کوئی باری غلط سے اختیان ایم ہوا وہ عمل کیا جاتا ہے اس کے
علاوہ غلوٹوں کے خریدے ہوئے ہیں جو کبھی پاپ دلانے کے کوئے واقعہات جنمائیں کیا ہوں گی زندگی
اُن کبھی زندہ حیثیت ہیں گے۔ اُرکی واقعہات مسلم کرنے کے باوجود اُنہیں ہیں لیکن،
جانکر کے ہے کہ ان لوگوں کا اونٹ ملن کی تھا وہ ان واقعہات کے ذمہ مارنے اور وہ لوگ کی
ہوتا ہے نجیں ہی ان واقعہات کا اُنہوں تھا۔ ہمیں غلوٹوں، بندہ اپیں اور آپ پریسیں
کا حصہ لو کرنا یوگا۔ بہترہ اور اچھوڑہ اپالی کے غلوٹ کا کبھی حسوس نہیں ہے کیا اُنہوں
دلگی تباہی اور بروڈی نے ایک شاعر کے قلب و رہن کو کس طرح رُخ کیا، اُنہوں مسلم
کرنا ہے تو وہی تاریخیں اُپ کا ساختہ ہیں ہے۔ اُنہوں نے تحریر کی وہ بیرونی مسیحیہ
نژادت مدد مدد کھرے ہوئے ہوئے گئے ہوئے مظہر اور نادل اللہ کے غلوٹاں جسے اُنہوں
امیروں اور رئیسیں کی تکھیل و مختیں تو نہیں لیتی گی لیکن ان کے پیدا کے ہوئے واقعہات
پاس جو کے زین انسان کے نژادت مدد مدد گے غلوٹوں اور بندہ اپیں جسیں لکھا جس طبع
ہاہے حکایت روپ چکاں گے اسی میں باخوبی ہوئے کا خلاطہ ہے۔

مکتب تھا کی کافی آسان ترین اُن ہے۔ اس کے لیے بناوادہ کسی اُن کی ضرورت
نہیں کی اتنا سات ملاجع شہر کی بڑی تعدادی نہیں۔ جوں مولیٰ کتابوں کی نہادت نہیں۔ اس
کے لیے ہو جاتے کی بھی ضرورت نہیں کہ آپ سے پہلے ساتھ اس فن میں کام کر لادت
دکھا لگئے ہیں پھر بھی نہ کسے پہلے اور اُنہوں کو چیزوں کی ضرورت ہے۔
خوبی کی طرح اسکا کھاہست آسان ہے۔ لیکن یک اچھا فطرہ اپنی خوش بخت بہت
مغل ہے۔ مگر طرح اپنے صدر میں نہیں کوئی شخص کہ کھا ہوا غلط ایم ہوا اس طرح ہے جیسی مزہدی
نہیں کہ ہر غلطیم کوئب مگد کے تمام غلوٹوں ایک ہی صورت کے ہوں۔ آئندہ ہر بندہ اُنکے کاروبار
کو اپنی دھنات ایک جگہ سے یوسفی جگہ جانے چاہیے۔ اسی نتیجے نہ کھا جائیں اُنہیں

مگر پاکیں گے۔ شاید ہمیں بکھر پوسٹ میں دو یا تین۔ اس بات کو ایک ڈاکی۔ شہزادے فدا
تلنت افسوس نہیں کہا سکتے، جبکہ نکت خلوں کا تعلق ہے پسٹ اُنکے تحریر ہی میسا
کام ہیں مکاہیں ہے ایکوں کردہ زندگی میں نہ چھوٹ اُنکے صرف ایک ادا و عطا ہے میں ہی کہ جنپسی
پذیر کروں ہو اکٹاک کے پیسے دھول ہو گئے:

مکتوب بخوبی کی تاریخ اُن قدم ہے جتنی نو تحریر کی۔ کافر ایکہ اور ہونے سے پہلے
جب انسان رخت کے چیزیں، بحالت کی پیشیوں، چیزوں اور مٹی کی اڑوں پر بخدا خاتم
جی خطا کئے جاتے ہیں اور ایک مگر سے دوسری مگر کئے جاتے ہیں تقریباً تین چڑواں تین
غیریں ایسا کے تکرار اُن کی عطا و کتابت صدر کے زندگی سے ہیں۔ خوش ہے کہ رکا کے مقام
پر کھدائی کے ہدایاں تین موٹلی کی واسیں بھی حصہ میں ہے فراون کے ہم خطا و کتابت ہیں۔ یہاں
کے ذمہ دیے مکار اور مہمن ایکہ اُن کی تحریر و سمعنا جاتے ہے کہ قدم یا انہیں عطا و
کتابت کا دراثتا محتاط اسی تھی۔ اعزاز ایکہ قدم کی ترسیت میں بخدا خاتم کو مکتوب
نگہداری کو باقا مدد و فتنہ بائیں اولیٰ تحریر اس کی وجہ پر جاتے ہیں کہ اس دھرمیں قدم کے قابل
ہوئے ہے کئے لوگ بہت دوڑھاتیں صریوں کی گورنری کے لیے بیٹھے جاتے ہیں۔ اپنے بھے
کے والات ہاتے اصل قدم کے عادات جاننے کے لیے عطا و کتابت ناگزیر تھی۔ سو اسی حکما
مکتوب بخوبی ہے۔

بہ اسلام دعویٰ میں ایسا توڑب تھا کہ میں تحریر تریں ایسے صفت میں ہو جو دعا، عطا و کعبت
ایک پیشہ تھا۔ اس پیشے کے اقتدار کرنے والے کو کاتب کہا جانا تھا۔ اُنحضرت کے عہد میں
اُن سے عطا و کعبت تریں کیے خود اُنحضرت کے عطا و کعبت موجو دیئیں۔ مسلمانوں میں عطا و کتابت
کی تریں کے تقریباً دیسی اسماں میں جو رسم تھے، ایسا سبھی میں حضرت حضرت فر کو
شرفت حاصل ہے کہ انہوں نے عطا و کتابت کی ایہ سماں کے پیشہ نظر لیے۔ اور ایسا تاق اُن
کا ایک مکاری تھا۔ میں تحریر میں ایسے صفت میں ہو جو دعا، عطا و کعبت میں ہے

کیے گئے۔ ہارا اتنا صرف اتنی اور قابلِ لگوں کے نہ ہو (یہ)۔ صحتِ عرب کا امراء حض اک
صوبہ ہدایت اپنے صوبہ کے حدات اس طبقاً بیان کریں کہ چون تصور مانے آجائے
جاتا ہو صوبہ ہدایت ان کا خیال، کچھ ایں کوئی نہ صورتی تھی پر صحتِ عرب کو جو وظیفہ
و اس مقیمت کا ثبوت ہے کہ اس حدیثِ خداو کتابت صرف کوہ دلکشی کی سعادتیں ہیں
یہ ایضاً و اسری نصوصات کی وجہ ایں؛ نیا کے مکمل اور میں الی مقامِ حاصل ہے
اس خط کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

امیر المؤمنین کا مکتب گزی اللہ الحمد اور سامت کے درود فرا
ہوا جس شیخ سے صرف کے شفیق تصدیقات طلب کی گئی ہی۔ امیر المؤمنین !
صلوکِ شایستہ نذیری اور صریح رذیا اب چل گئے ہیں کا عمل ایک سینہ اور
وہی وہی سچنگی ساخت ہے۔ اسے کوئی تھاں لانگ کے پہنچا اور
ٹاکٹری ٹنگ کے ایک گگنے نادے پر جو طرف سے ٹھیک ہو گئے۔ اس کے
وہ طبقے صواب کیلئے ہماہے جی کا فرم سمجھ دیکھے ہے اور وہ وہی ہو۔
اس کا ہبہ ایک ٹینر ہوتا ہے اور کچھ مشت بھیں افتاب داہم اس کی کر رکھا۔
نصوص ایخت ہیں اس کی اہمیت اسی سفید اور سیاہی ہو جاتی ہی کہ وہ وہی
وہیں مسلم ہونے لگتی ہیں اور کھانا اور پوچھنچائی ہیں۔ زمین کے کھنے اور
تیرہ نکھلے ہب اسیں ملتا ہی پیدا کر دیتے ہیں تو وہ پنگوڑے لے لگتا ہے
اور جب اس کی ٹوپیں مدد ہو کر کوئی موقوں کو پھاڑ جائیں ہیں تو وہیں جھیل جھیل کشید
اوچکی ملکی اور ٹیکوں کے ساتھ ایک چل سے در صریح چل جاؤ ٹھیک ہو جاتا ہے
اوچک کشید اور مسلم ہو ائے بھیے اولاد میں صنیع زمانہ ہن کی
ہادیں کہیں، تھیں جب اس کی طبقاً مخفیہ کو جھکھا جاتا ہے وہ
ہیں شان سے ہزار ماہن اُسی شان سے اُنے پُرانی اتر جاتا ہے۔ اس وقت

وں لگتے ہیں زین گور کرس میں وادا دلتے ہیں اور جو جہد سے اس کے پھیلے اور پھونکے کے نجید درپوتے ہیں تو اُنکی حکمت نہیں کرتے وہ سبیلِ حکمی جو جہد کے اس سے پہلے پاتے ہیں جب واد پھوٹا ہے تو میں اسے پان پھان ہے اور ازیں اسے نخاہِ حکم نہیں لے ہے۔ اداں وقت لا اسیرِ الومنیں اصری ریز مگر جگ کے پورے ہوتے ہیں۔ اسی چکنا ہوتا ہے تو اسی خبرِ شہب اسی زمرہِ بزرے تو اسی گندی چہرہ پاک ہے وہ غالباً کائنات میں نے مصر کو ان مکتوں سے نولانا اور برفق و آبادی سے انتباہ سنایا۔ ابتدہ یہاں کسی بڑے آدمی کے حضنِ سریل آدمی کی باتِ بھیں ملن جائیں اور یہاں کا براہما و استزیداد سے پہلے وصولِ بھیں ہو سکیں۔ جھری گی ضروری ہے کہ یہاں کی آمدیں کامیابی مصطفیٰ اور پرانی کے کام میں صرف ہوتی ہوں گی۔ جب جہاں کے حالتِ احکام پورے ہو جیاں گے تو آمدی بڑھتا ہے گی۔ آمدی و انہم میں بھاۓ بندگ و بربادی توفیق عطا کرنے والا ہے۔

حضرت اُن سے پہلے حضرت ابو جہر کے زمانے میں حضرت حبیک بن عفان اور حضرت زید بن ثابت کا فاب کے قرآنی انعام دینے تھے حضرت عمر کے کاتب حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبد اللہ بن عباس نے خدا نے حضرت حبیک و کامِ عروان بن عوفان بن مکرم سے لیتے تھے۔ حضرت میں کے مدد میں حضرت عبدن اُلی لائی اور حضرت سعید بن ثعلبہ و الحداد و کام کرتے تھے۔ علی مکتوبوں میں نوامیہ اور علی علاس کے عہدیں اس لئے لفوب تریلی کی اداں تک کامِ زیادان اداٹا پڑیں۔ اسون حضرت شوہر کے زمانے سے یہی فارسی ربان کو واپسی نامی اہمیت مالیں ہو گئی تھیں جیسا کہ لے جاں جہاں انیں مکتوبی خاتم کیمیں دہل سے عربی کو کھاکل دیا جائے کا ختنی طور پر احترا کیا جائے۔ جہاں سے فارسی اداٹا کی آمدی شروع ہوتی ہے جب ہاکو نمان نے دولتِ جاہی سے کافا تحریر کرونا تو عربی کا باہمیہ فارسی نامم بوجگا اور

فائز خدا کو مل رونے والے کو سوچ مل گیا۔

بما کھنچتے دلوں کو پہنچنے کا اپنے کام بنا دیا۔ لیکن اب مدرس تھان کے زیرِ خڑک، صیبیں
دیتے دیا، اور مخفی کام کا بھائی نگاہ مسلمانوں میں دنامت کا مستقل جدید قائم ہے لیکن
مشکل کو ہذا شاہ سے سب سے زیادہ نزدیک حاصل ہے۔

آن کتب میکنی پر مدارسی میں حصہ کیا جیں لگائیں۔ مخطوط کے بجائے مزدیپ ہوئے
شہر الدین افضل اللہ کے مکاتیب کا بھروسہ مذکور ہے مخصوصی کے ہم سے مزدیپ ہوا۔ مولا نما
عبد الرحمٰن جاہی کے خطوط اور قیامت مالی "مکاتیب ادب کا اہم مرکز ہیں۔

آخر یہ کتب الگا ہوں میں سب سے پہلے دیم کوپ اور جاریں یہ سب کے ہم اے
جس۔۔۔ دلوں زندگی کے بیگانوں سے وہ خیے لیکن ان دلوں کو بخاطر کھنچنے کا ٹولنے خدا
بزرگہ زندگی کے چھوٹے بھوٹے واقعیات سے اخنوں نے اپنے خطوط کا سوار حاصل کیا ہے
دوں میں خواص کو رائل کی یوں ہی سیئر کارل اور فرانس کی ایڈم زی سیون نے خیز نظر
خطوٹ کھنچے ہیں۔

شگفتہ گل بارے ناز

کسی بھی ایں کا کوئی گل تی قوتیں نام طبع پر بچاؤ بر س کی افراد کے بعد مطلب جوں شروع ہوں گیں اس کے بعد یہ تو بھن پہن کو نمایاں ٹھیک پر بہت اور اصل بھی نہیں اور دوسریں الیکٹریک
بجاؤ بھجاتے لیکن جہاں تک اس کے نتیجیں ہوں کہ نمان ہے جس میں فکر اس اور بندہ
ٹال ہے، فنگنر زیادہ زرخود کو دھرا لے گتا ہے۔ اس کی اصل دوسری کیا ہے، اس سے تو
اہرین اپناتھ یہ جائز طریقے سے دوسری ڈال کرنے والیں لیکن نام خیال ہی ہے کہ پہلا اس کے
بعد چون کوئی لکڑا کے قوی حصہ ہو لے گئے ہیں، اس لیے جذبے اور اس میں وہ ثابت
الی بھی رہنی اور افراد کے سوئے عوایک ہو لے گئے ہیں۔ آئہ اس فریضی عقليت اور قوت
امد ڈال بھجو ہانے ہے۔ لکڑو خیال میں ظلقی پیپلز زیادہ اپاگر ہو لے گئے ہیں کاشمہ
ہجاتے کہ فنگار بڑش اور دوسرے سے خروم ہو جاتا ہے۔ ناتاب لے اپنی اس کی دیت کا
احمد انظم اور خرد و فتوں میں کیا ہے:

عن میں نہ نہ نا تائب کی آتش افشاں

بتسیں ہے ہم کو سی، لیکن اب اس میں دنکیا ہے

بیں بات خیری ہے ایں ایک خط میں نا تائب لے ان الفاظ میں کی ہے۔

ضاعت شر امنا و جو رجی کا کام نہیں ادا ہے۔ دنائی ملے ہے انوق
چاہے، اسٹاگ چاہے۔ یہ سلان کیاں سے لاؤں جو خرگوش۔ پونچھوں
کی خرگوش لٹاٹا شباب کہاں؟، بادیت سن، اس کے اسباب کہاں؟، پلٹو
ڈینا، اسیں راجھوں:

نام جو خوب صد الخضر عز

شاخی اور ناص طبع سے خلیل کا حسن ایکاں و اخلاق، هزار کیا، اندھیت،
احبل ہو آئنگ بیس ہے۔ شاخی رام طبع سے حقیقت اور مطلق، سندھال کی خصل نہیں
ہوں، جب کہ نظر مطالب کرتی ہے، حقیقت کا اگری امطلق، سندھال کا امطلق،
جزئیات اور تفصیل اور سخوبیت کا۔

شاخی اور اپنے اگذار کے بیرون نہیں، اصل اگذار اگذار کے یہیں کہ سونی
ہڑ و دلوار، دینی و جہانی طاقت و صلحیت کی ضرورت ہوتی ہے، اُنہیں کے
آخری سے تین اس سے خوب ہو سکے خے، اسی یہی دو شاخی اور ناص طبع سے فارق
شاخی اور قاری شر لگدی سے واسیں بھالے گئے خے۔ حال آں کر ناکب کی تندگی کا
ثیا حصہ ہے، جس میں اُنکا بہ بیان نہیں نے جی انھیں شعر گوئی سے اُتر کیا۔

نکب کے لوگیں کس خود کو سمجھے تھے، ایکن اُن کے دنائی کی اُلیٰ دش تھی بیکلاش
کے شوار و ذات کی اُنگی نے اس اُلیٰ کو رکھنی تو کردا تو جو بہنا و مٹاہوں نے مگر
میں زندگہ پہنچنی وبالیک، اس اسی میں ایک دھرم اُنگی جانی اور جہبات میں تحریر ہے
کر دیا تھا۔

ناکب نے اور وہیں خاطروں میں کافی نسروں کے خے لیکن خاطروں تو کی میں الہما
کے اسکاتے نے بہت جلد ان کے الہما جسے ہوتے اس ذکر کو جگہا تو جو رہیت و
حکیمی کی خفتے شیک کر سو گئی تھا، پہنچیں بری کے بعد فکار کے وہی احمد ہے

وہ نظر میں آئے والی دو تبدیلیاں جو علمی امن کے مانتے ہیں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔ اُن
کے اس نے کوئی سچ اور کثیرہ سہان میں ناکب کے بے بہت بڑا آنکھ نایاب ہوئی۔
ناکب کی نظر نگاری کا آنکھ لڑکی کی ہوتی آنکھ آنکھ سے ہوا۔ یہ ناکب مخفیت میں
مرپ بھلی خلیجی اس کے شاختے ہونے کی قدرت مخفیت میں آئی۔ ہوتی آنکھ کے
انہائی روآنگوں میں سے ناکب لے پہنچ آنکھ میں القاب داؤاب لمحے کے طبقوں
سے بہت کی وجہ درست آنکھ میں بعض مصالوں، حضطیلوں اور نہادی الفاظ کے سنسی
ڈھیو بیان کیے ہیں۔ انہیں آنکھوں میں ناکب کے اشارہ، اتفاق، بیقا اور عہدات، مخفیف اور
غافل الحظہ کا انکاپ شامل ہیں۔ ناکب کی دوسری فذی کتاب "سیرہ نبی ورز" میں پختاں
تبودھ کی کہتا ہے کہ یعنی جلد ہے۔ دوسری جمدة سکھل کرنے کی نوبت ہی ہے آئی۔ اس کا اور
سونہ ناکب کوں حق اور ناکب اس کا لاری میں توجہ کروایا کرتے تھے۔ بخدا ناکب
ناکب کا نظری صراہ، نہادی میں، دو کتابیں اور عاصی تحدیوں میں فذری اور اور غلطیوں میں۔
شفیع کے اندراپ کی وجہ سے ناکب تھیاں اور گوش گیری کی رینگی گزرنے
پر چھپے کہیں سے مولوی نبویں سیرہ نبی کی مشہور لغت "بعلان نہ قائم" اور "سامانیز"
اور آنکھیں۔ زندگی کے تلخ مذاق سے فرار ماحصل کرنے اور ذہنی انتہا سے خود کو مصروف
رکھنے کے بے ناکب نے خود کو ان کی ہوں کے مطابق میں خوف کردا۔ ہمیان نہ قائم کے
حلاسے کے لیے ان افسوس ہمیشہ سیرہ نبی سے احتساب ہوا۔ ایک دلپڑ سلسلہ، اور اُن
افسوس نے ماٹی پر انتہا بات وہ حق کر دیے۔ اس طرح گورا ناکب کے علی کام کا آغاز ہوا
لیکن ناکب بہان نہ قائم۔ کام خالا کر کریں میں تھے کہ افسوس ہمیشہ بے کے انتہا میں ایک
کتاب ہمیشہ۔ سکھنے کا خیال آیا۔ جسی سکھنے کے کہ ہمیشہ سکھنے کے بے افسوس نے
بہان نہ قائم کام خالا کر دیا ہو۔ اخلاق کی اصل اور اُن کے سخن پر غور کرنے ہوئے
ناکب کو خیال آیا کہ ہمیشہ اسی نہادی جسیں ہمیں جانتے ہیں جیکہ فقط اسیں ہر لیکا نہ آئے۔

دستیور کی بائیت کا اصل مقصود تو جو تھا کہ لاتپ بیٹا اونی بخواست پیدا ہی ہے گئی نہ اب
کرن لسکن اخنوں نے سوچ کر کیوں مل گئے ان خوب اگر بیوں ہیں اپنی خاری دل کا سکے جو
بن جانا چاہتے۔ ہر حال ہے کاری میں ایک اداشنا بات آیا۔ کبھی وقت دستیور کے
لکھنے میں لگا ہو کہ اس کا طاعت کے انتہام ہے۔ کچھ عرصے بعد، برلنر فائلز ام افریقا
ترتیب دے کر، فائٹریمان کے ہم سے شائع کیے۔ کتاب کا جھپٹا تھا کہ نو دن ماں کے
اخروں میں کی جو چیز اگئی۔ بعض اہل علم، بر جلوں اور بجائے لے کر قاب کی ہڑت
ہٹتے۔ پھر تو کیسے سخن می خدا ہو گئی۔ اس سحر کے بیش ناکب نے "بزرگ" اور
"شتریز" دو صلے اپنے امام سے شائع کیے اور دو مالے "طاائفِ نجیبین" میں دو غافل
پہاڑ کے امام سے اور "برادرتِ عبد الکریم" عہدِ حکیم کے امام سے شائع کیے۔ دیپھربات
ہے کہ ناکب نے ہلی کھنڈی کے اس سمجھے جا کیا۔ جب الحسین سب سے زندگی
ذہنی پر بیٹا بیوں کا سامنا تھا، محنت جواب دے سمجھی تھی۔ اور جو قول ان کے بے نہست وہ
بھی کچھ تھے یہ کہ وقت گزار لے کے منتظر ہے۔ اس سلسلے کا بے ای منتظر تھا
خاطروں کوئی طلبی منافقین میں صورت نہ کر لاتپ کچھ دیر کے لئے خود کا بھول جانے میں
کہاں ہو جاتے تھے لیکن خاطروں کے سارے تو اخنوں نے ایک بزم سمجھا۔ کیونکہ اسی
میں ان کے فرزین، بوسٹ آئیفڈ، حاج، محمد حب اور شاگرد سب ہی شرکت ہے۔ اس
بزم کی خفا اکثر شکنہ اور تصنیع و تکلف سے ہے۔ اپنی ناکب نے ایک دلیل رسم کو اپنے
دکھ دندیں شرکت کرتے۔ اپنی مادا بیوں کا امام کرنے اور کامبا بیوں کی خوشی اور
سرست کا اعلیٰ درج کرتے۔ یہی نہیں بلکہ ناکب اس بزم میں شرکت ہوئے والوں کی خوشی
اور بزم خود بھی جاہہ کے شرکت رہتے۔

ناکب کے خاطروں کی خیر میں صرف بختی اور دل بیکاریں بکار اس میں تھیں جو اپنے
اور ایک خود بڑی بگردھا ہے جو سوچتا تھا کی طبی جاذبی و ماری انتظار آتے۔ اس

صلوٰہ امیں مالک کی خلائق اسلامیت اور خرکے ہم اُنگ سخاں شاعرانہ صفاتی سبھ رپہ
حکماں کے ساتھ جلوہ گرے۔ انہی تحریرات اور احسانات کی رنگواری ہے۔ اجتنی
تحریریں گی جس اور فلان ہو جائیں گی۔ لیکن فروک آزاد گی ہے اور یہے سعدی گوئی ہیں۔
خطبہ اپنے اس سعید کے ہندوستان کی کہیاں میں رہنا ہونے والی ایم زین سیاسی،
سیاسی اور سماجی، ملکی و مدنی تہذیبوں کا دلائل بھی جو اور کیسے فروک ایوسیں تکھنیوں
اکا سیوں کی جان ہی غرضِ حسان کی روزمرہ زندگی اور اس کے سائل کی گوئی سبھ رپہ
طریقے پر ادا نہیں کیا اور خطبہ اپنے اس کی میں میں میں دیتی ہے۔

وہ مالکِ احمد شاہزادی میں ہر یہی کامیابی سے مبارکہ طلب ہے اور سربریزی طاقت
سے بجز آنے والے خطبائیں اپنے سول طبقوں اور احتیاجوں کے مصادیں گرفتار نظر آتا
ہے۔ اسہا البرکت کے سامنے کامیابی یعنی کھلا رہے۔ اپنے کلب میں عالم کے درد
عی گواہ کر رہا ہے۔ کیمی کہا ہے۔ خدا حضرت کو سلامت کے الجھے پا ہی
نکھل کر جو اپنی خدمتِ نعماد دیتے ہو۔ اور کسی غرض کیا ہے۔ مختصر ہے کہ اپنے سیری ہیں اور
آنہا پ کے اخوبے گر حصہ، جو عطا فرنا ہے جلدِ ارشاد ہو:

بندگی ہی دل آنہ دہ نہوں ہیں ہم کر ہم

اٹے پھرتے، جو کسب اگر واد ہو

شاعری میں نہوں ہیں و نہوں داری کا ہے عظیمِ انصویش کر کے داہم انگریزوں کے ہندستان
ملک کی خوشایدیں دینیں و آسمان کے نکالے ہو جیا ہے۔ قوامِ خودتِ عالم یعنی تحریر دل صرب
بلکہ سب سے محبت کے شاعر ہیں۔ چون کہ سوہنچر و شہاد کے لفڑت گور کے سیر منخفی
ہیں، مالکِ احسیں سمجھنے ہیں۔

“اوہ اخوبے میں حضرت کی خوفیں ملکی طرزِ ہوتی۔ کیا کہا ہے۔ بعد اس
کو سمجھنے لیں، ہفت طرز اس کا ہم ہے۔ جو اُنگ تازہ نویان ایسا کے

نہال نہ مگرنا تھا، وہ تم بڑے کہا لائے:

۱۔ بھروسی ملتی ہے۔

امیر خسرو کے مادوہ کتاب مدد روز کے کمی ہو تو اسی شاعر کو تسلیم نہیں کرتے تھے لیکن اپنے کتاب مذکور اور سیرے دہنے کے لاحر تواب اور الدار مسجد الدین خاں بہادر شاہ کو کب خطابی سمجھتے ہیں؟

”خوشیدہ سماں اشیہ نہیں ہے۔ جاؤں خواں کی حفیت میری نظری ہے،
وہ بھسے اٹ پیسے اور سیرے دہنے کی دار ہے۔ مولاً تلقن لے مقدمی
یعنی امیر خسرو و سعدی و جاں کی روشن کوسرحد کمال کو پہنچایے اور سیرے
غبلہ کہ بولاً تلقن اور مولانا آئی اور مولانا علیکریست خون یعنی صائب و
کلم الدلک کے انداز کو کامیاب لے گئے ہیں۔“

نکتبے شاعری میں اپنی ایک تجھیں اور مٹانی تھیں تھیں کہ بُت تراٹی، کو تھا ایسکی
خطوط میں ایک خوبصورت نظر آتی ہے اُسی میں خاتی گردگی بلند گی بُجھے اور پُچھی۔
خود بڑی اور خود گھری گی ہے اور خوش ادا تھیں بُجھے درجہ زدہ گری گیں۔ حق و صفات گیں ہے
اور دنیٰ گولی و حکمت کو شی گی۔

دل پھر جوانب کوئے فامست کو چلتے ہے
بُندل کا ستم کہہ دیاں کے ہوتے
کی تھیسری ان خطوں میں نظر آتی ہے۔

تھی ذوقی سُلْطی، ناقصی، بے حریقی اور اکاٹی کتاب کی صربت تھیں کوئے گی نہیں
بُجھا گئی، تھیں کے آخری لمحے سمجھو تو زندہ رہنے کے بیچے جاہد کرتے ہے۔
اگر کتاب میں امیر خسرو قوت امدادی اور زندہ رہنے کا سلیمانیہ ہوئا تو وہ مرے
سے بہت پہلے مر گئے ہوتے۔

آن خلودا میں تھی اپنی نہام رہتا توں ، دکھنیل ، بندہ جس ، پنجیل وہ تین گیوں
کے ساتھ بیوہ گرفتار آئے۔ شاعری میں ناکتب کی آواز ہیں کافی صد سے سنتی دینی
ہے، لیکن خلودا میں وہ ہمارے ساتھ بڑھ کر ہم سے بونگستگو ہے۔ شاعری میں وہ ہمارے
دکھ ددا اور ہماری بخوبی الجھوں کا مدعا ایک بخوبی اللعل، صوفی اور ایک احوال مصلح
کی حیثیت سے کرتے ہیں لیکن خلودا میں وہ ایک حقیقت پیدا ہو گیں انسان کی حیثیت سے
ہمارے دکھ ددا اور بوشی و نکھنیں لشکر ہوتے ہیں۔ ان خلودا میں ہیں ایک مختلف دامغ
کا ہمیں بلکہ ایک حس اور دھڑکتے ہوتے دل انسان سینے زندگی کے وجود کا احساس
ہتھا ہے۔

آن خلودا سے اخلاقیہ ہٹالی ہے کہ ناکتب کی دنیا بہت دیستھن ہے۔ مگر صرف ان اگریز
بندہ بادل کے علاقوں کا مامکن لیے رہا تھا میں سے ناکتب کے علاقوں نے یہی سے
پنجیل کے سلطے میں ناکتب نے ابھی قائم کیا تھا تو ایسیوں صدی کے عرصہ اول کے
ہندوستان میں بہ طافوی حکومت کی آمدیا کا ہجت بڑا عرصہ ہمارے سامنے آیا ہے۔ مگر
ان فلسفی شاخوں اور لالٹ اوسیوں کا تذکرہ مرتب کیا جاتے ہیں کا ذکر ناکتب کے علود
یہ آئی ہے تو قدسی ادب کی ایک ایسی آمدیا مرتب ہو جاتے گی، جس میں فلسفی کے ایم
ترین ایجاد اور بہمنستان شرعا کا ذکر ہو گا۔ اسی طرح اور وہ شاخوں اور اوسیوں کا اسی
نهایت ایک تصریح ہے کہ ان خلودا کی بیویاں پر مرتب کیا جائیں گے۔ مگر صرف ”کستہن“
اور ناکتب کے علودا کے حوالے سے ہے وہی تھا، کی بتاوت کا مطالعہ کریں تو اس سے مغلن
بیشتر ایم تراجمات اور تھیسیں ہماری نظر میں آجائیں گی۔ اسی بے ناکتب کے عرصہ کی
سماں تہذیب اور سیاسی انقلاب کے مطالعے کے ہے جسی خلودا ناکتب ایم تراجم احمدیں۔
ناکتب کے عہدکی بھجن پر استحول ملکہ نام ہو، بیکانیر، الہر، بھربت پھر الفیروزہ،
الہوار، جہد آزاد، اور وہ ابے پور، باہمہ و خبرو کے علاقوں پر گئی ناکتب کے

علوم کے کوئی کمیونٹی نہیں ہے۔

نکت کی گستاخی میں بخوبی اعتمادی اور ان کی شخصیت میں جو آپ والانی ہے، اس کے بیٹھنے کا تنفس ابھی تک ہے اور مطرد شخصیت اسی کی بنیت ہے جس نے اپنی ایک مگرداری کی ہے۔

خطوٹ ناک کے ہلا نحمدہ بگ میں سب سے زیادہ تیکھا اور شوئنگ لیکب کی
فنا اور انحراف سے کافی ہے۔ انحرافیت تو ہر انسان کی بولی ہے تیکھی یا ملائموں کی
انحرافیت کی ادائیگی مدم ہوتی ہے کوئی سوسوسی مالکی گزندہ ملتنے کی اجتماعی انحرافیت کی
خیز رہائی نہیں ہو کر رہ جاتی ہے اور صرف اسی نظریات کے باہرین نظریات ہی اس
دلی ہوئی اور گزندہ انحرافیت کو تداشی کر لیتے ہیں۔

الخرازیت کو فردیت آئے ماحصل ہوئے۔ میں انسان کی آدمیتی زیادتی ترتیب ہوگی
اتنی بھی سمجھ کی الخرازیت بلند ہوگی۔ آنکے سرچشمے نہایت ہی خاتمی و ذکر المحمدی، سماںی
اقدار اور دلائل دلیرہ، آئے الخرازیت ماحصل ہوئی۔ اور الخرازیت سے شہرت
ادڑت، شہرت غلوکے سماںی گروہ انکے محدود ہے گی یا انہے انکے میں پھیلے گی ا
نیا وسکال کی تحریر سے خوار ہوگی، اس کا الحمد الخرازیت کی قوت ہے ہوئے۔ فرماد
میں الخرازیت کی لے جتنی زیادہ نیز ہوگی، اتنی بھی اس کی شہرت ہوگی۔ ماتحت کی آدمیں
زبردست توانی ہے۔ اور اس آنکے سرچشمے تین ہیں، خاتمی و ذکر، صفاتیت اور اعلیٰ رکنی
دان۔ یا گیروادی نظام میں خاتمی ایضاً کو بغیر سوال احتجت ماحصل ہوئی ہے۔ لیقا المولی کی
قدر رحمت اُس کی اپنی صفاتیت کی بخواہ پر نہیں بلکہ اُس کے عہد نسب پر ہوئی ہے۔
نکتہ کو اپنی الخرازیت فاتح رکھنے کے لیے خاتمان کے سلطنتی نعمتیوں کی آنکتے

• ماتب نے ہلے اپنے کو تک دیکھ لیا۔ اس کا انتہی اس کے کر

اس کی نفعہ کہیں، ملتویوں کو ٹھوڑا کا دھرے کہا، اس کے بعد اپنے کو سطحیں کہا
اور آخر سفر پر بکاری کی اولاد پڑنے کے لئے بھرتے... فکر و فتن
کے اس خیال سے مجھے انفصال ہے کہ ناکتب اور بک تھے۔ جندیں اس کے
ساتھ مستکد نصوات والیں نہیں، وہیں ایک کی طرف گئے، جو لوگوں پر
تو اس کا قابو ہے پہنچت تھا:

نادیں والی کا فراہم کے لئے ناکتب نے قاطع بہان مکالمہ کھوا کردا۔
ناکتب کی سبیل کا نام تھا اور ناکتب پر بہت زیاد متعلق ہے تھے الجیں ناکتب نے جنت
بیند بندی، جس عکسِ بولی میا صحت سے گز کر بگالی ٹھوڑی سکب پہنچا اور بہت جیسا کہ آئی
کہ ناکتب کو صفات کا اعلان کھلکھلا اپنا، اگرچہ تمہاری قاطع تر ناکتب کے کافی اعتراض
بے ہیاء نہیں لگتے، اولیٰ عکس ناکتب کی صفاتے بڑی ہوئی الفراہبت کا بہت زیاد ثبوت
ہے۔

قدیمی پیر غوثی نعمت ثابت کرنے کے لئے ناکتب کو کسی بگا اپنے مزاد کے
خلاف جنگرے بڑیل سے بھی کام لیا پڑتا ہے۔ ملا نسوان نے دوستیوں پر قول اُن کی ماں
نادری قدرمیں لکھی ہے۔ اس کے بعدے میں میزا ہرگز مل تھت کے نام کیکِ محاجیں لکھتے ہیں،
”میں نے آئندہ یارِ یوم میں موقوف ہے، سی بونک جو ہائی منصب میں کبھی وظیفہ
ادارہ کی مدد و مشتمل تھیں بھی کامیابی نظر میں نکھلتے اور انتظام اس کا
کیا ہے کہ دعاشریگی عہدات میں پڑی قدرمیں کھی جاتے اور کوئی انتظامی
ذائقہ:

قدم گفت حلقہ

پھر استیاٹ کے وجود عربی کے پہنچانے کیستیوں میں شال ہو گئے
لحدی نہیں پہنچنے پر بھی غیر معملا نعمت ثابت کرنے کے لئے اگر ناکتب نے دوستیوں
اور قاطع بہان جیسیں کامیابیں اور متوں اور شکریوں کے نام خلوں میں بندوں کیلی

لرنسنگ نویسندہ اور وہ کوچ برا جھاکھا اور گالیاں دی تو ہے کہ اس نے ہمیں
سمیں ہے کہ ناکتب نواب کا بٹی خالی سے الی گئے اور یہ مدد سوچ کر اگر نواب صاحب لے
تباخ چور کر گواہ بند کر لی تو وہ میں تھے نظر آئے لگیں گے۔ جو پھر کہ ناکتب اور نواب
صاحب لے کر ہوا کی افلاکا پر بہت بچ گئی۔ نواب صاحب نے اپنے خط میں ناکتب کو
نکار کر لے۔ لرنگ دلرائیں "شوالحقی" میں اور آئیں ساخت و سین و چیون "غمزہ"
بنانے کے سلسلے میں آتے۔

ناکتب نے اپنے صاحب کو اس کے ہدایت کیا۔

"نظر ارشاد، تمہارا کا سندھ، ان لوگوں کے کوئم کا مانن۔ مگر جو فنات فن کے
کلام ہیں ان کے سمن تو الی ہندے رہے تیاس سے لگائے ہیں جو
ان کے تیاس ہے کچول کر کچپ کر دیں۔ اب ہم ہمود مرشدت کیوں کر" از لرنگ
شیگ "شوالحقی" میں اس طبق ساخت و سین و چیون "غمزہ" بنانے
کے سلسلے میں، فرمی نے بے لکھت ان لیا، لیکن ان صاحبوں کے
تیاس کے ہو جب، مگر اپنے نہاد اور نجست کے حکم کے مطابق "ما دا کھوڑھا
ظاہر ہے کہ اس خط کا اپنے صاحب پر ہوا اثر ہو۔ اخوب نے ناکتب کی گواہ تو
بند نہیں کی لیکن پھر اپنے نظر اور اس کے بیے ناکتب کو کسی ہیں بھی۔

ناکتب دیا سے نام ہیں بھیں مرا ہاہنے۔ ۱۳ جب ڈرامی مدد ہاتے ہیں تو سری جی "شوال
حقی" میں اسیں اپنی وہ بختی دعالت اعلیٰ پہنچ بھیں گی، جو عوام میں کیوں کو
خط کے لفاظوں کے اختیاب میں گی ان کی انحرافیت جلوہ مگر نظر آتی ہے اخوب
مشی سر شیر تراثی اور اتم کے بیسے ہوئے مقام اس نے بہت سیکر کر ان پر نام
الحاء میں "بمقام" اور "ومنام" اور "اہ و مارٹن" بچھا ہماہے۔

جے ناکتب کی آنہ بھی جو اخوب درستھن کو بارہ ۲ سکھنے پر بچوں کیا غصی کو خط کے

پتھر صوت اُن کا ہم اور دلی لکھا جاتے۔ اگر کوئی پہاڑا تھا تھیں سے کھٹا تو نہ اس بوجھے
بجن اوقات انہیں نہ اٹھی کہا طلباء بہت درجہ تھا تھا میں کرتے ہیں۔ ایک خدا تعالیٰ کی
برہامت الٰی تو نقاب سے قن کا ہما یو جھے لیا۔ ناقاب تو سہزدگ آئے۔ سالانے کے نام
ایک اعلیٰ ہیں لکھتے ہیں۔

”سفر صاحب“ اسی پرستھوں کا ایک قائد ہے ہے کو دوسرے کو دو پارہ برس
گناہ کر دیتے ہیں۔ چلتے ہیں کہ جہاں ہے لئن یہ کھتے ہیں۔ یہ صاف
خواری قوم کا ہے تسم شریعی کا کر کہتے ہیں کہ ایک شخص ہے کوئی اس کی خفت
اور نام اور ہی جہوں کے نزدیک ثابت اور مشقون ہے اور تم صاحب ہی جانتے
ہو گریب سگنڈ سے قطع نظر ہے کہ وہ اور اُس سخنے کو گرام دوستہ نہ ہو
اوامر کو ہیں دائیے گا۔ پہاڑی برس سے دلی ہے، جہا ہوں، ہزار میل
ہلکی جانب سے آتے ہیں۔ بہت لوگ ایسے ہیں کہ سو نہیں لکھتے ہیں۔
لوگ ایسے ہیں کہ کھلا سا جن کا نام بخوبی لکھتے ہیں۔ حکام کے خط فارسی اور
انگریزی بیان کر کے دلایت کے لئے جیتے۔ صرف شہر کا نام اور سیلان
ہر سب مراتب ہانتے ہو اور اُن مخطوطوں کو قلم دیکھو پکھو ہو اور پھر یہ سے
بچتے ہو کہ اپنا سکن ہے۔ اگر میں تھارے سے نزدیک ہیں جیسیں اسی ہیں۔ اُنہیں
جذہ میں سے جی نہیں ہوں کہ جب تک کہ مدد اور خلاف دکھما جائے ہیز کہا
کہاں تماز پائے۔ آپ صرفت دلی۔ تھوڑا صراحت نہ کرو دیا کیجیے خواکہ بیٹھنے کا
نہیں خاص۔ ۳ اپریل ۱۹۴۸ء

نواب انور الدالانے ناقاب کا پہاڑا تھا تھیں سے نکلا دیا۔ دیکھیے گل نقلی اللہ
۔ خط کا عنوان دیکھو کر میں سمجھو کر شاہی شہر کے محلات کی کوئی نہ رہتی
پڑا سیوں کے عین درختاں کا صاحب ہے۔ — (ڈالیں ہے)۔

ناک کی بیک آن کے مخطوط نہیں ہے شاید وہ دوسرے قرآن ہے جسی خلاف
یہ کہ طرف تین مگذراں کی تھیں کرتے تو وہ صریح طرف دوڑو کو ایک نہ آپ،
نگ اور نہ تب اکابر سے استغفار کرنے ہے۔

القاب و آداب

ناکب نے فواب الہ الردول شفیق کے نام ایک مخطوط میں لکھا ہے:
”ہمود مرشد ای خدا نکھلنا خیس ہے، ایم کرل ہیں اور ہم سب ہے کہ
میں القاب و آداب نہیں لکھوں:“ ۲۹ جوں مٹھدار

پرانے بعض افراد نے ناکب کے اس بیان سے ہمیشہ لگائی تاکہ ناکب نے
مخطوط میں القاب و آداب لکھنا شکر کردا تھا مخطوطة ناکب کے مطلع کئے ہے، اس
لکھا بابت کوئی نہ ہے۔ میرزا ہرگوہل تند کے نام ناکب نے یہی سو نیس مخطوطوں سے
صوت ایک مخطوط میں القاب نہیں لکھے۔ فواب ملکہ این خواں ملکی کے نام اسی ایک
مخطوط میں ہیں ہیں سے صرف بچہ مخطوط ایسے ہیں، میں میں القاب نہیں لکھے گئے ہیں
ذار تعالیٰ میان کے ایم پیجیس مخطوط میں ایک مخطوط میں ایسا ہیں میں القاب نہ ہو۔

سیرہ بدی الجھوڑ کے نام کیاں ہیں سے صرف بچہ، چودھری عہد المخترع تدوہ کے نام
ستا ایس ہیں سے دو، فرمادی نام غوث تعالیٰ بے تحریر کے ایم پیجیں ہیں سے کتنی اور
فواب الہ الردول شفیق کے نام ہیں ہیں سے صرف دو مخطوط ایسے ہیں جو القاب سے
ڈالی جائیں۔ گویا ناکب کے القاب اور آداب کے استعمال کے پڑے ہیں جو کچھ
چاہے نقلا کہتے ہے ہیں اور درست نہیں۔ وسائل ناکب نے شفیق کے ہم خط
ہیں جو کچھ لکھا ہے اس کا مطلب ہے نہیں ہے کہ انھیں نے القاب لکھنا بالکل جسنه
کہ دیا بکر دیکھ کر لے لے ہے پر تکلف اور ہے اپنے القاب کا استعمال

امروں نے بند کر دیا ہے۔ ناکب لئے بھائی آجھنگے کے آہنگوں اور میں اپنا ہے
مرتفع اس طریقے بیان کیا ہے۔

.. مکتوپ ہدہ کو اس کی ہمیشہ کے مطابق پکھنا ہوں (یعنی القاب

لکھنا ہوں) القاب اور آداب اور مافیت مٹونا ہے (نادرست تھے)

اور تو مخطوطہ میں القاب لکھنے لگتے ناکب کا بالکل بیٹی دوچھے ہے اور مطلب
کی ہمیشہ کے مطابق چھوڑا سا القاب لکھ کر مطلب کی بات بیان کرنا شروع کر دینے
ہیں۔ ایسے مخطوطہ کی تعداد بہت کم ہے جن میں القاب بھیں بھی گئے گئے۔

وہم طبق س صرف القاب پڑھ کر ہیں مکتوپ ہدہ سے ناکب کے ذمہ نہیں کہ
امانہ بھاولتے ہے۔ ان القابوں میں بے کھلی، بے سانگی اور گلستانگ کا امانت ہے کہیں
کہیں، اخابِ اعطی کے صور کے مطابق بھرتے ہیں۔ ناکب لے عطا کے عطا کے ہام مخطوطہ
ہے صبر زل القاب لکھنے ہیں:

"ای مولانا علیٰ۔ میرا علیٰ مول۔ میری جان۔ صاحب۔ جانا والیشاد۔

مزا۔ مہ۔ سعادت و اقبال ننان۔ پر جنتیں گھی جانی مولانا عالیٰ نکر۔"

لکھ کر تم مخطوطہ کے القاب لاحظہ ہوں۔

- جہاندہ - جندپرورد - کامستہ - دل کے ماہ و مدھن - مغلی ہرگز کمال لکھتے

مذکروں لکھتے ہیں - ای میا لکھتے - بخودوار - سیرے ہمراہ -

سیرہ بیانیہ ہجھوچ کے نام ایک سخط میں جو القاب لکھا ہے، اُس سے ناطے کے صور کا امانتہ
بھاولتے ہے۔ ناکب لکھنے ہیں: "جو اسے حال و الی و الہر سلام لوتا اور یہ صرف القاب
کی انہیں بلکہ ایک سھوچ صور بھی ہے۔

ناکب اپنے چھوڑوں کو ہمارائیں۔ سید صاحب۔ سیال۔ صاحب۔ سید۔

فخر و الحمد۔ مزا۔ میری جان۔ پر بخودوار۔ بھانی، نورشیم۔ راجستہ جان۔ قیال ننان۔

جان کن۔ سعادت دا بیال نشان۔ سعادت نشان، وغیرہ یہیں القاب لکھتے ہیں۔ جب نقاب اپنے ہم گروں اور ایسے لوگوں کو خلط لکھتے ہیں کا بھروسائی وقار نہ، تو یہ ناکب کے ساتھ رہتی کیوں نہ ہوں؟ تو نقاب القاب ہیں نے مکمل سے کام نہ لیتے۔ خواجہ نعام نبوت خاں بے تکبر، خواجہ اور الدوڑ الشقیق اور تکبر اور تحریر الدین بھیے لوگوں کو یہیں درجندے۔ بنہاد پروردہ۔ خواجہ خاں۔ قبید و کعبہ۔ قبلہ خاپست اور خدا و تکریمت ہیں القاب لکھتے ہیں ।

بخش لوگ ایسے ہیں تھے، جن کی سالی جیخت سے مر جو بچکر ناکب طولی اور پر شخص القاب سی لکھتے تھے۔ خواجہ سیر نعام خاں کے نام مخطوط ہیں ناکب نے اس طرح کے القاب لکھے ہیں:

” سخان اللہ تعالیٰ مسٹاڈا الظلم بیان جواب مستطاب ، نواب سیر نعام ”

سیر نعام بایان جواب :

” سخونہ بہر زبان و نامہ بہر زبان ، نواب صاحب شفیق کرم گستر ،

مرتضوی تیرہ ، نواب سیر نعام بایان جواب ”

” نواب صاحب اجمل اللہ نقبہ نجم الدیان ، عالی شان ، فاروقیان ”
ناد مجہد کرم ”

مشکل سے وفات کے وقت تک ناکب کو فاروق نام یہ کے نام سروپے کی دھونیاں کی اولاد کے لئے بھیتے تھے کہ سے کم ایک دھن لکھی ضروری تھا۔ وہ مخطوب لوگ ہیں، جو ناکب تھے اور ہے طلب کرنے والا کام ہے اصلاح اور سے سعادت کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔ اتنے طبع میں یہیں ایک تبا القاب لکھنا ناکب کے لیے بہت مشکل تھا۔ انھوں نے اس منظر کو حل یہ تکریبے کہ نواب یعنی ملک خاں تاکم اور ان کی وقار کے بعد نواب کلب ملک خاں کو اکثر مخطوط میں صحت دیں، مدت آپ رحمت میں مسٹاڈ کی

سوت تین چدھڑوں میں "جواب ہالی" صورت پا توں نہست آئے، نہست (بلیغ حضرت کے) تھوکر اپنی فاقہم گورہ روایت سے انحراف کیا ہے۔

کبھی کبھی ذاتِ تعالیٰ کو مغلی کر کے شرمناہی سے بُرے ہے دلے کی خطاں دیپھی
ڈائم کر دیتے ہیں۔ اواب یوسف میرزا کو لکھتے ہیں۔ سیری ہان۔ خدا تیرانگہیان۔ سخی
مہار طیب بگرانی کو اقبال لکھتے ہیں۔ میان طیب۔ میرزا عزیز۔ میرزا طریب۔ حسین کے
ام نھا کا آنکھ اون اخلاط سے کرتے ہیں۔ سیری ہان کے چہن۔ بھنہا اصریر صرفروز حسین
میں دلخواہی سخی کو ایک عطاہں القاب لکھتے ہیں۔ سماوت دا قمال نشا۔
خشی سہال دا لونیاں؟

ایلو مخطوطہ نویسی کو ناکتب کی دیں۔ ہنسی ہے کہ الحمول تے القاب اور آداب
لکھنے مذکور ہے مگر ان کی دلیل ہے کہ لیک ک تو القاب کو لفظ کر کا اور دوسرے القاب
کو مكتوب الیہ سے اپنے ذہن رشتے کے اخبار کا لد بھہ بیلیا۔ جیس کی وجہے القاب
تھے لکھنے اور لکھنے کے سجائے لیک فطری اندھا بھیا ہو گیا۔ اور یہاں سب خیرت ہے
اور آپ کی نعمت خداوند کیم سے نیک طلب ہے۔ جیس چیزوں سے ایلو مخطوطہ کو
نہیات ہال۔

ناکتب کا آئینہ نامہ لگاری

ناکتب نے ۲۰ نومبر ۱۹۷۶ء کے ایک لاطینی قامی معاہدہ جتوں کو لکھا ہے۔

"دوسرا سبب یہ کہ ثقہ مخطوطہ کا جواب کیاں بکھر سکھیں اور کیسکھیں"

یہ لے آئیں۔ مادر لگاری چھوڑ کر مطلب نویسی پر مدار بکھلے ہے جب مطلب

خود کی احترم نہ ہو تو کیا محسوس۔

ہاتھ بانگل دھست ہے کہ ناکتب کے مخطوطہ کی خیاد نزا وہ تر مطلب نویسی پر ہے۔

نائب کو شکر کرتے ہیں کو سیدی مادا اور لخفر زمان میں اس طرح باتِ کہیں کر رہے ہیں وہ فرمائیں کہ ماں اخیر بر کرے۔ جیسا کہ شاعر نائب بہت سنتکی پیدا ہونے والے بھروسے ہیں اور اس کے واحد صفت ہر دوسری کے کام کی اتنی شرمنگی نہیں لگتیں اور بہت سے امور کی تصریح کرنے ہوئے ان کے تواریخ میں کے درمیان خاصہ اختلافات ہیں مگر بھروسے ہیں نائب اتنی مادا اگلی اچھی صفاتیں کیوں نہ پانے ہیں؟ اس کا جواب نائب نے بخوبی پڑھ کر مادی خط میں دیا ہے۔ میرا ملکیت کیں خال کو سکھنے سے بکھتے ہیں،

طالب بہت زیادہ ہے اور ہمچیز ہے ہیں۔ چاہتا ہوں کہ کہتے گم المطلوب
کہ اپنا بات کر دوں اور تصریح کو تقریر کا آئینہ بناؤں۔ تصریح کریں کہ میں کیا
کہ مل کوں۔ میرا مقصود کیا ہے۔ اور آپ کو اس سلسلے میں کیا کرتے ہے۔
(لکھنے تک)

نائب نے ایک مرقدی خط میں میرا ملکیت خال کو سمجھا ہے:

”چان بادا! بات کو خواہ کڑا کھل دینے سے اتر جی کہہ دیلانے، اور
ہمچیز گیاں جی پیدا ہو جائیں۔ اسی سے چاہتا ہوں کہ بات کو تقریر کر
ٹوکرہ باؤں اور لئنے والا جی۔ بھی بات کی تہہ سکب جلد بخیں ہانے۔ بعض
کہ بہ نہیں ہے آزادہ کرنا کوئی مقصود نہیں ہے۔ مگر ایسی صحت جی ہے کہ
کہنے والا کاشت کرے کہ تصریح کلم سے اتنی اپنی نہ ہو کہ تصریح کلم میں
بایم دگر نہیں اور یہ بخیں باقی نہیں ہے اور ایک کالکس وہ صرف کے جھرے
پر ہے۔“ (مرقدی سے ترجمہ)

اگر کوئی صوت باذاؤں نائب کو ایسا سمجھتا ہے جس سے ٹولیدہ بیان ہوں اور مطلب کی
بالوں کے بھائے ہو، صراحت کے مقصود اسی کی گئی ہوئی تو نائب نہ اپنے ہو جاتے۔
میرا ملکیت بخیں لے ایک خط میں ذمہ دلانے کی سے ابھی دلخواہات اور کہن کی ایک ایسا

لکھ دیں۔ جن میں فاکٹ کو دیکھی نہیں تھی۔ خط پڑھ کر ناتب کتنے بے منزہ ہو گئے، اس کا
امدادہ مجرم کے سچھٹ کی اس دلپت حیات سے لگائے:

ناہ صدرست اکبر ناطا تھا ہے۔ اس خلافات کے لکھنے کا نامہ؟ بات آئی
کہ ہے کہ سیر پلٹگ بھو کو ما۔ سیرا بھجنا بھو کو ما۔ سیرا جھم بھو کو ما۔ سیرا بھتھا
بھو کو ما۔ بات کا وہ شروکول آئیو، کول آئیو، فرو ہو گئی۔ سیرا بھات پی۔
سیرے آں بیوں کی جان پی۔

باقم سیرا بھتھا مجرم ۲۶ شرمند

نالک بخطوط نویں میں مادگی بجان بہت نہ رہتے۔ انہیں بھول میں بے اضطرار بھر کلکت
ہیات جگہ پہنچتی۔ ناتب نے سیرا بھتھا مجرم کو خطاب کیا ابھریں سوچیں ملائیں ہیں
میں طلب کی اس کھوئی بخط غایبی ملکھرخا۔ مجرم کے لفڑ کے لفڑ ہو گئے کی لکھات
کھن ناتب نے بہت دلپت امدادہ میں اس لکھات کا جواب ان الفاظ میں لکھا:

مال حاصب اُنم کیا چاہتے ہو؟ مجتہد المصلح کے مسودے کو اصلاحی دستکار
بیجا دیا، اب اور کیا سکھیں؟ تم سیرے بھر لیں، جو سلام سکھوں۔ میں انحضر
نہیں جو دعا سکھوں۔ تھاما دیاں میں گیا ہے۔ اذانے کو کریا کرو جو ہوئے
کو بیدار دیکھا کرو۔ ہاؤ گئے کیا ہائی اُنم کو وہ سمجھتا ہیں، روشنی پسند ہیں۔
بہاں تھریت ہے، اور اس کی مالیت طلب ہے۔ لفڑ تھرا اہم دن کے
بعد ہے۔ جی خوش کووا۔ سوچو بعد اصلاحی کیجیے جھاہا ہے۔ بر بھر دار سیر صرف زہر
حسن کو جاندہ دھا کینا اور ہاں تکمیل سیرا بھتھت میں اور سیرا بھن میں کوئی
دھا کہنا۔ لازم سعادت مندی یہ ہے کہ ہو۔ اسی طرح عطا گستاخ رہو۔

کہوں پہنچ کر جو، آنکھوں کے سچھٹ کی تھریں کی جیسا طرز تھیں جو اصلتے کی
اچھا شیدہ ہے۔ جب سمجھ کیوں نہ کھو، وہ سمعتی کی ہیں ہے۔

پاہ جانہ بے خاہ بے باال ہے۔ سکھی بے سیدہ ہے۔ خاتم بے خاتم ہے۔
چارائی بے نہ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ تم زندہ ہو۔ تم جانتے ہو کہ ہم زندہ
ہیں۔ امر خود کی کوئی کوئی بنا۔ زندگی کا اور وقت پر موقوف رکھا اور گرفتاری
کو شریعی اس طرح کی گھیرنے پر خصربے توہماں سلاجے گئے طریقے اسی
گل بیٹے نکھڑیں۔ کیا نہ لازماً تھا جیسی پہنچتے اور وہ سخنل بیٹیں ہوں؟
خیر ہے جیسا کہ عبادت احمد کے ساتھ نہیں بھی ہی۔ اب تکھیں کی نعمودمان
کرو۔ غذانہ جوہر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

منہ مامن کی تحریر ناک بوس کو سلطان کی اور اس میں امداد ایک رہنگل سے کام لیا
ناک بے اپنے کے سلطان کا جواب دیا ہے اس سے امداد نہ ہنگلے کی تحریر کے سلطان ہمچل کو
الغواہ اور پر افسوس حملہ اٹھی تین کوئی ایک بات ہنسی نہیں جو ناک بے کے لیے دیجیں کہ
امداد یہ گئی ہے ناک بے سلطان پر امداد نہ ہو کر تکمیل ہوتے ہو پہنچ امداد ایں اس سلطان کا
جواب دیا۔ سمجھتے ہیں ۱

اگر تم مناسب جاؤ تو یک بات سیر کی ادا فو، رقصاتِ دالم گیری یا انشائے
غایقہ اپنے سامنے رکھ لیا کرو۔ جو عمادت اُسی میں ہے پہنچ آئیں کرنے والوں
میں تکھڑا کرو۔ اجھا صلت میں تمام ہو جاؤ اکٹے گا اور نسیبے بخوا کے
آئے کام ہو جاؤ اکٹے گا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اب بگ ناک کے مطہر کے جو اختیارات ہیں کے حمایت اُن سے اخذ کرو
بے کرنا یا بے ناک - شووندگی میں بھی کسی کے خلاف تھے اور اخونے اپنے عہد کے موجب
آئین اور مددگاری کو اٹھ کر کے صرف مطلب نہیں ہے بلکہ اپنے مطہر والی ہیئت اور کمیٰ نہیں بلکہ

ہاتھی ملکی ہوتے ہیں۔ ناکتب نے بہت بڑی تعداد میں "خوبی خطوط"۔ بھر کئے ہیں اور اپنے سات آرڈنر اور دوستیوں سے۔ ایسے خطوط کا سلطان ہی گی کہا ہے۔ حالانکہ ناکتب ایسے ہو گئے ہو گئے کہ مکتب اگر خدا میں صرف "مطالب" تو ہیں کرے، یعنی اپنے مقصد ہر آرڈنر کے لیے بخط کئے اور یا تم میں لکھے لیکن صرف اسی ہائی کر جن میں مکتب ایسے کو پڑھیں ہو۔

ناکتب ہرگز یہ تھیں چاہئے کہ درست وگ ناکتب کو صرف مطلب کی ہائی کے مالک اور کبھی نہ کسی۔ الحسن نے تقریباً درست وگوں کو بدبار تکمیل کی ہے کہ انہیں تھیں کے خطوط اب بہتر سمجھتے ہیں۔ تقریباً کو سمجھتے ہیں:

"خواصاب! اپنے پر لادم کرو، ہر پہنچنے میں ایک بخط بخوکو سمجھن۔ اگر
کھکام آئی، درخط ایکن بخوا، در صرف فیروز والیت کی اور جریجن
کیک انسکا دی۔"

مناجہ گوپاں تقریباً ۱۹ جون ۱۸۷۷ء

غایہ ہے کہب آرڈنیشن سیریز و والیت کی مطلاع دینے کے لیے بخط کئے گاؤں
اسیں صرف مطلب فیروزی اور مقصد تو سی کیوں سے نہ نئے گی

خطوط میں مرکار نویسی

مشکل کن کام اخلاق کا ناکتب کی زندگی پر سب سے بخوبی ہے اس کو تھا
ہے گئے درست سیریز، لیا گرد اور درستے ملنے والوں میں سے بیشتر ہے گئے،
اٹی فراہ ہو گئے۔ اپنی اس تھیاں کا ناکتب نے کہے مدد اگریخ انداز میں ذکر کیا ہے۔ سیر
سرفیز میں کو سمجھتے ہیں،

"ہیں بالائیں۔ اور اگر اس ہوں۔ سیر سیوں پر نظر ہے کہ وہ سیر صدی

آئے۔ وہ سیر فرلا صیغہ آئے، وہ دوست مہا آتے، وہ صیغہ آتے،
وہ بیفت مل خال آتے، مرے ہوں کام پسیں بینا، بچھڑے ہوں کیں نہیں
سے بچھو گئے ہیں۔ اللہ اللہ اللہ، سیر فرلا کام فرم در ہوں، میں مروں گا تو
نحو کا کوئی رہنے گا!

تفہت سے خود سمجھنے کی شکایت کرتے ہوئے اپنی تہائی کا حال بیان کرے ہیں:
نہ سے کبھی خفا ہو، اُچھے سبھی سحر بوجگا ہو گا، یا بعد جو چار دن کے
بوجھاتے گا اُپ کا خطا ہجتی آتا۔ انسان کروکتنا کثیر الاحباب آدمی خدا
کوئی وقت ایسا نہ تھا کہ سیرے پاس دو پول دوست میں ہوتے ہوں۔ اب
یادوں میں ایک سیبیو گیا رعنی ہیں اندر والی مکمل اُس کا ہے، یہ شخص ہیں
گاؤں گاؤں آتے ہیں۔

نام منواہر گوپال تفت ۱۹ جنوری

ناکب نے خلوٹ کے لئے اپنی تلوت میں بھرت اور اپنی تہائی میں اپنی کل کھجور
پیدا کرنے کی ہے۔ دن کا بڑا حصہ خلطہ میں، ان کا جواب کرنے اور خانے پانے
میں صرف ہوا ہا۔ ناکب اپنی اس صرفوں کا ذکر کرتے ہوئے سمجھتے ہیں،
”میں اس تہائی میں صرف خلوٹ کے سبھوئے ہوں جیسا ہوں۔ یعنی میں کافی خلط
آیا، میں نے ہلاکر وہ شخص تشریف لایا۔۔۔ دن ان خلوٹ کے پڑھنے
اور جواب کھجور میں گزد جا آئے۔“

نام منواہر گوپال تفت ۲۰ دسمبر

ناکب خلوٹ نویسی کو گفتگو کا بدل سمجھتے ہیں۔ اندھی میں اپا دہ خلوٹ نویسی سے
بہت قبل ناکب کو اس بوجکھ کا شکر کھلاتی تھی کو تقریب کا آئینہ ہونا چاہیے۔ (ناکب
نے علی گزش نہ کی اس کے ام جیں فلاکی خلط میں، بات ہی تھی، اس کا انتہا اس پہنچنے کا

بر چکا ہے، اور مخطوطات میں تو ناگہب نے بلما اس بات کو دیکھا ہے۔ لیکن طبعی سمجھتے ہیں
”اکی وقت تھیا کہ ایک خطا اور جو سوت مزنا کا ایک خطا آیا۔ جو کوئی جانش
کرنے کا مزہ نہ کوئوں کو جذب کر کر رہا تھا کہا:

بِحَمْ سِرْجِيلْ بِخُوَجْ وَ لِيْلَ سِرْجِيلْ

لیک اور نہ لے گی عطا میں راتب سمجھتے ہیں۔

بیان میں لے آئیں مامن امتحان کر لیا ہے۔ جو بھی بخدا ہوں اور وہ میں بخت
ہوں۔ تم میں آتا نہ ہو تو ختمی تحریر کو گلستانگو بھالیا ہے۔ (ذار سے ترجمہ)
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لطفاً کے ذمہ یے اس لفظ کو ناگزیر رکھ لے گئے ہیں۔ ملنا تفت کا بہت دل سے خط نہیں
کا۔ ناگزیر خطاب اس کی تکمیل اور تکمیل کرنے کے لیے ہے۔

میں تھا میں اور بھائی نے تیکلائش صاحب اور جناب مرنی کیم میں صاحب کے
خطوط کے آئیے کو تھا ادا اور ان کا آزاد بھائی بھل تھری گوارا دہ سرکار نے اسے ایڈ
کیم بنا کر رکھا ہے پھر کم کوہ کالہ کیوں بونوفت ہے ۔

سماں میزا ہر گوینڈ نئے ۲۰ اکتوبر سے

اب خلود ناکتب کے بھائی افتمان ساتھ ماحظہ ہوں، جن میں ناکب نے مسلط کر سکا رہا ہے۔

”بسن! ابھی کوئی محبت نہ کیا ہے اس لئے کہ ہمہم اور مہما ترقی
تک مسلط و مکالٹ ہو گئی ہے۔ مذکور کرتے ہیں اخراجات دن بھی
پیدا کرے گے:

نام مرتضیا ساکن علی شهر

”مزا اصحاب ایتھے وہ اخاذِ تحریر (جواہر) کیا ہے کہ مرا سے کوئی کالہ جایا

ہے۔ ہرگز کوئی سے ہزار غیر اپنی کیا کرو۔ جو تجھے مصالح کے حرب پیدا کرے:
 جنم مزاں امامتی تھر اداخیز بیٹھتا
 بھائی! بھائی تم میں ہماری تھدی کا ہے کوئے، سکارے ہے۔
 جنم مزاں امیر گول نہ نامہ رشیق
 ہے۔ ہمارے آپ کسی ہوں۔ خطابیوں کی اس گفتگو میں وہ اپنے
 خیال ہو مکالہ نباقی میں رکھا ہے۔ جسی مدد کی ہے اسی ہوں تم کچھ پیش کئے
 جنم مخیل ہماں تھر ۲۶ سی جلد

یہاں اتفاقات اسی طبقے کے گئے ہیں کہ سلطوانیہ ملک نے جو سکوڑ کیونکہ
 سفارال کیا ہے۔ اسے بعض اتفاقوں نے ملے کے ناتبدیگ کے مفہوم میں سمجھ کر
 ثابت کیا ہے کہ ناکب نے مطولاً قریب کو مکالہ جعل دانیوالہ بنایا ہے۔ ایسا لمحہ ہے
 مکالے سے ناکب کی مرا منظر گفتگو نے جیسا کہ ان چالوں اتفاقات سے ثابت
 ہوتے ہیں کہ ناکب نے خططاً میں اتفاقوں مکالے جس کے اسی منظر سیکھوں
 سلطوانیہ میں سے صرف ہمارا بیان ہیں ناکب نے اتفاقات مکالے کے انداز میں بہت
 خاصیت طریقے سے کی ہے اگر یہی ایسی بیانیں اندازیں کی جائیں تو شاہزادیں وہ
 نظر دی پیدا ہتھا۔ ہرگز سے ناکب کی گفتگو بوقتِ حق اسے کس خواہیست جو لے میں
 یا ان کرنے میں۔

پیری سے جب پہنچا ہوں کہ تم خوب سمجھ ہو تو وہ کہتے ہیں۔ کیا اپنا بھائی
 اور جس پا جھتا ہوں، کس کا ڈا تو وہ فرماتے ہیں۔ مزا امیر نہ ملی بیگ کا:
 ایسا اور کسی کا ہم کوں کوں نہیں لئے؟ دیکھو یہ سف مل مار دیتے ہیں
 مزا امیر کو جو دے۔

واد مدعی سیں کیا خوشامدی ہوں، جو منہ دیکھی کہا۔ پیر اصلیوں

خطا نسب ہے۔ ناکب کی خرابی کرنا کہا نسب ہے۔

اپنے صاحب اُپ ایسے ہی و نشاندار ہیں۔ اس لئے کہا نسب ہے۔

بِنَامِ الْوَابِ عَلَمَ الدِّينِ قَاتَلَ مُتَرَكَّبَ

ایک خطاب میں صرف تین مکالے ہیں۔ اتنی بات کہی گئی ہے۔ ناکب کہنے ہیں کہ

میرٹ بیگب آئے تو میں نے ان سے لوپڑو کی سواریوں کے بھے میں پوچھا:

”جسی میرٹ بیگب، لوپڑو کی سواریاں رفاقت ہو گئیں؟“

حضرت! ابھی نہیں۔

کیا آج دھائیں گی؟

آج صورت ہائی گی لیکن ہدایت ہے:

بِنَامِ الْوَابِ عَلَمَ الدِّينِ قَاتَلَ كِبِيرَ بْنَ مُحَمَّدٍ

ان مکالوں سے افادہ ہوتا ہے کہ ناکب کی خوبیوں میں شوری کوششی کو بخوبی ہے۔

بخارا کھنے کھنے مکالوں کا انعام سمجھیں ایسا اندھہ جبستے تھوڑے تھے۔ لیکن میرٹ بیگب کو بخوبی ہدایت

کھانا میکے لھاتیں ناکب نے طلبی مکالہ لکھا ہے۔ اس مکالے کا آغاز ان الفاظ سے

ہوتا ہے ”اے جاکب میرٹ صاحب، اللهم بیکم۔ اس مکالے میں چون کشوفی کوشش کر

دل ہے۔ اس لئے اس میں تھیں اُلیاء ہے۔ لہا کاشتھے کہ ناکب لے اس طرح کے

مکالے اور نہیں لکھے۔

ناکب کا ہے انہماز بیان اور

اطلبہ تبلیغ کے اس بھروسائی اور نیزہ سی استقلال کا امام ہے جذبات کے ہام بھروسی

سید سے مختلف ہو مثال کے طور پر اگر یہ کہا جائے کہ ”آن کا استقلال ہو گیا“ تو گواہ زبان کا

ظاہری اور کسی استعمال ہے۔ اس میں کسی کی خلاف کی اخلاقی دریثے کے لیے نصوص میدا،

ذمہ دار سے نقاب کی سامت ہوتی ہے۔ جیسا بات جب تاک ان القا میں رکھتے ہیں:
”بے بے وہ درجی:

تو اسیں تاک کا اپنا اسلوب بگتیں ہو گیا۔ اب یعنی مطلع نہیں رہی بلکہ اس
میں تاک کی انسانی اور اعلیٰ شخصیت بھی شامل ہے۔ مرتے والے والے تاک کا
ذہنی، فتنہ، ذہنی بکلش، عقیر، جن کے امام، عطا مدد و نعمتوں کیاں ہیں اسے نقاب کے قدرت
تاک کا احساس ہو چکا ہے۔ اس موقع پر استعمال ہونے والی شخصیں صدیقی زبان سے
انحراف، انتہا ہے کا استعمال، اور یہ سب ”بے“ کی کھڑک، ”آن“ کا انتقال ہو گیا۔ کے
ہجاتے۔ وہ دبی ”مکھی“ غرض ان سب جیزیوں لے لی کر اس مجھے سے خفرے کو ایک
اسلوب دیتا ہے۔

بہاں زبان کے اُن تمام ایسا کام اپنے ہیں اُنکی زبان، جن سے اسلوب لایا ہے بلکہ
یہ کہ زبان کی شخصیں صرف دختری ترتیب بہیوم کی اولادیت کے بیٹے شخصیں انہیں کا استعمال
بہن سے اخلاق کا استعمال ہو سترک ہو گئے ہیں۔ بہاں جنہیں کم استعمال ہونے ہوں اما
خمریں نہیں، صرف گنگوہیں مستعمل ہیں۔ کیا دوسرا اہان کے اخلاق کا کام استعمال
ہلاکاں کی تکرار، بعض کھینچیں اخلاق کا کہہ کثرت استعمال اور صائع و بادی سے مل کر کسی شاعر
با اہلب کا اسلوب جاتا ہے۔

اسلوب تحریر میں اگر بھائے اور تھریں ہیں جی۔ اور وہاں کی شخصیات کی وجہ سے
سے بہت متفاوت ہوئیں۔ الجھٹکوں میں قواہرہ ایں اور صرف وہ لوگیں یہدی اس طرح نہیں
کی جاتی جس طرح تحریر میں کی جاتی ہے۔ الجھٹکوں میں مام طبع سے قبولی کی صرفی و محوی
ساخت بہت زیادہ مدل جاتی ہے اگرچہ کوئی کوئی نہ ہے۔ اس آنکھوں اور انہوں کے اندھوں اور
چہرے کے لئے جنمادی سے مگر اسے مقصد کے طبقہ میں دو دیجاتے ہے۔ الجھٹکوں یا تحریر میں دلخواہ
ہلاکس ایک فروز ایک گروہ سے مخاطب ہوتا ہے۔ اس لیے وہ اس فروز اگر وہ کی ذہنی

سادھیں اور ہمدرد ہوا کی تو وہ کے پیش از ظریف اخلاق کا استعمال کرتا ہے گفتگو میں جلد پھوٹے بھوٹے ہوتے ہیں، اور انہیں صیغہ اور انتہا میں اور بھائی تیر جلوں اور زندگی کی اخلاق کی نظرت ہوتی ہے۔ اس کے بعد سچھر کی اصل بڑی نام طور سے ٹوپی، ٹنڈی اور مرکب بلکہ نہ ہوتے ہیں۔

تجھریں ہو چتے رہا ہے نہ ڈلتے، اخلاق کا انتہا کرتے ایسا فخر ہے لفظ کو نہم نہ لکے اس کا مقابل سمجھنے کے صالح فرام ہتے ہیں، جب کہ تقریر گفتگو میں اتفاق کی صافت اخلاق اور اخلاق کا انتہا اس سمات دلخیرہ کا استعمال جسمت فی الیہ ہے اور کچھ دلکشی ہوئے تھیں وہی مشقت کی ضرورت ہوتی ہے، جب کہ تقریر میں مشقت کی ضرورت ہے تو اس میں بے کافی کتب لکھدی تھیں اور تقریر کے درمیان کی چیزیں ہیں، جو اس میں کہیں تو نہ ممکن ہے اس کا ایسا انتہا کیا جائے کہ اس کی خاصیت اور اس کی ایجاد کیلئے جعلی کار خام غرض کھینچ کر لیا جائے اور اس سے اس میں ہم گفتگو کے متابے میں سچھ یا بھوٹ ہونے ہے گفتگو میں ہیں، ہونچ کو جائی کر دینے کا موقع نہیں ہے، اب جب کہ اخلاق سمجھنے ہوئے کنوب بیگناہ پھر تھہر کر اور سروچ بون کر لکھو سکتا ہے۔

ایسا کنوب بیگناہ کے دوسرا ناک اور طالب اور صحفے میں اخلاق کا مسئلہ ہیں سمجھنے میں ملکیں اور خوشیں دریا ہے اور تقریبیں سمجھنے ہوئے ہوتے گھیرتے ہیں۔ کیوں کہ بتوال اُن کے مان میں اُسی مشقت کی سند اور بھروسہ ہی ہی۔ اگرچہ اتنا میں ناک اپنے نہیں کر سکتے کہ اُن کے اور اخلاق میاث کے جائیں، میکن کچھ ہوتے بعد وہ کوشش کرے سمجھ کر اُن کے جلوں کا جھوٹ مجدد جسپ جاتے۔ ان حالات میں کیسی جب تھاں ملامت خالی چھپتے خلود میں ناک پر دیا پڑ سمجھنے کی لبرابیش کی قدر ناک نے اپنی بیوی کا ہباز کر کے والیاں کچھ دن بعد کے تھرے تھرے اپناؤ ناک بجا ب دیتے ہیں:

“اگر ایک بندہ قدمیں کو تحریر کر فرما پڑیں رہا ہو، بھاٹاپہی میں ایک سکم

اُس انتہا کا ایک لفڑا وہ یہ ہے: (اُدا شاہ کے) ناٹ میں سے جو چینہ ہیں وہ کلیں
اوہ جملیں کہیں: فرویِ ختنہ کی اجزی ہوئی ولی، خداوند نبیوں کی حاشی بیجانی،
بطالوںی سامنے کے قلم و تم کی داستان کو اس سے زیادہ ملکھر، وہ اگریز اور سویر انداز ہیں
اُپنے نہیں کیا ہم اُنکا، ناکب لے پاہے نہ طاہیں جو دنائیں ہیں اُپنے جذبیں اور بطالوںی
سامنے کے غفات جاؤ رہا سات ایک لفڑا جی ہیں کہا تکن حادثات کے کروان کے بے
ایسے الفاظ کا انتساب کیا ہے کہ ناکب کے لیے اُپنے درجاتی کرب کو مکمل طور پر محسوس کیا
چاہکا ہے: بھی رہ تھم شخصیات پر ہمیوں نے ناکب کے اٹوب کو انفرادیت
بنتا ہے۔

معقولیٰ عبارتیں

جب کوئی شرکنگر ہو بصیرت المظلوم، تکمیل اور تکاہوں، تکمیل اور اختصاروں
سے شرکر گئیں اور دلکش بننے کی کوشش کرتا ہے اسے مغلی، مسیح کر کے اس میں تحریت
کا پاہو ڈینگا ہماہیا ہے تو امام طہ سے حدیث کا چیخوم الفاقا کے اس انبہار میں گمراہ ہوا ہے
ہے اس پریے کو مغلی یا پر مغلوف عہدات لکھتے وقت اخذا لکھتے والے کے میں میں انتہ
ہمیں پڑتے ہوتا ہو تو لکھتے والا اخذا کے میں میں ہتھیے ہو بصیرت و دلکشی کا کمی
کمی لکھنے والے کے ذمہ اور اس کے قلم کو جیکا کر کیوں کا کہیں لے جاتے ہیں۔

اس مولتے میں الگب بہت محاذ ہیں، اُنھیں پہلی کو قلم، دلکش و مظلوم میں الگب
پہنچنا تحریت حاصل ہے، اس میں وہ اپنے دلکش کی ہیگ تھیں کبھی اخذا کے اخدا ہی
ہمیں دیتے۔ ناکب کے بے اور بخطوط کی تعداد بہت کم ہے جو ہمے کہتے
مغلی ہوں ہو امام طہ سے خطاب دوئیں فقرے ہی مغلی ہوتے ہیں اور مغلی فقرے ایک
ہی ہستی اور ہے مغلی کے ساتھ آنے پی کر اُن سے مغل کے ٹھنڈیں میں اضافہ اور اظہار

نیک، ناکاڑ جو ملاحظہ ہو، اس ملاحظے ناکب نے کسی خوبصورت مریعِ کشی کے سہارے
لئے محبت بیان کی ہے جسے مجھے لے چھوٹے ہے۔ ہمیں حروفِ علف کے سہارے دو
صلوپ کو طالیا ہے، وہاں بگی صفات میں: ہمیں گل پیدا ہونے تھیں وہی:

”ہمیں ایسے جگہِ محبت میں ہوں گل صلوا کی دیواریں اگر گئی ہیں۔ زنداد
ناجگہا بچتے تھک رہی ہیں۔ تھادت کی پھر گل کھنی ہیں، اے مل! اے ہمیں ہمیں
خدا کا مال گل صلوا سے تھے۔ میں مرے سے نہیں فریا، فدا، نامات سے
گیرا گیا ہوں۔ محبت بچتی ہے، اہملا گھنٹہ برسے تو محبت ہار گھنٹہ ہوتی ہے۔
تھک اگر چاہے کہ مرمت کرے تو کیوں کر کرے؟ مینہ کھل تو سب کھر جو۔
اہ سہر اٹھے مرست ہیں بیٹھی کس خلیہ رہوں۔ اگر تم سے ہو سکے تو بہارات
تھک اس بیٹھے کی کوئی دھولی، جس دیسا میر من رہتے تھے، ایسا بھاگی کے، جو کو
اد کو غلیت سے دو، دا، نامذج و الان زیریں جیا ہیں ایسے ہمیں ہمیں مسکن تھا،
یہ سبے رہتے کو ڈالو۔ بہارات گرد جاتے گی، مرمت ہو جاتے گی، چھوڑا جب
اوسمی اور ایسا اُنگ اپنے قدم میکن جس آرہیا گے۔ ۲۴ جو دل میختن

ناکب کے چھٹے دام طوف سے ہار لفڑوں سے لے کر مات بھوک کیکے ہوتے
ہیں۔ وہ گل طولی ہجاتے ہیں، میں دھمات کے طور پر نظرے ٹالی ہوتے ہیں، اس اقتدار
تک بس سچلے کی ابتداء۔ اگر تم سے ہو سکے۔ سے ہوں ہے، طولی ہے، اس جو دل اور دلختنے
کی دھمات کی گئی ہے، اس سے کم لفڑوں میں، وہ دھمات نکلنے بھی اور پھر اس طرح
لکھی گئی ہے کہ دھمات کے ذریعہ اس کی طرح کی ہمیں گل پیدا نہیں ہوں۔

ناکب کے سیشتر خلود نقری اور گھری کے ہمیں کی چیز ہیں۔ نامائی اتفاقاً ایسا نہیں
نطیحہ، اخلاق اخضیہ کر کے ناکب اپنے خلود کو نقری اور گھری سے اتنا قریب کر دتے ہیں
کہ جیسے ادا بھائی دھما پیدا ہو جاتا ہے اور اسی امور سے جو نہیں ملتا ہے کہ ناکب کو توبہ دے

لما کوہنگ بکھریت سے اخرو کو ناٹ کر بے ہیں۔ بے اخوت کی خداگی خاصی ہے جسیں
بُخْتے ہوئے ہوں ہمارے کہنا تک اجسی صفت کے لمحوں مطابق بالغہ دعوے نہیں
بکھر رہا، وہ استہم سے بخاطب ہے۔ ان لمحوں میں تکب، وہ مرو، میاں، کب و قل،
شیخوں، امدادیں، فارسیں کہنا وقاریں شریف کا انتہا، اسی پیغمبر کی طلاقی
لئے خلائق صاحبوں کا اعلیٰ تقصیر ہے بلکہ اس پیغمبر کے لئے جی کہ اتنی انتہا سے
باداہ دھا سخت کے ساتھ اور مذکور طریقے سے کتب دینے بکھر ہے جس اسی کوشش
لے اخوت ناک کے اونچائیں کو پہنچایے اور ان کی آنکھیں وہ اخرویت پر اکی ہے
کہ ائمہ جیززادیں اور انوں تین ان کی آنکھ اپنی شدت کا کام کی ہوتی ہے۔

اب نواب ماء اللہین تعالیٰ کے ہم ناک کے خطا کا ایک اقتدار ہے اخوت
کی تعداد سے بھاگیں دو دو یہ کمر مرقوم دیکھ کر دل بنا شہرے، ہر قسم کے

دو کی دلیں بہت ہوں گے۔ اے سیپی ہماں! وہ دل نہیں ہے جسیں بھی
تم پیدا ہوتے ہو! وہ دل نہیں ہے جسیں تم نے تم تسلیم کیا ہے! وہ
دل نہیں ہے، جسیں تم سماں گھوگھ کر لیں گے سبھے پڑھتے ائمہ نے
دل نہیں ہے، جسیں ملات ہوں گے ٹھرتے آتا جاؤ ہوں! وہ دل نہیں
ہے، جسیں کیا دن برکت سے شیخ ہوں۔ ایک کتب ہے، سلطان، المول
در فریا اکام کے شاگرد ہے۔ اسی سفر میں ہمزریں باشاد کے کوئی ۱۔ وہ
بیعتِ الوفت ہے، وہ ۲۔ اگر کوئی دوچھپیں پانے ہے۔ ائمہ میں سے ۳۔ وہ
بیرون کیں اور کشیاں اور جانیں کہیاں، اور میں خاصم ہے اور اس کو
میں لی خواں۔ بہت بُخْتے ہاپ کر دینا، سور وہی ہے، وہ زکر پسند، مادر، میر وہی
ہے کہ اپنے دل جن کرنا امداد نہ ملے گیا۔ میر نصیر الدین، پک کھان کے چوناہلہ
دنال کی طرف گئے، ایسا کوئی دل نہیں ملے گی۔ آئی سلطان، کل میں مدد لیں دل کی ریاستا جو خود کی

بُلٹی ہو چکے ہوا، بید پڑا، مددوں، مددوں، انہام کا مرگیا۔ تھارے جنمائی
سکارے تھیز و ٹھیز ہوتی۔ ایسا کبھی بھوڑا نظر سجن میزا۔ جس کا باہم جہاں
ستوار ہے آتا، اُس کے پاس ایک پیٹا نہیں، نکل کی آمد ہیں۔ مکان انہم
رہے کوئی گہا ہے اگر کچھے ہٹا رہے یا لہٹا ہو جائے۔ بندھے صاحب
سردی اٹاک ہٹا کر، تو شہزاد کرکے بیک بیک دل دل گوش سمجھتے ہو چلے گئے۔
نہایہ العوالہ کی افسوس دہپے کرائے کی اٹاک والگا شست ہو کر سہر فرقی ہو گئی۔
تھاہ، خراب را چھوڑ گیا؛ دلکش ڈالا ہتا ہے۔ دیکھئے کیا ہے؟ تو سر
کو تاہ افلک، دی چھوڑ اور سادہ گلزار اور بلب بلب اور فرش تگر، کمر دلشیں لکھ
رہے کی سایینیں مت لئیں۔ شہر کی اندھیں خاک میں گئیں۔ ہر مرد آدمی
ہملا کیا کہا بلہ بنا جاتے؟: قائم زوالہ مدار الدین خاں عقائد ۱۹ الموقن

اس سلطانیں اے سیریہ بہان کے سطایہ الفاظ اور سچے وہ ولی ہیں ہے کیا ہیں اور
خداستگو ہو تو قریب اور جاؤ راست ہو طلب کرنے کا انداز پہیا ہو گیا ہے مجھے پھرے
جلوں ہیں ایسے واقعات بہان کیے گئے ہیں، جن کے یہ سیکھو ہو ٹھیک کر کر ہیں میں گلہان
بیرونی سیر الدین، آنے سلطان کی وفات کی فہریت قصر غلطیوں ہیں دیکھئے۔ اس اختصار میں ہونے والے
کاترات، اس کی سماں جیہت اور حالت کی وہ فوٹوں میں بھی کچھ مشافی ہے۔ مثال کے
طریقے انتہا کا ہے جلد یعنی سیر الدین، اپ کی طرف سے ہیرنادہ، ایسا اور ہانی کی
طریقے سے ہیرنادہ مظلوم ہاگیا۔ اس انقریے میں مالک لے سیر الدین کا تراویث کرتے
ہوتے ہیتا ہے کہ وہ صاحبی طریقت ہی تھا اور رولت مند بھی۔ مظلوم ہاگی۔ ان ہیں
خفریوں میں مالک نے جیتا ہے کہ ہنگامہ و فہمہ ہیں سیر الدین بے قصور تھا۔ جسے بھی
نیکوں کی گول کا نشانہ ہے، مظلوم کے نظکے اسے جیسا اپنے جذبات اور اعلیٰ
او سیر الدین سے اپنا ہمدردی کا بالا سطح طبع کیسے ہٹر اندر لے گئی اعلیٰ کیا ہے۔

بجانہ لوئے اور بھری نہیں بھجا۔ بروز نظر مذکوٰ اخطبوط اگر یہ رہے سمجھوئے
دیتا ہے پہ نہ فوت ہے۔ تو اسی بھروسے کا ہبپ ہونا انشیں ہیں جس کا ہوتا ہے ابک
ہبپ جاؤ ایکم چاہتا ہوں:

ذلتک سلطنت کھنڈیں لیں گے جو اور بھروسے کے لئے تھے لیکن دلخواہ اور خدا کی شریعت سے
انداختہ تھے کہ کسی اپنے عن شالگردی کو سخت شرستی کی کام رکھتے تھے میں اچھے پہلے
تفصیلی جواب اپنے احقر کے دیوان کی تعریف کی فرمائیں کی تو ذلتک اپنے تھوسیں ادا کریں
سمجھتے ہیں:

”دیباہ و تغیر بنا کیکھنا ایسا انسان نہیں ہے کہ جیسا تم کو دیوان کا سمجھو لے۔
کیف دیوبہ خاپ کرے جو اور کوئی ہمچاہت ہے ہو۔۔۔۔۔ اب یہ دیوان بھی کوئی
ادمی سے دیوان کی خواہی نہ ہو گئے تم تو دیوبہ ہوں ہوں کیک دیوان کو لو گئے
ہیں کہاں بھکر دیباہ کھا کر ہوں گا:

کھونب ٹگاری ذلتک کو اتنی پسند نہیں کہ تو قولِ فتن کے عیشہ و رفت خل نکھنے اور نہ ہے
ہے صرف ہیما جس کی وجہ سے کو سلطنت کے دلپیے بہت سے ڈگوں سے داخلہ بارہت
اور ذلتک مشقتیں کر لیتیں۔ ان سلطنت میں ذلتک کی گلیقی تو قول کو بہت دیکھا میداں
لی گیا تھا۔ ایسا میداں میں میں ذلتک اپنی شعری صاحبوں کا اعلیٰ کے خریث بدل دیجیا
کرنے والے موکے مالک بگستگر کر سکتے تھے۔ میاںی اور ساری علات پر بھرو کر کے
خیلے اور مریعی کشی دکر دلائلگاری کے فن کا مظاہرہ کر سکتے تھے۔

اگرچہ فرشت دیکھ کر ایسی ہیں اور دشمنوں اور طیکیں ہوں خود میں بھی لیکن نظر
سادگی کا حسن ذلتک ہی کے ہمیں بھرا۔ ذلتک چھوئے چھوئے جلدیں جلدیں سے ہڑی
ہات کیفیتی قاریں۔ ان جملوں کی ساخت سے اثر اگر ہی میں اضافہ ہو جائے۔ ذلتک یہ
بات کیا چاہتے ہیں اور مخالف کے دلشیخ ہو جائیں ہے میں نہ لے اور میں خال مغلیں کیا؟

بیرون کا پیدا ہوا ہے۔ ناک بے سرف و تی اس طور مکمل طریقی میں تکمیل
جنہیں ان کے ہوئے کہنے کے لیے کوئی خاص استہجنس ہے اور بخط لکھنا ضروری ہے۔ ان
خطا نہیں کی ناک بے خوبی، کہتے ہیں کہ اپنے الفاظ اور فقرہوں کی تعداد کم سے کم ۲۰
حدایت کو مغلی کرنے کی وجہ سے بہرہ لکھنے پڑتے ہیں۔

پورے سریں میڈا میڈیو سیریز کے ہم ناک بے کیت مغلی معاکہ ہے۔ اس کا پہلا جگہ اس
ظاہر ہے:

”بہت دل کے بعد ہوں اُب کا خط آیا۔ صریحے پر و مخطا اور کے اور نام
اُب کا ہا یا۔ و مخطا و کچھ کر مفہوم ہوا، خط کے نہیں سے مسلم ہوا اور قرآن سے
وہیں ہے مل جنہیں تھے داریہ رنجی، جی، اللہ العزیز، حسن کی، شدت کو خط کے
لئے حصہ ہے۔ خدا وہ دن، کہتے کہ خدا نہ اپنے مغلی اکی سر زمہ
و کو کوہل کو فرجت ہو و مخطا کر دیں سوت ہے۔ جب تک ایسا خطا نہ کیا
دلخواہ اور آنام دے پائے جگہ، قاسمہ ناک کی راہ رکھیں، جوں گا، جذبہ ایندھی
سے سرگرم دوار ہوں گا۔“

اس حدایت کو پڑھتے ہے صدیقیں ہیں کہ حدایت کو مغلی کرنے کی وجہ سے کیونا اپنے
نام آگئے ہیں۔ بہت سمجھنے کے خواص نہیں افاظ اور فقرہوں کو نام کہا جاسکتا ہے۔
فائلوں نے حدایت میں مداری اور اس نام کی موصفات پیدا کر لی ہے۔

ناک بے مغلی حدایت لکھنے پرے ہی پہاڑیاں لکھنے ہی کو حل منصہ ثابت ہے جو طبیعی
اس لیے ان کی آخر مغلی حدایت ایک جی کو لختے ٹھنڈی ہیں اور کہہ نہیں سکتی، اس طرح حدایت
سی خالی ہے جو کی اور مفہوم الفاظ کی نہیں ہیں جوں۔ ایک سمعکارا ہے حصہ ملاحظہ ہو:

”بہرہ مرضیہ کو سیری چندگی اور صاحبزادوں کو دعا۔ خداوند سے مجھے مدد ہے
لیکن اور سیل الصد بھی یاد رکھاتے ہیں۔ ان دونوں میں کوہل بھی سوت اور

طاقت بھی فتح اسیں تک دین مردم سے بھرپور تنا کیا گیا تھا کہیں جوں
 ہاتھ پہنچ کر بیلات ہیں اور ہمہ جانش اور دل کھوں کر اور پہت بھر کر فتح کو اُوس
 اب وہ دل کھالی سے اُول طاقت کیلی سے پا لے۔ دل آسیں گی طرف وہ
 بھرت نہ کرے ہمیں اتنے آموں کی گئیں۔ نہیں مدد میں اس کی احتیا
 کھلائے کے بعد میں آمیں کھانا تھا۔ ملت کو کچھ کھانا ہی نہیں، جو کھوں
 ہیں اٹھا لیتا۔ اسی آخر روز بعد ہم سعدے، آم کیا تھے بیٹھ جاؤ اسی۔
 بنگفتہ ہوشیں کیا ہیں اتنے آم کیا تھا۔ پہت اچھا جائیں اور اس پہت
 تھا۔ سماں تھا۔ اب یہی اسی وقت کیا ہوں گے وہ۔ اگر یہندی آم
 نہ ہوئے تو یہی بیلت ہے۔

یام چوہری عہد الفتوح

اس عہدت میں بہت کم فتوؤں کو مغلی کیا گیا ہے اور ایک مغلی ایسا نہیں ہے جو قبیلہ
 یہی کی وجہ کے سماں ہو۔ جن فتوؤں کو مغلی کیا گیا ہے، ان سے عہدت نہیں دکھلی اور
 عادتی پہلوں کو دلائی ہے۔

ناکِ بیت پر نہ دینا چاہیتے ہیں، اُنے کسی بھی بخشی کر کے سکونت اپر کی توجہ
 اس ایت کی طرف مبذول کرتے ہیں۔ ناکِ بیت و خیروں کی طاقت کے پیغمبہت پر بیان
 تھے خاص طور سے ان پیغمبہر جملوں کی تھیں میں الخوار نے بیان خواں اپنے کو ایک
 کو کھانا بیویوں کو لکھا۔ اور حکام میں کو مطلب برادری کے پیغمباہیتے تھے۔
 پس پہ ان جملوں کے پارے میں منا ہرگز بیک تھے اور منہجا امام میں تھر کو کھو رہے تھے۔
 ناکِ بیت کو خدا آیا کریم حکیم اسی محنت کو ہاگہ رکھ رہی ہوگی۔ لیکن ان جملوں کے پارے
 میں ہدہ پھر گی بہت کیا چاہتے تھے۔ وہاں ان نظریات سے بخوبی واقع تھے۔ چنانچہ
 نہایت یہ خوبصورت اور دل نیکیں ایمان میں صراح اور تائید یہ اسلامی کا سفر اے کر بات

اس طرزی کی کشف کو نکارنی بھی نہ سمجھے اور وہ اپنی بات بھی کہ رہی ہے :
 بات سے ایک بات اور نہال مید آتی ہے مگر چون کہ تکم و کافروں میں
 کہتے ہوئے کھانا بولتے ہوئے درتے ورخ کیں ہیں بات یہ ہے کہ دہلی
 ملائی لمحے کی ولایت کے واسطے تباہ بول گی اور وہ پار جلدی خوبیاں کے
 حکام کے واسطے دکھانے والوں گی :

بہم مندا ہر گہرالِ نعمت ۳۔ حیر سو فہر

”وَجَاءَهُنَّا كُسْيَى كَيْ شَاؤيْ شَغِيْ، نَوَابْ طَاهِ الدِّينْ خَالِقَانَ لَے لَاتَكْ كُوكَشْ اَكْ
 لَوَبَالَّا تَبَّيْنَ سَكَلَادَويْ کَے موچیع پا اَبْ کَا انْظَهَهْ تَرَى، لَاتَكْ کَی صَستْ جَوَابْ دَسَّ بَحْرِيْ شَغِيْ
 اَسْ لَيْبَهْ خَرْکِیْ رَتَتْ بَيْسَ اَخْتَاصَتَهْ تَرَى، اَعْدِلِیْسَ بَگِیْ کَوْنَانَانَانَ مَعَاِلاتْ بَهْلَنَگَے،
 بَدَانَشْ بَهْ گَنَگَے اَهْ جَهَدَهْ کَرَأَیْسَ، بَکْرَشَانَادَیْسَ اَتَیْنَانَادَیْشَیْ کَا اَلْلَهَهْ کَیَا کَ اُسِیْ مِنْ حَقِيقَتْ
 سَالَ بَگَیْسَے اَخْلَاعَ بَگَیْ، بَحَصَتْ بَگَیْ اَدَعَيَاتْ تَهْلَانَ بَگَیْ، لَماَنَظَرْ جَوَ:

”وَوَجَاءَهُنَّا ہِبَرَا اَنْظَهَارَ اَدَعَيَتْ اَنَّهَ کَا تَقْرِيبَهْ تَلَاقِهِمْ بَهْ دَارِ، بَگِیْ شَبَرْ
 بَے نَجِیْسِ نَخْنَوْنَ کَا جِسْ سَتْ تَبَّيْنَ سَے بِچَا، نَوَابْ طَاهِ الدِّينْ خَالِقَانَ بَیْزَرْ خَالِقَانَ
 کَوْلَانَ سَے بَخْرُوْرْ بَخْرُونَ کَا، جَانِیْرَوَدَهْ بَیْسَ دَخَالَ اَکَبْ جَانِیْرَوَدَهْ بَخْرُونَ کَوْلَانَ، گَنَیْ
 بَیْسَ دَخَالَ اَبَنَا سَلَادَوَسَلَانَ لَے کَرَجَا ہَلَانَ، وَجَاءَهُنَّا کَبَرَشَادَوَیْ کَیَا دَوَنَ بَوَوَ
 بَھِرَوَنَ اَعْصَلَیْسَ کَرَدَنَیْا کَرَدَنَهْ لَدَ بَوَوَ، اَوَلَادَهْ بَهْلَانَ (نَوَابْ بَيْنَ الدِّينْ خَالِقَانَ)
 کَے دَیْکَھَنَهْ کُونَهْ جَوَادَیْ اَوْ پَرَهَ اَسَّوَمَیْلَ کَرَجَانَسَے کَیْ گَرِیْ بَانَادَهْ بَوَوَ،

بَنَام طَاهِ الدِّينْ خَالِقَانَ

مغلی عِمَارت کا ایک اور خط طاہر لاحظہ ہو، پھرے خطاطینی کا کام کی بات کی گئی ہے
 عِمَارت بَقَلَیْ ہے تکمِلَتْ قَوْقَلَیْ کیا کوئی مُفَضَّلَ تکمِلَتْ نَالَدَنَیْسَ ہے، تَانِیْسَ لَے عِمَارت بَیْسَ
 بَھِرَسَوَلَ اَشْرَپَدَیَا کَرَدَیَا ہے ।

پڑھنے والے کا ذہن متعلق ہو جاتا ہے جو ناک بیان کرنا چاہتے ہیں۔ ناک فرمادیں تو سن کر سمجھتے ہیں :

”ذمہ بیری میرے سکتے ہو، نہیں تم کو مدد دے سکتے ہوں۔ اللہ عزوجلہ علیہ
صلواتہ خیر وکمالہ ہوں اس مصلحت کی کب ہے۔“ جو احمد لٹکتے اور جڑا پا رہے۔

۲۲ آنحضرت

نہیں کہے یہاں کہ استمارہ کیا تھا ہے اس سے اُن کی بات میں جنت مگر پیدا کوئی
امراج نہیں ہے۔ آخری تحریک ناک بہاری اولاد سے نگاہ گئے تو چھ طبقیں میں میں اخون
نے بوت کی نرس کا اعلیٰ کیا ہے۔ اس عجلت میں میں اس دلی ترسا کا اعلیٰ دعا تو لگتے
اوہ جزا اور ہے۔ کہ کہ کے خواجہ سید احمد رضا کیا ہے۔

ناک بس مکان میں رہتے ہیں، اس کی حالت بہت خوشی، ایک بار ایک ارش
ہوئی کھنے کا آدم نہیں لینے سکی۔ اس بارش کی وجہ سے ناک کو جو پریشا نیاں اٹھانی پڑیں
وہ اُن کی نبانی ملاحظہ ہوں:

”ہلاکی سے بند تھیں ہر چیز میکڑیں مکان گئے اور میہنگی کی نئی صحت
وہ تائیں اور چہار بڑے اور چھوٹے اس نہیں کے کہیں نالے پہنچ لیں۔“
خانے کا جو مکان ہے میختے اشخے، سولے جا گئے، جیسے صرفے کا محل
چانگوکھہ گراہیں لیکن جہتِ جیلن ہو گئی کہیں مگن، کہیں ٹلی، کہیں آگاں والی
کرکیا۔ خلیان اکاٹیں اٹھا کر لوز مالے کی کوڑھڑی میں کھدیے۔ ناک
مرست کی حرف ستموں نہیں کیتی تو مجھ میں کتنے رہتے کا انفاق ہوا :
”نام منہا ہر گوپاں لند“ آنحضرت

عجلت کے نسل تسبیح نے گھوڑی کا جو مال ہوتا ہے، اس کی سچی کیفیت کا اداہہ ہو
ظلم میں سچی کی خروجی درہ جو غایث نہاد سے گئی، پا مکلے ہائی پریزا ناک کے اس خطے

نہا کلخی نہیں۔ میں، بے دارے اس شخص کی ذہنی اور بہانی اذیت کا اندازہ کیکھا تو فوج
نہیں ہے۔

منہا ہرگوپال تھے کی سنبھال بھپ کر آئی۔ ناکب کو اس کی طباعت بہت
بڑی بھی۔ دیکھے کیسے ملا ہے اور یہ کہ اندازہ میں اپنی رائے کا اعلیٰ کرتے ہیں۔
”ایمی مزا تھے! تم نے دیکھیں کی کجھوا اور اپنے لفڑ کو دیکھیں اسکا حکم
بھی زیادا۔ میں کیا بھتی کاپی ہے۔ اپنے اٹھا اور اس کاپی کی مثل جینم
پچھلی کر قدم یہاں پہنچا۔ اور گھاٹ تھر کو بھرتے چلتے دیکھتے صوت میام
روشنی کی اور کپڑے سیلے، پا تھیں پیر پیر ہو گئی توں۔ وہ بمالہ نہیں بکر
بے شکست سنبھال آیے سڑوق خوب رہے، بد لہاس ہے۔“

نام منہا ہرگوپال تھر ۱۹ اپریل ۱۹۷۳

سنبھال کے پہنچیدہ اشہر کو بھیگاتے تھے اس کی ساقط المیدان طباعت کو۔ ہر بس
سڑوق خوب رہے سے تجھیں کیا ناکب ہی کا حصہ ہے۔

ناکب کلب میں ناکب کو دوسرو پہنچے۔ ناکب نے اس فلم سے قرض
کا بوجھ اور واہدہ واٹے کو ہون لکھ بند کیا۔

”ان دونوں بیان تنقیقات کے قریل دوسری گرم تھاں، بکھر آمادہ ہو گئی تھیں
خیے۔ لاؤ ہو دیکھی کی ہندوی صراحت آپسی حیات پر گئی۔ دامن مرگ سے
نہیں پوٹگئی۔“

نام ناکب کلب میں ناکب ۶۲ نمبر ۷۷

آخر کے دو تخلی جلوہ میں ہندوی کے یہے ”صرافی آپسی حیات“ کا استعارہ اور ”چشم مگر“
کے پہیا ہے۔ لا ایسا یہ کہ اس کیا کسی پچھے شعر سے کہا جائے۔

ناکب طباعت بہت پہلے ہی کھو چکے تھے، رفتہ رفتہ بحالت میں اگلی فرقی تھے تک

میں نہیں ہے ہلا و سافر کے بغیر

نائبِ نبادی طور پر شاعر تھا اور شاعری بہ نبان کے شمال پاٹھیں بھر سول
قصت حاصل تھی۔ اس لئے سلطان کے دل گھبڑے من مکھم ہے۔ نائب کی کھڑکیں
اور جدید ایجنسیوں کے ہم صوراں کے مقابلے میں نڑا، گھبڑی اور بیپہہ بہ نال کے
عہد کی رونگٹھی نیان ان کا سامنہ بھیج دے گاتی۔ اسی لئے ان کے دلکش پر نلامی کے
گھبڑے ثابت ہیں۔ ابھی بات کو ٹوٹوڑ طریقے سے کہنے کے لئے شاعری میں نائبِ نشیں
ٹال توں تیجیں اور انتشاروں کے شمال میں بھر سول امہرات سے کام لئے ہیں۔ لونگی
اسی شاعریت ادا نے ان کے آرڈر مخطوط کی خڑکوں پر بطب پتاڑا ہے۔ اور وہی خط کھٹے
ہوتے اگرچہ نائب کام چل جمال اور روزِ صور کی زبانِ شمال کرتے ہیں۔ لیکن ابھی بات کہنے
کے لئے ہالیکا نشیں ہیں اور انتشاروں کو اگر کام لیا گئے ہیں۔ جن کے شمال سے فی کو
اظہار نیوارہ ٹوٹ رہی تھی اور ٹلکتے ہو رہا ہے۔ پیشیں اور انتشارے رہا گی اسی
ہوتے ہیں اور بھر دیتی گئی۔ بھر دیا تک نشیں ہیں اور انتشاروں میں سے اکثر خود نائب
کی وجہت پرند طبیعت کی اپنی کامیابی ہوتے ہیں۔

نالب ایک خط میں نقصہ کو لکھ جاتے ہیں کہ فن کی صفت آنا بہب دے پہنچی
ہے کہ اس ان شعر کا کام اب اُن کے بیان کا ہے ہے۔ اس خط میں نالب نے لایک تکہب
سکے لیے استعمال کی ہے۔ وصال (WALK NUMBER ۲۰۵۷۸) ہے۔ تسلیم لیز
اس فریڈی کو کہتے ہیں جو آنارا جار پڑ جاتے کہ اے ہبیتال میں والل کرنا پڑے یا اُتے
اُس کے گھر بیج دی جاتے۔ تو وہ اُسے پہنچی ملتی ہے۔ ب نالب کے خط میں اس تکہب
کا انظر استوارہ استعمال ٹاخنڈ ہو:

”میکرو ریم پر کوئی بہمنا دیتے ہیں۔ سال کی صشتہ اُن کو لکھو بیجا کر
اصلاح نظر خواں کا کام ہے اور ہی اپنے میں خواں بخستہ۔ منزع ہوں
کہ اس نہادت سے سعادت رہوں۔ جو کچھ گھے اُپ کی سکھاتے ہوں ہے
لیکن نہادت والوں میں خدا کیے تو اُنہیں سکے لیز ہی ورنہ نجات خواہیں
ہام منا ہر گھول نقصہ ۲۰۵۷۸“

اس خط میں سکے لیز کے استوارے کے استعمال سے نالب نے اپنی سابقہ نہادت
نالب رسم ہوئے اپنے نہادت اور صفت کی خرابی خوش سب کی کچھ بیان کر دیا ہے۔
اپنے ہمراہ سالی اور خرابی صفت کو دیکھتے ہوئے نالب کو یعنی حقاً کہ بورت اُن سے جدت
قریب اُگتی ہے۔ نقصہ کے ہم اسی خط کے آخری نالب نے ”جامع“ اور ”آناب“ کے
استعمال کے ذریعے اپنی صفات کا کپڑہ خلپا کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”مع تو چاراں دم سچ و آناب سر کر کوں۔ رانی یلو و دینا ائیں یا ہونا
ہام منا ہر گھول نقصہ ۲۰۵۷۸“

نالب کی اس ان شعر میں استماریں کا بلا جھستہ استعمال ہوا ہے۔ نالب استوارے کی درد
کے پیدا فاتح اور اس سے مخلص اپنی ذہنی اور جذباتی گنجیت گئی جیان کر دیتے ہیں۔ ان
استواریں سے اُن کی شر میں انتصار کی پیدا ہو جاتے ہے اور اس تفصیل کی ہمان بھی

بے پیدا کا امر حصلِ نغاٹی ہے۔ اپنے تصدیقے مکمل کر دیجئے جائے، ہو ساکھ
لا اصرح توجہ ہوا ہوں، بڑھا ہو گیا ہوں، جزو ہو گیا ہوں، صرف کہ انگریزی میں
 بلا پیدا رکھنا تھا، میں نادول تھے گناہا تھا، پیرا الحدث میں تھا۔ اب
 بنام ہو گیا ہوں اور یہ کبہ بہت زیارتیاں گیا ہے، کیونکہ مسیحیوں میں
 کرنیں ملنا تھا اگر میں استوار ہوں یا عادی بن کر مارہ وہ کم پہاڑوں؛ کچھ
 آپ فائدہ اٹھاؤں، کچھ اپنے کسی حین کو داں داخل کروں، لیکھوں کی صورت
 بیجا ہوتی ہے۔

ماہیلہ دوستی کے بارہ حالیہ قلم و نظرے کا مشتمل

بنام منہا ہرگواں تھر۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۵۷ء

تاکہ مام طے سے مادہ نظر کھٹکتے رہنے والوں کو متلبی کر دیتے ہیں، فقرہ تھوڑی
کوٹش سے بھی بلکہ بے ساخت اور بجبنت غلام سے تکل جاتے ہیں اسی لیے ان قفردان
کے عملہت زیادہ باعثی اور زیادہ موثر ہو جاتی ہے۔ ایسے جند نظرے ملاحظہ ہیں۔
”یہاں حالہ دستributed دیکھیے ہے اور کیا حلظہ ہے۔“

بنام منہا ہرگواں تھر۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۷ء

”بلا پیدا“ تصدیق کے بارہ دلایا۔ دفعہ کہہتہ صحت کو چکانا۔

بنام منہا ہرگواں تھر۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۵۷ء

”نم تو بڑی محبت آیا یاں کرنے گئے نہ رہیں خود نہ ایسا کرنے گئے۔“

بنام سیرہ سیدنا مسیح ۲۳ دسمبر ۱۹۵۷ء

۔ یعنی اگر کتابی کا تھام ہو جائے تو آپ کو گرام ہو جائے ہے
بنا میں ہرگز پال نہ کر ۳ نومبر ۱۹۵۵ء

۔ شاید تم ایش ہے تا ان اس کی سی خواش ہے۔
بنا میں ہرگز پال نہ کر ۴ نومبر ۱۹۵۵ء

۔ جناب ہر اصحاب کو جیسا مسلم کہیے اور ہم پوام کہیے۔
بنا میں ہرگز پال نہ کر ۵ نومبر ۱۹۵۵ء

۔ او سیاہ سبی نادہ اگر دو دل کے ماٹھی دل دادہ۔
بنا میں ہر چندی تحریر ۲۳ ستمبر ۱۹۵۵ء

چند امور متعلق لفقر کے ملاحظہ ہوں ।

۔ نلم گلاب ہے دعوت اندان ہے۔

۔ یونیورسٹی اسٹاک ہے دی میرا بانگ ہے۔

۔ کامل فرمست ہو ہی اُنک، اگر یہ ادب نہ کجا لازم۔

مسلسل: یادوں نے اتنا سمجھت و نہار کردا کہ اتنے بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں، رام یہ
ہنا پاہتے ہیں، مگر جائیں کیسے، بلا غافلے سے بچے اڑتا، کسی طبقے کی جسم شیر و نے سے
کھر لیتیں۔ اس نتایجت کا حال اپنے خصوصی مبتدا تی انداز میں یہاں بیان کرنے ہے:

بلا لامسلہ ہے ہیں جوں، اگر ہیں سکنا۔ لا کہ اُد بھل لے گوئیں لے کر
اندا اور اُنکی میں بخدا دا۔ کہاں پڑے۔ وہ میں خدا اور مام پر بیٹھ گیا۔ کہاں
نے چاکریہ نالیہ پس سیڑی پا بکی رکھ دی۔ پاکن تکس اور میں طاڑی صیر، دو سی
بے پروں۔ نہیں سکون، نہ پھر سکون:

بام فاب کلب میں خال ۲۲ اپریل ۱۹۶۸ء

نکب ہی صیت کا بیان بھی بھی کسی مناسے لے کر کرتے ہے۔ یہ بندوق کے
ہاتھ سے ہستے ہوئے ہوئے کہاں بھرا در جمیر ہو گا۔ ان بھروسے اخوب انسانیت و
نہار کردا کہ مرتے دم بکھر کن کے جسم میں طاقت نہ آئی۔ میاں دادخواں سیکھ کو اس
چہاری کی گیزیت بیان کرنے پوچتے ہیں ہیں:

- اشتعل کی اصلاح کے لئے اتو انھیلہ کہا کروں۔ یہ بوس سے
خواہیں قرار فون بیس سنتہ ہوں۔ بیان بھروسے کی گئت سے صوچ ہانماں
لہو گئے۔

بام سماں دادخواں جماعت ۱۴ اگست ۱۹۶۸ء

- جو افسر ملک اخون اور بھروسے کی گئت کے دکر کے بعد اپنک، صوری احوال یعنی تحریک
نکب کی مدد میں ایسی اور نفع دلی کا ثبوت ہے۔

نکب ہی دو نظریں اسماں سے کامیں نہ دستیاب کرتے ہیں، اُس سے کچھ زیادہ
تبیہ کو منقول اُن کے اس مذاہے۔ اُن کے سخنوار سے تبیہات کی کچھ مناسک ملاحظہ ہوں:
ایک دست سے بیڑا باؤں کھل باتی، بھرے بھولے دے اڑیں جوڑا کھلیا

کے بیٹھنے ناگہ، جیسے ایک قوم میں سے کوئی شخص اپنے کام کرنے
ان والوں میں سے جو مگر اور کم کیا اور پہنچا ہو گیا۔

بِنَامِ شَفَّيْ بْنِي جَبَرٍ حَطَّمَ گَتْ مَا أَكْتَبَ وَمَنْدَدَ
— پے حد دا اک سکھان اے مجھ کو حاجر کیا اور مولگا دی۔ وو سن بنا خلتے کار
جس کا دو گزرا ڈھن بادو دس گزرا طھا۔ اس بھی پڑا جد گھنگی۔ بات کو دیہیں سوند
گھنی کی شست پڑا کا قرب لگاں یہ گند آ تھا کہ پکھر بھے اور بیچ کو مجھ کو بھانسی
ٹے گی:

بِنَامِ مُنَّا هَرْبُوكَلَ تَلَقَ ۲۷ جَوَافِي مُنَّا

”اب اگر چہ تندست ہوں، لیکن اتوں اور شست ہوں، جو اس کھوبیلی مانیں
کو روپڑھا اگر اتنا ہوں تو اتنی دیریں اتنا ہوں کہ جتنی دریں قمر آدم
دیج رائجے:

بِنَامِ شَفَّيْ بْنِي جَبَرٍ حَطَّمَ گَتْ مَا أَكْتَبَ

”آخوند واقعہ، اکس مجنون نے ہے بیبہ ذوق شعر، اشتر کی اصلاح حضرت کی
اگریں شعر سے جیسا رہ ہوں تو میرا اندا بھوے جیسا رہ جیسا تو طلب تھیہ وہ پہ بھوئی
وہ مولیٰ کھا تھا۔ بھیسا بھیجا گرد و بھئے خواہند کے ساتھ میرا سبھرا انتہی رکھی
ہے۔ میرا اصل سے ساتھ ۹۹ صالوں ہے:

بِنَامِ مُنَّا هَرْبُوكَلَ تَلَقَ

”آپ کی بحث میں وہ بھائیں اس تھے سائیں ہے، جیسا ایسا اسلام میں
مگر ایسا کوئی:

بِنَامِ مُنَّا لَامِ الْأَنْجَالِ ۴ جَوَافِي مُنَّا

لئکہ اسی کے بال بنا لگا۔ وہاں بھاگی کیمی تو جوہر بالِ نیکن کی بھی بیسے
بخت نال کے مہد کے نماں بھل میں پارسی تھاری بھی؟
باقم نواب خواہ الدین خاں خاں ۲۴ جزوی مکالم

“اس قصیدے کا صدور شعر کے فن سے اباہیگاہ ہے، بھیہ ہم اپنے
اپنے مسائلِ دنیا سے۔

باقم نواب خواہ الدین خاں

لیکن واقعہِ حسماں حال اس ریگستان میں اجنبیہ ایسا ہے جیسا اسلامی عقیل کا
حال کرنے میں تھا۔

باقم خواہ الدین خاں خاں ۲۴ جزوی مکالم

“اس امرِ تقریر نے وہ کیا جو یہودہ اور یهودتِ نجکے سے کرے۔
باقم نیز یہودی مجروم

“تمہارے دھنگی عطا نے یہودے ساتھ دو کیا۔ تو جوہرے یہودی نے یقین کے
ساتھ کیا تھا:

باقم نیز سفر و مسیح

“بیٹا! اتر سن کیا اب ہیں یہ ما صرف سخن فرم دیگا ہوں۔ بلکہ بڑھتے ہیجان
کی طرح جمع بنا لے کی گوں ہوں:

بِنَامِ مَرْزاً هَرَبْجَيَالِ تَحْتَ ۲۳ دِيْنَجَانِ

۔ ما شقاز اشعار سے بھو کو رہ تھے، جو ایمان سے کفر کو۔
بنام علاء الدین خاں تھاں ۲۳ دینجان

لطفِ طنزاتِ میں احوال ہونے والی کچھ تشبیہات اور نکل کی گئی ہیں۔ یہ تشبیہات
اکبری ہیں، خوبی اور تو پتی ہیں۔ نکتب دام طرب سے کسی دفعے سے خلق لپٹے ہوئے
نکل اور ذہنی کیمیت کے الہد کے لئے تشبیہ کا احوال کرتے ہیں۔ ایسی تشبیہات کی
تمثیل اقسام ہے جو ناکتے اپے گروہ جنگی کی صورت اور سماں زندگی سے اخذ کی ہیں۔
خوبی نے تشبیہات کا احوال بعض آرائیز نظر کے لئے بنتی گیا۔ بکر و نجیبات کی مدد
سے الہاریت ایسا وہ صنوبت اور اثر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

ناتاب کی ایسا تربیت شعری اس طب میں ہوتی تھی۔ اس لیے جب وہ نشر کرنے پڑتے تو
اس میں ایسی شاعرانہ صاعقوں کو جھرپڑیکن سورج انداز سے کام میں لاتے جی۔ شعریں
بات کم کے کم انداز میں انداز و اختصار کے ساتھ کچھ جاتی ہے۔ شعر کی خوبی صافت ہی
وہ طبع سے خود سے خود سے بدلنے ہے۔ خلا کسی کسی ایک ہی اصل کو اس طرح انکل
کیا جاتا ہے کہ اس سے کیس ساتھ دو مختلف الفروض کی بھیل ہوتی ہے۔ ناتاب اور انشیں
بھی انداز کا احوال اس طبقہ کر کے اپنی شرکو پر باطعت اور دلکش بنا دیتے ہیں چند نتائج
نامعقول ہیں:

۔ اب وہ تصویر کھینچا کر تیں اور تم انتظار۔

بنام سیرجہنگ تھیوئ ۱۵ دینجان

۔ تو انگر طرب سے بالکل سردی سے کوئی بایہ:

”ماچر اسکی بھی پہنچ دیتی ہو رہا لگی بھی۔“

بسم حمّامِ قمر ارتقا اپریل ۱۹۷۵ء
ایک خقرے میں اعلیٰ کی تکریتے کیمِ الحفظ پیدا کیا ہے
”دیکھئے، جوڑا خدا نے پایا خواہ جانیں۔“

بسم حمّامِ قمر اپریل ۱۹۷۵ء
ایک خقرے میں ایک خدا کی دو مختلف صورتیں ملاحظہ ہوں:
”روزمری کتاب دیکھئے، جوڑ کو کیا دیکھائے۔“

بسم حمّامِ قمر اپریل ۱۹۷۵ء
بھی کبی ماتب دلخروں میں دو مختلف ائمہ کہتے ہیں اور حرفِ عطف ”وَ“ کے ذمے
دو لوگ خخروں کو دیکھ رہے ہوادیتے ہیں جو سیاریں میں ٹھنڈی اور اس کے سامنے
خفرہ مڑا جگی جیسا ہو جاتا ہے۔ اس طرف کے خخروں کو اگر ان سے نجوماً ہانتے اُنہیں
لطفتہ پیدا ہو۔ خواہم خلام فوٹہتہ خبریں خارج خطل کی داد دیتے جاتے خال۔
محنتے ہیں:

”جو شنگ کرنے والوں ایساں کے نیال میں خذگنا خدا، وہ فرم بھے کہ
لائے۔ خدا تم کو سلامت کے ادھیرے اور کنی طاقتیں نافع کیے جائیں
جس سے نعمات اور فارسی والوں کے توفیق انصاف عطا کرے۔“

بسم حمّامِ قمر اپریل ۱۹۷۵ء
+ جہنمی لائل

ماتب کی اس خبری کا پس منظر ہے کہ کسی لے قاتب کو اطلاع دی گئی کہتے خبر ماتب
کی ”ذلیلِ زمان“ کی تردید میں ایک سلسلہ تحریر ہے میں اور ماتب کو یہ اسٹ اگود گئی تھی۔
منہا ہر گوپت تختہ کو اپنا کلام چھپا لے کی بہت تکر رہی تھی۔ ماتب کو یہ بات مشاہد
اے یہ پسند نہیں تھی کہ اگر شاعر ایسا سدا کلام چھپا اور ہے تو طب دیاں گی جو چھپ جائیں۔

ہے جس سے بڑا ہر کے اولیٰ و قد کو نقصان پہنچتا ہے۔ ناکتب نے کتنی خطاوں میں تائستے کو
کھوایے کہ کلام پھر لئے کی جعلی خدا کو بخوبی تائستے کی سمجھ دیں وہ اسے نہیں آئی تھی جب تائستے
نے سنبھالا۔ اس کی طباعت کی اطلاع وہ تو نہ آپ جواب میں لکھتے ہیں اور
“سنبلتاں کا چھپا لہذا تم کو مبکر کرے اور سماں کی تعدادی آبرو کا
لگبھی ان سے۔”

بنام عنہا ہرگز بالتفت ۴ جزوی

ناکتب کے خطاوں میں محاووف اور کہا ووں کا استعمال بہت کم ہوا ہے کیونکہ اس
حالت میں ناکتب نے فرمائی تھی احمد کی طبع زیر ذاتی خطاوں شناسی میں کی ہے۔ انہوں
نے اپنی اندو شریعت میادر سے اسکا وقت کا استعمال ہمیشہ ساختہ اور جربتہ طور پر کیا ہے
جس سے ان کے خذیری اصطوب میں درست تکھنیکی ساخت اور بے کلفی پیدا ہوئی ہے۔
لکھاں کی صفتیت تھی جیسی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

کوئی صاحب نہیں جس سے مزرا ہرگز بالتفت اور ناکتب دلوں کو نہیں کسی اولیٰ
حطاوں میں احتیاط نہیں۔ ناکتب نے اس سلسلے میں اس صاحب کو خطا لکھا اور ہر گز کے
ہم اپنے ایک بخطاب اس خطا کا ذکر کرنے ہوئے ہم وہ کا ایک صاحب کیا بلکہ نہیں
یہی استعمال کیا ہے۔ لا خطا ہو۔

“ہرگز بالتفت اور جو میں نے خدا کا کاشم کر کر رائس کو کھیجا، اس کی مدد برپا
کریں گے اس خطاب کا جواب لکھا ہو۔”

اس کی مدد برپے کیوں کر ناکتب نے اپنی تائیں احسان صاحب کی شکست دلوں کا اعلان
نہیں کوئی صوتی کے ساتھ کر رہا ہے۔

کچھ امور کا اعلان کا استعمال لا خطا ہو۔

“دیکھ دار پین قدرم کا ممال؟ میں تو اس سے اخود جوستے میٹھا ہوں ایسکن

جب کب حساب نہ ہوں کہیں اور کہیں کرچا جاؤں ۔ ماں بھائیوں کے آنے
کی خبر گزی ہے دیکھیے کب آئے آتے تو بھے بھی ہماری ملکے بادیتے
ملکت ملے یاد لے۔ اس پی میں ایک اوزنی آڑا ہے۔

بام سیر ہند تحریر

میں کین ان ہاؤں اور عراجم غافل ہے تو بھے گزدی ہے۔ کچھ نہیں ملتے کہ
آں بھانتے ہیں۔

بام طارہ ہمیں خالِ آفی

۔ نہ سایہ ہماں اگرچہ اس امور میں یا ہے مالی ہیں، مکان، مگر اضافہ میں اس کا
پار بہت مالی ہے۔ بیٹی بہت محنت کوں ہوں۔ ۲۴ ہوں یہی پیاس ہیں بھی۔

بام منا ہرگز اپنے ۲۵ جن کلکھ

۔ بھے تو دید و نسلت کے اے پڑے ہیں، تم کو پیش کی تحریر ہے۔

بام سیر ہند تحریر

۔ نسلت سے رہیں آپ ہے۔ میں نے آنکھ سے دیکھا ہو تو آنکھیں جھینکیں

بام سیر ہند تحریر

۔ حضرت کی تحریر کا ایک رناظ، سواست نعمت توہم شاہ مالم کے اگر پڑھا
گھا ہو تو یہ سے پہنچیں، امان الصیب مذہب۔

بام سیر ہند تحریر

۔ اب کچھ بھوک دہ بنا بیگ اے آتا ہے، تو بھائیوں سائب سا پھر جانا

۔

بام منا ہم تو ایک بھر

ترکیت فتح و فد اور باد جمیں کلم بیان کرنے طرح آسانی کی نہیں ہے۔
البودلی چورا بُرے شہر گئے۔ چنان آن کی تجھیں مال سے مٹ نہیں سکتے
تیر کو اساتیں جیسا جس مروہ شعر کیا کہ گول کا دعویٰ گول گی اعتماد کس
کو تکمیل کرنے خوشی کی دلشیزی آتے۔ بل اقصیٰ۔ مروہ کوں ہے
بے الہی، آگیا بیری زبان سے کہتا ہے:

اے دینا! ایمت ہر دے مزا دار دن

اے دینا! ایمت سخونی مزا دار غزل

نمایا منیت قہ جلوں کے نامیک بھائیں ناک لے نالے کی قدمیاں اس کا شکوہ کہاے۔
غرض گوئی تک کرنے کا سب بیان کرتے ہوتے اُبھی کے اس شعر کا انتہا اس طرح
کہا ہے:

لکھرے شعر کئے سے توہ کی ہے، اصلاح دینے سے توہ کی ہے شعر
ستدا تو نکنی یہ ایسیں۔ بہراں ہوں، شعر دیکھنے سے لفڑت ہے پیغمبر کس کی
غرض پرندہ بہر کی شعر کیں ہوں۔ ساخن ہر جس بیکا نہ دیکھ کا صد لا، نہ
غزل کی داد۔ بقول اُبھی:

اے دینا! ایمت ہر دے مزا دار دن

اے دینا! ایمت سخونی مزا دار غزل

سب شعر سے ادا احباب سے خوئی ہوں گئے ہوئے شعر میں شہاد
ذکریں ادا س فی جس بھسے کبھی پکش نہ ہو۔

مزا ہر گوپاں نکتے کسی بے شخص کی وجہ میں قصیدہ لکھ کر ناک کر جیسا جو شعر کے لئے
سے بیگناہ خدا اور بقول ناک یہ گوگ اس ناٹیں کی بخشی کر ان کا ہم ہی ہے، اپنے جا سے آنکہ
درج کیے۔ ناک نے نکتہ کو بھیسا!

آئی اپنے دل نے کسی طریق سملی نہ پاتی۔ اب درختیں سوچنا ہوں۔ کیک تو یہ
کہ جب تک جھٹا ہوں، یوں لینا رواجا کروں گا، دوسرا یہ، تھیک
نہ ایک دن مروں گا۔ یہ صفرتی و کبریٰ دل نشیں ہے، تسبیح اس کا لکھر ہے
یہاں تک ہے:

خمر ملے ہو جس کی اُسید

اُسیدی اس کی دیکھا ہے۔

ایک جگہ ناٹک کہا جائے ہیں کہ ہم لوگ لاکھ بُرے ہیں، پھر ہمیں اس نظرے میں کہتے
ہیں، سختی کے شرگرد مفتر کہ ایک شعر قتل کر کے ہٹے لکھی انداز میں، اُن گھنی ہے
لکھتے ہیں:

”سماں! ہم تم بڑے ہیں، باہم ہیں۔ تھا ایں زانوں ہیں، بڑے
میل کہتے ہیں، بیٹھے، ہر جا لختتے ہیں، کوئی جلا جانا کہتا ہے:

انگوہ نماز ہیں ہم لوگ

باد رکھنے والے ہیں ہم لوگ۔

بِسْمِ میر سرفرازِ عصیان

نصر کیلیے سو فیڈ، کام افکار پنی خون اُٹا بول کے ساتھ تاقب کیا ہوں
کے ساتھ تھے گور کر پکا ہے۔ بے شکر بُری دوست اور آذنا موت کی نند بارجئے ہیں جاتا
ہیں، کچھ سبول پر نہیں آئے ہیں۔ ہر چیز خیرِ بیانی، دکھانی (لینے) ہے منتقل کا کوئی نفع نہیں
کے ساتھ نہیں ہے۔ تاقب نے تھوڑے ایک شعر سے اس کہتیت کا کہ، نہتر اندر کا کیا
ہے لکھتے ہیں:

”تمہاری دلکشی کا منا ٹھیں کہ مجھ کو جزا نہیں ہوا۔ نہا نہم کو صبر دے اور اُس
عینقدر کو بنتے، بیڑا بیٹلیں جھاتی میں ایک سوت نہیں دیتا اسکی مرگیا۔ کیسا پس اور

”ہاں مٹا اس تصدیق کے کام وحی خرکے مل سے ایسا بیگنا شے جیسے
ہم پتے اپنے ممالک دنی سے بکر ہم تم اور جو حرم فاقہت احمدین سے
خوبیں اور وہ شخص اس مل سے جیتا ہے۔ عالیہ اس کے وہ اتنی
کہاں وہاں سے نکالے گئے۔ ولی میں اپنے گھر رہنے لگتے ہیں جب سے
کہتے ہیں، ایک بارہ سو سے اس بھرپور آتے دیں ان کے پاس گیا جو لوگ اس
اونچی پہنچ کر ان کا ہم پتے چڑھاتے اُن کو حجج کیتے جاتے ہیں تو :

بے دریغا ایسے مرد ہے سزا دار مدیر
بے دریغا ایسے مٹوئے سزا دار خوش ہو ۔

شیخ الطف احمد گلزاری نے اصلاح کے لیے ایک تصدیقہ بھیجا۔ نقاب تصدیقہ پر بصیر
کرتے ہے اسی سمجھا چاہئے ایک کمرت اور کوئی اور دنیاوی لوگوں کی دعے ایک ہی
لہذا میں خوش کر لیتا ہے۔ وہ لوگ میں خوبی کی ضروری ہے۔ اس طبقے میں ایک علاحدگی
شریعت پخت کیا۔ صرف ایک شعر بخواہ کر اپنی پوری ہست سمجھاوی۔ لکھتے ہیں :

”تم حالا سروہ آؤ۔ کم تریجھ اصلاح کی پائی۔ وغیر خبر رسمی کیجے پسند آئی۔
دل خوش ہوا، لیکن :

ہشدار کر تھاں یک ایجنس سروہ
نستو شہ کوئی دھنگا کے دیم را۔
نائب کا ایک شعر ہے :

در گذشت مسلم گلد بدان از آن
ایں کہ من نہیں سیرم، ہم زرا تو ایجاد است
نائب نے پھر اپنے حصہ اتنا آلان کا کوکر کرتے ہوئے کم سے کم تین بار تعلیم کیا ہے نائب
الله العالی مدد الدین خال شفیقؑ کے ہم ایک بخطاطیں لکھتے ہیں :

اپ کی پرستش کے بیان میں قرآن پاک کو جس نسبت سے سماں بھی
خوبی، بے مرگ کے لذیں تقریں اور مظلہ بھی تھے، اُو جیسے اہم ادبی
بھوث و صفات مرگ، حیم مروہ اور وحشت حیات، اُہم زندہ ہیں،
وہ کثا کئی ضعف نگہ دہال از من
اب کر من نبی سیدم، همز نا تو ایجاد است۔

۵۱ فردی محدث

بڑو صدی عرب المختار سرقسط کے آدم ایک خط میں لکھتے ہیں: ۱)
وہ کثا کئی ضعف نگہ دہال از من
اب کر من نبی سیدم، همز نا تو ایجاد است
حضرت سے یہ رکا اگر قاری کا نیا لگ کا ہو۔ یوسف بن نہال کے بیکے ۲)
ناد ڈالا، مجھ سے اُنی طاقت پر ڈال کر بلکہ مگر چیز جاتی، فاتح پر مرگ کے
دانہ زینتی ہے اس حادثے۔ صرفت یہ تو ہیں ہے کہ علماء مذکور نے
جو کو میرجاہبے۔

اب گھرا ہوا ہے، خندکی ہوا ہل، بیجے ہے اندھا تاب کا، حال ہے کہ جو قول سمجھا، ہبہ
جے ہے جو ہام وہ مگر کے ہے۔ یعنی تاب کے جس پیچے کو شرپ نہیں ہے، اس کیجیت کا
ٹھوڑا اظہار اپنے ایک دری شرکی مدد سے دیں کر لے ہیں:
بُرْدَنْ جِجَهَا بُوْلَكَرْ اَبْغَرْهَا ہے، رُشَّیْ ہمِلَهَا ہے، ہمَا سرِیْلَ ہمِلَهَا ہے
ہمِیْ کو پکھے سیرخیسی، ۳) پھر بدھی کھانی ہے:
اَنْتَ مُنْبَهْ از اَبْرَهْ سِنْ ۴)
سَفَالِيْهَ چِلَمْ سِنْ ہزَنْ ہے ہیں ۵)
بِلَمْ خَوَاجَهْ لَعَمْ بُوْثَ خَلَ بَعْثَرْ

بیرونی بھروسے ناک کو اطلاع دی کریں ماسب دلی آئے ہیں۔ ناک جو دشمن
کی حفاظت کو ترستے ہے تھے، خطا کے جواب کی ابتداء ان اذکارات سے کرتے ہیں:
— کیوں لامکا کئے ہو؟ ہم کچھ تو ہی کام کے ہیں باخوبیں، تھاما خط
پڑو کر دوسرا ہے شریٹ جوا۔

دندن دصل چس شود ندویک

آئش شوق تیز تر گردو۔

ناک کا کول سر گردان سے اپنے اشعار پر اصلاح کی وجہ خواست کرنا یا کول درست
کردہ کام کی فرمائش کی اس ناک کی صحت صحیح دہون تو یعنی کبھی کبھی اپنی ذہنی احوالات
کو روکی کا مدد سہیں کر کے سخت ملہ لینے اس طرز کے کم سے کم پہلو تو یعنی ناک
لے لیا، لازمی شرعاً ختم کیا ہے۔

گلانِ زیست بود بر منست ز بیدار دی

بدست مرگ دلے بدتر از گلان تو نیست

ناک کو جیداں لے گیر کرے۔ نقاوت او کمزوری انتہا ہے۔ الی وثوار یوں کامی
ہے۔ عماں مل کے مالم تین ہوشن، کر فراوش کے دو شعر صفاوی کو ترک کے وصی
ہرچہ کہے ایسی صفات تھیں جیسے محب مل آنہ کام یا شرکی فرمائش کرتے ہیں تو ناک
ایسے بے ایس اور لا اہدی، ای پر ترک اٹھتے ہیں۔ سمجھتے ہیں:

— گلانِ زیست بود بر منست ز بیدار دی

بدست مرگ دلے بدتر از گلان تو نیست

ہے ہے! تم اب سمجھ، چانتے ہو کر ناک شعر کرتا ہے! اکر سکتا ہے؛

لیکن پاؤں نہ کتاب ہے، لیکن اتحاد گ پر، اس صورت ہے کہ کام کوں گا اور
کیا بخوبیں گا؟ روح کرم و حلم نواب سلطنت نہ گواہ ہیں کہ کہ شعر پڑیں کہا۔

نائب یک اور مظاہر سمجھتے ہیں ।

گان زیست بڑے سنت ز بندی
بہست مرگ دے بدتر لگان تو بیت
جسے زندگی ہے اور جو شناس کی اسرائیل کرتے ہو تو بیت ہیں
ہانت کہ مردہ کو کھو کر سمجھتا ہے ۔

بالمثی شیر نہ ان آرام ہا جوان میں

منا ہر گپاں تکز کو سمجھتے ہیں ।

سماں اصرار کم جانتے ہو گئیں اب دو صورتیں مذہل کرنے پر قادر
ہوں، جو بھرے قلعے اگتے ہوں ۔

گان زیست بڑے سنت ز بندی
بہست مرگ دے بدتر لگان تو بیت ۔

نائب کی "فاتحہ بہان" کے جواب میں مناریم بھیک لے سائیں بہانہ امام سے ایک
نائب تھیں، نائب نے ایک طویل خط کی تھکی میں سائیں بہانہ کا جواب داہم بہت سفر
طربیت سے ایک فارس شہر پاس طرح اختتام پیدا ہوا ہے ۔

تین اب قلعے کا امام کیا ہوں اور آپ کو ہر کمال تعلیم حاصل کیا ہوں ہر ہیں
خیر کو سلم کئے ہو تم جاؤ اور سید ایسا رہ، نہ اسالیہ ہے ہیں کئے ہو تم
جاو اور وہ سیدانہ کی کافی سوار، مجھ کو جس قدم تم لے کھاہے ایک دہ
کھاہا ہے، مگر یہ وہ سب طور پر محبت ہے مخلول اور ناست ہیں لیکن
داش ہمہ کو خوبصورتیں اُس کی باذ نہماست ہیں ।

زین علیق، بہ کوئی ملک کی کردیم

ز مسم ایش، وزاد وسی نایا کیں ۔

مختصر

سامیہ مسلم کے کہاں ملائے ہیں انھوں نے تھک کسی بندگان
لہسی ٹاؤنے کردا یا کسی مخالفے ہیں اسے تاکب پر ترجیح دے دی۔ تاکب کو یہ بات
اگوار گزی۔ جوں کہ صاحبِ مالم کو احرام کرتے تھے اس نے بہت رنجپ بخوبی احراز میں
صاحبِ مالم سے ان کے اس دینے کی لگایت کرتے ہوتے رکھتے ہیں۔

”بیٹے اپنا ایک شحر کا لگتا فی کو کامیختہ کر رکھتا ہوں اللہ ہیں رکھتا کر شمر
میں لے کر رکھا ہے شمر ہے“

مراہ نجیر زیک جس دہ شہد آور د
نماں اکر نیت ز پر خانہ فرقی آنگش

ہمام چڑھری صبا المغفرة صدر

کیا ۷۰ جن در کبہ شراب کی ہتھیں تاکب کے اخدا آگئی ہیں۔ ہنا یہ عبادت اور سکندر بے ہمت
ہتھیں کر رہے ہیں۔ اس کی بیانیہ سیر سبھی الجتوح کے نام ایک خط میں اس طرح
کرتے ہیں۔

”بولا تاکب ملیدار حضرت ان دونوں ہیں بہت لاش ہیں بھوس سماں جنگی کتاب
سیمیر عرب کو کہا سان گی اور اسی قدم کی کچھ مدد پڑھانے نہیں کیا گئی بھو
جوں اداۃ تاکب کی تو شکر خالیہ ہیں موجود ہیں۔ دن بھر کتاب دیکھا کرتے ہیں
لات بھر سراب پہاڑ کرتے ہیں۔“

کے کچھ مراہ اسش بھر بود
اگر جم دہا شد ، سکندر بود۔

اندوں اور خدا کے کچھ شعر ہے ہیں جنھیں تاکب نے بد بر تخلی کیا ہے۔ یہ اشعار ہیں
جن کی مذہبی تاکب اپنے صفت، انقاہت اپنے ہیں اور موت کی فرما کے اطباء کو نیا نہ
ٹوٹھڑا بیٹھے سے پیان کرتے ہیں۔ فارسی کے اپنے دو شعروں کا ذکر کیا چاہیکا ہے۔ لہوئیں

کو ناقب کی کا ایک شرب ہے :

”مر جسر دیکھا کے مر لے کی رہ
مر گئے ہے دیکھے دکھائیں کیا
پھر تاب تے کرتے کہا جو الہا موت کے سلطنت اسراں کیا ہے پوری
عبد الخودر مجدد کو ایک رطاب ناک بخست ہیں :

”ہیں تو اب رہا، شب اسی نکو ہم بول کر نہ گل تو پہن گوئی اب دیکھے
بخت کیکا ہو :

”مر جسر دیکھا کے مر لے کی رہ
مر گئے ہے دیکھے دکھائیں کیا
بہراں کی شربے اور سیرے ہیں حسب حال ہے ”
واب المدخل صد درین عالم الحق کو بخست ہیں :

”ذنم ہمیں جھر لے سکتے ہیں، ذنم ہم کو عدو دے سکتا ہوں۔ اللہ، اللہ!
دیبا سارا تحریک کا ہوں، ساصل تذکرے ہے، وہ اخوت لگتے اور جیسا کہ
ہے :

”مر جسر دیکھا کے مر لے کی رہ
مر گئے ہے دیکھے دکھائیں کیا

۲۲ آنحضرت

علام منیٰ اللہ بلگرامی نے خط کھو کر تاب کے صدقہ تلزیں والی یہ لے کی وجہ است
کہ تاب نے تقدیر بلگرامی کیا، وہ فناست، بخوبی تبولہ کی تکین خط بہرہ بھی کھوا:
”باستحیت کفر ہوں، یہاں جس اس خلائقے کی دعویٰ تھی تھی گئے۔
لب سبزم دجال ہیں تاب و تعالیٰ نہیں۔ تحریف اسی کھن کیکم برونوں اور وہ

سو اس بیٹھا مہابت آیا تی مت روک، جو زبان ہے اُسے، وہ فلم سے لگئے۔
ہاں کتاب تین ہے اور ہاتھ اگ پر، کیا نکھول اور کیا کروں؟ ہم خراپا
بُنھا کرنا ہوں:

فریضہ دیکھا کے مرنے کی راہ
مر چکتے ہو دیکھے دکھلائیں کہا

ہست سے کچھ فریے پہنے نکتب نے تسلیم کیا تھی کوئی خطا لکھا تھا، اس بیٹھیں بھی ضیغیل
اور سخت کی خرابی کا اکر قہبے تفصیل سے کرتے ہوتے لکھتے ہیں:
“اکھر بڑیں کیلئے بڑاں سے ایکج، کالوں سے بہر، دن بات پڑا رہتا
ہے۔ دل خاطر کی صحت، بہن خسرا، حرف سو مجھے سے رام، توئیں ساتھا
خاس کانل، ندا الہل بکراں اعلیٰ:

فریضہ دیکھا کے مرنے کی راہ
مر چکتے ہو دیکھے دکھلائیں کہا

نکتب نے بھی ضیغیل، مکری اور جہدیں کا ذکر اکھر شہزاد امدادیں کیا ہے۔ وہ اس
ہوتی ہے سخت اور بہت انتشار کے اقتضیبیں انتہا کرتے ہیں۔ اپنے
لکھنگاڑ دلخواہیں دلاناں سیاحت کے، ہم خطیں اپنی سخت کی خرابی کا اکر چھتے
تو سخت امدادیں کیا ہے۔ اور آخر میں قفقاز کا سفر مغلی کر کے اپنی بات اور اونکی کے
شروعوں کو موتھر جانا ہے:

”آگوںی تھدی ہے، بُنھا ہے نے کیا کروں ہے۔ حفت اُٹھی، کالی
گروں جاتی، گران، رکاب میں باؤں ہے، اگر ہر بات ہے۔ جزا سطر
زندہ دلزاد ہتھیڈے ہے۔ زاد راہ بوجو و نہیں۔ حالی ہاتھ جاتا ہوں۔ اگر
تباہ سیدہ بُنھی دیا تو نہیں، اگر بذریں بُنھی تو سفر مقرر ہے اور باہم نہیں دیہے۔

وہ نبی جاودیہ ہے اور ہم جس ایسے کسی کا کیا اچھا شعر ہے:
اب تو محکم کے، سختے جی کہ مریخانی مگے
مر کے آگ بین د پلا تو کہ مر جانی مگے۔

۲۶

ایک رات میں طلیلِ غربت پڑا ہوتے تھے اپنی جیدیوں کا ذکر کر کے، سیر تھی سیر کا شرمنے
بجھتے طریقہ پر متمال کیا ہے۔ سختے ہیں،

"جیون ہوں، پوچھ ہوں، اتنی ہوں، یا اسی ہوں، ناسی ہوں، موسیٰ
ہوں، یہ شر سیر تھی سیر کا سب سے حبیبِ حال ہے،

شہدِ آپِ عالم میں، مگر ہوں گی، کبھی ہم
انکھ نہ دے ہو جائے کہ نہیں ہم
یامِ نخشی حبیبِ اختریوں دکھا

جون لٹھتے، یہیں بحومت نے طے کیا کہ پیشی خاریوں کو پیش نہ کرو، ماہ ملنے کے بجائے سال
ئیں دوبارہ سماکرے گی۔ اخراجات کے مقابلے میں ناکب کی آمدی ہیں کی حدود وغیریں سی
حکم کے تھیں اسی کسر پوری کوئی۔ ناکب بحومت کے اس ایجادے کی اطاعت نہ فذ کر رہے
دلبپر اخلاق میں رہنے ہوئے لکھتے ہیں:

• اب یہی کہاںی سفر، آخر جوں تھے صدر بناپے سے بھر گئی کہ پیش، والان
قدیم نہ کرو، مادہ نہ پائیں، سال میں دوبارہ طریقہ شش، اپنے نصل بیصل پیلا کریں.
آپلا سا بکھر سے بروگاٹ کر دے بھی لہا گیا ؟ یام پور کی آمدیں بدل کر
صریح ہو، یہ سور ہے پہنچنے کے اسی طریقہ کثوان دن باپڑے گا، ایک سفول
نئی گولائی میں جانے گی:

بھم بے مڑے کی چھاہی ایک
لعن کامہے اسی پلن پے مدار
بھر کو دیکھو کہ ہوں ہ تھر ہوات
اہ چھاہیا بھر سال میں دوبار ۔

بھم مزاہر گپیل تفتہ ۲۰ جولائی ۱۹۷۸

غالب نے زندگی کے نام شب و فراز دیکھے۔ ہر چن مصائب و آلام کا سامنا کیا تھا کیون
اسی ناکامی اور بے کی جسی اخوب لے حالات سے نکست ہبھیں کیا تھیں مزاہر گپیل
تفتہ میں دخودیوں سے بیگ اگر گھوڑتیں افتدہ کرنا ہانتے ہیں۔ اخوب لے غالب
کو اپنے اس ارادے سے آگاہ کیا تو ہر جاں میں زندہ رہے کا حلیقہ رکھنے والے غالب
بجا ب دیتے ہیں ।

”کیوں ترکِ لباس کرتے ہو ؟ پختہ کو تمادے پاس ہے کہا جس کو تارک
پختہ کرے ترکِ لباس سے تبہی سوت دھاتے گی۔ پیغمبر کہانے ہے
گھندا نہ ہوگا۔ سخت و سختی، رنج و آلام کو ہملا کرو۔ جس طرح ہذا سی صحت
حکم ہر صوت گرفتار ہو ۔“

ناب اتے ہی بنے گی غالب
واقر حلت ہے اہ ہات عزیز ۔

جسٹی اللہ

یادھری عہد الشفیعی شہزادے کے نام ایک بھٹ میں صاحبِ مالم سے خطاب کرتے ہوتے
نکھنے ہیں :

”حضرت ایک توں ہے کہ تم اے روڈاگارے بھو کو گھیر لیا ہے،
سافر نہیں ہے مکنا، اتنا بیگ کرو ہے۔ ہر ہات سو طرح سے خیال میں

اُنی اپنے دل نے کسی طریقہ سُلیٰ نہ پاتی۔ اب دو باتیں سونچا ہوں۔ یکجگہ تو
کہ جب تک جیتا ہوں، یوں ہی روا کرو گا، دوسرا ہے، آخر ایک
ڈیکھ دل ماروں گا۔ یہ صدری و کبریٰ دل لٹکیں ہے، تبیر اس کا لٹکیں ہے
بھجات ।

خصر مرلے پڑ جس کی اُسید

اُسیدی اس کی دیکھا ہلے ہے،

ایک جگہ ناک سہا چاہتے ہیں کہ ہم وگ دکھ بُرے ہیں، پھر بُگ اس نکلنے میں نہیں
ہیں۔ سُکل کے شُگر مُنڈل کا ایک شُرُنقہ کر کے ہٹے دکش انداز نہیں ہے اُن گھنی ہے
لکھتے ہیں،

”سیالا! ہم تم بُنھے ہیں ای جمال ہیں۔ توہا ہیں باہ توہا ہیں، بُنھے
بُنھتے ہیں، بُسیں، جو جمال نہیں ہیں۔ کوئی جنا جسے کہتا ہے،

”دُنگاہ زمانہ ہیں ہم وگ

”اور دکھنا لسانہ ہیں ہم وگ۔“

بِنَامِ سِيرِ مُرْفِلِ الْحُسْنَين

تصویر کہیے مُتھیا، کہ ہکام اخلاق پر کوئی اشائیں کے ساتھ ناک سہا ہوں
کے ساتھے گور کر چکا ہے۔ بے شمار اپنے دوستوں اتنا سوت کی نند ہو چکے ہیں، ملاں
اُسیں تک سوچل پر نہیں آئے ہیں۔ جو جیز خبر چینی دکھانی دینے پے منتقل کا کوئی تھق بالوں
کے ساتھے نہیں ہے۔ ناک سے نہوا پہنچے ایک شُرُنقہ اس کیفیت کا کہا نہیں اُندر کی
ہے لکھتے ہیں،

”تمہاری والدہ کا منا ٹھیک کر بجو کو ڈالم ہو۔“ تھا تم کو سیرے اور اُس
عفیض کو جتنے سیڑا ٹھیک بھائی منزا ہوتے خدا دیوار میں مر گیا۔ کیسا پس ان

کیاں اُس کا لدا۔ بہاں جان کے اعلیے نہ ہے جس ۔
ہے سرخ زم اُک تھرم خل، کاشش بھی ہو
آتا ہے ایسی دیکھی، کیا کیا میرے آتے۔

منی

اگرچہ بخطوط فاکت میں مرگی نگاری کے نوٹ فیپسٹ کم الی، لیکن جو دو چار فرنے
لئے ہیں، وہ اس بات کا ثابت ہیں کہ اور وہی خاکہ نگاری کے انتہائی تغوشی سے بخطوط
فاکت ہی میں ملتے ہیں۔ لیکن تغوشی الماظ سے ایسا صرف بیش کرتے ہیں کہ پہنچی تصویر
اور دھماکہ تصویر کا کروڑا جا رہے سامنے آ جاتا ہے۔
لیکن جب اس پہنچی سخے تو نوبت کلب میں کی اخوبت نے افسوس بہت
ستا شر کیا۔ میانی کو اپنے گھر رات ان الماظ میں ہی ان کرتے ہیں۔

رسیں کی تصریر کیجئیا ہوں، تھا، نگ، نسلک، شہاس، بعینہ، ہبائی
حید، ادیب، نسیب، علیوالیق، اور کچھ کچھ ہبڑو اور کچھ متقدرات۔ جلیم و جلیق،
باذل، کریم، متھا، متھن، عتھریخ، متھریخ، شتریخ، مینکڑوں شحریار، ناظم کی
طرف تو ہو جیں، نظر لگھتے ہیں اور کب لگھتے ہیں، جہا اسے طلبہ ہیاں کی طرف
ہستے ہیں، مختلف جیں، یہیے کہ ان کے دیکھنے سے غم کو ہوں ہماگ ہجاتے۔
فیض یا ان ایسے کوئی کی تصریر نہ کریں اور اسی وجہ قاتل میں آئے۔
المُؤْمِنُ فَإِنْ هُوَ إِلَّا ذُو الْجَنَاحَيْنِ

بنام مطابق اورین ملک طالقی ۹۴

اس ناصری خاوریں ناکب لے کاب کب مل بھاں کی پوری شخصیت : چہروہ مہرو و الحلق
خاوریں نظر گاری ادا تقری غرض ہجھیں ناس طرح بیان کی ہے کہ ناپ صاحب کی

پوری شخصیت در ان کا کرو در چارے سائنسے اگلے ہے
سیرہ بدلت بھروسے کے لیکے دوست سعیم پیر اشرف علی ہیل بد ناکتب سے ناقلات کا نئے
ناتب کو سعیم صاحب بہت بہمن آئے۔ ان سے اپنی ناقلات کا مصالح ایس رکھنی خدا رہیں ہوں
کہا ہے اسے آپ سی ڈاکٹر فرمائیں۔

کل وہیں ہے: ایک صاحب اپنی، سالوں لے طولے ایساں مذکور
ہے کہ جوک آنکھوں والے اکابر ہوتے تھے احمد احمدی، صرف ان کی دلخواہ
کی تقریب میں تھا۔ اب اے، ان سے اپنی تقریب پرچی گیا، فرمایا، افسوس میں
فہرست کا استفار ہوا، مسلم ہوا تھا۔ پڑھ پڑھا، سعیم لکھے۔ یعنی سعیم
پیر اشرف میں ان سے جل کر فہرست اولی ہوا۔ فہرست اولی ہیں اور کام کے
کاؤں ہیں۔

ہمام سیرہ بدی مجموع

ناتب کی ایک لارڈ جیسیں لیا وظاوار۔ بہت دلچسپ شخصیت کی ایک عائلہ کے اہم ایکٹ
ہے ناتب لے قن کی شخصیت کا ہستہ دکٹر نیکنہا ہے۔ سختے ہیں،
لی وظاوار، جی کو تم کہو اور جمالی خوب جانتے ہیں۔ اب تمہاری پھر سی نے
انھیں دعا اور بیگنے دعا رہا ہے۔ ہمچنان ہیں۔ مودا تو کیا اپنیں گی تھوڑی ملین
اور خسارہ ہی مدت چتوں سے ایسی کرن ہوتی ہیں۔ جب وہ محل سے بھر گی
تھوڑی نہیں کہ ہلاٹ نہیں سیرہ کری گی، تھوڑی نہیں کہ وہ لازمی کے پیاسوں
سے ایسی نکری گی، تھوڑی نہیں کہ بھول نہ کری اور جانی کوئے جا کر د
دھماکیں اور نہ کہیں کہ۔ سچل تالی بھاکے بیٹے کی کالی کی اپنا۔ لمحت اٹھانے
بھاکے بیٹے کی کیا رہ کے ہیں۔

اک ندا بھیڑیے، سجد سمجھے کیا ہوتا ہے

نکب کے صاحبِ دائم کی واسان اُس وقت سے شروع ہوا ہے جب کہ
وہ اگلی نوچان تھے۔ لیکے سو نو ساقوں کی عصیتوں میں اخلاقی ہوتا رہا۔ پیش کے
مذکورے میں ان کی تجھت، ورود فرما جاؤ اسی موقوفت، کہ دائم نقلابِ الد اُس
نیم سے شملہ کوستون اخنوں اور شاگردوں کا فتنہ، جو ایسی ہے تھے، ان کی مذکورات
نہیں جھرکی تخلیق اور بڑھانے کی سلسلہ جہاں تاکہ جیسے میں انسان کو یا گھوں
کر دیتے یا کم سے کم اپنے دنیا سے منتظر کر دیتے اور تو عملی جانے کے بے کاری خصیں میکن
نہیں کے آخری دنوں تک نکب کے ہوش و حواس اس سے قائم ہے کہ انہیں غیر مول
زتہ مادری غمیں کی وجہ سے افسوس لئے نہیں کئے ساتھ تکھل طور پر مفہوم کر لیتی ہے۔
صرف اُن کا شمار الدینی اپنی بندوقتہ خدا کرنے والی کا پورا حقیقتی معنوں میں فخر ہوئی وہی کی
کہ وہ پھر اپنی بیوی پر فلان چیخھا ہے اس ایمان میں گئی دعویٰ میکن فرم کر ہی خوشی پر فریق
اویزِ رحمتی محاصل ہے۔ تاکہ کا ایک شعر ہے:

نکے سے موگر ہوا انسان توہت جاؤ ہے رنگ

خنکھیں آئی پڑیں مجھ پر کہ آسان ہو گئیں

اس شعر میں بھل سستہ اولادِ مخلوق ایسا دیدھا ایسا بلکہ تاکہ کی زندگی کی تفصیر ہے تاکہ
نہیں اور اس کے ساتھ کوئی باشناور و انشودہ انسان کی عیوبت سے دیکھنے جیں۔ اس
لیے سلسلہ اپنے ایک ایک بیوی سے نگاہ اگرا خلوں لئے نہیں کے ظریعہ مصلحتیں
کیا۔ زندگی کے صاحب دائم نے اُن کی تکریں بالیوں کیا پہا اگا اور اُن میں نہ کوئی رنج
کا ختم اور خوصلہ جگلایا اور مسیروں کی اور استحقاقیں پہیا کیا جو ہر کڑا سے کوئی عیوبت
کو ہنس کر جھینا سکتا ہے۔ ایسا ہی آذی یہ شعر کی سی بحکم حق ہے:

تاپ اتنے ہی ہے گی تاک

و اندر سخت ہے اور ہم میں

تاک نے بات بڑھنے کے لیے آئے وہ نہ سکت تھے، بھولی اور غم کا سہ لہا اور کالاں کے دلپاں آئے رہے کا سلسلہ سیکھ لایا تھا اسی لیے تو وہ اپنے آپ کو "بند نہ رکھ لے" نہیں سمجھ رہی تھی اسے بند گاہ کہتے ہیں۔ اس سفر کے بعد گاہ سے فن کی زندگی کی وجہ پر اور ان کی اس صبح ماندھیس پر کوئی افسوس نہیں ہوتی جیسی گئی۔ تاک حقیقی حیل رکھ گی کہ طرف ناک بندگی کی اُن خام ناچھڑوں اور سکردوں سے بچے ہستے ہم نے ہر بخدا گزند جاتے ہیں، میں پر بھٹکتے ہوئے باشک ہو چکاں ہو جاتے ہیں، بندگی کے تھواں اس کا حس اور علازان ہی، ان تھواں کی تحریر ہے جیسے اور اس تحریر کا افہان ناک نے ہمیں اپنی خوبیوں کی خوب فروپ کر لائے۔ ناک کے ہر اجھیں سچکاریں نہیں پکر نہیں کی، بھیرنے کا اور اس کی تلخ اور شیریں مخفیتوں کا، تلخ تراوہ اور شیریں کم، وصلہ نہاد اور بھطا اخیر ہے۔ ناک کے ہزار اون کی شوکی ملچ و دلوں کا سرخہ زبرگی کی محرومیاں اور غم و آکر مرجی۔ اسی لیے اُن کا مزاج نوازا اور جانما ہے۔

ناک سلطنت کرنے کو شروع کرتے ہیں کہ اپنی صحیحی کے ہاتھ سے داروں کو بے بیٹھانے رکھیں۔ وہ اپنے دکھنے شے پچے کے لئے کریں کر لیں بیکار لے جائیں کہ ہم سلطنت کی نیا نیا اکاام کرتے ہیں، ان دوستوں کا ذکر کرتے ہیں جیسی اخلاقیں زبان لے اُن سے جدا کردا۔ پھر ایک رسم ات کا اٹھا بدلتے ہونے لگتے ہیں۔

"اللہ اکہ اللہ، جزا دل کا جسما تم در جمل، جس مروں گا تو کو کو کوں دل لگا"

خود ناک اور دیپٹا کیا، کچھ اتفاق دکی یا تھی کہ:

ناک کی سادی زبرگی اپنی آکی گھباری میں گزی۔ لیکن گل بندگی جس جب ناک کی آہا و خوارث کے خیزیے کوئی نہ ہے تو ناک اپنا مذاق اٹھانے سے جس پل پسیا کرتے

من قیام تی بیگ نماں سلک کر اپنے اہمے میں لکھتے ہیں :

بہبیں نہ لے سے جی تو نع باقی نہیں، الملوک کو کسی دکر کو بن نہیں آتی، اپنے آپ
تھانیں بن گئی ہوں، رنج و دلت سے خوش ہوتا ہوں ایسیں میں نے اپنے کو اپنا
لیبر صور کیا ہے۔ جو کوئی بھے پہنچتا ہے، کہاں ہوں کر تو، ناکب کے ایک اصلیں
گئی، بہت اچھا کہ میں نیا خاتم اور فارسی طاس ہوں، آج دو دو سوک
سیز جاپنیں۔ لے اب تو قرض فارس کو حاصل کر دے۔ تھا تو یہ ہے کہ
ناکب کیا مرا، جیا ملکہ مرا، جیا کافر مرا، جیا لے اڑا تو عظیم، جیسا با رضا ہوں
کو بعد اُن کے محنت آدم گھوہ، دو "علی شیخ" خطاب دیتے ہیں، چوں کر
ہ اپنے کو "شاعر الملوک" ہائی تھا، "سفر منظر" اور "نادیج" خطاب
تجویر کر رکھتے۔

آتے ہیں بیگ الدولہ بھائیوں ایک قرض دار کا گرباں میں اتنا ایک قیڑا نہ
بھوک ملتا ہے۔ میں ان سے بچ جسم رکھوں۔ اسی حضرت قاب صاحب
کے، اذنات صاحب، اب سلوٹ اور افرا میں ہیں، یہ کہا ہے جو شیخ بھوکی
ہے، کہا تو اگر کوئی کچھ تو ڈالو۔ یہ لے کر اپنے میا بے محیرت، کوئی شراب
گندھی سے چلاپ، برد سے کپڑا، سیونہ فروش سے آم، صرات سے دام
قرض لے جاؤ ہے۔ یہی تو سوچا ہوتا کہاں سے دوں گا:

ن خطاب ناکب کی ناکے شیش محل کے چکنے بچے پہنے کی جھکا کار صافت خال دے رہی
ہے۔ جلاہر ناکب نے اپنی گرفتاریوں، سماں ایسی بدعاویوں اور نخوبیوں کا محضر کیا ہے،
یعنی اس بدلائی اور شوئی بیان کی تہہ میں آتا ہے بیان ذہنی کرپ نخوبی کا نشید اس
ہے جو صرف ناکب کی واسیان نہیں بلکہ عوام کے، ہم اغلب کے بعد کے، اس پرستے
لیفٹ کی واسیان ہے۔ جو کسی سنبھال پڑھنے کے ملبوہ المیں تھا، یہ سلوٹ اور افرا میں ہوتے

پہنچ تھا رہے اپنی دلیل صاحبوں پر بھٹک تھا اور جب اب فرض ہے نوجہ میں بھر کر رہا۔
کہ سباب تین طرزیں ہے جس کا شکار ہڑتال کی اپنی نات ہے کرفی دو صاف
لگن بے دلگی سے ناکب کا ذائقہ نہیں لانا ممکن تھا جیسا کہ اس خط میں بخوبی ناکب لے ہوا
ذائقہ ادا کرے۔

ناکب لے نواب علاء الدین خاں مطہل کے جنم ایک خط میں اپنی فرمت اور
سائیں بھٹال کا اس طرح ساختہ ہوا ہے:

”حال کو سلام کیا ہے کب کیا کہ صاحب زندہ نہیں کیا اور میر سخرا داں سے
فرض لیا، اور صرف بدی میں کو ملا، اور صرف قلب چند چین سکھ کی کوئی جا لوئی۔
جز کب ہے اس سکب ہری موجود۔ شہزادگار، چالو، نہ بعل نہ سور۔ اس سے
بچو کریں بہت کر بوقتی کا لفڑی ایکل ہجھی کے سر والی ہم کھی نمان لے
بکھر دے دیا۔ بھیں اسی سے کبھی دلوادیا کیں، اس لے کبھی اگرے سے بھیج دیا۔
انہیں اور باشخور ہے آنحضرت نے گھنٹی کے، سور ہے یہ رام ہم کے۔
فرض رہتے والے ایک سیڑا ملک داں، وہ سور نہ بے لہا نہیا۔ سولہاں میں
 فقط اس کو دیجی ہے۔ انکم نیکیں جدا یہ کی دار جہا، سور جہا۔ سولہاں جمل جہا
لیاں جہا اسیجے جہا، شاگرد ہمیشہ جہا، اور دیں ایک سزا سخن۔ ملک الیہ
گزراں مشکل ہو گیا، وہ مدد کا کام بذریعہ نہیں گئی۔ سولہاں کیا کروں کہاں سے
ٹھنڈیں لے کروں؟ قبر و دلیل بہمن و دلیش۔ میاں کی تحریر؟ متروک ہمیشہ
کا گورنمنٹ اور حماہ نات کی شراب و نگوب نہ کوت۔ ملکیں پائیں، وہ پیسے سینہ کا کھا
بزر مدد کا غیرہ ہجا، بادل لے بڑے بھا تحریر و شراب کب کب نہ بیجے؟
کب ایک رجب کب کب وہ نہ پائیں گے۔ بڑے بھا کو تو یہ چیز گے تو کس گلہج جیسے؟
جو بوب ن کہ میں طرح وہ جلتائیں گے۔ بڑے بھینا پڑا نہیں گھنستا کہ

بام پرست ملادہ دمہ نظری اور روپیں اُپر، ترسن مقطا ادا بوجلہ مترقبی
بنا، پھر موچ کی تبریز، رات کی شراب بہری ہو گئی، گرفت پہا آئے گا۔
۲۴ جولائی ۱۹۷۶ء

حرست لے لے کر اپنی پریٹا نہیں اور صحبوں کا ذکر کرنے کے لیے بہت بڑا کہا چاہیے لیکن
ایسا انت نہیں کافی ہے کہ تم بیان کرو ہے تھے ہم بیدا ہومالی اس نکی سکھیا بھری
دکھان پڑتا ہے اور ناکب ہم کو بہا صرف ڈاڑھانے کے لیے ہے تو کرتے ہیں۔

ناکب کی صرف بھاپے کی لصیری ہم نکلتے ہیں، ان تصویروں سے انہوں نہ
خود بہماں ہے کہ گواں تھے وہ بہت درجہ اور خوبصورت آؤں رہے ہوں گے۔ ناکب
کی بیان کو مددِ حسن کے مذاقہ میں باحظہ ہو:

”بیجا قدیمی مذاقی ہیں اگست ہاتھ... جب ہیں جیسا تھا اور ہماراں
بھی تھا اور دیہ در بگ اسکی مثالیں کرتے تھے۔ اب چوکی دہ اپنا
نگاہ یاد آتھے تو چھالی پر مناب سا پھر جاتا ہے:

بام منہاں ملی تھر لمحہ بھلی فصل

بھاپے کا آنلا ہوا وہاں کے ساتھ ساتھ جھے اور ہم کا منہجی ملحت ہوئے رکا،
ڈاری ہو تو پھر تینگی مفہوم آئے گئے، رات نوئے شروع ہو گئے، ناکب نے
مناہم کی تھر کے امدادیں پلنے کرے یعنی کار و صوت سعید کار ایسے بکار ایسی شخصیت
کی اخواز رہتے کافی خلپہ کیا ہے۔ ناکب لکھتے ہیں:

”بہ ڈوٹی کو نہیں میں نہداں آئتے نہیں دی جوئی کے انشہ گاں
پنکڑا لے گئے، اس سے نہ کر، جا کر آنگے کے در دامت گوئے گئے
اپہار کی کھنپھڑوی اور ناٹھی گی، مگر یہ بار کیسے کہ اس بھونڈے شہر
تک ایک درزی ہے مام، گا، صافقا، بھاتی، بھجھ بند، دھونی، سق،

بھٹکلے، جوں، کنجھا، سہجے توڑیں سری ہاں۔ لفیرنے میں دن ٹواری بھی
اُکھیں سرمنڈھاں ہے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ناتک کے ذاتی زندگی تھے والم کی ایک فاسان ٹھی ہی۔ اُن کا پہلا معاشرہ بھی علم اور افسوگی کا شکار تھا تسلی۔ نامہت گری، لوتھلہ اور ان سب کا تجھہ برداشتی، وہ رہائی اور بے روشنی میختہ کے ذکر اقبال جس ناتک بہت کافی لکھا جانے میں مدد ہے اپنکی احسیں بہت سے بڑی سزا تھی، لیکن اُن بھیے حواس انسان کو اُن تمام خوبیں مانع کا پہلے خاموشی نہ سالتی اور تجھرا جڑی بول دلی کا نامم طربت مبتدا پڑتا۔ اپنے ماقول اور معاشرے کی بربادی اور تباہی پر ناتک اون کے آنسو، دمے ہیں لیکن انھوں نے مہر و بھٹکے سے بھی کلام لیا ہے۔ حادثات کی اتنی تند و تھیز آئندگیوں میں اگر انھوں نے اپنی قومی و خلافتی احمدیہ میزبانی کے چیزیں کوئی بھی نہیں دیا۔ ناتک مگر ہمون کے آنسو بہانے ہیں تو ابھی نہیں قبول سے دوسریں میں زبردہ رہتے کا حوصلہ جسیں پہاڑ کرنے ہیں، مہذا ماقم میں ہمستر لے گا اسکے نام کی خوفیوں میں خوشی دلال کا اعلیٰ کارکہا۔ ویکھے ناتک کیے دیکھ پالا ہے، ایک اخوبی صوروں کی تلقین کرتے ہیں۔

بندہ پھر اُپ کا لٹکل بیٹھا۔ آج جواب سمجھنا ہوں۔ داد دینا اتنا فیض
سمجھنا ہوں۔ مطالبہ تندیج کے جواب کا بھی وقت آتا ہے۔ پھر تم سے یہ
پوچھا جاتا ہے کہ ہمارے کتنے مخطوط ہیں تم کو فرم رائے دہ کا مشکلہ گزرا رہا ہے
ہیں، اگر کسی بے صدقہ دل آتا ہے تو نیکیت کی کامیابی ہے، ابکہ تم
تو نصیب دوستیں درجہ افزاینہ بنانے ہے۔ قبول نذکر طبق المرتضی :

کی کو دے کے دل کوں لایا جی نہ اس کبوں ہو
ذہن ہب مل ی بھائی تو سحرت ہی بہان کبوں ہو

باقم صفا حاتم مل تھر زیرِ خود

اُن خط کے پہنچ ہی فرقے سے ناک لے ٹوٹی وکارف کی لعطا بنا کر جھر کا غم رکھ کر نے
کی کوشش کی ہے اور پھر تم جاناں کے ہارے ہیں ایک تاریخ بہت کر کے ضبط اور عرضے
کی تجویز کی ہے۔ آن کی بہت میں کہاں سے منہجیگی کا شاہد ہیں مرتپیدا ہواں کے لیے خط
کی حریت کو جویں تعلقی کردا۔

ناک لعلتی تاریخِ طبع ہی۔ وہ صوری مصور جیزوں میں ہٹتے اور ہنسانے کا موقع
کمال ہٹتے ہیں۔ یونس معاذ کے نام ایک خط میں ناک لے ٹوٹا مصور کے مقدے کے
والنعت اس طرح کھٹے ہیں۔

ایک اطہدہ پریوں کا سلو امن افاسو بے گناہ ناہت ہو چکے۔ ہال ہا چکے حکم
کے ساتھ ماضی رہا کرے ہی، اداک ایسی مانگتے ہیں انہیں دلصوف ان
کا ناہت ہو چکا ہے۔ صرف حکم کی وجہ پر ہوں وہ ماضی رہیں اصل پیشیں ہوئی۔
حاکم نے پوچھا جانظ محمد بنیش کوں ۹ عرض کیا کہ ”یہ“ پھر ہمچوں کی جانظ نہ
گوت و عرض کیا کہ ”میں۔ اصل نہم بیلا نہیں“ ہے۔ متو مصور ہوں ”نیویہ
کے ہمات نہیں، جانظ محمد بنیش ہیں تم، جانظ مسوجیں تم، سدا ہیں ہیں تم
جیکچہ ”نہا تھے“، وہ بھی تم، یعنی کہان کس کو وہیں بدل دلتر ہوں میاں
مرو اپنے گھر پہنچ آئے۔

باقم پخت منا جانِ علاقی ۱۸۵۴ء

تلارفت اور کالہ آرائی سے ناک لے چکے جانچ کی بڑی دلہب تصویر کھینچ دی
ہے، اس دلہب سے جویں المانہ ہوتا ہے کہ اگر ہیوں کے تکم و تم من عشقی کے ناکم
الخلاف ہے کہ سو دریں ہے، بکھر بعد میں بگی وہ بہلے ہتا کہ چند ستائیوں بڑھ کرتے
ہے بدل دلخیل دلخیل، اس سماں پتہ گھر پیٹے آئے۔ ان وو ہجھے پچھے لفڑیوں میں

بندوں کا بیویوں کی بے اگی اور اچھائی کا کام کو بصیرت اخبار کیا گیا ہے۔ اتفاقیوں کی اس داستان کو طیف ناگزیریں کرنے کا ایک منصہ ہی تھا کہ اس بحث کے آغاز میں ناکنے میلانا بحث کے لئے کی وفات پر تعریف کلات سمجھنے پر ہر زادبے بمعنی میلان کے اول سیدیہ صفت الدین بیدکے حکم وہام جس کا ذکر کیا ہوا۔ ناکنے پر خدا کے اکام انقلاب کے دروان بہادر بٹاہ خلز کا سکر کہنے کا اذام تھا، ناکنے بمعنی بحث میں اس اذام کا سمجھی وکر کیا ہوا۔ ان تینوں واقعات کے بیان سے بمعنی بحث نہیں ہو گیا تھا، ان واقعات کا اثر کم کرنے کے لئے ناکنے ماننا کا نکارہ بیان کرنے سے شوہنی اور طلاقت سے کامیا۔ اس طیف کے بعد اس بحث میں ناکنے ایک اور واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ آدمی بھنے بغیر مدد کے، خواجہ جنش عذیزی بہت بولے ہوئی تھے ان کے لیے اُنہیں کام اسخادہ کیا جائیتے ہے، لکھتے ہیں،

”ایں صاحب، خواجہ بیل درزی کیں سر پر ہر کو سمجھے پاس آیا۔ یہ نے جا
لیک اُنہیں گھنٹے پر چڑھا دیا۔“

بیانم پوسن عینا جون جو اتنی رائحتی

ناکنے کے بخطوط میں کہیں کہیں سمولی اور ملی قسم کی طلاقت میں ہوتی ہے، میں کام منصہ
پوش بخا ہوتا ہے۔ مٹاں کے طور پر ناکنے ایک بحث میں لکھتے ہیں،

”بڑا و رکھتا ہوں مگر رہنے کو جھلتے، رہتا ہوں کہیں ایں بیالیں کہیں مضر
لیں بیالیں کہیں کھوا بیٹھی کا کیا ایسا۔ یہاں کے لوگ یہاں نہیں اور طرفہ روشن
رکھتے ہیں۔ میں تو رہنہ بھلا آ رہتا ہوں اور صاحب فرماتے ہیں کہ تو رہنہ
نہیں بخست۔ یہ بخست کہتے کہ رہنہ در رکھنا اور جیز ہے اور رہنہ بھلا آ اور

ہاست ہے۔“

بیان میشی بیٹھی تھیر ۲۷ جون ۱۹۷۳ء

درست الدین خاں طالی کے ہم ایک بخط میں اسیوں کے نام سے نامہ اشیٰ کر مزاج پیدا کیا ہے۔ لکھتے ہیں :

”دوسرا صاحب“ ۱۹۴۶ء میں درج ہے۔ اُن کی تعریف آپ سے ذکر ہے۔

شبان بیگ پیدا ہو گئے، مگر اُن کی مخفی بھائی۔ آپ ترکیب ہوتے۔

بنام علاء الدین خاں طالی ۱۹۴۷ء

منا ہرگز پال تفت نے بہت دن سے بخط اپنی کھا۔ ناکٹ اُن سے خلریزاد انداز میں بخط نہ لکھتے کی شکایت اس طرح کرتے ہیں :

”کبیل صاحب اکیا ہے آئیں جو اسی بھائی کے سکنے کا دار کے رہنے والے

دل کے ناک نشیزیں کو بخط و بحیث جلدگیر بھم بھا بھا، تو بہاں ہیں تو شہر

بھا اک رنہار کوں بخط سکنے آؤ کو بیساں گی ڈاک ہیں نہ جانتے۔“

بنام منا ہرگز پال تفت ۱۳ نومبر ۱۹۴۷ء

تفت کو بخط بھی تو ناکب کو شاید نہیں ہوا کہ بخط کا دن زیادہ ہرگز ہے کہیں بھرگے۔

ذہب ملتے، اخافت بڑے گئے لکھت لگادیے ہوں بخط میں اس کا اظہار اس طرح کیا:

”کبیل صاحب! یہ دل بخط پہنچت ہے۔ سمجھنا اور دیکھنے کی دل سے سکنے تھا

کو، آیا مالم کے سوا اور بھیت سوا کسی نے کی بگا۔“

بنام منا ہرگز پال تفت ۲۸ نومبر ۱۹۴۷ء

نکب اور بیرونی کے لیکے دست بھیم سیرا سرفت میں سے سرمنڈواری ہوا۔ ناکب کو ان کی

ٹھک دیکھ کر ہنس دیگی، بھرچ کو لکھتے ہیں :

”کل بھیم سیرا سرفت میں آئے تھے۔ سرمنڈاری ڈالا ہے۔ تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں تھیں

پڑل کیا ہے۔ میں لے کر کاک سرمنڈاریا ہے تو ولاں کی رکو۔ کہنے گئے ہیں

اوکھا اورم کہ جا سہ تارم۔ والٹر ان کی صورت قابل دیکھنے کے ہے۔“

بناہم سیمہ وہاں بھیوٹ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۶ء

نالک کو شاید بیکانیر کی صحری بہت پسند تھی۔ عالم سے صحری کی فراہمی کرنے والیں کا انداز فو دیکے:

حسی کوہول کے گوشت کے لئے، دلچارے، پلاو، اکباب جو کہ تم کہا رہے ہو، مجھ کو خدا کا نام گرائیں کا پکھ خواہ جی آتا ہو، خدا کبے بیکانیر کی صحری کا کوئی نکرو، تم کو سیدہ زیارت ہو، مجھ پر تصور کتا ہوں کہ سیرجان صاحب اُس صحری کے گلزارے ہے ہمارے ہوں گے تو یہاں میں شیک سے پاپا کی جیسا چاہتہ گذا ہوں۔

بناہم سیمہ وہاں اکتوبر ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۶ء

بیرون میں بیکنے سے خروں کی طربائی کیسے دیکھو، وہ پلافت انداز میں کرنے ہیں،
حوالی ایکش آڑی، ہر چھوٹ آڑی، اکٹھنے مزادری، خدا ہائے وہ فرستے
کس ہرے کے ہوں گے، جن کی تاریخ ائمہ ہے۔ دیکھو صاحب:

قلندہ سہرچہ گوید دیدہ گوید

آرپا ریگ، اُس کی تعریف کے خوبی کھائیں گے، اُس کی تعریف کریں گے
کیسی ہے تحدیبے نیوالیں خداوے کے ہی من طلب ہے کہ کہاں قمر دین سمجھ
خوب کو دوبارہ تکلیف دو، اسی تھے کر آیا ہے، اسی تھے لے کر
اوے۔ (آنچل و دل آفہ ایا، بندہ، ایکی تکلیف) اگرہ فرمون، حال نہیں لہنیاں
ہیں ہوں گے اور ہیاں دین سمجھو صاحب کے انتخوبے جیوں تو گے، تو ہم بھی
کہیں گے، آئہ نئے پیڑا ہے بھر۔

نالک کی ملاقات نہیں گی سے مذہب کے بندے کے تحت پیدا ہوں گے۔ ۱۵
جن آناؤں اور ایہاں کی ناکامی پر تسبیح گانے کا حوصلہ کرنے ہیں۔ وہ صرف ایکا

کھنڈیاں اور سوچوں کا ہے آزاد، اٹھدہ کرنے میں بکریوں کا خان اٹاتے ہیں، ان پر
بنتے ہیں اور اسی سنتے کی ترجیب دینے میں خاہی میں خوش سے پہنے یک مکان کا
مشقی مکان ہے ایک ماں اپنے نظر آتے ہے، ایک ایسا انسان ہیں کے ہی زین پر مضبوط
ہے جسے جو صاحب و آلام کی کہ کیوں میں زندہ دلی اور گلشنی کی جعلہ دیاں
بھائیاں دکھاتی دیتا ہے مخدود کے ناکم مقابلہ میں مغلب کا سب کچھ لٹگی۔ اس
بھری دنہاں میں تباہ رہ گئے، اس تباہی اور بیماری لے اپنے کے پردے وجد کو جسخیوں کی کیا
لیکن زندہ دلی اور خوشی بیٹھ کر سہارنا گردد ان میادیات کا مقابلہ کرتے ہیں، بھروسے کے
ہم ایک خط میں اپنی بیماری اور زیبی حالی کا ذکر کرتے کرتے اس ایک گلے میں اضافت
چڑک لگتی ہے اور وہ ایسی اسٹکھنے ہیں کہ جس سے کتوں الیہ کے زین کا وجود
ملکہ ہو جاتے بھروسے کو سمجھتے ہیں،

”خلاصہ سیریٰ مکمل کا ہے کہ اب بھروسے بخوبی مل کر تھامت کیا کوئی
نہیں، سورج اس کی زندگی میں بخوبی ہون گے جو سنی امک، نہیں امک، اتنیک پیدا
پیدا ہوا۔

Digitized by srujanika@gmail.com

کے میرا حال سوکر ہے مذق ہے کا ذہب کو کہا گیا ہے۔ اس طرف سے
ناظریں، کھنڈ، بخداں کا بینا روزہ کیا کیا کر لائیں۔ اینہے نہایت ہے
کہ کوئی کھانے کو نہ مانتا تھا اپنے بیٹے صاحب، جب تک چیز کھانے کر
جاتی۔ مگر چشم کیا ہے تو پھر کیا تھا؟

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لائب اپنی کمزوریوں کا اپنی بھائی کا یے باکاتہ اخبار ہی نہیں کرتے بلکہ ان کا
لاعج بھی نہ اتے ہے۔ اس نے خود بھی ملتے ہیں اور ہمیں بھی ملتے ہیں۔

یک صاحب تھا پیر بی۔ ناکب ان سے خوبی ملا کرتے رہتے تھے ایک دن ان کو
گھستگو ہوں۔ اُسے ناکب نے مال کے ہام کیک بھائیں اس طرح کھا ہے:
 ”بیر بی سے جب پوچھا ہوں کہ تم خوب شکس ہو اور دکھنے ہیں کیا کہنے
چاہئے؟“ اسے کہا ہے ایک، کس کا؟ تو وہ فرمئے ہیں: میرا سمجھ دیں میگ
کا۔ اس اور کسی کا ہام نہ کیوں لے سکتے؟ دیکھو یہ سوت میں خدا شنے ہیں
میرا سمجھو ہو جو ہوئے۔ واہ صاحب میں کیا نوشادی ہوں جو منہ دیکھی
کہوں؟ میرا شیوہ خللا (الطب) ہے، ناکب کی تحریک کرنی کیا جب
ہے؟ اس صاحب، آپ ایسے کی دشی دیں اس میں کیا ریب ہے:
 ہام مالا مالیں مالیں مالیں میر بھائی

ناکب کی گئی پڑھتے لکھوں اور لٹیخوں سے مگر اپنے خلوا کو روپ سبب ہاتے
ہیں۔ ۲۴ ہام طور پر میں بیٹھے اور فسے ہوں سکتے۔ اس دو میں بارہ ناٹھ بہان اور نقش کے
کے سلسلے میں ان کے قلم سے کہہ بھر بندب الفاظ انکل گئے ہیں، جن کا ذکر آئے گئے اتنے ہم
ناکب نے بھجوں اور میرا صاحب کے تحلقات کے اسے میں ایسے ہرامی لہذا
میں گھستگو کی ہے کہ کہیں کہیں اس میں ہام کا پہلو بھی پہلا ہو گیا ہے لیکن ناکب کا اس
ہام کے مذاق کا درستہ اپنے شاگردوں میں صرف میر بندب بھجوئے سے ہے۔ ناکب
کے خلطا سے اممازہ ہتا ہے کہ بھجوئے کی میرا صاحب کا اگر ہرے لے لے کر کرے
تھے۔ ایک دوسریں صاحب کے ہر بڑے ہر بھار انکل آئا۔ بھجوئے نے ناکب کے ہام خلط
میں اس بھاٹے کے اسے میں انشا پیدا زی کی چوگی۔ ناکب جو اس سکھتے ہیں:
 - راکب غرب سو سلطوم کے چڑھہ نواں ہے بھاسا الکلام ہے، تکم کو سرایا
آڑائیں گھنوار جنم پہنچا ہے؟

بھروسے نے سیریں صاحب کے بارے میں ناکتب کو کہا کہا۔ ناکتب کا اموزشگر نہیں تھا، اسی مضمون کو کہا رکھتے ہیں:

”سیریں صاحب کی تحریری چھاپاں کے سختے کا نامہ میں وہ نہیں۔ تمہارا
وہ جایا ہے۔“

باقی سیریں صاحب کی تحریری ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء
”میں جس سیریں صاحب کی سرال خی۔ ان کی یہی ولی آئی ہوتی تھیں۔ ناکتب سیریں مبتدا
کی بھروسے کے بارے میں رکھتے ہیں：“

”اگلی ۵۰ یومنٹ پنڈت نہیں کیا، یومنٹ پنڈت دہری کی ایوسٹ پنڈت صدر ہیں،
یوسٹ کشہر ہیں۔ ان کی زیارت نے ستم براہ کر رکھا ہے：“

باقی سیریں صاحب کی تحریری ۱۳ دسمبر ۱۹۴۷ء

ایک ناکتب نے لکھا،

”سیریں صاحب کی تحریری کو سیریں پر صدماں ہوں۔“

باقی سیریں صاحب کی تحریری ۲۹ جولائی ۱۹۴۷ء

ایک دلمہ برمیں صاحب کی تحریری کے مگریں تھیں۔ تھریوں نے ناکتب کو اس کی اطاعت میں
ناکتب کے انندوں میں کا اک اک سرخ آگیا۔ لکھتے ہیں:

”سیاں کبود نامہ اسی وہاں مبتدا میں کرتے ہوئے چشم بدار ایسی چڑھتے کہ
جس کی کوئی لگائی کرے؟ تھادا منہ چشم بدار کے وہی کبود ہے چشم بدار
یعنی متابک آنکھ کو کہتے ہیں۔ اسی کو اپنے اپنے نادی دیکھتے رہتے ہیں۔
تم گوار چشم بدار کو کیا جاؤ؟“

باقی سیریں صاحب کی تحریری ۱۰ کل ۱۹۴۷ء

ناکتب نے ایک دلمہ برمیں صاحب کو سمعا کیا۔ انہوں نے جواب نہیں دی۔ ناکتب نے

بھروس کے نام خط میں جواب کا لفاظ لکھا کیا۔ نالہ بھروس یہ بات سیر صاحب سے کہنا بھول گئے۔ ناک لے بھروس کے نام خط لکھا اور اس بھول ہالے کی غلکابت۔ اس پھر بھروس کے ساتھی کی

“ من کیا کیا ہم خوب ہیں کہا تو ہم جتنا ہمیں اُدھی کہا ڈھونٹے۔
تم ان سے خواہش دھال کرتے ہوئے ڈر، سیرے خود کے جواب
کے باپ میں کیوں بھیں کہتے۔ ”

نام سیر صاحب کی بھروس

صرف ایک بار ناک لے اپنے خط میں بھروس کو ایسی صاحب کے بلے میں
ایک بھروس اس بات سمجھیں۔

“ جائی! تم لے بند کو کیوں آلتے ہیں۔ تب کو کہیں چڑھنے دیا؟ کیا بدل
سیر صاحب کی صحت میں ایسا خدا جو تم ایسے آتے؟ کیا تباہ
بکرا آتی تھی جو اس کو روکتے ہوئے شہرتے؟ ”

نام سیر صاحب کی بھروس

ناک اسال بستون کا بہت احرام کرتے تھے۔ اخوبی سیر صاحب نیال، بہتر کو
ان سے کوئی لیکھتے ذہر میں کے کسی کی دل آندری ہو۔ اس طرح بھر کوئی ایجاد
کرنا جس سے ناک کو ذہنی سمجھیت ہوتی تو وہ طرز و خلافت کے بودھے میں بندھا گی
یا اپنے بندگی کا اظہار کر دیتے۔ سبیں بھی ایسا جیسی ہوا ہے کہ ناک محسوس ہے اسی پر برس
تھے ایسی لکھن ایسا بہت کم ہوا ہے۔

مرا ہر گھنیا قتلے۔ بردے اسواریں گل کی مثالیں میں کسی دستاد کا صھی
نکھر دیا۔ ناک کو یہ بات ناگور گزدی اور اخنوں نے اپنے طریقے نیر کا خواہ تختہ کو
اس طرح بنالا۔

۔ ہے یہ اگر آپ استاد کا صوت نہ سمجھتے تو ہم بڑے امدادیں ملے
کو کہا سے کہا ۔

بام منا ہر گوہی نظر ۲۲ جلال مختار

لواب ان الدار الخلق کو کس لئے تاکہ کے وفات کی خاطر خبرے دی۔ الخلق لے بہت
جن سے تاکہ کو خط پست کیا تھا۔ جب یہ خبر لاط ثابت ہو گئی تو تاکہ کو خط کھا
اور اس میں اس اٹھا کا جی ذکر کر دیا۔ اس داشتے پر تاکہ کا نام ان اللہ املاحتی کیے
”آپ کی پہنچ کے کیاں نہ فریان ہاؤں کہ جب بک سیرا منا درستہ
سیری لبردی۔“

بام قاب ان الدار الخلق

ملکاکہ کے صد ایک سو سو میں دلی آئے ہوئے تھے اور تاکہ سے تغیر وابس
پڑے گئے۔ تاکہ کی آنکھ اس سے خوبی نہیں۔ فرشی نبی کلش هفڑ کو سمجھتے ہیں:
”اگر آپ سے دینے میں بھی کیلے، خاتمات ہو تو خدا ہے جو کہ اسد اللہ
و دنیاہ بعد ستم مریض کرتے ہے کہ وہ زندہ ہوا تو کہیں کریں آپ سے
لکھوہ کر دے کہ جسے مل کر آپ نہ گئے، مگر ہم انسوں کہتا ہوں کہ بجکہ
خیر کی نہ کوئی صورت تحریک کو پہنچا۔“

بام فرشی نبی کلش هفڑ

ما تم کیک شہزادو

بندوستان کے چڑا دنہا سالہ براۓ جا گیر ہاری نظم میں ایسا بارہا ہوا جائے کہ
مکون تھا بہل الہ کی ایک فلوٹ (پنی فلامن) تھا جس کے اس جذبہ کی وجہ سے اتنے رہا
کہ نہ سروخ کیا اور کچھ بھی ہوئے۔ جن حکومت کی اگر تھر اس کے ہاتھ میں اگئی کچھ ہوئے

بکھر میں اس کے نامدان بیش رہی اور جب حکومت خارجہ کے آن و گوں کے
ہاتھ میں آئی جمیون لے اقتدار اپنے قوت بادو کے لیے ماحصل بیس کیا تھا اگر
بھی بیس دیٹھے جس باقی تھا تو وہ دولت اور طاقت کے نئے گونیا وہ دن برداشت
کر سکے اور رفتہ رفتہ حکومت کی اور خارجہ کی بستی تھیں ہو گئی۔ ہر کم یہ غریب ہے اس
خارجہ کا بگلی خریروں، خرض صدیوں بکھر کیا طرح دھڑائی جاتی رہی۔ اس
کیاں کے کوئی دوستیں جنہوں کی نزاویں بھی نہیں اور وہ جزا اور جسی جو سمت بڑی
طاقت ہے اگر ہندوستان آتے خیں جمیون کی اس نبیلی کا اثر عام ہندوستانیوں پر
بہت کم ہنا تھا۔ صرف جمیون کے وقت اکب سہاب خون آتا اور گز بہا اور بھروسہ
بکھر اس طرح مسلسل پر آ جاتا۔ حکومتوں کی تبدیلیوں کا اثر ہندوستان کے تین انواع
پر اعلیٰ خواہ اس وقت پڑتا۔ جب نائی قوم مستقل طور پر ہندوستان کی یہی حکومت اختیار
کر لیتی۔ اس طبقے کے بکھر اور ساقو جو علم اور جو بکھر اور نظر ہندوستان آئی ہے، وہ
ہندوستانی بکھریں کچھ احتالہ اور تبدیلیاں تو خبر کرتا رہا۔ لیکن وہ جنیاں بھروسہ
بے ہم ہندوستانیت کو سمجھتے ہیں۔ ہر جاں بقدر ہی۔ — بکھریں ابتداء میں ہندوستان
میں صرف تجارت کی طرح سے آتے خیں۔ ہندوستان پر حکومت کرنے کا نہیں کوئی
بعد نہیں آیا۔ اگرچہ اپنے ساتھ صنعتی نظام کی بکھریے کر آتے خیں، اس لیے نہیں لے
فیر بکھر طلبی پر صفا ثابت۔ تبدیل۔ الگانڈھیاًت کی طلبہ ہندوستانی زندگی کو مناثر
کرنا شروع کر دیا۔ اگر بکھر کے ساتھ وہ جدید علم بھی نئے بولشاڑیاں میں بخوبی لے
حاصل کیے تھے افسوس علم پر ترقی یا فنا صنعتی نظام کی بناء تھی۔ لیست ایسا کچھ کی
انداز کے ساتھ صنعتی بکھر کے اثاثت میں ہندوستانی وہیں پر بڑھتے گئے۔

نیک بے جب بوش سنبھالا تو مشتری اور بکھری بکھری جنیں تھیں اور پہاڑی اقتدار
تیکٹھ اور تصادم شروع ہو چکا تھا۔ لیکن میں اپنے تعلیمی «» کے قائم پر بچکے تھے۔

جہاں غربی علوم کے ذریعے خرچی انسام نظر کی بیداری ہوئی جاری تھیں اور وہیہا ایجاد کا
کام نظائرہ کر کے پندرہ سال ان ذہن کو صبرت اور اس کثرتی میں مبتلا کیا جائیں تھے۔ صبرت
کی مزید آہنگ ابھری۔ پرانا قاب کی تکریٹاً خوب سے تاثر ہونے والے اس ذہن کی
شان دیتی کرتی ہے۔

ناک کے دیکھتے گی اور سمجھتے ایسے اہمیاتیں نے ایک بڑی صحت اور طاقت و
بڑائی حکومت کی لشکر اختیار کرنی۔ اس تھی حکومت کے سامنے پندرہ سالی تکریت
پڑھا، ڈال دیئے۔ پندرہ سال کا آخری مغل شہنشاہ جہاد شاہ نظر عضن نام کا اوصیا
لے گیا تھا جو دراصل انگریزوں کا پیش نہ ہوا۔ اب تو طبقہ زندگی کے شہنشاہوں میں
تصوفات کی گزاری اور توانی سے محروم ہو چکا تھا۔ سلطنت ہر ایک سکھ ناطق اور جو دو کو
نالمحظی، بھٹاؤںی ساری راں کے بیٹھنے ہوتے انقدر لے پندرہ سال کے اخراجیہ کو
یقین دکا دیا تھا کہ وہ ذات و دوستی جب ہر اے ہام مغل حکومت کا چڑائی جو گل چڑائی
ناک اپنے ایک شاگرد فاظیں عہد الجیل جوں کے ہم ایک خط میں لکھتے ہیں :

”مشاعرو یہاں شہر تی کیسی نہیں ہوا۔ قلے میں نہیز او گاں تیہو ہے جیج ہو کر
کھلڑیں بخال کر رہتے ہیں۔ دیاں کے صورتہ طری کو کو کی کیسے گا اور اس پر خرل
تکوکر کہا سببہ ہے گا۔ تیکی اس سختی میں جیا ہوں اور کسی نہیں جملہ اور
یقینت مل دے چکا ہے۔ اس کو دوام کیاں؟ کیا سلام ہے اب کے ہی
ذپر۔ اب کے پتوں آیندہ نہ ہو۔“

(۱۹۵۸ء)

غمبا اس عہد کے ہر ٹھوڑے صاف اور اینا لیکن جوہ اور بے جس اسلام کے طبق کی آزاد
ہے، اگر یا صرف ناک کی نہیں بکھر پہنچے سماج اور پورے عہد کی آزادیے۔ ناک
ایک طرف غربی علوم، مغربی تحریر اور سائنسی ایجادوں کا کھلے دل سے مستقبل کرتے

یہ اور دوسری طرف جنگل اور لال بولانوی سا مارچ کے بڑھتے ہوتے تقدیر سے واقع
ہوا فسروہ گیا۔ جب ایک اور اپنی لے ہو تو پر تبعد کیا تو ناک کو دل مدد
کرو۔ ایک لمحات میں سمجھتے ہیں :

نہایا سا سب ایو ہے، انکر بیگنا نہ عین ہوں، بھوکو اور بھی المیری وال
کردا بکر ہے کہا ہوں کو حنت آنحضرات ہوں گے وہ الی بندج الخسروہ
وال نہ ہجتے ہوں گے۔ اللہی اللہی یے ۔

بزم قدم گھرائی ۲۳ فروری ۱۹۶۸ء

ناک کی ناری اور اندرا ادب پر گھری نظر فتحی، اخون لے اپنے مدد کے مردم
علوم مختاریم۔ اعلیٰ قیامت الحسون بخشش، بحیثیت اور طب کا باقاعدہ دسجی میکن
غیرہ بہت صفات اور خصوصیات کا دعا۔ اگر لہ تمام شریل طوم ہے پھر یہ تقدیر ماحصل کر لیجئے،
تب گئی نئے حالت کا گیج اور بھل تجزیہ کرنے والے کہاں ہے ہوئے، کیونکہ مخصوص
نظم اور اس کے سہارے ہجتے ہوئے بولانوی سا مارچ کے تقدیر اور اس کے وہ
رس اخوات کو سمجھنے کے ہے یہ علم کافی نہیں ہے۔ ناک بشری تہذیب کے ملنے والے
اس کے زوال کے قائم گزد ہیں۔ جو کہ آنہ ہوا کے یہ اخون نے اپنے ذکر میں
کو کھلا سکا ہے، اس نے دو شریتی اتفاقی تہذیبی کرتے ہیں اور نئے نظم کا
انتقابل ہی۔ ناک اس راز سے واقع نئے کو سلسلہ نہادیت کی تکمیلی رنگ آتا
ہے اور اس کے درست اور ارشل ہو چکے ہیں اور اب کوئی حالت پڑیں کو وابیں نہیں
اُنکی۔ وہ اس حقیقت سے کوئی آسف نہیں کر زوال کی آخری حدود کو ہجولے
وال مخلک حکومت یا چھوٹی چھوٹی نور ملزد صوانی حکومتیں انگریزوں کے ہوتے ہوئے
وقدر کو رک نہیں سکتیں۔ ناک اور طباطبی طلاقی سے ایوس ہو چکے ہوئے، اس
لئے کسی بھی دو اس نئے نظام سے اپنی اسیدیہ پر وابستہ کر سکتے اور اس کے لئے اُن کا

روفاداری بھی خشم تھی۔ وہ ایک طرف تیاد شاہ سے قربت حاصل کرنے کے لئے نام
خانع استعمال کرتے لفڑاتے ہیں اور دوسری طرف فصیدے کھوکھو کر انگریز افسوس
کو بھی خوفی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مخفیہ کے ناکام انعام سے قبل ناکب نے
کوشش کی جھی کر کر مظہر سے براہ راست ابطح قائم کریں۔ انہوں نے ۶ نومبر ۱۸۵۷ء کو
یک تصدیق دیا۔ انہوں کو بھیجا شناہ اکبر کو مظہر کی خدمت میں میل کیا جائے تھی
کے ساتھ ناکب نے دلائل کی جس کی احسن مکمل کی طرف سے بھاطب عطا ہوا اور
آن کے موجودہ نظمت اور پیشہ میں اضافہ کیا جاتے۔ اسی خط و کتابت جاری جھی کر
مخفیہ کا نتیجہ روپنا ہو گیا۔ جب کب ہندوستان کا پردہ بھاری میں، ناکب تعلیم جاتے
سے اور جب ہندوستانوں کو شکست ہو گئی تو ناکب انگریزوں کے ساتھ رہ گئے۔

ناکب سے درستجوں میں انہلا بھیں کو یہ بنا بھا کیا ہے۔ وہ تو ایک ہے
کہ اس وقت ہر شخص اپنی چاند اور آبرو بھانے کی تکمیر ہے اسی ناکب نے جس وہی کیہ
لیکن اخلاق کے بعد ناکب تقریباً بادہ بہس اور زندہ رہے اور ان بادہ بہوں میں
انہوں نے اپنے روزگار، مزینوں اور سانگروں کو بہت بڑی تعداد میں بطور ملکی،
لیکن کہ اسی خط میں مغل بخوبی کے نزدیک اعلیٰ المریض نہیں کہا مغل بخوبی کے
آخری ناجدار اور ناکب کے مریل اور مسٹن بھاری کا مظہر کا انتقال ہوا تو ناکب نے
بھروسہ کو کھوا۔

۲۔ نومبر ۱۷ جولائی الاول سال مال بھی کے دن ہو مظہر سراج الدین

بھلہر شاہ تید فریگ و تید سہم سے رہا ہے۔ اتنا بٹوڑا حق ایسا

ڈاچھٹوں۔

بنا میز بھی بھوپتا ۶۶ نومبر ۱۸۵۷ء

ناکب کا بیان کی جسی چندے اور اس سے ماری ہے حقیقت یہ ہے کہ ناکب کو

سخن سمجھت کے نتائجے اور بہادر شاہ ختنگی گرفتاری کا پھر زیادہ غم تھیں تھا۔ احسان
و قول ان کے فلم خدا کو سمع دینے کے ناکام اغذاب میں جان والی داموس و مکان و
آسمان و زمین اور بہتر سماں صراحت گئے: ناکب کو وہ اصل ولی، الی ولی اصل توادیتی
تباہی کا لام تھا۔ اسکے نتائج میں اکام اغذاب خلود نول سے کم نہیں تھا اور ناکب اس کے
شہد ہے تھے۔ اب ناکب کی زبان اس قدر خوب کی دستیان تھیں:

سیرا امال بھلے سیرے لدا اور نداد دکے کوئی بھیں جانا۔ آؤ کی کفرتے
غم سے بھال بھلاتے ہیں، اخلاق جاتی رہتے ہے، اگر اس جو جنم فرمیں بھری
قوت سنتکرہ جس فرق اُگیا ہو تو کہا جب ہے بکر اس کا باہرہ کن بخوب
ہے۔ پوچھو گوئم کیا ہے۔ فلم مرگ، فلم فراق، فلم بندی، فلم عزت، فلم مرگ۔
بیٹ تکڑے تاہماں کے سلطان نظر کے ایں شہر کو گلن ایوں، مختلف الدوڑ،
سیرا صرالدین، مزنا ما شیر گیگ سیرا جانانی، اُس کو بیٹا احمد مزنا مائیں ہر س
کا کہہ، سلطانِ خاں این اعظم الدوڑ، اُس کے ودھیئے بھٹنی خاں اور
لڑکنی خاں، قاصی فیض اللہ کیا جس نون کو اپنے عزیزوں کے بیار نہیں
جانا خا۔ اے وہیں گہا بھیم میں الدین خاں، سیرا مہرسن بکتیں،
خترا الفلاح کو کہاں سے لا کیں۔ فلم فراق میں مزنا، بیوت مزنا، سیرا جو میں
پیکر ملزا تھیں اسیہا صاحب، دھاں کو جو چڑکے، کاش، جو اکر جو اس
ہونے والی خوش ہونے گھران کے ہے چنان، وہ خلو اور لہ، جہاز اور
اکبر کے مدل کا جب تصور کرنا ہوں کیونکہ تکڑے پختا ہے۔ کہا کو جہ
کوئی ایسا کہ سکتا ہے گریں ملی کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ ان امانت کے
غمیں اور زندگی کے فراق میں حالم بھری اظہر میں تصحیح و تکرار ہے:

عزمیوں دوستوں اور اگریوں کے نسل نے نائب کے دل و دماغ کو اتنا سائز کیا تھا کہ اگر وہ نیر سول قوتِ ارادتی کے انسان نہ ہوتے تو پاکی ہو گئے ہوتے۔ خوب ہوتی، بادی کا تم تھا ہی لیکن دوستوں اور اخوندوں کے نسل اور تھا ہی نے مگر ان کے دل و دماغ کو من فر کیا تھا مگر ہرگز بال تھت کے نام ایک خطا میں نائب بھختے ہیں ।

”کوئی نکبے کہ تھا ہی بے موقی اور تباہی کے غرض میا ہوں جو دو کو بھجو ہے، اُس کا بیان ناصالح گرائیں بہات کی طرف اشارة کرتا ہوں۔ اگرچہ کی تمام میں سے جو ان دوستوں کا لوں کے باختت نسل ہے کہ اُسیں کوئی میرا اسہد گاہ تھا اور کوئی سر اشغیں اور کوئی سیرا دوست اور کوئی بھوار اور کوئی بیڑا سٹگرو۔ ہندوستانیوں میں کہوں گے، کچھ دوست کیوں ناگری کیوں شرقی، سورہ سب کے سب تک میں مل گئے۔ ایک جزو کا ہم کیا ساخت ہے؟ جو اتنے عزمیوں کا، تم دار ہو۔ اُسی کو زیست کیوں نہ دلخواہ ہو۔ اسے اتنے پڑھ رہے کہ جو اُب تک میں میوں گا، تو میرا کوئی دلتے دلا جی ڈیگڑا۔ مَنْ يَأْتُوْ قَرَأَ اِنْتَ وَمَا يَعْلَمُ“؟

نام ہرگز بال تھتے ہیں جو دل مخفیاً

اگرچہ فائیں دل کی حیثیمِ ایشانِ حلالیں اباحت ہے۔ کمالِ بھاڑی سے حلالیں پہنچتا نائب کے دل و دماغ پر پہنچ رہے ہے۔ ان ہماروں کے اباحتے ہالے پر نائب کی سے تھے لیکن بعضِ انتہائی سستے سبے کے سماں کوئی پارہ نہیں تھا، جائیں سبھی سے لے لیج گئی تکمیل کی حالت نائب کی تباہی سنبھلے ।

”پہنچوں یعنی سدار پوکر کنوں کا دل دلات کرنے لگا تھا۔ سبھی جایں ہتنا کہا ماتھِ گھاٹ جوانے کو ملنا۔ سبھی جایں سے ماتھِ گھاٹ دیوانے

تک ہے ماں غیر ایک صحرائیں دوقہ ہے۔ بینتوں کے ڈھینے پڑے ہیں،
 وہ اگر اخدا ہائیں تو بُجُو کا مکان ہو جاتے۔ یاد کرو، منہاں کو ہر کے ایسے کے
 اس جانب کو کتنی ناسیب تھی، اب ایسے مجھے کئے ہوں کے برابر ہو گیا۔ یہاں
 تک کہ رہا گھٹ کا دہانہ پندہ ہو گیا۔ نصیل کے لگنے کھلے، ہے ہیں
 بال سب اٹ گیا۔ کچھ بی دہانے کے کھال تم دیکھ گئے ہو، اب اُڑیں
 سڑک کے دستے لگتے دہانے سے کافی دہانے تک سیدان ہو گیا۔
 پھر اپنی کشو، دھونی، والدہ، نام میں گنج، سعادت خاں کا کھڑا بیکیں
 کی بلی کی جوئی نام میں داس گوام دلے کے مکات ساصل نام کا
 باش، علی، ان نام سے کسی کپنہ اپنی ملکہ خضر، اپنے سمرا ہو گیا تھا۔ اب
 جو کوئی ہاتھ سے اور ہال گوہری ایاب ہو گیا تو یہ صحراء ہمارے کرہ
 ہو جائے گا۔ اللہ اکبر! اول شری، اور دلی ولے اب تک بہار کی نیان
 کو اپھا کے ہاتے ہیں؟

نام میر مہدی بھروسہ

زد اجماع سہر کا عالم بلا خطر ہو:

جامِ سہر کے گز بھیں سمجھیں شہر گول سیدان تکے گھر۔ دکانیں، حربیوں
 لمحاتی ہائیں گی۔ دل ابغا۔ لیا ہو جائے گا۔ ہے نام اللہ کا۔ خالاں چند
 کا کوچہ۔ شہر بولا کے ہو گا۔ لیے گا۔ دراول عرض سے پھاڑا ہیں۔ ایے
 ہالی خیر و مانیت ہے:

نام میر مہدی بھروسہ

اگرچہ اس بخطاب ناک تے بعض واقعات بیان کئے ہیں، لیکن ”ہے نام اللہ کا۔ الـ
 ہالی خیر و مانیت ہے۔“ نکو کرنا کتاب لے اپنے زہن کرپ کا میں امداد کر دیا ہے۔

لیک اور خط میں تاکب نے دل کی ادبی اور تہذیبی زندگی کی بربادی کا کھرا لئے
الغاظ تھا کہا ہے کہ وہ خط اُندری مرضی بن گیا ہے تھوڑے مطہریں تاکب نے اپنا کلبہ
ٹھکان کر کر لایا ہے۔ سمجھتے ہیں ।

۱۰ میاں سیدنا وہ آزادہ دل کے ماضی دل دادہ۔ فتحہ ہوتے
اور پرانا کے ہے جائے صد سے کھسو گوہما کہنے والے۔ خ دل میں
چور اگر م، خ آنکھ میں میا و فرم۔ نظام الدین مسٹون کہاں، ذوق کہاں،
تو سیخ خاں کہاں۔ اکب اُنزوہ سونا سوش، روسا تاکب، دہبے فروہ
دہبیش اُنچن اُردی رجی نہ سخن والی، کس بہتے ہے تباہی؟ اے دل!
وابستے دل! ا بھاؤ میں بہتے دل!

یامیر مہدی الحجۃ ۲۲ میں ملک

غُر بھر کا تو نے پیمان و زبان اندھا تو کیا

تاکب کا نظم اور شرودنیں اپنے اظہار پر ہیں تو پہلی تقدیت حاصل ہی تھی لیکن
اگر کسی کی وفات پر تعریقی خط لکھنا ہوا تو انہوں نامی بحکم کہ سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس کا
سبب ہے کہ تاکب نہست کے ذکر سے بہت گمراہتے ہے اور شاہزادی کی تعریف کے
لیے اخیں مناسب اخلاق نہیں مل جاتے۔ اکثر تاکب بہت محکمہ ای امداد میں اعزیزت
کرتے ہیں اگر کسی دوست اداگروں کسی کی محنت کی خبر دیتے ہیں تو کم سے کم الفاظ
استعمال کرتے ہیں۔ بیس اُنگان کو تعریقی خط لکھنے میں تو سب توسل کی تاکیں کر کے چھپ جاؤ
لیتے ہیں اس طرح کے اعلوں میں اکب اور بات ایسی ضرور تکوڈتے ہیں ابھی سے
حکومتیں کے دل کا ڈوجہ لکھا ہو سکے تاکب کسی کسی دیسے اظہار میں بھی عراج سے کہم لئے
ہوئے الظراء تھے جو اخیوں نے یا تو تعریف کے طور پر لکھا ہے جو اس کسی کی محنت کی

کس کو اخلاق نہ دی ہے۔ ویسے تحریق خاطر چند ہیں جو تائب لے جائیں کے سارے
لکھے ہیں۔

تائب نے عاصی طبیل میرانی علی اس لیے ان کے بیشتر دعویٰ اور تحریق اُنکی
نندگانی اور اذمات پا گئے۔ ہر سو فرد اُنکے ہاتھ افتاب میں ان کے بہت سے دعویٰ
اٹھتا اور مدد و رغبت ہوتے۔ اپنے انسانی کے سنتے ہر کوادیے گئے۔ شاید ہیں وہ تو ہی کہ تائب
موت کے ذکر سے محشر نہ گئے ہے۔ ہاں اپنی موت کی خواہش کا اعلان ہے۔ بد کیا ہے،
بلکہ ترسے لئے کر کیا ہے۔ ایک اعلیٰ میں اس خواہش کا اعلان رفاقت دیوبندیوں میں
اس طریقہ کرتے ہیں:

”ندگی سیری کب تک؟ سات بجئے جاہد ہو جیسے مال کی خدمت کے۔ اسی
بجئے تک اپنے آنکے ہاں جاؤ ہیں ہاں۔ راہ میں درود کی تکڑی پالیں
ہیاں۔ اسی جانے کی شدت اُنگریز کی موت۔ نوکم کا خوف دلمبر کی خطر۔
در کائن کا کراہی دیتا چاہے احمدہ کی پڑا خریخنا پڑے۔ دگوشت۔ گھنی سرگاؤں نہ
روں لیں کیوں اول۔ ماظم نور اور صاحب سرہ۔“

”اہب ایں اُنہوں سے من ہم خوش است۔

تو یہی اُنہوں صرا ہیں مال۔“

بام لوب حسین مہما ۲۶ دسمبر ۱۹۵۵ء

الاں نسبت کیوں اس طبقہ کی ہے کوئی کہر نہ اپنی موت کا لازم تو ہیں اُنہوں لاری
کے ساتھ کی ہے تکنی ڈب دوسروں کوں الاقریقت جیسا ہوا دیکھا ہے تو نہ اسی نیافت اُنظر
آئے۔ تائب ایک بخطابی لکھتے ہیں:

”کچھ لا ایں بخسی ہیں۔ سیکھوں بکھے ہزاروں دروست اس باعث پر ہیں
مر گئے۔ بصوصاً اس خفتہ و آخرت میں تو شاید کوئی سیرا جانے والا زخمیاً“

پر گا۔ اس راہ سے بھی کوئی دوست اب ایسی بہت غیرہ ہیں واللہ
دعا مانگتا ہوں کہ اب ان احیائیں سے کوئی سیرے سائنس نہ ہے کیا
معنی کر جو ہم ہوں تو کوئی سیرا یا ذکر نہ ہو ۹۸ اور مجھ پر مردنے والا بھی تو دنیا
شکار ۹۹

ہمام حکیم نامہ تہذیب خان ۹۹

ای یے ناک تحریت اور کھنے سے کفرتے ہیں۔ اس طبقے میں انہوں نے اپنے جذبات
کی سیع و کلاسی نوہب کتب میں خدا کے تم ایک خطیں کی ہے۔ کھنے ہیں :

”چاہنا ہوں کہ کبھی نکھوں۔ مگر پہنچ جانا کہ کیا نکھوں۔ قازم تھا کہ تحریت ۹۸
ہذا ہاتھ فارسی و حیات بیٹھا نکھوں۔ آپ کے تقدیموں کی قسم اہلے قبول
ہ کیا آدمیں گھنڈا، نظراً و نظرًا و اسطہ تہذیب کے کوئی لکڑت ناقہ
سے گل کی طبیع کھل رہا ہے۔ طبیعت راہ دیتی ہے۔ اخلاق اخوندے جانے
کیں سچن پہنچا کیے جاتے ہیں۔ اب نئیں صود، دل پر صورہ، لیاطر صورہ،
جس باب سے خط و صحن فرام کیا ہاں ہوں، وہ سرسریع کے خلاف۔ جس
ہاتھ کا تصور ناگہر ہو، اُس کے نذر اگر سے جی کیوں نہ ہے تمرد ہو۔“

جزم ناک کتب میں خدا ۱۰۰

تہذیب ہے کہ ناک کو دوسروں کی بہت کا (کریمہت ہاگوار گئی) من، ای یے ۱۰۰ ہام
طرب سے تحریج کا دلت لکھتے ہیں۔ متصدر کلامات کیوں کسی بھی شخص کی الفاظا پر مشقی ہوتے
ہیں۔ مثل کے طریقہ میں افراد میں بیکھاراں۔ ناک کے چیز کا انتقال ہونا ہے تو ناک
ان الفاظ میں تحریج کرتے ہیں :

”بیری جوان اکن ادام ہیں گرفتار ہے۔ جہاں اپنے کریمہت پکتا، اب بھا
کو کسی دل تھوڑا کھدا جیتا کے اور تحریج سے نیا ہاتھ و احتمالات کو صورت

وتو قی خدے:

مہا ہر گپاں تک ناک کے عزیز ترین شاگرد تھے لیکن جب تک نکل بھوی کا انتقال ہا
تو ناک نے محرکی افواہ میں صرف اس طرف تعریف کی :

”تمہارا لمحہ بینجا۔ مجھ کو سمجھتے تھے ہوا۔ والی ان بھتے لوگوں کا یہ ایسا ہست
ڈھنڈ ہگا۔ دیکھو ہے میں تو اسی انتی میں گرفتار ہوں صیر کرواد صیرہ کرو گے
ویکی کر دے گے پھر بن ہجت آتی۔ میں کہل دیں ہوں یہ دبھا کر بہادر ہوں۔“
اسی طرف نجعت مال کی نواسی کے اختلال پر ناک سمجھتے ہیں ।

”تھی تعلق اس کی ماں کو صیرتے اور زندہ رکھے۔ میں ہوں دبھتا ہوں کرہ
چھوکری قصت دالی اور حوصلہ فالي تھی۔“

نام بھیم نلام نجعت مال ۱۹ جنی ۷۴

سیاں داد مال سیائے کے اہل لاکا پیدا ہوتے ہیں مرگیہ اس خبر سے بنا ہر ہوڑ ناک کے
زخم ہوتے ہو گئے۔ ناک کے ایسا سات نے پیدا ہوتے ہیں لیکن پندھہ بھتے سے زندہ
کوئی نہ ہے۔ ناک سمجھتے ہیں ।

”نمہارتے ہیں لڑکے کا پیدا ہجہا اور اس کا سماں اصلاح ہو کر جو کوڑا فوجاں دفع
کی حقیقت ہوتے پہنچو کر اپنے برسر کی لڑکے سات نے پیدا ہوتے۔
لڑکے گدھ اور لڑکیاں میں اور کسی کی الرندا جیسے سخنیاں ہیں ہوں، فراہمی
جو ان ہو جاتی نہیں صیر اور تم اپنے دل دے۔“

نام سیاں داد مال سیائے ۲۵ جنی ۷۴

۳۴ ناک کے اہل ایس کے بھلوں کی بعض ایسی مثالیں ہیں جس میں ناک نے
بہت بخشندر طور پر جن محرکی کیے ہاں کی کوت کی اطاعت دی ہے لیکن وہنے مخصوص
مکون سے طلب کر کوئی سوچیں نہ کر دیا ہے۔ غشی بھی ایسے کھیر کی بھر جا رہے ہیں تو

نکب کر داصلی شوئیں ہو لگتی مطہریں میں ان کی صست کے ہے میں صفات کیا چک
ت خبریں کردہ اصر کر پیدا ہی گئیں۔ یہ نماون ناکتب کے عزیز ترین درست خشی بیانیں تھیں
کے ساتھ اسے خلیل مبدأ الخطبت کی ہوتی تھیں۔ حکیم کے مشتے سے ناکتب کو خشی مبدأ الخطبت
اصنان کی جیسی دلوں کا ہبہت خواہ رہتا تھا۔ ان نماون کی وجہ اسی کے وہ ان ناکتب
عکبر سے ان کی نیزت معلوم کرتے رہتے تھے۔ ایک دن جب ان کی صفات کی خشنی
تو ناکتب کو دلی صدمہ ہوا۔ ہمان پہلے انتہائی تفسیر گرقت ایز الدنیز میں اس طبع تعریف
کرتے ہیں :

”اے بے اہو نیک بخت نبی۔ ناشی ہو کر تمہرے اہو اس کی ساس بپر کیا گری
ہو گل۔ لیکن تو ہاتھ بھی نہ ہو گل کر مجھ پر کیا گزی۔ لیکن شاید یاد کرے گا اہو
پہنچے گا اک اہل کتاب ہے، اس کا پوچھنا اور تم کو ملا کے گا۔ ہر ہمارا چیز
جس سخن ہے۔ تم کرو، اتم کرو، ردو پڑھو، آخر نون بھی کہا کے چھپ رہتا
پہنچے گا۔ جن تعالیٰ مبدأ الخطبت کو اور تم کو ادھر چھوٹوں کی دلی ہو جس سچھوٹوں
کو صفات رکے اور احمداء و امن مطرفت و آخر فی صفات ہیں ان کو
پالے“

بهم خشی بیانیں حکیم ۔ حکیم بر عقبہ

نکب کے ایک درست تبلیغ میں خال کا احوال ہو گیا۔ ناکتب کو ہبہت صدمہ ہوا۔
ایک لاطاں ان کی صفات کا ذکر صرف ایک ہے اور ایک شعر کے ساتھ کیا ہے لیکن بعد
ٹھوڑا انداز میں :

اے اے بیرون خلیل میں خال اے اے اے ।

خلق و صراحتیم نہ کرو
بدریگی ام نظر نہ کرو

بیان مزنا ہرگز بالتفہ ۲۲ شعبہ دسمبر

مزنا ہرگز بخوبی کے حوالوں والے بیٹھے پڑھے گئی کہت کی خوبیات سے
نیکی کی تحریر کو اس طبع دیتے ہیں ।

یہ ذہب کو ہے، گوتم کو تند کی جی کو نہ ہے، تھہر کو، اس کا لالا ہے،
مرگیا۔ اے، اس کو ہم کے دل پر کیا گزی ہو گی ।

چ کند ہندو کو گوئی نہیں طے کیا ہے ।

چ کند گوئی کوئی نہیں چو گوئی ।

بیان نشی نبی نہیں تحریر ۲۲ دسمبر

تحریت کا کوئی ہم طور پر جن کی اخلاق کا مستہل کیا جائے، ناکارے ان
انداز سے جو احکام گیر کر کے تباہ الدلائل اخیذ کرنے کی کوشش کی ہے۔ تدبیجیں اور
اصناف کی واسو کا انتقال ہو گیا۔ ناکارے صاحب، ناکارے کے شے دار بھی تھے اور دوست
بھی تھے اور تحریت کے ساتھیں جن سکھ تھیں۔ اس بے ناکارے کیکی احمد
انہیں کرتے ہیں اور انسانی جوہت سے کام لئتے ہوئے لکھتے ہیں ।

بھائی صاحب! آنا کیکے سوچیا اس کو ہیگم صاحبہ قباد کے انتقال کے باپ
بیان کو کیا لکھوں، تحریت کے داستنیں اسیں ایسیں: اخیز فرم، تلقین سیر
و ناکارے مختصرت: بوجہاں، اخیز فرم تکلب صحن ہے، جو تم کو ہو جائے ا
صحن ہیجن کو ولادت کو ہو تائین سیرابے دردی ہے، جو سائیں فلم
ایسا ہے جس لے فلم رحمت نواب مغلبو کو تازہ کیا ہے، ایسے تو قصیر سیر
کی تائین سہیا کی جاتے۔ رہی دو ملے مختصرت: اس کیا اور سیری دعا کیا؟ مگر
چول کر دی سیری مر ہے اور سیری تھیں، اول سے دو الگ ہی ہے:

بیان ناکارے اسیں اعلیٰ احمدیاں دا نہیں دستے۔

یہت مزا کے نام ناک کے کو بڑھا مخطوط لئے ہیں۔ ان چند مخطوط سے ادازہ
ہوتا ہے کہ ناک کو یہت مزا سے جہت نہیں تھی۔ پہنچان کے پہنچنے کی وفات ہوئی تو
پھر ہوتے بعد والد کا اختلال ہو گیا۔ ناک کو دوسرا سے حادثہ کا دل صدمہ ہوا۔ اس کی
اس رائٹ پر یہ مفت مزا کو خیریت ہمدرد کیا ہے اُس سے پھر تحریزت نامہ ایک دو
تھیں جس کی وجہ سے اس تحریزت نامے میں الہم بر یحودا کی بھی ہے احمد سہروردی محل کی تحقیقیں بھی اور
کفر و اخوب کی جدت بھی۔ سمجھتے ہیں۔

یہت مزا اُسی کیلے کہ جم کو بھول کر نیڑا بہبیٹا ہو گیا اور اگر کھول تو یہ
ٹھیک یا کھول کر اب کہا کرو مگر سبھر ۹ ہے ایک شجاعۃ فرمودہ اینکے بعد
کہا ہے تحریزت یاں ایسی کہانے جیں اور سچی کہا کہانے جیں کہ سبکرو ہے ای
ایک کا کچھ بکھٹ گیا ہے اور اگر اس کے کہانے جیں کہ تو انہوں بھاکیل کر
ذکر ہے گا۔ وہ صلاح اس امریتیں بہت باتیں ہائی۔ وہا کو دھل نہیں، ۱۰۰ کا
لگاؤ نہیں۔ پہنچنے پیٹھا ہمراپ مولیٰ مجھ سے اگر کوئی بچے کہے کہے صد پا
کس کو کہتے جیں تو وہ کہوں گا یہت مزا کو۔

نام یہ مفت مزا ۶۴ سنی سندھ

لواب یہت میں خان ہشم کی والدہ نجع النبی ہشم کا اختلال ہوا تو ناک کے پیغمبری تھا کہ
اسی تحریزت اور تحسین گئی۔ ناک کے بھی کی اسی کیا تھی۔ دیکھنے کے عصر انکوں میں
نہ کام نکالنے ہیں۔

• کی اُس (مزا) دفعہ اسے ازدھ سے نقطہ امنوں ام پر حضرت جناب پالیے
کے اختلال کی تھیں تھیں۔ کیا کھل، کیا کھم، کیا کھم و الحدود کا، ہشم ہوا۔ حضرت کے
تھیں بھتے کا تھوڑا کر کر اد نیازہ تھوڑا ہوا، بھوڈ بھیں بھوں کے ایسے نقدم
تک پھر تی اٹا پیدلا اسی عبارت آتا کیا۔ اداں بیس ہوں کہ آپ

بیسے دل دیدہ در کو تخفیں صبر و شکرانی کروں :

از دستے گلے بے نیا نایدہ ہے
جز آں کہ ہے صدقی دل دلائے کندہ

بہام پونھنگل خال آنکھ ملک

اس بخط میں ناک لے تحریت نامے کے نام رکی اتفاق سے گریں کہا ہے پس انگان کے
لیے صبر پیلی کی ترقی و مطافری نے کی دھا اگلی، مذموم رکے اوصاف جملہ بیان کیے از
ذؤں کے فرقی راست ہوئے کا تجہیز کیا۔ یہ ناک لے کا خاص اعلان خدا کو جہد کی تحریت
ہے قدمے طوفی ہوا۔ تو اس ایں ایسی بھی ہوتیں، جو تحریت نامے کا حصہ ہے
کے اور جزو بہام راست تحریت سے تعلق نہ رکھتیں۔ فواب یعنی علی خالی ہاتھ کے ہم
خطاب اپنی کی والدہ کی وفات کے ایسے ہیں جو اتفاق ہیں، بالی ایسی باد محرک اگر
کی ہیں۔

شاید یہ دنیا میں ایسے خطا کئے گئے ہوں جو تحریت اسے ہیں یا جیسی کسی کی دعویٰ
کی اطلاع دی گئی ہو اور ان میں مظہر مزاج سے کام یا گا ہو۔ ناک جب اس طبع کے
خطوط لکھتے ہیں تو سمجھی گئی ان کی شوغفی ملکی احتجاج لشکر برقرار رہتا ہے۔ مل کی گرفتہ ہوئی
ہے کہ علم اگرچہ مفتین سے اس کے خطوط از زندہ بوجعل نہ ہو یا کیم۔ علی گلشن خال، ناک
کے ساری رئنے دار اور خوبی دوست ہے۔ مگن ہمیں کو ناک کو اُن کی وفات کا صدر
نہ ہوا ہے، ملائی کے نام بخاطی اُن کی وفات کا ذکر کیا تقریبے میں کرتے ہیں اور پھر
اس صدرے کے بوجھ کو بلکا کرنے کے لیے مردم کا ایک ایسا اپسپت خاصہ ہے کہ کہتے
ہیں، مجھے نہ کر کتوب الہ ہے بھی بھیر دہ کے۔ لکھتے ہیں،

- علی گلشن خال مژوم ہوئے چاہ، پر میں چھوٹا خدا۔ میں سلطنت میں پہنچا
ہوا ہوں۔ اب کے وجہ کے مجھیں سے ابھر دل برس خوشی ہوا ہے۔

اُن نے یہاں شوہر سکی خیریاں بنی تغیریز تحریر کا آؤں خدا بکھر آباد
میں بھر صاحب سے ملے۔ اُنکے مکالمت میں کہنے لگئے کہ تین بھائیاں کے
ساتھ بیتلہ ہوڑیک صاحب کے لئکر میں جو تقدیر تھا اور ہو گکرے تو
محالات ہوتے ہیں، اُسیں شامل رہا ہوں۔ بے اہل ہوئے ہے وہ اگر
قیادہ بیکانی اکار کرو گھاڑاں تو سارا بدن بکھرے رکھ رہے ہے، جاہاں تلوار
اور بیچی کے ذمہ میں جو ایک جیدا مخز اور دیدہ ہد آدمی، اُن کو دیکھو رکھو
کہ کہنے لگا کہ قواب صاحبے ہم ایسا جانتے ہیں کہ تم چونقل صاحب کے وقت
میں پاریا خاں برس کے ہو گے۔ یعنی کہ اپنے لئے کہا کہ دستے کھا اشلاں ہمایے
خداشیں، یا مزاواد و مذیں دفعے باے ہے نہ کیجیا را۔

بِنَمَوْلَبِ سَلَامَ الَّذِي خَالَ عَلَىٰ وَجْهِي مُكَثِّفَةً

منِ اَتَمْ حَلْقَتِ تَحْرِيرِ کَبَّا اِنْتَهَا لَوْجَيَا۔ نَاتِكَ لَعْنَرِيْتَ نَاصِيَّيْهِ وَلَمِّقَبَ الْمَازِيَّيْنِ لَكَهَا
کَرَاسِیَّتِ تَكْمِلَهِ وَاجِدِهِ کَا الْمَهَارِسِیَّتِ جَوْجَهَا اَدَدِکَهِ جَمِیْزِ چَمَلَهِ اَسِیَّ
لَکَلَکَ ہو ادَدِ اَنِیَّتِ سَبِرِ وَضِطَّلَ کَا وَصَرِ پَیْہَا ہو۔ نَاتِكَ مَكْتَبَتِ اَنِیَّتِ:

۱۔ ہم کو جہاں پہنچنے چاہیں، ہیں شوہر سکی خیرے، پہاں برس مالپنگ وہ
کی سیکری، ابتداء کے شہاب تھے ایک سرپرست کا ملے پیشہت کی ہے کہ ہم
کو نہ دھننا منظور ہے، ہم مالیہ لئے دھنے چاہیں ایکو، کھاؤ، مزے لالا،
ٹکڑے پلا رہے کہ صری کی لکھی ہو، فہد کی لکھی ہو (تو) سو سیرا اسی حصہ
پڑھ رہا ہے کہی کے ہر لے کا وہ ٹم کرتے ہو اپنے درست ایکی ایک نشان
کہاں کی مریضہ خواں، آزادی کا سکر بیادو، غمہ کیا تو اسکے اسی پری
اپنی گرفتاری سے ٹوٹ ہوتا، پتا جان ادا ہیں، منا جان اسی۔ میں جب
بہشت کا تصور کرتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ اگر منظرت یوگی اور یکتھرہ

اے ایک مرٹی ! احتملت ہارداں نے اس کا ایک نیک بخت کے ساتھ
نیکالا ہے، اس تصور سے میں غیر نا ہے اور کچھا منہ کو آلمی ہے ہے:
وہ صد اچھیں ہو جائے گی، طبیعت کیوں نہ گیرے گی۔ وہی اذرون کا ہے
اور وہی طرفیں کیں گیں جس کی وجہ پر اسے دیتی ایک جوہر بھال، پوش میں
آئی کہیں اور دل نگاہو:

یام منا حاتم مل ہی گی تھر ہون سوچو

غالب کے خطوط



هزارگوپال تغثه

1

1

دوسرے پارکل جس کو تم لے ہے تکلف خطا بنایا کر سمجھا ہے۔ پہنچا۔ دوسرے جو کوٹھا نہ
تھیہ سڑک پر کامیاب کہہ میں آتا ہے۔ تم نے اگلے بیک دو دفعے پر کیاں تھیکھا اور پھر ایک
کھستے کھستے کھسا۔ ایک آرہ دو دفعہ زیادہ ہبھا جاتا تو یہ جاتا۔ وہ جر حال اب مجھے ہے
پڑھنے کیں سماعت۔ اگر کوئی سوال ہے میری نظر نہ پڑھے اور وہ جانتے تو سلوکیں مولانا کیں ہیں،
کہاں میرا مقصود ہے جاننا۔

"بلاز رہے۔ اس میں تاہم کیا ہے؟ لفڑا سمجھ لورڈ چورا تو مجھی ہے۔

مکالمہ احمدیہ

خواهی خود را بهشت افشا نمای که حوال خواهد بود شد

بہبود خوب اور سخنوار۔ میں اُسی وقت تھا جانے کس میں اسی تھا۔ چند خلائق شہنشاہ

وَكُلُّ خَوَادِمَ شَدَّانَ تَرْدِيفٍ وَتَأْفِيفٍ كَعْلَانَ

لطفاً تبہیں بیرونی پکھ مارے ہندو کا تراشنا ہوا ہے۔ جب میں اشتمل آئی
میں اپنے شاگرد کو نہیں پادھنے دینا تو تم کو شتر فارسی میں کیروں کر جانتا ہو گیو
من اجلالِ ایمپریٹرِ الرحمہ خارجیں اور ان کا حکام سندھے۔ میری کیا بحال ہے کہ
اُنکے پاس ہے جسے لفڑا کو نظر کیوں لیکن تمہب ہے اور بہت تمہب ہے کہ امیر
نواب ایران ایسا لظاٹکے۔

مشت بیتن جب فتوحی کے ہال ہے تو باندھتے۔ یہ روزمرے اور ہم
رذہ مرے میں اُن کے پروردگاریں۔ پہلے بیرونی ایک لفڑا کمال باہر ہے دہنہ صاحب
زبان ہو لے میں ایمپریٹر بھی فتوحی سے کرم نہیں :

نامہ! این سخت هزارہ کر گختا، چے سندھی
حق فخریتِ اُنلے شد ام ڈاچہ شد

پہلے زابہ سے یہ سوال خدا کہ ”چہ شد؟“ تراجم شدہ سوال ہر سکا ہے پھر اگاہ
شدو ام ڈاچہ ہیں۔ گھنے کرو ام ڈاچہ ہو گھنے گھنے آن
گناہ یا ”سرای گناہ“ یا ”سرای گناہ“ شدو ام۔ یہ ڈاچہ اُس ڈاچے سے سراہبے ریبا
ہے۔ جب تک ”ہر تو گناہ“ نہ ہو مخفی نہیں بنتے ہرگز ہرگز۔ اعلان دیے ہوئے
شرمی نہیں تو اسی رہا اور ٹھکانی کے محاونی ہو گیا۔ عجب ہے تمہے کرم نہیں ام
لفڑا پر شود کے پیمانہ میں الگو کر حیثیتِ معنی سے غافل ہے :

بانار ڈل خداز چنیت کار

آندھ چ می کنی دلم را

اگلے زبرستی کی بے شکار اُس نے ایک وجہ تھہرا لیا ہے۔ یعنی ”آندھا
محض اور اس اندھے سخا رائے اور آزار اور امورِ معنی اس کی جانب تھا ہے اور اسی حاضر
کیوں“ کے ساتھ پیچہ نہیں آتا ہے۔ غیر وہنے وہ

کند آں آہے دھنی نہم فرداں

شروع یہ پھرے کلام کا ہے۔ بارہم و "زورام" و "سردام" و "فریدام" یہ سب الفاظ ایک طرح کے ہیں افہم صورہ کیسی نہیں ہاں "بودا" و "بودا" و "فریدا" و "فریدا" تھارے عقیقے کی تائید کرتا ہے۔ مگر یہ شوکت کا تھیما۔ مثلث نہیں سے ایک بننگ تھے مولانا مولانا العین: "ماخیان کے وداریم" یہ ترمیت جدا شخص کا ہے اُن کو فخر و فدا و سیرو سلوگ میں سمجھا جاتا ہے، زندگانی کام میں ا پھر ہواستہ شیوه کے برصغیرے یا ان داروں

بجاں ایسا کام یہ صریح تھا کہ کیا کیا کی مسند نہیں جو ملتا۔ یہ تو ایک صورت ہے "کمر" مورا و "کلکھڑا" پر مدد و ہدایت شیوه: مکافر پر مور پا ہوئے مانند مکافر "ٹیشیر" پر یاد نہ رکت و ہبہ تیشیر کبھی نہیں۔ العاصم شرط ہے: تھوار کی خوبی "تیر" کا ہے یا نازکی؟ یہ دھوکہ نہ کھاؤ اور تکوڑ کوناڑک نہ باز جو۔ "خو" میں اور "کلکھڑا" میں نہایت شیہا پاٹا جاتا۔ جانے دو: شعر سے باقاعدہ اظہار۔

سیلا یہ خیلدا لگا۔ سچ اور پیغمبر اسی سمجھی جائے۔ اس میں کس کو تردد ہے؟ مگر لخت اور کاروں سے اور اصلاح میں تیاس ہیں جیسی جمعی جاتا۔ ہندوستان کے بالائی لوگوں کو خود ہم بوجے سنا لیتے۔ آج تک کسی نظم و نثر ناہی میں یہ لفظ نہیں دیکھا۔ حق پر یا، بھوک کسی اپنے، ملکیاں کوں جو لپتے ہیں تو اُن سے دُستا ہو اُس کو گیوں کر لیجے جاؤں ہے۔ پہمیہ صید، امنی کا ہے "پیغمبر" کے اور "پیغمبر" ایک صورت ہے تھی اور مسلم۔ پہمیہ صادری۔ ہم امر۔ اس میں کیا اقتضو ہے؟ کوام خرم پر میسا ہے۔

سوالت ٹھوٹنڈہ ڈھنڈنہ کریں کا جواب تھا دریا، اب اخبار کو دیکھتا ہوں خدا کے مجھ سے کوئی سوال ہاتھ نہ رکھیا ہو اور تم بھی جب ان اور ان طبقی کو دیکھو

تو کوئی اصلاح ہوا اشارہ تم سے باقی نہ رہ جائے۔ غرض یہ ہے کہ اب پھر اس طرف
کبھی نہ ملکہ میں بہت گھبرا آ جوں۔

"تحمیدت" و "رسیحت" میں "نزدیکی درست" یعنی قافی درست ہے، مگر صفت
کا لف سب مٹا دیجو اور یاد ہے کہ صفت سمجھتے ہیں اُنہیں اُنہیں فخر نہیں۔
نالہ
شہزادہ احمد سعید

(۴۱)

ہدایات!

آپ کا ہر طبقی نامہ بیجا، دل میل اگرچہ خوش ذہوا لیکن تاخوش بھی نہ رہا۔
بہر حال مجھ کو سر نہ اُن دو قلیل ترین مخلوقات ہے، اپنا دعا گو سچتے رہ جو کیا کروں اپنا
شہود ترک نہیں کیا جائے۔ وہ روش ہندستانی فارسی تھے و اُن کی مجھ کو نہیں آئی کہ
ہائل بھاؤں کی طرح بکنا شروع کریں۔ بیرون تھمیدت و دیکھو، شبیب کے شعر
بہت پالا گئے اور صحن کے شعر کم تر نہیں بھی بھی طالع ہے۔ نواب سعید اُنکے
تذکرے کی تحریط کو ملاحظہ کرو کہ ان کی مدعی کتنی ہے۔ مزارِ حمزة الدین بہادر جیسا
حکیم کے دیوان کے دیباپتے کو دیکھو، وہ جو تحریط دیوانِ حافظا کی، ہم سوچنا بولیں
جائیں جا کوب بہادر کے مسمی ہے، اُس کو دیکھو کہ فتحا ایک بیت میں اُسی کا حامد ہوئے
کی مدعی آئی ہے اور بالی ساری کی نہیں کچھ اور باتی اور مطالب ہیں۔ والدہ بانوؑ اُن
کی شہزادے امیر زادے کے دیوان کا ریزیاچہ تھا تو اُس کی اتنی مدد کر کر لگاتا
تھا اسی صورت کی ہے۔ ہم کو اور چاری روکش کو الگ بپہانتے تو اتنی صحن کو بہت
بپہانتے تھے لآخری خاطر کی اور ایک فقرہ تھا رے ہم کا بدل گز، اُس کے دونوں
ایک فقرہ اور تک دیلہ ہے۔ اس سے زیادہ سمجھنی یعنی دو روشنی ہے۔ خاہرا تم خود تک نہیں
کرتے، اور حضرت کے پہنچانے میں آہانتے ہوں وہ صاحب تو بیش تر اس نظر و نیڑو

مہل کیسی نے اس را سلطان کے ہون اس آواز سے آشنا نہیں۔ جو فکر کہ خلیل کو
اپنے لئے والوں تھے جانی گئے، وہ لفڑی نظر کی خوبی کو کیا سمجھا گئے؟
پارسے پہنچنے کا لذت بخوبی تھا، کوئی عارضہ نہ ہے کہ جسی کو تم سمجھتے ہو، اور الجیسے بھی
ڈگی؟ ایک لمحہ طبقہ کوہ حسین جانا گیں تھا لیے اور اسے بہت بڑا لہر بہت سووندوں
ملکاڑا اس کا دریجہ میں نامہ بر سرتا ہے، وہ لمحہ ہے کہ پان سات سی رہائشیوں کی اور اس
میں سیر چیپے نولہ بھر جب بھی بھی کوٹ کر خاریں اور اس کو جوش گری؛ اس قدر کہ چشم
پالن جل جاتے۔ پھر اس باقی پانی کو چھان کر، کوری ٹھیکاری میں بھر رکھیں اور جب اسی
ہو جاتے، اس کی بھیں۔ جو فراہم کیا اکرئے ہیں، کھایا کریں۔ پانی دن راتِ حب پاس
لے رہی ہیں۔ تبریز کی حاجت پڑتے، اسی پالنی میں ہیں۔ روز جوش کیں اکر، چھوڑ اکر
د کے چھوڑ اکر، برس ملن میں اس کا نامہ معلوم ہو جو میرا سلام کہ کر کے نہ عرضی کر دیتا۔
اگے اُن کو انتباہ رہے۔

卷之六

1

10

یہ صریح جو تم کو سمجھ پہنچا ہے فتوتاریعِ گلی میں اس کو گراست اور امانت نکتہ
ہے۔ یہ صریح مسلمان حادثتی و تبلیغی کام ہے۔ چار لفظ اور چار بیان واتھ کے مناسب
یہ صریح کہ کرہ صریح کی تکلیف اگر کسی کو اپنے، واقعی و افسوس کا اندازہ

مدد یا جو تم کو "ز" کے لفظ میں ترقی دھواں اور ایک سوکھا سہارا شرط پر تھی تو وہ بخوبی بڑا تمہب ہے۔ یہ لفظاً نیپورے میں بہت آنچھاً میں وسی ہزار بیجٹ کیا ہے جو "ز" اور "ز" کے لفظاً فارسی سے مراد فرمائے جاتے ہیں۔ پس "جاہ" کو اور اس کو کس سے کہا ہے کہ بیرونی تحریک دیے رہی ہے؟ "نایاب جاہ" اور "سکنند جاہ" اور "منظر ز" اور

فریضہ فریل بھی درست اور صرف "جادہ" فریل بھی درست۔ اور ایک بات تم کو معلوم رہے کہ اس پرستے خطاب کو "خطاب سیارہ" کہا جاتا ہے جسے ہمارے سخن و خطاب کے مراد میں پہنچتے تو غالباً "کام خطاب" ہے اور یہ بہت خوبی ہے اور بہت کم ہے۔ تھا ایک شخص کہا ہم ہے: "میر محمد نے ایسا سخن محدث علیٰ بنا" محدث علیٰ بیگ اور اس کو خاتم الانبیاءؐ بھی "خاتم النبیین" موصّل ہے لیکن جب اس کو بیان و وقت "محمد علیٰ خاتم النبیین" کہ دے تو اگر اس کو محدث نہ کہا جائے تو وہ قومِ احمدان نے یہ بنا۔ اس کی خاصیت ہے۔ بادشاہ نے اس کو "محمد علیٰ خاتم النبیین" کہا کہا جائے خوب سیاہ دلکشا" کہے اس کو "بیان دینی" کام خطاب کہتے ہیں۔ اس سے بڑا کو خطا "دو لئے" کا ہے۔ یعنی شماً "محمد علیٰ خاتم النبیین" اس کو "منیزِ احمد" محمد علیٰ خاتم النبیین کہا جائے۔ اب یہ خطاب "دو لئے" کا ہوا اس کو سیاہ دینی کام خطاب "ہیں" کہتے۔ اب اس خطاب پر الردیش "جگ" کی جو تھے۔ مختصر کردہ "محمد علیٰ خاتم النبیین" بجا اس شوکت جگ۔ ابھی خطاب پرداز نہیں۔ پورا جب ہو گا کہ جب "ملک" بھی ہو پس پورے خطاب کو "خدای پرہلکا" تھکنا خطاب ہے یہ واسطے توارے معلوم رہتے کے تھے اگر گیا۔

اب آپ اس سات بیت کے تعلق کرائے دیں ان میں داخل اور خارج کر دیجئے۔
سینا تھوڑے ملکوں میں لکھ دیئے۔ جب تھا راریان پھرایا جاؤں گا اب قلعہ بھی تھا پ
جاوے گا مغربیں مشتی صاحب کے ساتے اس کو پڑھئے اور ان سے استدعا کیے کہ
اس تو اگرے سمجھیے تاکہ چھاپا ہجھاوسٹ اس دلخواہیں اور تربقہ اخبار میں لکھیں
ہے کہ وہ توارے کئے ہیں اور یہ گے مجھ کو کہا مزید ہے کہ میں مکھوں ہیں
نے بیان تواریق اخبار میں پھردا دیا ہے۔

(۴)

کیوں چاہتے؟

کوئی تین آزاد جناب منشی نبی بخش صاحب کے ساتھ خریل خولن کرنے اور تم
کو بیدار کرنا! جس سے پوچھو گئے میں لے کیوں کر جانا کہ تم مجھ کو بھول لے گئے کوئی ہیں اے
اور مجھ کو پہنچنے آئے کی اخلاق خودی اور لمحہ کا ہیں کیوں کر کیا ہوں اور کب کیا ہوں
اور کب تک کہ رہ جوں گا اور کب جاؤں گا اور بالو صاحب سے کہاں جاؤں گا۔
خیراب جو شیخ سے جیان لے کر کے تم کو خدا تھا ہے اور تم ہے کہاں قصر معاف
کر و اللہ مجھ کو ساری اپنی حیثیت لکھو۔

تم اسے ماتھ کی لمحی ہوئی غریبی، بالو صاحب کی نیرسے پاس موجود ہیں اور
امروز پاٹا ہیں۔ اب تیجیران جوں کہ کہاں بھجوں؟ سہر چدا انخلوں نے لمحاء
کہ بھر کر دھرم میں دال کو بیچ دو۔ یعنی میں نہ بھجوں گا۔ جب وہ اجیسی بھرت پڑے
پہنچ کر مجھ کو خدا تھیں گے تو میں ان کو وہ اور ان احوال کوں کروں گا یا تم جو تھوڑے
اس پر عمل کر دیں گو۔

بعد الیک دن شراب نہیں یا کچھ سوادہ ہم کو دو چار سطیں لکھو بھجو کر ہمارا
دھیان تھیں لگا ہوا ہے۔

تمہارہ کسی مشنبہ چار م جزو کی مراثا

(۵)

مشنبہ والی تھیں منشی برگو پالی تھے سہیتہ سلاست در ہے۔ آپ کا وہ خط سیکھ
نے کا پند سے بھجا تھا، پہنچا۔ بالو صاحب کے سیڑھے سفر کا حال اور آپ کا لمحہ تھا
اور بال کے شفا سے ملے اسے سلام ہوا۔ اشعار جناب تند کے، پہنچ کے ایک پہنچ
کے بعد سلاست ہو گئے اور اصلاح اور ارشاد کے اور فتویٰ، جیسا کہ سیرا شیوه ہے، محل میں

آپ جب تک کہ آئی تھا خط نہ آوے اور آمد گواہ مسلم نہ ہوئی
وہ کو اخذ مزدوری کیا۔ بیجوں اور گیوں کر بیجوں اور گیوں کیوں؟ اب جو تھے
تھے سے جانا کر آئیں فورد کی تکمیل اکیرا ادا تو اسے تو میانتے یہ خط تھا رہے نہ
لکھ کر خدا ذکر رکھا ہے۔ آج اُنہوں نے ہے پرسنل اکیرا کیوں کو خدا آگرے کو روانہ
ہوا۔ باہم صاحب کو میں نے خط اس واسطے نہیں لکھا کہ جو کچھ لکھنا چاہیے تھا۔
وہ خانہ اور اپنے اخواتر پر کھو دیا ہے۔ تم کو جانتے کہ ان کی خدمت میں ہمارا مسلم
وہ بیچا اور رصغیر کے انعام اور حصولی مرام کی سیار کیا رہا اور اور اپنے اخواتر گزرائے
اور ہلاک کر کے جو صفات خلقتی ہے مرقوم ہے اُن کو فائدے پڑتے ہیں اور اپنے
دستبر اعلیٰ گردانے ہے؛ خیج کے سرسری دیکھئے اور بھول جائیے۔ لیکن تم ہمارا ہیا
کر جو باہم صاحب کی خدمت میں تھا۔

اب پھر تم سے کہا جوں کہ وہ جو تم نے اس شخص "گول" کو دال کیا تھا
مسلم ہوا۔ ہر چند اگر ان اُن کا لغز تھا پرستی لکھ کیا ہے مزہ ہوا مخواہدا یہ
ضفیب نہیں کہ ملٹری اس کو جواب نہ دیں بل سائلے سے بات ذکر ہے۔ تھا
پہاڑ میں اس رہا سے کہ وہ چارا دیکھا ہوا ہے، گویا ہم یہ سے اس سے، سمجھا
ہم نہیں کہ وہ اُنہیں یاد نہیں۔ کلام ہمارا اپنے شخص میں سقون اس توار ہے۔ جو
زبان دال ہو چکا، وہ سمجھ لے چکا۔ خدا ہم کی اڑیش وک نہ سمجھیں اور سمجھیں۔ تم
کو تمام لعل کی تدبیب و تلقین سے کیا علاوہ؟ تعلیم و تلقین واسطے دوستی کے
اوہ یادوں کے ہے، نہ واسطے افیاد کے۔ تھیں یاد ہو کر میں نے تھیں یاد
کہما ہے کہ خود ظلیل پرندہ ہوا اور غیر کی طلبی سے کام نہ رکھو۔ اُن تھوا کام وہ
نہیں کہ کوئی اُس پر گرفت کر سکے مٹا لیا۔ سوراچہ کم کو زندگی برپی درست
و اسلام و اکرم۔

تمہرے ۱۱ نومی و مولانا تھے مجھے فہرست

اسدال

84

بہنیں کے فریلے ترکیبے بھی گیوں جسے خدا سماں میں ادا کیا جائے
اوسر جنہیں وہ ترکیبے کیلئے کہاں آتا ہے کہ کوئی چیز کو دیکھنے کا
گرفتار ہوتا ہے کہاں پہنچنے کا کام اور اخراجی سر کیون نہ کرنے کا
شکستہ حلقہ کا کہہ سمجھ کا کہہ درجہ کیوں : جیسا کہ میرا بھائی
کہاں کوئی بھائی کیوں کہاں کہاں کہاں کہاں کہاں کہاں کہاں کہاں

وکل فرمانی خود را این راهنمایی که از اینجا آنچه میتوانستند که نه
نهند شنید که انتقال کی خواهد بود میرایم و عجب هم گفته که از این
برداشتن چیزی که قدرت خود را داشتند همچنانی این اتفاق نباشد
آنقدر بیشتر از این دخالت بخشنده خواهد بود زیرا این نهادهای سازمانی
وی همچنانی در مدد و کمک نمیکنند بلکه این اتفاق از اینجا میگذرد
نه باید از اینجا که این اتفاق اتفاق نمیگیرد بلکه اینجا اتفاق نمیگیرد
که این اتفاق از اینجا نمیگیرد بلکه اینجا اتفاق نمیگیرد بلکه اینجا
گردشگری نمیگیرد بلکه اینجا اتفاق نمیگیرد بلکه اینجا اتفاق نمیگیرد
که این اتفاق از اینجا نمیگیرد بلکه اینجا اتفاق نمیگیرد بلکه اینجا
که این اتفاق از اینجا نمیگیرد بلکه اینجا اتفاق نمیگیرد بلکه اینجا

JOURNAL

"بیش از بیش و کم از کم" یہ ترکیب بہت مفہومی ہے، اس کو کون منع کر لے؟ اور جالی اس ترکیب سے بیت بہت پاکیرہ اور خوب ہے۔ اس کے منی ہیں یہی کو "دردناک" من ہر بیش از بیش شدید نہایت تو و ناکم از کم شد۔ استادوگیا کیسے جواب دیں تو عین تکلیف کا لفظ دن شر ہے: "من اور تو" ہر اور نہ۔ بیش از بیش اور کم از کم، یاد رہے کہ بیش از بیش اور کم از کم اگرچہ در حسباً منی ہائے لیکن مقادیر اسے میں کم ہے۔ بیش از بیش و کم از کم اٹھی ہے وہ شر قرار اخوب ہے اور چاراً دیکھا ہوا ہے:

نهیں! از تو نہ لکھ کر دلے میر، بیش است زادگی است مارا

یکجا ہاں پہلے صورتِ میں اگر کھڑکوہا تو اور اچھا نہ تھا۔ ہر جا لکھا تھا خیال ہے کہ ایسی ہیکروڑ کا لفظ اخراج ہے، چنانچہ میرا شعر ہے:

جلوہ کن ملت منہ از ذرہ کتر نیست
مکن ہا اس تابناک آنکبے بیش نیست

"درد جسم توچہ از برادرانہ رلوا کرم است" بھائی بہت بیباہر سی مسلم
ہوتا ہے اور خراںہ کی کافر نہ رہ جاتا ہے، فارسیت شیخ رہتا۔ "سہی مشیر
زندگانی با؛ مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ میتے اس مطلع کو یوں صدمت کرو یا ہے؛
سایکلان است زندگانی با
می قوان کرو ہافتانی با

اور اس صورت میں یہ مطلع ایسا سو گیا تھا کہ بیوے دل میں آئی سنی کہ تم کون ڈپ
اور خدا اس زینی میں خرچ کھوئیں مگر سہری لمحتت نہ کی اور تم کو دے دیا۔
حضرت نے ملاحظہ ہیں فرمایا یہ خط جو آپ نے بھے تھا بے اثرب کے لئے
میں تھا ہے، اور وہ اصلاح اور ایقان بھی اُسی مالکیں ملاحظہ فرمائے ایں۔ اب "جو
تاکے زندگانی با" اس کو موقع کیجئے اور وہ مطلع رہتے رہے کہ وہ بہت فوب
ہے؛ پیشہ مولانا جہنم کا معلوم ہو گئے۔ بھائی! ہمارے اوراقی احتمالی کو فورتے
دیکھا کرو، ہماری محنت تو مفہوم د جاؤ۔

"ایکے چند میں جیسے ایجع اسکی کھلی ہوئی نہیں ہے، بکونیز کے زردیک مجنحیں
کھانہ ہی ہے، شناسالی چند اور احکام چند اور اسرار چند یہ کوئی لمحہ سکتا ہے مگر
ہاں آمال ہاں یہ کھلی سوچ ہے مطلعے بزرگان مگر مطلع خفاستہ ہم کو اپنا جندیب
سے کام ہے۔ اخلاص میں سند کیوں ڈھونڈتے پھریں۔ مطلع حضرت عائذ
نے تھا ہے:

صلح کار کجا و من خراب کجا
بیچنا تھا و متبرہ نہ کہتا تا بھج

پری کی جان ایسے صوت نہیں ہے مل پہنچے کہ بندگوں کے سامنے کوئی تم نہیں افراد نہ
کریں اور خود اسکی پیرودی کیا نہ کریں۔ فخرِ قوم اور انبیاء رکھنے کا جمیع المحب کو اور
بُرا شکر کے چوں حضرت مصطفیٰ کو۔

شہزاد تھا نے شخص کے انتقال کی ہلکا، البتہ پیرا بھی ہو جب تھا لیے
مگر کون واقعہِ عظیم ہوتا ہے کہ صاحبِ ایمان اخبار اس کو چھپا دیں۔ آپ اسی طرز
آننا احتفاظ نہ رہا ہیں:

عزماء و آملاب بسرور، غرامگیر

در تحریر ذریعہ کشہ شورا فرق خواں نخواہ

میں کہلے راحب کے مکان سے انٹھا آیا جوں۔ بیانِ احوال کے لئے میں ایک
جوتیٰ کڑا ہے کوئے کرائے ہے، جتنا ہوں۔ وہاں کامیار بہا، تحقیقتوں کو رائے کے
واسطے نہ تھا، صرف کالے راحب کی محبت سے رہتا تھا۔ واسطے اخلاق کے
تم کو تھا۔ اگرچہ پیر سے خط پر حاجتِ مکان کے لشان کی تبصہ بنتی تھی وہ میں
ہے اللہ اللہ پرمدہ کافی ہے، میرا بے، لال کنوں تے ملکا کرو، ملکتی ماریں ملکی کرو
اور بال معاصب، ہمارے شیخت ایں راحب کی حال تکمیل سے فائدہ
بھوئی، اور ہاتھ کبیا ہے؟ اور اب ابھی تو دریں است ابو پیوار کو کب جائیں گے؟
میرا سلام بھی کہ دیجئے تھا۔ والسلام

اسداللہ

حضرۃ الرشیف لیت و دیم ماریت شیخ

۱۷۶

کھانا داروں کے لئے دو بخت، منشی جو کو پاں لفتے! فخرِ جمیع کا کیا سحر ترزاں یاں
کیتے ہیں۔ اب سحرِ آپ اے کہ ہم بھی جواب اُسی انداز سے لکھیں۔ سو صاحب،

تم جلتے ہو کر تین العایتیں غال مرحوم میر افرند نے تھا اور اب اُس کے دو دن بیچے کروہ میرے پڑتے ہیں، میرے پاس آ رہے ہیں اور دم بدم مجھے کوستاتے ہیں اور ہیں تحمل کرتا ہوں۔ خدا الٰہ ہے کہ جس نم کو اپنے فرزند کی وجہ سمجھتا ہوں۔ پھر تمہارے نامائیں میسرے مصوّر کیوں پڑتے ہوئے۔ جب اُنیٰ مالم صورت کے پوچھنے سے اگر بچھے کہانا شہید کھانے دیتے، مجھ کو دل پھر کو سوتے ہیں، ہیتے رشیتے شیخ پاؤں میرے پٹک پر رکتے ہیں، کہیں پانی لراحتتے ہیں، ہیچ خاک اڑالتے ہیں؛ میں نہیں سمجھ آتا تو ان مصوّری پوچھوں سے کہاں میں ہے اُنہیں نہیں ہیں، کیوں غمہؤں ہم؟ آپ ان کو جلد میرے پاس کیجیں ووک، بھیج دیجے کہ میں آن کو دیکھوں۔ وہدہ کرتا آؤ کہ پھر جلد آن کو تھامے پاس پہنچیں واک بھیج دوں ہاں۔ متن تمامی تمہارے عالم صورت کے بیجوں کو جیتا رکھے اور ان کو دولت و اقبال مدد اور تم کو ان کے سر پر سلامت رکھے اور تمہارے مصوّری کچھوں، یعنی تمامی میٹن کو فروع شہرت اور حسی تھوڑی عطا فرمادے۔

باہم صاحب کے نام کا خداونک کے خط کے جواب میں پہنچتا ہے، اُن کو جسے دیکھے گناہ۔ اور بالی صاحب، باہم صاحب اور تم آج کو جانتے نہ تو مجھ کو اطلاع کر رہا اور تاریخیں بنا لیں گے مجھ بھی نہیں تاگ میں بے خبر نہ ہوں۔ والدعا۔

امداد

زخمی شہزادہ میر، جوان سلطنت

صلح تمہارا تھا آیا راتِ بیان مجھے ہے آنکھ کارا ہما۔ میں کہا جوا تھا کہ تمہیں اپنی اور شوہر کی دیکھنے کر دیے ہو، اب معلوم ہوا کہ حق بجانب تمہارے ہے۔ میں جو اپنے وزیر کو نیحہت کرتا ہوں تو اپنے نعش کو بجا طب کر کے کہتا ہوں کہ اے دل!

تو اپنے کو اس بیرونی کی جگہ سمجھ کر فتح کر کر اگر تجوہ پر یہ حدود پڑتا جاتا یا تو اس
بنا میں گرفتار، سجا جاتا تو گیا کرتا ۹ لکھیار آہل اللہ! اب جیسے تم کو کیوں کر کھوں کر
یہ بے حرمتی کیا کوئا کر دا در حقیقت نہ چھوڑ دیکر یہ بھی زائد ہے جو دوست سے
کیجیے گو تو ہمارے دامت اس کو ترک کر، ۶ ہزار اور دوست کی دوستی کے ۶۰ سالے ۶۰
ہے، اُس کے انعام سے کیا فرضیہ بہت و خلاص اُن جیسے تم میں ہے، پر مستخر یک
بروز اختر والہ رہے۔ صاحبہ رہنا اُنہوں نہیں ہے، نہ کہیں:

دیکھ کر در آئی مخلی ہاشم

بھرالا ہے ازالہ مصالی باشد

تمم بر سرہد معا، تھام کی رائے ہم کو اس باب میں پنچ، سبب طرح کہ پیغام پر اور
نکل نہیں سکتا، تم کو سبھا سکتا ہے اور ان کو کچھ کہ سکتا ہے، لیکن تم تباہ موقع
میں جاوے اس کے کر تما شایا نیزگر قضا و قدر پناد ہوں، کچھ جن نہیں آتی:

یہ نہیں کہ تما کر دیکھا کو جہساں

وری آشکارا چو دلکشیں

بے پور کا خر صحنِ آنکھیں ہے، بے قعدہ بے نکرو رکھیں آیا ہے، جو منافذ
اوہمِ شریجہ سو اپنے، بیڑھا ہو گیا ہوں، بیڑا ہو گیا ہوں، سرکارِ انگریزی میں جڑا ہاں
رکتا تھا، اُرثیں زاروں میں لٹا ہاتا تھا، بیڑا غلط پیدا تھا، اب ہنام ہو گیا
ہوں اور ایک بہت بڑا وحشیانگی ہی گیا ہے۔ کسی دیاست میں دخل کرنیں ملتا خانہ بڑا
ہاں، اُست اور ایہ سیرا مدد اسے بن کر رہا درست کیا کردا ہے، کچھ اپنا نہ اٹھا کر کیا ہے
کسی عورت کو داہل کر دیں، دیکھو کیا صورت پیدا ہوئی ہے:

تما بیالِ دوستی کے پر وہ

حابیار قیم و تغیر کا مشتم

حصان پکے ہال سے دیوالیں ابھی شہری آیا، آئیں کل آجاتے تھا؛ پھر اس کے جزیں ان کی تپاری کی گئے رہا تو کر دل تھا، ابھی کوں میں اترام کرو، اپنے بچوں میں اپنا دل ہبڑا۔ اگر تھی چاہتے تو اکبر ناہار پٹھے جائیجو، وہابی اپنا دل بھلا کیو، و بھجو اس خود کیا میں اور حسرے کیا جاتا ہے اور وہ کیا کرتے ہیں، والسلام۔

امداللہ

حمد و کرم و محبت

(۹)

صاحب!

دیکھو پھر تم دنکا کرتے ہو، ہمیں "بیش و بیشتر" کا فائدہ لے کر، عملی میں چھپر کی پیر دیکھا فرمائی ہے؛ یاد رکھو، یا میں تھاتانی تھیں طریق پر ہے: جزوں کی
صریحیا، رہا سے بر سر مرغ فان اذالہ طرف دارد
صریحیا لے سزا نہ ہم تو حقیقت گرد کھانے رہا
یہ ساری غزل ہر دخل اس کے جہاں یا میں تھاتانی ہے، جزوں کی ہے۔ اس پر ہمہ
سکھنا، گھیا مغل کو ٹھالی دیتا ہے۔

دوسرے تھاتانی صفات ہے۔ جوت اضافت کا کسر ہے، جزوہ دماس بھی دخل
ہے، جیسے، اس سے چندی یا آشتیاں نہیں۔ تو میں اتنا ان بیانیں کسی طرح
کا کسر ہو، جزوہ دماس چاہتا۔ "دخلے تو شوم"، "رہنکے تو شوم" یہ بھی اسی تبلی
سے ہے۔

تیسرا دو طریق پر ہے: یا میں مدد مری اور وہ معروف ہو گی۔ دوسرے طریق:
تو حید و تکیر، دھمکوں ہو گی۔ خلاً مدد مری: "آشتیاں"۔ یہاں ہر زندہ بکھر کے
بزرگ نہ لکھنا دخل کا قصر، تو حید مری: "آشتیاں" یعنی ایک آشتیاں کوں آشتیاں
یہاں جب تک ہر زندہ نہ محسوس ہے، اُنہاں کہا یہ گی

”نیم گناہ“ و ”نیم نگاہ“ و ”نیم نلا“ یہ روزمرہ ایک زبانی ہے۔ ”نیم“ پہنچی انسک۔
نگاہ کا آرہا اور نگاہ کی اختوڑا اور نگاہ اور نگاہ کی سماحت میں ہے، اتنا جیسے توں سے
سماصد کیا؟ مگر تم کو ”نیم گناہ“ لے سفر نہیں، ادا نہ گناہ میر سنتے تو۔

”خستہ“، ”بیستہ“، ”کامزہ“، ”نمازہ“، ”غافلہ“، ”واڑہ“، ”کوارڈ“، ”بچپن“، ”بیرونی“، ”بینہ“، ”بینہ کا“، ”بینہ کو“، ”بینہ کی“، ”بینہ کے“، ”بینہ کیا“، ”بینہ کیا کر“، ”بینہ کیا کر ان کے آئے جب یاے تو جیداں تھے تو اُس کی خلامت کے دامنے ہزار لمحے رہتے ہیں۔ ”ندہ“، ”مگر“، ”کوہ“، ”نماز“، ”آکاہ“، ”جگہ“، ”جگہ“، ”بیکھر“؛ ایسے الفاظ کے آئے اگر توان آں بے آنے کرے سکتے ہیں تو آئے اگر کوئی تمہارے سامنے ملے تو کوئی نکھلے رہتے ہیں۔

24

18

ولو اکیا خوبی تھت ہے میرگا! بہت دل سے دھیان لگا ہوا تھا کہ اب
مشق بھی کام خطا آتا ہے اور ان کی خیروں مانیت مسلم ہوتی ہے۔ خدا آیا اور خیروں
مانیت مسلم نہ ہوئی۔ لیعنی مسلم جو اکر خیر نہیں ہے اور پاؤں میں چوٹیں لیتے
ہو تو صاحب! یہ بھی فضیلت ہے کہ ڈمی کر صد صدمتیں ہے پہنچا۔ اتنا پھیلانا بھی اس
سب سے ہو اکر کوئی ماش کر لے والا نہ ملا اور چوٹ کہتے ہوئے کہ: الٰہ کیچھ دیزیں
انماقت ہوں۔ بعد افاقت ہونے کے قم بھج کر اطلاع کرنے میں دیر نہ کرنا۔
میرا دھیان لگا ہوا ہے۔

ابو صاحب کا خط آیا تھا، پھر انھوں نے تکھیف کی اور وہ کچھ بھیجا جو
کئے بھیجا تھا۔ تھار کی مغارقت سے بہت لول یاں، طرز قریب سے فراہمی
بہت حلوم ہوتی تھی۔ مگر ان کو لکھ بھیجا ہے کہ منشی جی گئے تھے، مذکور
کو کیا کریں؟ جلد ہر آئندگی تپ آن کو لیئے پاس ہیں تصور فرمائیے۔

باید ہرگز بند سنگوں نمطیل میں کوں گئے ہوں گے جو آپ کے خط میں ان کی
بندگی سمجھی آئی۔ کیونکہ انہوں نے تکیت کی؟ پہچھت وہ سوچ دی پر یہ سے غریب
سے ان کا رکان اور رو جلتے وقت بھروسے رخصت نہ ہو گئے، اب بندگی سلام
کیا ہے؟

اپنے صاحب، یہ تم نے اور باپ صاحب نے کیا سمجھا ہے کہ یہ خط کے
مرتکے پر "اللہ کے نام" کا پتا لختے ہو۔ میاں جی مارفن میں رہتا ہوا۔ اسی لامحہ
یہاں سے ہے مبالغہ اور کس ہے۔ وہ تو وہاں کے ہر کارے بھجو گو ہاتھے ہیں،
وہ نہ خدا ہر زندہ پھر کرے۔ آگے کھلے صاحب کے رکان ہیں رہتا تھا اب جیسا کہ وہ
تین کلیے کی خوبیاں رہتا ہوں۔ ایسی کامیابی کہاں اور میں کہاں۔

مشیجی کو لختے ہو گئے حاکم کے ساقوں گے ہیں اور پھر لختے ہو کر نہ دوسرے
سکا۔ بلکہ اپنے کام کرہے ہو صحت اپنے آگے ہوں گے ایسا سالم کیسے ہو اور اپنی خبر و
مانیت کے ساتھ ان کی معاشرت کی خیر لھیے گا۔ خداوند مجھ کو خط لختے ہیں اسی لئے مجھے
"نفرِ شکران" و "گوشِ شکران"، ہم نہیں جانتے، اگرچہ مشی ہرگز پال لغتے اور
کوئا نام فردیں ٹھوڑی لئے لکھا ہو:

نکارہ طار خواب دلم بخی درستیں

خوش مخواہ بگو کر زخم میں چکید

یہ نہ سمجھا کہ "ہم از جسم چکیداں"۔ "شکران" گوش و لغز کی مانندی غریب دکھا
ہے۔ "خونلشائی پشم" کا استعارہ ہے اور "خونلشائی" سفتو پشم ہو سکتی ہے۔ اگر
"فخر" اخوش ہوتا تو اس کا شادر ہوتا جائز ہوتا تو کم اُس کا استعارہ شکران
کریتے۔ خوش جتنا صحب صفت پشم و گوش = ہو تو ہم کیا کریں؟

یاد رہیے یہ لکات سوائے تھی اسے اور کوئی نہیں بتا آ ہوں۔ میری بات

کو فنگر کے سمجھا گردی۔ میں پہلے پہنچنے سے اور تکرار سے باخوش نہیں ہوتا بلکہ خوش ہوتا ہوں مگر بالآخر جیسی بیش اور بیشتر کے باب میں کی تھی، تاگور گزرنے ہے کوہ صریح تجھتی تھی مجھے ہے۔ جو میں آپ کھولنا تھا تم کو اُنکے لئے کہ کیوں بخواہوں گا؟ ۹۶

اے صد هزار راز بہاں اخراجی سکن
گرام سجن تو قیامت کم سجن مباد
ہر چہ بانش سخون کنم نزدیقی
بیکش نام نہ تو انتم کرو

بی دلوں شربے ستم رہیں رہنے دو:

مرنا کہ یہم سلامت پا د

کام را کام ہی تو انتم کرو

میں نہیں کچھ اک اس کے معنی کیا ہیں، کام کو کام سب کر سکتے ہیں اس میں اُنھیں
کہا ہے ۹۷

ز ترکل اڑکی آنی نا زمی سوار ہنوز

ز سیزہ مید مید اٹکشتر ز تباہ ہنوز

دری کے اس سلطخ میں واپسی ایک ہنوز^۱ زائد اور ہے ہو ہے؛ جست کے
واسطے سد نہیں ہو سکتا۔ یہ نسلی عمل ہے یہ ستم ہے، یہ عجیب ہے، اُسکے کو
کون پیر وی کرے گا؛ دری تو آدمی تھا! یہ سلطخ اگر جیر لعل کا ہو تو اس کو
سنندھ جانو اور اس کی پیر وی نہ کرو۔

جہاں تھارا صریح اس قبیلے سے نہیں ہے۔ اُس میں تو سکنیہ، حتم منی
ہے، سکنیہ نہ نہیں ہے۔ دیگر خرابی ہے کہ اگر خادم کی رہنے والوں اگر

ہند کی کو تو صریح میں اور بے معنی ہے :

پس گل جو لالہ چہ نہ سرین چہ نہ سرین مکنیہ

کیا تھب کا پھول کیا لالہ کیا موتیا کیا چنپا رکرو ز نہار نہ کرو۔ معنی کیا نہ کرو؟ اب یہ تھیں کہو کہ صاحب ذکر نہ کرو اس کوں جانے درد کبھی جانا نہیں جاتا کہ توگر نہ کرو اسے قم نے کہ بھی کہ جارا مقصود یہ ہے کہ ذکر نہ کرو حضرت! مذکور مخاف کیوں کر جو سکتا ہے محل و مال و نسرین دلترن کی طرف؟ کہو گئے کہ ذکر کا لفظ نہیں، "بیان" کا لفظ اور یہ کے صریح میں ہے۔ وہ "بیان" کا لفظ رسول سے اور زیر خیریں سے اتنا چار لفظوں سے ربط نہیں پاہا۔ مطلع تھوڑا تھا تھوڑا ترجیح ہند تھوڑا تھوڑا معنی دہنے بھی کا شہید، بھیں تھیں ہے۔ السلام۔

امداد اللہ

(۱۱)

بھائی!

پرسوں شام کو توکہ ہمارے کارہ آئے اور ایک اخفا تمہارا اور ایک خط جانی گی کہا لایا۔ تمہارے خطوں اور اوقت اشاروں کوہ بالی صاحب کے خط میں ہے پوچھ کے اشارہ دو دو سے بھی کو وجہ الحسد ہے اور میں بہت بے چیختا ہوں ایکی اشارہ کو دیکھے نہیں سکتا۔ بالی صاحب کے بیسے ہوئے کوئا خدا تم کی بھیجنیا ہوں اسکا اشارہ دو چار دو دو کے بھیجے ہائیں۔

مرسل احمد فرمی تھا

(۱۲)

بھائی!

اچ بھو کوئی انشویش ہے اور یہ خط میں تم کو کافی سراستگی ہے تھکھا ہوں جس داں پیرا خط پہنچی، اگر وقت ٹوکہ کا ہو تو اُسی وقت بجاوں لمحہ کر رہا انکو اور اگر وقت ذرا اسہ تو ماپا اور دوسرا سے دوں جواب پہنچو، منڈا انشویش دا خطرا

کہا ہے کہ کوئی دن سے راتا بھرت پر ملک بیانگی کی خسر کرن جائی گی۔ اس سے اور
بُرے میں جو شہر تی میشہو رہے تم بھرت پر دستے قریب ہو۔ لیکن ہے کہ تم کو تجھیت
مال مسلم ہو تو۔ جلد لمحو کر کیا صورت ہے؟ راتا کا مجھ کو غم نہیں، مجھ کو خطر جانی
جی کی ہے کہ اسی طلاقتیں تم بھی شاپیں ہو۔ معاہدی انگریز نے ریاستوں کے
باب میں ایک قانون دست کیا ہے۔ یعنی جو رئیس مر جاتا ہے، سرکار اس
ریاست پر قابض و تصرف ہو گرہیں زندے کے باقی ہونے تک پیدا ہوت
ریاست کا اپنے طور پر رکھتی ہے۔ سرکار کی بعد دلیلت میں کوئی قریم الفاظ
موقوف نہیں ہوتا۔ اس صورت میں لیکن ہے کہ جانی صاحب کا ملک قبضہ تھا
تمام ہے، مغرب و کینیں بھی معلوم نہیں تھے کہون ہے اور ہمارے بال براہ
میں اور اسی مختار میں صحبت کیا ہے؟ مالی سے ان کی کیا صورت ہے؟ تم اگر یہ
باہر صاحب کی صحبت کا حاذق رکھتے ہو لیکن انھوں نے ازرا و عوراء میں کیا قم
کو متوجہ اُس سرکار کا کر رکھا ہے اور تم مستنتزا نہ لایا تو نہیں کر لے تھے،
زندہ ارب وہ روشن نہ رکھنا۔ اب تم کو بھی لادم آپڑا ہے جانی بھی کے ساتھ
روشنہ سی خدم و ادائتم ہونا۔ پس چاہیے کوئی کی آرامش کا ترک کننا اور
خواجہ نخواہی باہر صاحب کے ہمراہ رہنا۔ یہی کاروائے میں یوں آیا تھا اور میں
نہیں لمحہ کر کر موقع کیا ہے اور مصلحت کیا ہے؟

جانی بھی بھرت پیدا تھے ہیڈر جیسی ہیں، اس کی تکریں میں اور کیا کر رہے
ہیں؟ داسطہ خدا کے نہ لفڑا نہ سرہی ای بلکہ مفصل اصرع جو پچھوڑا تھا جوہا ہو
اور جو صورت ہو، مجھ کو لمحو اور جلد لمحو کر مجھ پر خواب دخود حرام ہے کیا بلکہ
کوئی نہ لٹکا آج سچ تھے نہیں جیسا اور یہ خط لمحو کر ازرا و عوراء بیرون کیا
کیا ہے۔ تم بھی اس کا جواب سمجھ کر دیتا گئے، آج و آن لئی یہ کوئی بیرون نہیں بلکہ

کے وگ بیڑاں خدا کو فرم دی کچھ کر جلد پہنچاتے ہیں اور پوست ہٹھ پڑا رہتا ہے۔ جب اُس سکھی میں جانا ہوا ہے تو اُس کو بھی لے جاتے ہیں۔ زیادہ کیا لمحوں کے پرداشتان ہیں۔

لوڑو، پاشتکاو و شنبہ، مارچ ۱۹۴۷ء

شیرلی، جواب طلب۔

(۱۲)

پرسوں تھے اخطاء۔ حال ہر مسلم تھا، وہ پھر معلوم ہوا۔ غریب دیکھ رہا تھا، آئی تیہم کو دیکھنا تمام ہوا تھا۔ نزول کو رکھ دیا تھا؛ چاہتا تھا کہ ان کو جسند کے رہنے والے، اُن فونکے اس نیکے ؎ اُن میں بھی دوں، خط کچھ ترقہ نہیں؟ میں اسی نیال میں تھا کہ اُن کا سر کارہ آیا، ہماری بڑی خطا تھا۔ اُس کو پڑھا۔ اب بھی کو ضرور ہذا کہ خلاص اُس کا تم کو لمحوں بی رقص نکلا۔ خلاص ہماری ایک ایسا ہے کہ ہماری اُن کی زیادی غریب رہوں جی کے نام کا خط گزرا۔ رامپا صاحب دیوان کے بیخنے سے خوش ہوتے۔ جانی جی نے جو ایک معتقد اپنا سیداللہ نام دکھل کے سامنے کروایے، وہ مخفی حجاب ہے۔ راول بیتے اجنب کے استبان کو گئے ہیں ادب اجنب، اعلان ہے پر کی رہ سے نہیں آتا؛ آگئے اور غوہیار کر دیں جو تا سماں ایک جیگر تھے اگا اور اس رہ میں سائیپ پر کا صل نہیں۔ لیکن جائیے کہ راول جمیٹے پھر تو یہ، اُن کے آئے پر ختمی ہے جواب میں کو اور اُسی میں رونگوں کی رسید بھی ہوگی۔ جانی، جانی جی کو بہت دعویٰ میتے تھیں اور تھکے بیٹھ رہتے ہے پیکنی ایسا۔ جیسا تھم کو کچھ کہ سکتے ہوں تھا کو کچھ سمجھا سکتا ہوں۔ تم وہ کوئی کہ جس میں ساپ میتے اور اُنکی نہ تو۔ اس، بھی جانی کے لئے تھا اگر کل بہت مل کے بعد منشی جی کا خط آیا ہے۔

لطف مرحوم

(۱۳)

آجِ مثل کے دل پانچوں اپریل کو تین گھنی والوں کے ڈاک کا بہاؤ آیا۔
 ایک خط مشی صاحب کا اور ایک خط تھا اور ایک خط بالصاحب کا اور ایک خط
 کے خدا سے بھروسہ اور معلوم ہو گئے۔ مگر ایک لڑکا نبی حیران ہوں لے کیا کہ دل یعنی
 انہوں نے ایک خط کسی شخص کا آیا ہے؟ میرے یادیں بھیجا ہے اور مجھ کو یہ لکھا ہے کہ
 اس کا اٹا میرے پاس بھیج رینا ہاں لے کر خود لختے ہیں کہ میں اپریل کی چونچی کو سوال
 یا آج بھاریوں کا اور آج پانچوں ہے۔ میں تو وہ کل روانہ ہو گئے، اب میں وہ خط کسی
 کے پاس بھیجنوں؟ ناجوہ تم کو لکھا ہوں کہ میں خط کو لپٹے پاس رہنے والوں بھیج جب
 وہ آج مجھ کو اپنے آنے کی اطلاع دی رہے، تب وہ خط ان کو بھیجنے والا تم کو ترقیت
 ہو کر کیا لظاہر ہے؟ خط نہیں، مینہ بھوال کا لستہ فائز کی عمر نہیں تھی، نام بھاریسا
 بیکھڑا شی، سلطنت بالصاحب پر مشتمل کہ اس نے تھا تھا کہ ہر یوں منگوں ملائی
 کہا دیوں لئا اسکے خالوں ملائی کہا دیوں ہمارا ہے پورے کے پاس ولیبے اور جملے کی
 کی درستی مردگار ہے پورے کی سرکار میں کم رہا ہے، اور اس کے بھینے کی یہ
 وجہ کہ پہلے الک کے لختے سے مجھ کو معلوم ہوا تھا کہ کسی نے ایسا کہا ہے، میں نے
 انکی کو لکھا تھا کہ تم کو میرے سرکار قسم، اب ہر دیو منگو کو بخواہو۔ جیسا امر جنی کی کے
 واسطے اپریل کا بکار نہیں جاتا۔ اس کے جواب میں انہوں نے وہ عمر نہیں بھیجی
 ہر یوں بھیجا کہ سا جا مرنے والا ایسا نہ تھا کہ ان بالوں پر تکھہ کرتا، اس نے یہ عمر نہیں
 گز نہیں کیا میرے پاس بھیج دیا تھی۔

ابرے اس خط کے آنے سے جانی جنی گی طرف سے میرے خاطر بھی جو گناہ مگر
 اپنی افسوسی میں بالصاحب آپر ہو گئے، اگر ہر دیو منگو پھر کرائے گا تو وہ
 بغیر آن کے مطلب اور اس کے کیمی بھی کہ کہے کو آئے گا۔ غیر وہ بھی اکتھے

کر دل کیتیں گیا ہوا ہے، اس کے قریب رخصت ہو گی۔ دیکھیجیا وہ کب تھے اور کیا لازم ہے کہ اس کے آتے ہیں رخصت ہو جی جائے۔

تحاری غزل ہے نہیں، بہ الحجہ کچھ دیرستے پیشے گی تھا میرے پاس، مُحْرَنَّا نہیں۔

واللهم

نَعَمْ شَدِّيْرَ شَفَّافَ رَدَدْرَ بَرَعَنَاءَ
دَهْرَلَّا چَارَشَدِّيْرَ شَشَلَ اَبَرَ عَلَىْ تَشَدِّيْرَ
جَوَابَ طَبَ -

از اصل اللہ

(اللہ)

سچائی!

ہالی میں لے آئیہ ان فتاویٰ میں ویکھا کہ رانی صاحب درگیلیں۔ حق ایک دوست کا خط اگر کہا باد سے آیا، وہ تھا کہ کہ راجا میر، رانی نہیں میری۔ ایکی روایت کا کہنی شکر قرار نہیں پایا۔ سورجتو ان خلام جاتا زیج ناخوک کے آئے ہے موقوف ہے۔ یہیں میک اس دوست کی تحریر ہے۔ تھا ہر اس کو بالی صاحب کا نام نہیں معلوم، اُن کے بعد لیا کا نام کا دعہ گیا۔ حرف اس دوست نے بہ طرق اخبار مکھیے اس کو میری اور جاتی کی دوستی کا بھی حال معلوم نہیں۔ حاصل اس تحریر سے ہے کہ الیسا خبری ہے تو ہمارے فقیر اے دوست کا کام بنا رہے گا۔ آئینا یارب العالمین صاحب ابتدے پر کا معتقد اب لائیں اس کے نہیں ہے کہ یہ اس کا خیال کریں۔ ایک بناؤالی سئی، وہ نہ اٹھی۔ راجا لڑکا ہے اور بھیجو رہے۔ رائل جنگلو سیداللہ جمال ہے رہتے تو کوئی صورت نکل آئی، اور یہ جواب لئتے ہیں کہ دعا تحریرے دیوان کوئے حاکر تھے اور سیاست نظر رکھتا ہے، یہ بھی تو آپ اثر دوست تحریر نہیں ہر یوں لگو کہتے ہیں۔ اُن کا بیان کیوں کر دل مشین ہو؟ وہ بھی جو

بابو صاحب تھوڑے بیس بھائیاں تھے اور خشت مرتضیٰ صاحب کے داسٹلے تھیں۔
ہو چکا ہے؛ بہول ہو چکی اور میں لے کر چلا۔ پہاڑن، چیت، بیساکھ، نیشن، ملتم
ہول کس پیشے میں ہوتے ہیں؟ آئے تو پہاڑن میں ہوتی تھی۔

بندہ پروردہ! بابو صاحب نے بھل بارڈ لوگوں کو کھو بندھ دیاں تھیں بھیاں سو رو
رو پہیے کی۔ ایک آمیر حسین میکٹ کے داسٹلے، راجا صاحب کی طرف سے
تاریخی تولد کوئی صاحب کے انعام میتا۔ اور ایک اپنی طرف سے مجھ کو پڑھتی تھی
شانگری۔ بعد آنکے دو ہفتہ دیاں جو سورہ پہیے کی بعد چار چار پانچ پانچ بیجے
کے آئیں تھیں جو حسین کے مٹلے کے مٹپیوں کے چار سو اور اس سے عادوں تین
سو اور یہ کہ چار سو ایسے سرکتے ہیں میں آئے؛ اس کا صاحب کنڈ صاحب کی
ٹریوں تو اسلے ہے، اگر وہ مدبر سر کے ہیں تو وہ بہ کمائیں اور اگر وہ تھیں بہ کما
کے ہیں تو تین بڑے ہیں۔

ہیں صاحب! یہ زیارتی میرا کم ملی صاحب ہیں جو برس پہلے دوست ہیں۔
پڑھوں یا اتر سوں جو داک کا ہزار کو تھا را خطا لایا تھا، وہ ایک خدا بیر صاحب کے
نام کا، کوئی میانِ محنت اللہ ہیں ان کا، یہ رے مکان کے پتے سے لایا تھا، وہ میں
لے لے کر رکھ دیا ہے۔ جب بیر صاحب آبادی تو تم ان کو میرا سام کہنا اور گھٹا کر
حضرت اگر بھرے داسٹلے نہیں تو اس خط کے داسٹلے آپ دل آئیے۔
متی ۱۹۵۴ء

بھائی!

تم نے مجھے کون سا دو چار سو فیسے کا لوگ را پہنچن دا ترا دیا ہے جو دس
میں اور پہیے ہیسا تھا آئندو رکھتے ہو، تھار کی بالائی پر کسی کبھی ہٹنی آتا ہے۔

اگر اسیا تھم دنیا کے دینی مکمل رہا تو میں کبھی رہتے تو مجھ کو بڑی مشکل پڑتی۔ بچل
تو مشکل پہنچا اور سکھرنا ہو۔ پانچ مردوں پہنچا پھنس انگریز کی اس سے قطع مقرر ہو گیا
تا اوسے نہ اہتمام کے جھٹکا جاتا۔ اور لمحن مار آجندہ سے یہ تسطیح جاری ہو گی۔

بابو صاحب کا خط تھا رے نام کا پہنچا۔ عجب تھا شایئے، وہ دریگ کے
ہر لئے سے غسل ہوتے ہیں اور میں ان کے خدمت چاہنے سے مراجعتاً بھول۔ اسے
ال تعالیٰ! آج میں نے ان کو لکھا اور کل راجا کے مرے کی خبر سنی۔ واللہ بالله! اگر دو
دن پہلے خبر سنخی بیٹا تو اگر میری جان پر آجنتی تو بھی ان کو نہ لختا۔

بے پور کے آئے ہوئے روپیے کی ہندوگی اس وقت تک نہیں آئی۔ تباہ
اچ غلام تک یا کل تک آہادے۔ خدا کرے۔ وہ آب پھاٹہ ہر سے ہندوگی بولانہ کر
دیں، اور پھر فرا جلسے کمال کمال جائیں گے اور روپیے بھی بیٹا کتنی دیر سوچاں گے۔
خدا کرے نبہ مصافت ہر دن سنگھ اسی جیسے بھائیں، میری کمال خوشی ہے
اور یہ نہ ہو تو ابھیں ہر دن یوں سٹکو کو میری کی طرف سے ضرور دیں۔

مشنق صاحب کا ایک خط باقرس سے آیا تھا؛ کل اُس کا جواب باقرس کو
بلانڈ کر چکا ہوں۔ واللہ طا۔

تحریرہ دو شنبہ ۲۴ مئی سال ۱۹۶۸ء از اسد اللہ

(۱۶)

عجب تھا شایئے! بابو صاحب لکھ چکے ہیں کہ ہر دن یوں سنگھ اگلی روز پاپو
روپیے کی ہندوگی لایا، مگر اُس کے مصافت کی بابت اُسیں روپیے کی
تنے اُس ہندوگی جی سوچوب ہو گئے ہیں، سو میں اپنے پاک سے مکار بوس
پا شرکی ہندوگی کو مجھ کو بھیجا ہوں۔ میں نے ان کو لکھا کہ مصافت ہر دن یوں سٹکو
کے میں بھرا دیں گے، تکلیف نہ کرو۔ پہیں میں بھی کی طرف سے ہر دن یوں سٹکو کو اور

رسے دو اور باتی پکھ کم سائیے چار سو کی ہندوگی جلد مواد کرو۔ سو سبھا نی! آئی کہک ہندوگی نہیں آئی۔ میسا جیرات ہوں۔ وجہ حیرانی کی یہ کہ وس ہندوگی کے بھروسے پر قرض داروں سے وحدہ جوں کے عامل کو کیا تھا۔ آج جوں کی پانچویں ہے؛ وہ تھامنا کرتے ہیں اور ہمیں آنکھ کل کر رہا ہے۔ شرم کے ماں ای بو صاحب کو کچھ نہیں لکھ سکتا۔ جانتے ہوں کہ وہ سیکھا پورا کرنے کی نیزی ہوں گے۔ پھر وہ کیوں اتنا نکافت کر رہی۔ نیس روپیے کی کوتن سی الیکٹریت ہے۔ اگر صاف ہوئے سنگھریتے میں سے بھرا ہوئے تو کیا غصب ہوا؟ اُستیں اور پھیس اپنے نکال والیں اور باتی ارسل کریں۔

نقفے خود کے جو ہی نے بیسجھ تھے، وہ بھی آجی نہیں کئے ہیں۔ ہم کی بات ہے کہ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ بایو صاحب کیا ہیں؟ پھر پھر بھی یا بھروسے پڑتے ہیں؛ اجیرکے کی تو ناخاہرا کوئی وجہ نہیں ہے تاچار کثرتِ ائمہ سے مابڑا اگر کچھ تم کو تھا ہے۔ تم اس کا جواب بھجو کو تھوا کہ اپنے ادارے تھوڑا بد رہنگیں کیا ہے؟ تیادا نہیں۔

مرقومہ بختم جوں مرکشہ مردی کیک ملکیہ
بخاراب طلب۔

اسدال

(۱۴)

تھماری شیوهِ فافیت معلوم ہوئی۔ غریل نے منٹ گم لی۔ بھائی کا اتر سے آنا معلوم ہوا۔ اکوئی تو سیرا سلام کہ دینا۔

یہ تھمارا دعا گو اگر چہ اور امور میں پائیں مالی سہیں رکھتے مژرا خلیفہ میں اس کا پاؤ بہت مالی ہے۔ یعنی بہت ممتاز ہوں۔ سور و سور میں بھرپار پیاس نہیں بھجنے۔ تھمارا تباہت پر سچھا قریب۔ جی پور سے نجھ کو اگر دلہزار م آنکھ آجلتے تو یہ را

قرض رفیع ہے جا۔ دور پھر اگر دوچار بہک کی زندگی ہوتی تو اتنا ہی قرض لور مل جائے۔ یہ پا سو تو بھائی تھے اسی بھان کی قسم مستلزمات میں جا کر سوڈیڑھ سوپنگ رہیں گے۔ سودہ سیڑھے سرفت میں آؤں گے۔ بھائیوں کا سوڈی جو قرض ہے اور ہندو پنڈت کے سولہ سو کے باقی رہے گا اور وہ جو سبابو صاحب سے مکمل نہ ہوئے تھے اور حرف الکریز سوڈیڑھ کے ذمیت نہ تھے، تمہت اُسی پیری کی جو بامیے خوب میں حرام لونے کا شرک میں مخلال ہے، سودہ وے دیے گے۔ یعنی ہے کہ آج کل میں بالتمام کا خطاب میں ہندو دینی آجماوے۔

ایڈریا صاحب کے جو خطوطِ مزیداری انہ کو افلاطون مزیداری بیوی پاس آئے ہوئے تھے، وہ یہ نئے نہجت سے چھپیں ہی تو پارسل میں ان کے پاس برداشت کر دیے اور اُسی میں لکھ دیا گکہ ہندوستان اور بیوی سے بھیجے ہوئے لئے فیصلہ بھیج دو۔
وہ نہجت سے بھیج دیا گکہ مدد و دل آئی اور رے ہوئے۔

214 30

نیشنل سینما گروپ

14

10

جس دن تم کو خط بھیا، تیرے دن ہر دن ہمگی کی عرضی اور پہیں کی رسید
اور پانسوں کی ہٹڑی بھی بھی۔ تم سمجھئے، بالو صاحب نے پہیں ہر دن ہمگی کو
دیے تھے جو سے بھرا ہیے۔ ہر حال، ہٹڑی مارہ دن کی سیاہ کوئی تھی :
چھے دن گزٹے تھے، چھے دن باقی تھے؛ مجھ کو صبر کیا؟ حق کہا کہ پی
لے ہے۔ قرض متفرق سب ادا ہوا، بہت سیکروش ہو گیا۔ آج یہ رے پاس
سینا پس لند پکیں اور چار لاٹل فرب کی اور تین مشیش ٹکاپ کے توٹھ غلط
میں موجود ہیں۔ الہمہ کلی احسانہ۔

بھائی صاحب آئے ہوں تو سیر ناکم مل خان کا خط ان کو دے دو اور بیڑا
سلام کرو اور پھر مجھ کو لکھوڑا کر میں ان کو خط لکھوڑا۔ باہر صاحب بھرت پر آجاتیں
تو آپ کا بیان یہ کہے گا اور ان کے پاس جائیئے چا کرو تھار سے جو یاد ہے دیداریں۔
رسنہ ۱۷ جون ۱۹۶۸ء

۱۹۰

بھائی!

جسے ہذا تھاری شاعری کو میں جانتا ہوں کہ کوئی دم تم کو فرم
خون سے فست نہ ہو گی۔ یہ جو تم نے اترام کیا ہے ترجمہ کی فست کا اور روخت
شرب کئے ہے اس میں خود فست مخفی بھی مخوندار کھاگدی ہو جیکہ لکھوڑا اس کو رواں بہادر
دیکھا اگر۔

کیوں صاحب یہ دل خط پرست پہلے بھیندا اور وہ بھی دل سے سکندا کیا رکھا
آیا عالم کے سوا اور بیرے سما کیے کیا ہوگا؟ کیا ہنسی آتی ہے تندی باتیں
خدا تم کو جیتا رکھے اور جو کچھ تم جاہو تم کو فے
جانی جنی کی بڑی نظر ہے۔ مگر تم کو لکھا چاہتا تھا کہ ان کا حال مخوب تھا
خط سے معلوم ہوا کہ تم کو بھی نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہیں۔ لفظیاً ہے کہ الجیسی
ہوں گے، مژون نہیں بھیجا ہاتا کرو وہاں قسم فیض ہا ہیں۔ خاصاً لے کب چل
نکھیں، چہر حال، تم بھرت پر سے ترب ہو اور ان کے مندوں کو جانتے ہو؛
اگر ہو سکے تو کسی کو لکھ کر خبر مٹکاؤ اور جو کچھ تم کو معلوم ہوا رہ بھر کو بھی لکھوڑا
غرضی صاحب سعی منشی عبد الخالقی کوں میں آئے۔ کل انہیں خط مجھ کو آیا احتا۔
آج اس کا جواب بھی رکھنا کر دیا۔

اس وال

یکشہ ۲۱ ماہ اگست ۱۹۶۸ء

(۱۱)

میں تم کو خدا بھیج چکا ہوں پہنچا ہو گا۔ مگر ایک ردود میرے پاس آیا کہنی
کہ حب ہی مطرد اللہ تعالیٰ اور ناتی تخلص کرتے ہیں۔ خدا جانے کہاں ہیں اور کون
ہیں۔ ایک ردود میرے دو ردود میرے پاس بھیجا۔ میرے نے اُس کا جواب لکھا رہی
ہیں۔ دوسرے کے پاس بھیج دیا۔ ردود تم کو بھیجتا ہوں، پڑھ کر والی معلوم کرو گے۔
تو وارے شرمنی جو ترقہ تھا، اُس کا جواب میرے نے یہ لکھا ہے، تم کو بھی
معلوم رہے:

رفت آنچہ پر منہور استیلہ کی تو دمنِ دم
اے دل، سخنے ہست انگیمار زبالہ را

تندیو کر آنچہ پر منہور دلت، آنچہ رہ منہور رفت دلست ہے۔
جب: باے موجودہ "علیٰ" کے معنی بھی دیتی ہے۔ پس جو کچھ تھتے مرد تھی،
جس باے موجودہ سے جاصل ہو گئی۔ اور اگر باے موجودہ کے معنی موجود کے لیے تو
یہی دلست ہے۔ نظری کہا ہے:

شادی کر نہیں سیکھی و دم نہیں زلنی
در شہر ایسا معاشر نا ہیرگما ردد

اگر کوئی یہ کہے کہ یہاں "سالار" ہے اور اُس شرمنی "سالار" کا لفظ نہیں۔ جو اس
اُس کا اے ہے کہ سالار دو قلش فرعون کی صورت ایک ہے۔ نظری کے ہیں "سالار"
ذکر ہے اور لفظ کے بارے تھے ہے۔ "رفت" کا مدل اور لفظ یہ باے موجود کے
ساتھ دو قلش بھجتے ہے۔ والسلام۔

امداد

نکوپرست

(۱۲۱)

"ریاست" یہ نہایت بہایا ہے۔ مقصود تھا اسی نے تو کہا یا مقرر نہ ہو
اور کوئی نہ کہے جو، "الحق فی الجل خالق" کے ہی سمجھی ہیں۔

"چشمہ نہیں پر خمار" ۱) چشمہ نہیں بے حیا ۲) ان دونوں ترکیبیں ایک
لکھ لو۔ لیکن سب اشعار میں اذ عجیب نہ لطف۔

دیکھو صاحب الخط میں تم پھر وہی "بیش و سیتر" کا قصہ ملتے ہو۔
"چہ خیرم" و "چہ سبب" و "چہ گناہ" پر جسم سند ملتے ہو:

عشق است و سد سیار تمن امرا چہ خیرم

اس کی حاجت کہیے؟ "بیانات مددے" ۳) یاران مددے کے یہ تمام غزل اسی
طرز کی ہے۔ الگ و ترکیب رہست ۴) لیکن اسی ساری غزل کیوں نہ کہتا ہے؟
دیکھو رفیع اسونا کہتا ہے:

د مزکر کوئو نہ دین کو لفظیں بخواہے
ب صحتِ رخشی اے غیر مسلمان بخواہے؟

غائب کہتا ہے:

جو سک کب شنی کی بزم میں آتا تھا درپیام
ساقی نے کچھ سلان دیا ہو ستراب میں

یعنی اب جو دو دن بخوبی آیا ہے تو میں فرمتا ہوں "یہ جلد سارا مقدیر ہے۔ بیڑا
نادر کا کارویان جو دیجئے گوں زور جائے گا کہ جملے کے جملے مقدیر چھوڑ جاؤ ہوں"
میگر:

هر کتن دقتے و ہر نکتہ مکانے والوں

و فرق البت و بدل القلبے بیان نہیں۔

اگر دیانتی بہداشت بوس
وگر عامل شدی، افسوس! افسوس!

از اسدالہ

بزر حیدر جنوری سعدی

(۲۲)

پندت پروردہ

ایک ہمرا فی نام سکند آباد سے اور ایک علی گڑھ سے ہمچلا۔ یقین ہے کہ بالو
صاحب تھارے خط کے جواب میں کچھ مل مکھیں تھے اور تم موافق اپنے وصیتے
کے قریب رکھو گے۔ اب جب اس خط کا جواب تھارے پاس سے آئے گا، تو
تمارے اشارات تم کو پہنچیں گے۔ اے اے میر تفضل حسین خان! اے اے!

رفقا و مراغہ سے ن کرو گی
بر کے سی افظسر نے کرو گی

یہاں یہ مٹا گیا ہے کہ میر محمد حسین، بڑا بیٹا اُٹی کا، اُن کے سامنے پر تحریر ہوا اور
میرزادہ حسین بہادر نہ اپنے رہے۔

اسدالہ

۲۲ فرمی سعدی

(۲۳)

صلی صاحب!

تحارا خط اس دوں بیجیں کل بھئ کے دل بہنیا کہ میں چارہ ان سے لزیم ہیں ملدا
ہوں اور مزید ہے کہ جس دن سے لزیم چڑھا ہے، کھانا مظلوم میں لے لئے گھیا کھایا۔
آئی ہم خوبی اپنے دن ہے کہ نہ گھاناتا ان کو سیبیے اور نہ رات کو تراپ جڑات
مزلق میں بہت ہے، ناچڑا تھراز کرتا بھال۔ سمجھائیں! اس لطف کو سمجھو کر پانچھواں
رل ہے کھانا کھائے، پر گز بھوک نہیں بلیں اور صیخت نہ کی طرف متوجہ نہیں ہوئیں

بایوں سب والوں کا خط تھارے نام کا دیکھدا اب اسی ارسال میں وہ آسانی نہ رکھی اور جنہے دشواری سے بچا لتا ہے؟ کیوں تکمیل کریں، اور اگر یہ ہر حال ان کی مرمنی ہے تو خیر میں فرمائی پذیر ہوں۔ اسدار ساتھ وہ حال یہ ہے پاس امانت ہے۔ بعد اچھے سہل کے اُن کو کیوں نکالوں کو مجھے دوں گا۔ اتنی سطرنی مجھ سے ہے ہر لفڑی تکھنا کوئی میں۔

21

سازمان اسناد و کتابخانه ملی

100

شیخ میرے اللہ برگپال آنے میں افسوس مانت کریں اور مجھ کو اپنا نیاز مند تصور فرمائیں۔ آپ کا پارسی اعماق کا خط سلسلہ دھنیات ہمکار حال ہے۔ جواب نہ سمجھ کی درود جو : ایک تو یہ کہ میں جوارِ چار چار بیٹے سے تپارنہ میں اُغفار، دم لینے کا ماقوم نہیں، خط لفڑی کیا۔ بارے اب لفڑت ہے۔

ہندوستانی دوسری وجہ یہ کہ کبھی تو معلوم نہ گئا، آپ پاہنچیں معلوم، خط مخصوص تو اس
ہتھ سے مخصوص؟ ہاں آپ نے سزا نہیں پر چاول گراہا۔ لکھا، میں یہ ہمیں تھوڑتا؟ کس
واستے کریں، حامی کے گنوں، گی ملی خوب کر کر اُس کو چاول گراہا تھا ہے۔ اس کا اظہار
زندگی کا راستی ہے کہنا، یہ لعلاتی و مقصود تحریر ہے۔ بعد اس شہر میں ایک مکان میں ماریں کہا ہے
اپ یہم اس کو ٹوپی پہنچال کیں کر لیں، ڈالی کے خلا کو۔ کوئی فرمادیکا کس میں ماریں تھوڑا؟
ہرروں ناچاہر تھاری خاطر ہے امن جناب قبول کیا احمد کی افظاں میں نکل کر خود پہنچ دیا ہے۔
جواب یہ ہے کہ بھائی! یہ اولاد اب شروع کن دلمارت دعا است و دینی دعویا اور گ
وزارت یک وزرا حامی سے سرو ہو گلیا ہے، مثغر تھاری خاطر، صوری طور پر ایسا کہ جتنی دیر میں
تم ایک نئی خوشی ملکے ہو، مجھ سے اُستے و میں آپ کی ایک بڑی کو مطلع نہیں دی
خالی۔ جلدی نہ کرو اور سب سے طور پر دستہ در، اُنٹا ناٹھا لٹا لیں اس تھار کا جو گزار قسم

فریات ہیں وہ سب دیکھ کر بیگنیں دوں گا۔ فضفڈیا اور سالیہ دیکھو جکہا ہوں الفاظ
ہائی ہے؛ مکار بخال کے داسٹ، جب ایک یہ تھپ کا کلام نہ پڑئے اور کام نہ بھی کر
ہیں گھر لایا جاما ہے۔

امداد اللہ تعالیٰ

جوان رحیم

(۳۶)

میرا صلام پتئے خط اور کافی اشدار پہنچا۔ سالیہ و حال ابھی سب بیان کی وجہ
رہیں گے۔ اگرچہ اگر کوئی مشع موجہ ہے، مینہہ پر مشتمل ہوں گے مگر مکمل
ہے اور حواسِ شخصی نہیں۔

بادشاہ کا قصیدہ سالا اصرحتی عہد کا قصیدہ بے خاتم آگئے ہے کہ رکھا تھا؟ اسی
کا نتیجہ ہزار مشتی رہنماں میں کہ لیا اور عہد کو دوغل پڑھ دیے۔
جہاں مخفی نہیں بخش صاحب کو پرسوں باہر سوں پیسوں ہوا، کہیں سے میں کرم بھی دیکھیں
تیکا خان کو کوئی سیلاب ہے کہ مخفی بہر گولیں مار کر بھی دیتا کہ وہ پڑھ لیں اور چاہیں تو غل
لے لیں۔ اس کے سوا اور جو کچھ تھا اسے خط میں ملکا تھا وہ جوابِ طلب نہیں۔
اور یہاں ہمابے جو تم کہے ہو۔

امداد اللہ تعالیٰ

جوان رحیم

(۳۷)

صاحب:

دیبا پر و تقریبنا کہا تھا یہا آسان نہیں ہے کہ جس اتم کو دیوان ہو سکے لینا۔
کیوں روپیے خوب کرتے ہو اور کیوں چھپتے ہو؟ اور مگر یوں ہی کی کیا چاہیکے
تو ایکجا کہے جاؤ، اسی کے چلے کرو کچھ لینا۔ ہب یہ دیوان چھپو اکڑا اور نیزہت نیوال کی
لکھ رہی پڑو گئے۔ تم تو دوچار برس میں ایک دیوان کہے ہو گے، میں کیاں کر

ویسا چہ سمجھا کیا نہ تھا؟ مدد ہے کہ اس دیوان کو اُس دلیل کے برابر ہے جو یعنی وہ
اب کچھ فضیله مدمدا گئی تکریک کرنے۔ وہ چار پرس میں اس قسم سے جو کچھ فرمادیا
دوسرے دیوان میں اُس کو بھی درج کرو۔

صاحب! جیاں تقطیع میں اعتماد ملتے والے کیوں لھو؟

اپنی منی شدید

امت

(۲۹)

تحماد اخوند ہے۔ مجھ کو بہت رنج ہوا، واقعی اُن چھٹے لکھوں کا پانیست
ڈھونڈ رہا گا۔ دیکھو، میں بھی تو اسی آفت میں گرفتار ہوں اسی کردہ بعد صبرہ کر دے
تو کیا کرے گے۔ کچھ بن نہیں آتی۔ میں سہل میں ہوں ہو نہ سمجھا کہ چار ہوں، خیالِ محنت
کے دلستہ سہل ہے۔ تھا ہے اشعار غیرہ، بکھر کر سہالاً صفائی نہیں پہنچ سا ہے
کے پاس لفاذ تھا ہے تام کا بیکھر ہے؛ جب تم آؤ گے، تب وہ تم کو دیتا گے۔
جیاں جیاں تقریباً تام کی جگہ سقراں دنا ٹھاہر کر دیتے ہے اور بالآخر سب اشعار پر دستور
رہتے دیتے ہیں۔ اب تم کو یہ چاہیے کہ کوئی پیچ کر مجھ کو خطا لھو۔ اس لفڑے کی
رسیہ اور پاتا سارا محل مغلظ لھو۔ اس میں تام نہ ذکر۔ بالآخر صاحب کے خطاب
جو اب اجیر کو روشن کر دیا جائے گا، اُپ کی خاطر توجیح رہے۔ زیادہ اس سے کیا تکولد
اصل شدید

(۳۰)

صاحب!

تم ہانتے ہو کر یہ سوال کیا ہے اور کیا داشت ہوا؟ وہ ایک ستم تھا کہ جس میں
ہم تم باہم دوستی تھے اور طرح طرع کے ہم میں تم میں سعادت بیرونیست درستہ تھا
تھا۔ شعر کے دیوان جمع کیے۔ اُس نہ نے جس ایک اصر بریگ تھے کہ کوئی ہماں کے

تھا بے دوستی، مل گئے اور منی نبی کیش اُن کا نام اور حیر تخلص تھا۔ ناگوار نوہ
نا نہیں، دوہو اٹھاس، نہ فہ سعادت، نہ وہ احتلاط، نہ وہ انہیات۔ بعد چند حدود
کے پھر وہ سرا جنم کو ملا۔ اگرچہ صورت اس جنم کی بعینہ مثل پہلے جنم کے ہے، ایسی
ایک خدا ہے۔ منی نبی کیش صاحب کی سمجھیا، اُس کا بھاپ مجھ کو آیا۔ اور
ایک خدا تھا را کہ تم بھی موسوم ہیں تھی میر غریب اور تخلص ہے۔ لفڑ جو، آج آیا بھروسی
میں شہریں ہوں، اُس کا نام بھی دل لادہ اُس نکلے کا نام جی ماروں کا ملک ہے؛
لیکن ایک دوست اُس جنم کے دوستیں میں سے سمجھا پایا جاتا۔ واثق ڈھونڈتے
کو سلاں، اس شہر میں نہیں ملتا، کیا ایریہ کیا غریب، کیا اہل حرث۔ اگر کچھ میں تو
ایکر کے ہیں۔ ہنروں الجہ کچھ کچھ آہاد سمجھے گئے ہیں۔

اب پاپیکر تو کیوں کر سکیں تدیکم ہیں، بھیارا۔ صاحب جدھا! ایسی سمجھم کو
تھے ناں مر جنم کے نکان میں تو اس برس سے کلبے کو دھتا ہوں اور یہاں قریب
کیا لگدیوڑہ دریوڑیں تھیں جیکیوں کے اور وہ تو کیجا راجا نہ سکھیا یہاں والی طارہ
کے۔ رہنے نے صاحبان عالی شان سے ہبے لیا تھا کہ ہر وقت نارت دلی، یہ توگ
نکار رہیا۔ چنانچہ بعض راجا کے ہاں یہاں آئیں اور یہ کچھ تھوڑا سا صدہ میں
کیاں اور یہ شہر کیاں پڑھنے دھانتا۔ میر خریب سب نکل گئے۔ جو وہ گئے تھے، وہ
نکال گئے۔ جالیوار اپنی ولادت منہ اہل حرث، کوئی بھی نہیں ہے بنصل حل
لگئے ہوئے ہوتے ہوں۔ مولان یون کھویر شفت ہے اور باڑ پکن اور داروں گیر میں بنتا
ہیں، مگر وہ تو کیجا اس چنکام میں تو کیجئے اسی اور جنگے میں شر کی رہتیں
میں فربت نہ اور اس برس سے تکریب تھیں۔ بعد شہر کی اصلاح رہنے پر سمعن ہوا
سمول اخراجی اُس کو توکری سمجھ، خواہی منزدی چاندی (س نعت و آشوب) کی کاملت
یکائیتی دخل تھیں دیا۔ صرف اشناکی خدمت بجا فتا رہا اور نظر اپنی یہے گناہی

پڑا شہر سے نکل ہیں گیا۔ میرا شہر میں ہبھا حکام کو معلوم ہے، لیکن جو کسی بھی طرف بادشاہی و فرمانی سے یا محروم کے بیان سے کوئی بات پالی نہیں گئی، لہذا جلوی نہیں ہوتی۔ مرد جہاں بڑے بڑے جالیوں دار گما نے ہونے والے کمپرے بھئے آئے رہا اسی کیا حقیقت تھی۔ غرض اکاپتے رکاناں میں بھائیوں اور والدے سے باہر نکل نہیں سکتا۔ سوار ہونا بعد کہیں جانا تو بست بڑی بات ہے۔ رہا کہ کوئی بیرے پاس آؤے اس شہر میں ہے کون جو کہے؟ تم کے لئے جو لفڑی پڑے ہیں، بھرم سیاست پاتے جاتے ہیں، جو ریلی بندوبست یا نہ ہم نہیں کرتے۔ بھرم دسمبر و نومبر تک بودھا ہے۔ کچھ نیک و بد کا حال کچھ کوئی معلوم نہ ہے۔ اس کی طرف حکام کو توجہ سمجھی نہیں۔ دیکھئے انہیں سوہ کیا ہجتا ہے۔ یہاں بام سے اندر کوں لیٹر کھٹ کے آئے جائے نہیں پاں، تم زینہا، یہاں کا اداہ نہ کرنا۔ ابھی دیکھا جائے، مسلمانوں کی آبادی حاکم سزا ہے انہیں۔ پہنچاں خصی صاب کو میرا سام کیا اور یہ خط دکھا دینا۔ اس وقت تمہارا خط پہنچا اور اسی وقت میں لے یہ خط لکھ کر ڈاک کے ہر کارے کو دیا۔

مشنے دسمبر نو ۱۹۴۸ء

(۲۰)

اُچ سینہ بار کو دو پہر کے وقت ڈاک کا ہجکارہ آیا اور تمہارا خط اور یہاں میں نہ پہنچا اور جواب لکھا اور کلین کو دیا۔ ڈاک کو لے گیا۔ خدا چاہے تو کل ہجپن جائے۔

میں تم کو پہلے بھی لکھا کا سہول کر دیں تا قصد کیوں کرد اور یہاں آگر کیا کرے گے؟ جبکہ تم میں سے خدا کریم اتحاد اور پیغم جائے۔
بسائی! میرا حال یہ ہے کہ و فرستہ ایں میں میرا نام مندرج نہیں نکلا کسی

لگنے پڑتے ہیں کوئی خیر ہے خواجی کی نہیں دی۔ حکام وقت میرا ہونا شہر میں جاتے ہیں۔ فرمی نہیں ہوں ”روپوش نہیں ہوں“ جایا نہیں گیا اور میرے سے تھنڈا ہوں۔ کس طبقے کی باز پرس ہو تو پالیا جاؤں۔ مٹگاں جیسا کہ پالیا نہیں گیا خود بھی پردے کا رہیں آیا۔ کسی حاکم سے نہیں ملا۔ خط کسی کو نہیں لکھا، کسی سے ذہنست ملاقات نہیں کی۔ تھا سے پس نہیں پالا۔ کہا ہے لوگوں میں کیوں کر گزیے ہوں گے۔ انہم کچل فکر آئیں کہ کیا ہوگا؟ زندہ ہوں مٹگزندگی والی ہے ہرگز بند مٹگی ہوں آئے ہوئے ہیں ایک بارہ سے پاس بھی آئے تھے۔ والدعا۔

درزِ مشہد سی ام جنوری ۱۹۵۷ء

وقت نیم روز

(۳۱)

از غروریت برخوردار باشندہ۔

بعد کا دن، تیسرا تاریخ (فروردی) کی ٹوپی پہرون باقی رہے، ایک لاکڑی ایک بڑھتے سور و پیسے کی ہنڑوںی پل، جو کچھ کیسے روکلا۔ ایک آدمی صید ہری سلے کرنیں کے کڑے چاگیا۔ سور و پیسے چھروٹا ہی سے آیا تھا جلتے کیا، یہ ہول اور پس۔ چوں بھی رہ پیسے دار وغیر کی محنت اکٹھے ہے، دیکھ گئے۔ پھاوس رہ پیسے کھلیں بھیج دیے۔ پھاوس رہے ہیں دیکھ دو پکڑیں رکھ لیے۔ رہ پیسے کے رکھنے کے واسطے مگریں کھولا لختا، سور یہ رکھ بھی لکھ لیا۔ کھلیات سور ایسے باز رکھا ہوا ہے، اگر جلد آگیا تو آئے دردگی یہ مٹا لا کے میدانیں دوں گا۔ خدا کم کو جیتا رکھے اور اجر دے۔ سمجھائیں کہ آئندے ایک ایسا نظر نہیں آتا کہ قصرِ مفترع کو قصہ تمام ہے۔

پار مشہد ۰ فرمی مشہد وقت دو پہنچ

پاک

(۳۶)

صاحب:

تم نے لکھا تھا کہ میں جلد آگرے جاؤں گا، تھا اسے اس خط کا جواب
نہ کوئی سکتا۔ جواب تو نکو سکتا تھا، مگر کلیان کا پانچ سوچ گیا تھا۔ وہ جملہ نہیں
سلکا تھا، مسلمان کوئی شہر میں مرکز پر جائیداد پھر نہیں سکتا، تا اجر تم کو خط
نہ بیچج سکا۔ بعد چند روزوں کے جو کہا راجھا ہوا تو میں تم کو آگرے میں سمجھ کر مکمل طور
خط نہ بیچج سکا۔ مولوی قمر الدین خاں کے خط میں تم کو سلام لکھا۔ کل انہا خط آئیں
وہ لکھتے ہیں کہ میرا لکھتے ابھی یہاں نہیں آئے اس واسطے آج یہ رقصہ تم کو بیہت
بہول۔

سیرا طالی پڑھتا ہے۔ دیکھیجہا خدا کو کیا متغیر ہے، حاکم ہجھتے اگر کوئی نہیں
بند بست ہاں کئی نہیں کیا۔ یہ صاحب ہیرے آشنا سے قدر یہی ملکیتیں نہیں
سلکا، خط بیچج دیا ہے جنہیں کچھ جواب نہیں آیا۔ تم نکھوک کہ کب کا دکب جاؤں گے۔
واللہ تعالیٰ۔

حمدہ مارچ شنبہ

(۳۷)

جانب من د جاتا ہیں!

کل میں نے تم کو سکندر آباد میں سمجھ کر خط بھیجا، شام کو تھمارا خط آیا۔ معلوم
ہوا کہ تم اکبر اپر پہنچے جنہیں خط پوسٹ پیدا گئی ہے۔ تایبا اللہ نے پھرے۔ اُریج
تے چہ تو خیرہ آج یہ خط تم کی اکبر آباد بھیجا ہوں؟ پہنچنے پر جواب لکھنا۔
تفصیل رہاتی کی بہت خوب! مخترع خیرہ ہر ایک ایسا اکیت وقت ہے۔ ہم
کو ہر لمحہ سمعت سمجھت اور لطف شرعاً خالیہ۔

بھائی مغلی نبی بخش صاحب کے نام کا خط پڑھ کر ان کو دے دینا اور اس کے

مضبوں سلام کر دینا۔ میں حاکم گورنمنٹ نے خط اور فظہ بھیجا ہے، اُس کے سر بر شستہ درکلن
صاحب میں میں بچول اُن کا نام ہے، بچوں سے بآشنا ہے مخصوص ریڈی گر لفارات
بڑتا تو اس تھاں کا اُن کو تجوید کو بھائیش کیجئے۔ لاش تم سے آشنا ہوتی لا
تم ہی اپنے اور پر خط لکھ کر ان کو بچوں جیتے کر نالات ایک غیر گوشہ لٹھیں اور بیٹے
گلکام مخصوص اور راجب الرحمہ ہے؛ اُس کے حصول پر مطالب میں سمجھی سے وہ بیٹا کردا ہے
جی قوان آپرو استغا خفار شمار

چندی کی رو را اگر واپس کریں ایسا کیست

باقی ہر حال ہے وہ بھائی کے نام کے صدق میں کھو چکا ہوں۔ تم پڑھو

وٹگے دوبارہ لکھنا کیا ہوئے۔

مشہب ۲ مارچ ۱۹۵۸ء

جواب طلب۔

(۳۹)

صاحب!

تحاریں سعادت مذہبی کو ہزار ہزار آفریں۔ تم کو بیوں ہیں چاہیے تھا لیکن
میں نے تو ایک بات بڑھانی تھا لکھی تھی، جیسا کہ عربی میں "یہ تا اور زندگی میں کافی"
اب تم بخاد بخوار بخختی بیری سرچان لارنس پچھن کشہ بخادر کا گزدی، اُس پر
دھنڈ بھئے کرے عرضی مع کوہنڈ میہرہ سائل کے پاس بیچ دی جائے اور یہ لکھا جائے
کہ سعزدت صاحب کشہ دلی کے بھیت کر دی۔ اب سر بر شستہ درکلن کو وزم تھا کہ بیرے نام
سراہنی اور سخور کے خطا لکھا بہت سجا اور عرضی ملکم جو ڈسی ہونا یہ سے پاس آگئی۔ میں

لے نکلاهے بھب کشڑ دیا جائیں ساندھیں کو نکھا اور وہ غریبی حکم چڑھی ہوئی اس
تین ملنون کر کے بیگن دی۔ صاحب کشڑ نے صاحب نکڑ کے پاس ہے حکم چڑھا کر بھی
کہ سانی کے پیش کی کیفیت ہے تو اب وہ تقدیر صاحب نکڑ کے ہاں آیا ہے بھی اس ب
نکڑ نے تمیں اس حکم کی انتہا کی۔ پر یوں تو ان کے ہاں یہ رو بکاری آئی ہے دیجیے
کہ مجھ سے پہنچتے ہیں یا اپنے دفتر سے لئے بھیجتے ہیں۔ وغیرہ کیا رہا ہے جو اس کو
دیکھیں گے۔

وہر حال یہ خدا کا شکر ہے کہ باوشاہی دفتر میں سے میرا کو ٹھوں نہار میں پالا
نہیں گیا اور میں حکم کے نزدیک یہاں تک پاک ہوں کہ پیش کی کیفیت حلب ہوئی
ہے اور میری کیفیت کا ذکر نہیں ہے۔ یعنی سب جانتے ہیں کہ اس کو نکلاو ز تھا۔
مولوی قراقری خاں کا کول رہانا اور رہا کے بھرا نا۔ معلوم ہے، حتیٰ تعالیٰ اُن کو
زندہ اور تکریست رکھے۔ میرا حکم کیا تھا یہ خط پڑھا دینا۔ صحافی مخفی خیں بخش صاحب
کو حکم اور ان کے بھوی کو ماکھنا اور یہ خط صدر منور پڑھا دینا اور کہا، صحافی بذایت
تو اپنی ہے اپنیست بھی خدا اپنی کرے۔ وہ عزت اور وہ ربط و مبنی جو کہ میرا نہیں نہیں
کہ تھا۔ اب کہاں اروں کا نکڑا ہی مل جائے تو خیخت ہے۔

غمزی کھکت اور گورنی آگر اور اجنبی دکشڑی اور دیوان و فوجداری دکشڑی وہی
سے جو حکم یہ ہے خدا اور غریب یہ ہوا ہے۔ مسلسل اس حکم پر خدا یہ ہے نام آیا ہے حاکم
لے اب بھی۔ کی حکم دیا تھا کہ نکھا ہا اسے کہ یوں کر دے ملے اے خط نہ لکھا صرف۔
و غریب نکھر چڑھی ہوئی بیکھ وحی خیز:

ہر چیز دوست نیا رسد، شکست

سون مریزا آنے ہا بے چیز جو اپنا اعلیٰ تم کو نکھا کر دیں، وہ تم یہے بھائی کو اور
یوں قریبیں خاں کو نکھا دیا کر دے۔ تھیں تھیں جگہ ایک ایت کو کیوں نکھوں؟

صاحب!

کیوں مجھے یاد کیا؟ کیوں خط بھیجنے کی تکھیت اٹھاتی؟ پھر کہتا ہوں کہ خدا تم کو بیتا رکھ کر تھا رے خدا میں موجودیِ قدر الدین خالِ کمال سلام بھی آیا اور بھاںِ فتحی نے بھیت کی خیر و نافیت بھی معلوم ہوئی۔ وہ تو پڑن کے تحریکی تھے، تاہم یوں مناب دیکھا ہوا کہ لوگوں کی خواہشیں کی۔ حق تعالیٰ ان کی جو مراد ہے، برلا دے۔ ان کو میر اسلام کی دینا بلکہ بقدرِ حجا و پیغمبر علیہ السلام اُنکو اپنے دل مار دے۔ کبھی سلام نہ کرو۔

تم اپنے کام کے بھیجنے میں بھروسے پرسش کیوں کرتے ہو؟ چار جزوں میں تو بیکار جزو ایسی تو نہ ہے مکلف بھیج دو۔ میں شاعرِ سخن کی اب نیکیں اپنا اصرف سخنِ فرم دے گا میں اور اسکے پیغمبران کی طرفت بھیج دیتا کی گول ہوں۔ بیان و تذکرہ، شعر کہنا بھوسے بالکل پچھوٹ گی۔ اپنا اٹھا کوام و بکھر کر حیران رہ جاتا ہوں کہ یہ میں نے کیوں کر کیا تھا۔ تصریح فخر کر اجزا مجدد بھیج دو۔

یکشنبہ ۲۷ اپریل ۱۹۵۴ء

نواب

(۳۶۱)

منہ المختار!

سببِ الفتن ہوا، بھیشنے کے ملک بھیجا پہلی گروہیان خط اُنکاں میں ڈالیں
کر لیا اور اُس کے حدائق پارکل اُنہوں نے آیا اور تھارا بھیجا ہوا پاکٹ لایا۔ رسید
حسنی میں نے نامہ سمجھا اور اُسی مکان میں شروع کیا۔ بے کارِ محسن اور تہذیب اُنہوں، ہماں پنج
پھر کا رہا۔ سیریزیں بڑی اعلیٰ ہو گئیں۔ خوب رکھیا۔ پچھ تو یوں ہے کہ ان اشخاص میں
یکٹے بہت خدا اٹھا ای۔ جیتے رہے، تھارا ہم فیضت ہے۔

بعوالیٰ کا حالِ غصہ مکون پانس کے ٹال پر ہے، یا لوگوں کے ہمیشہ مدد و مدد

کہاں بے الرکس طرح ہے؟ خاتمہ تاہماہیے یا جاماڑا؟ صاحبِ هفتِ احمد کا تکریں بالکل ادا آباد کو تمیاہ ایمنز کچھ سیال ہیں ہے؟ منشی قائم خوش صاحب کہاں ہیں؟ تکریں یا مستعمل؟ صفاتِ ریوان کا تکریں ہیں ہے کیا ادا آباد بدلنے کا، اس کا اور اگر تکریں کے نتھے کا ساقہ ہے، چالہوئے بھی اور ایسا ہے۔

آج تھامے اشارہ کا مذہب پخت یا کٹ اسی خط کے ساتھ تو اسیں سمجھ گیا ہے، یقین ہے کہ یہ خط کل پرسوں اور وہ پاکت پا پنچ چاروں میں ہے پسخ جلتے۔

یکشنبہ ۵ اپریل ۱۹۴۰ء

(۳۷)

صاحب:

جیسیں ہے یہ کوئی خط اور ایک پارسل ڈک میں ارسال کر دیا ہوں، آج تک ہے؛ یقین ہے کہ خط اور پارسل دونوں ہیچے گئے ہوں گے۔ ایک امر صورتی باعث اس تحریر کا ہے کہ جوئی اس وقت روزانہ کرنا ہوں؛ ایک سیزادہت اور تھارا ہمدرد ہے؛ اس نے اپنے سنت سچے کو بنایا تھا، اسی کو اپنی برس کی عمر، قوم کو تحریر، خوب صحت، وائس داد، نوجوان، سنتیتی ہیا یا اپنے کو مرگیا، اب اس کا اپ بھے سے آئندو کر لئے گئیں ایک تاریخ اُس کے مرے کی عحوالہ ایسی کرو، فتح تاریخ نہ ہو بلکہ مریض ہو کر اُس کو پڑھ پڑھو کر سیدا کرے۔ سوچاں، اسی سال کی خلاف مجھ کو فرنز اور تحریر شر ڈک۔ سیدا یہ واقع تھامے حسب مل ہے، جو طویل کاں شرم تکا لوگ وہ بھے سے کہاں نکلیں گے؟ ہر طرفی مشوی بیس تھیں شعر بخودہ صریح آخر ہے ماقبل تاریخ ڈال رہا، نام اُس کا برق سوچا اور اس کو "ایغ" "ایو" کہتے

تھے چنانچہ میں بھر جزئی مدد سنجن میں ایک شتر تم کو لکھا ہوں؛ چاہو اس کو آندر میں رہنے والے اور آپنے (کی بھر میں اور اشمار لکھ دو؛ چاہو کوئی اور طبع تکوں، لیکن یہ خوبی میں ہے کہ سائل کو متولی کے نام کا دستہ ہونا منتظر ہے اور بالآخر موہن۔ حواسے اس بھر کے یا بھر دل کے اور بھر پس نہیں آسکا۔
وہ ختم صدیع ہے:

بزمِ پھولِ نامِ ہالہ بہتِ صورت
چکدِ خوانِ ولیِ لیشِ اڑلیں

نگاشتہ روزِ جمع سی ام اپریل ۱۹۴۶ء

نگاشتہ

۱۳۸۹

بجانی:

روز خط پھلا تم کو، سمجھ چکا تھا کہ جلد ہو گہا۔ بیار کیا ہوا، توقعِ زیست کی نہ رہی۔ تو پھر اور پھر کیا شعیری کر پائیں پھر مرغونیم بیتل کی طرح تزویہ اگلے اندر صارف رینڈا اور ارنٹی کا تسلیل ہے۔ اُس وقت تو پہنچ گیا مٹر تھر تفعیل نہ ہوا فخر کہا ہوں، میری خدا تم جانتے ہو کہ تندرتی میں کیا ہے۔ وس دنائیں تھے بیتل کو گی اور سی خدا کہا۔ گمراہ دلکشی ایک پار خدا نماول فرماتی۔ بحکم اور اعلیٰ کا پہنچا اور آلو بچارے کا الشرود، اس پر مدار رہا۔ کل سے خوب مرگ گیا ہے اور سوتھ زیست کی نظر آئی ہے۔ آقِ صحیح کو بعدِ خدا پہنچنے کے تم کو یہ خط تھا ہے۔ یقینی تو ہے کہ آج پہیت بھر کر روشنی کھاسکوں۔

صاحب! وہ جو ہمیں اپنی شعر مرثیے کے لمحہ کر تم کو بھیجئے، اُس سے مقصود یہ تھا کہ تم لبپے اشمار دوسرے اتم ندوں کو دے دو۔ کس دا سلے کے

تھری خلی سے مسلم بھاٹک کر کوئی اور بھی تلک نہ رہے اور جو تم لختے ہو تو کچھ اپر اسی شرم سے ایک شتر بھی تو نہ لیا ہاں کہ حال یہ ہے کہ شر سب دست و گریاں تھے، ایک کو ایک سے ربڑا، ایک یا دو شر اُس میں سے کیوں کریں چاہتے؟ اشوا بیرون پسند نہیں تھم تھے میں۔ وہ جو تم لختے ہو کی خوف باخوبی صورت میں زخم ۱۲ اور اس کا دروس اصرائیل میں سمجھل گیا ہوں۔ مخفی مانیں میں ملتا ہے، یہ شر تھات کو یہ معلوم ہوا ہو گا، واللہ بالشداد جب تک کہ تم تھے نہیں تھا، میرے خالی میں بھی یہ بلت نہ تھی۔ پھر حال اسی دن ہے، جو میں اپر تکوں کیا ہے۔

اے اے اب کیسے بھائی منشیٰ نہیں بخش صاحب اور مولوی قرالدین خسال ما حب روندوں کے متواں، بیوش میں آئے یا نہیں آئے؟ آج دس شوالی کی ہے برشہ، عید لا بھی زمانے گزر گیا۔ خدا کے دامنے، ان کی خبر و مانیت کھوئے اور بارہ بھائی صاحب کی نظر المور سے گزارو۔ بثایو ہو مجھ کو خط لکھیں تو اے مرسل و موصیٰ ۲۴ میں مدد و مدد

(۳۹)

کیوں صاحب!

مجھ سے کیوں خنا جو، آج بھیا بھر ہو گیا ہو گا یا بعد و مبارکان کے یہ بھائیوں کا آپ کا خط نہیں آیا۔ الغان کر، کتنا اکثر لامباب تو می تھا، کوئی وقت الیاذ تھا کہ میرے پاس دو چار دوست نہ ہوتے ہوں۔ اب یا میرا بھی ایک شیوچی رام بر سین اور بال نکھل اس کا بیٹا یہ دو شخص میں کہ کہا گا وہ آتے ہیں، اس سے چور کر، مختو اور کاپیا اور فرخ آکرو اور کس کس شیئے سخنو طا آتے

رہتے تھے۔ انہوں نے کہا حال ہی نہیں معلوم کہ کہاں ہیں اور کس طرح ہیں؟
وہ آئندہ خطوط کی سوتون۔ صرف تم تین صاحبوں کے خط آئے کی تو قع؟ اس
میں وہ دونوں صاحب بگاہ بگاہ ناپلک تک تم کہ ہر نسبتے میں ایک دوبارہ سرہانی
کرتے ہیں۔

سخن صاحب! اپنے پہلا زم کرو ہر نسبتے میں ایک خط مجھ کو لکھنا۔ اگرچہ
کام آپ کا دو خط تین خط؟ ورنہ صرف تین خط عافیت بھی اور ہر نسبتے میں ایک
بلکہ سیکھ دیں۔

سچائی صاحب کا بھی خط دس بارہ دفعہ ہوئے کہ آیا تھا اس کا جواب
تیکھ ریا گیا۔ سولہ سی ترالہ دیتی خاتم۔ یقین ہے کہ الہ آباو مکے ہوں، اسکے
کو مجھ کو صلی میں لکھا تھا اک اداں جوں میں جانلوں بھاگا۔

بہرہاں، اگر آپ آئندہ نہیں، تو جس دفعہ میرا خط پہنچو، اس کے بعد
دن اس کا جواب لیجئے، اپنی تین خط عافیت، مخفی صاحب کی تحریک و عانیت اموری
صاحب کا احوال، اس سے سوا، گواہیار کے فتنہ و فزار کا اجزا جو معلوم ہوا ہو
وہ انہا تو نہ ناسہد وقت میں ضرور لکھن۔ راجا جوہاں آیا ہوا ہے، اس کی حقیقت
رسویں پور کارگی، صاحب ان مالی شان کا ارادہ وہاں کے بندوبست کا اس
طریقہ ہے؛ اگر سے کہاں کیا ہے؟ وہاں کے رہتے والے کچھ غائب ہیں
یا نہیں؟

لکھ رکھو، لشکر، چون شکر

نالہ

(۱۰۷)

بیکھر دے کو اور خوش رہو!

اسے وقت تو خوشیں کر وقتی ماخوش کرو!

زیادہ خوشی سا سبب یہ کہ تم نے تحریر کو تقریر کا پردازے دیا تھا۔ اگر کیا جائے
الطایع و لیوان وغیرہ میں پہنچے سے جانا ہوں۔ بنک ٹھرکار روپی صوبہ کا مندو
کا پل ہے، خدام تم کو سلامت رکھے، ملاقات سے بچو۔ رجب ملے بیگ سرہد سے
جو قصداً شہاباً تکھلے؛ آغازِ اسٹان کا انعرب بھج کو بہت زیادہ ریتا ہے:

بیوگار زندہ ہیں یہم لوگ

بیادر کھنا، فزادہ ہیں یہم لوگ

صریح نہیں کہ تھا کہ تم ہے، اور بیوگر بکڑا۔“ ملے ہے کے واسطے کتنا مناسب۔
خشی مدد الطین کے تحریری لڑکے کے پیدا ہونے کی خبر مجھ کو سوچ چکے ہے۔
اور تینیت میں بھائی کو خدا کو چکا ہوں۔ اب جو اُن سے ملتو تو یہ رسم کر کر،
اس خطکے پہنچنے کی اطاعت لے لینا۔ مولوی صنوی جب کافی ہوئے معاودت
فرمائی، مجھ کو اطلاع دینا۔ میرا حال برستور:

ہماریں پہلو، ہمان بستر، ہماریں دند

شنبہ ۲۷ جون مشکل اربعہ صوبہ نام

(۱۴)

مرزا علقت کو رحمہ پہنچئے۔ بہت دل سے خدا کی جل نہیں لکھا؛ آگئے میں ہو
یا نہیں؛ مرزا حاتم ملی صاحب کا شفعت نہ آیا، یہاں سے اُس کا جواب بھجا
گیا، وہاں سے اُس کا جواب آگیا۔ یہ معلوم ہے صاحب کا خط پر سوں آیا، دو
چار دن میں اُس کا جواب لکھوں گا۔ میرا حال برستور ہے:

در نویز کامیابی نہ سمجھنے نا اگبہ می

بھائی صاحب کا خط کی دل بھئے کر آیا ہے اور وہ میرے خط کے جواب

سی ہے۔ وساکھ دن کے بعد جب بھی ہاتھی کرنے کو چاہئے تھا، تو ان کو خدا گھوں گا۔ تم اگر ملتوں میں سے کہ دینا کہ بھائی میر قاسم علی ہاتھ کے شرمند ہو کو ڈالا مزدہ دیا۔ حسن اخلاق یہ کہ کئی دن ہوتے تھے جو میں نے ایک دلائی جسے اور ایک شالی رووال نہان لگانا والوں کو ریا تھا اور وہ اُس وقت روپیتھے کہ آیا تھا۔ میں روپیتھے کہ اور خط پڑھ کر خوب ہٹا کر خدا سمجھے وفت آیا۔

۱۵ جو دلی شفعت

(۳۶)

صلوٰۃ نعمت!

میں تریپ دوپہر کے ڈاک کا ہرگز ادا، وہ جو خط بالا کرتا ہے، آیا اور اُس نے پارسل ہوم جائے میں پیٹا ہوا دیا۔ پہلے تو میں بھی حیران رہا کہ پاکت خدوں کی ڈاک میں کیوں آیا۔ باہر سے، جب اُس کی تحریر دیکھنی تو تھا کہ اسکا پیغام لکھا ہوا احمد و مکث تھے ہوئے، مگر اُس کے آگے کافی ہمراہ کچھ انگریزی ہی ہوا۔ ہر کارے لے گیا لیکن روپیتھے وس آگئے دلوائی۔ دلخواہیے اور پارسل لے دیا، مگر حیران کہ یہ کیا ہے پڑا؟ قیاس دیا جایا ہتا ہے کہ تھا را آئی جو ڈاک تحریکی، اُس کو خدوں کے عجائب ڈال دیا۔ ڈاک کے کارپولانہ لے خود کی اور اُس کو جیزگ خدوں کی ڈاک میں بیکھ دیا۔

وہ صاحب جو میرے عرف سے آئنا اور میرے نام سے بیہر اور جیسا لختی مخفی ہجھوں پر بیٹھا دسل خواں میرا سلام تھوں کریں۔

۱۶ جو دلی شفعت

(۲۳۱)

رکھیں گا اپنے نئے اس تاریخ ۷۹ فی میں معاف
آئے کچھ دوسرے صورتے دل میں سوا ہوتا ہے

بندہ پروردہ!

تم کو پہلے یہ لکھا جاتا ہے کہ یہ سے دوست قدم میر مکرم حسین صاحب
کی خدمت میں جیسا سلام کہا اور وہ کہنا کہ اب تک جیتا ہوں اور اس سے زیادہ میرزا
حال بھجو کو بھی معلوم نہیں۔ میرزا حاتم علی صاحب میر کی جانب میں میر احتمام کیا
اور یہ بیلا خضر میر کی زبان سے پڑھنا:

شرعاً اسلام بود و مدد مشیٰ ایاں بالیثیب
لے تو ناہبٰ تنظر، میر تو ایاں نہ میں صفت

شمارے پہلے خط کا جواب بسیج چکا تھا کہ اُس کے دو دن یا تین دن کے بعد
دوسرے خط پہنچا۔

شمارے: جس شخص کو جس شغل کا ذوق ٹھاکر دہا اُس میں پہنچت
غیر بہر کرنے اس کو نام بیش ہے۔ تھاری کی توجہ مغرباً ہے مرن شعرو من کے،
تھاری شزادت نہیں اور من طبع کی دلیل ہے۔ اور بھائی؟ یہ جو تھاری سخن
گستاخ ہے، اس کی شہرت میں میری بھی قوانام آرہی ہے۔ بیرون حال اس سخن میں
اب یہ ہے کہ شعر کئی کی دلکش اور لانگ کے ہوئے استھان سب کھول گیا،
مگر ایسا اپنے ہندگی احکام میں سے ٹیکھے شعر یعنی ایک مقطوع اور ایک مصیر یہ رہ
گیا ہے: سرخ ہو گا، جب دل اُنے گلتا ہے، تب دس پانچ بارے مقطوع زبان
پہنچا ہے:

زندگی اپنی جب اس سکلتے گزیں نہ ہے۔ ہم بھی کیا یا کریں گے کہ خدار کئے ختنے

پھر جب سخت گھیرتا ہوں اور تنگ آتا ہوں تو یہ صرٹا پر ملک کر چپ ہو جاتا ہوں :
اے مرگ ناگہاں تجھے کیا اختوار ہے

یہ کھنڈ نہ سمجھے کہ میں اپنی ہے روشنی اور تباہی کے غم میں مرتا ہوں، جو وہ کوئی مجھ
کو ہے اس کا بیان تو معلوم، مغل اُسرا بیان کی طرف شمارہ کرتا ہوں : مغلز کا قوم
یہ ہے جو ان دو سیاہ کالوں کے ہاتھ سے نسل ہوتے، اُسکیں کوہاں میرا اُسیہ
سماں تھا اور کوئی میرا شفیق اور کوئی میرا دوست اور کوئی میرا یاد اور کوئی میرا شال
ہندوستانیوں میں کچھ عزیز، کچھ دوست، کچھ اگر، کچھ مشوق، سو وہ سب
کے سب ناک میں ملے گئے۔ ایک عنبر کا مام کیا احتجاج ہے جو رنگ فیروز کا
ماتم نہ رہو، اُس کو زیست کیوں کرنے کو شوار ہو، ہے! اتنے یاد مرے کہ جواب
تک ملے گا، لاریا کوئی ردستہ والا بھی نہ ہوگا۔

رَأَيْتُهُ وَلَا تَرَأَيْتَهُ أَعْلَمُ

جنون یا جوانی شدید

(۳۶۱)

مرزا آنحضرت!

تحارے اور اپنی مخصوصی کو پہنچت پاک پرسون پہنچنے اگر کو اور جنہے
بنا مام کی خوشایہ آنکھ اگست میں روانہ کر جائے ہوں۔ اُس نو
گل رسمیہ نہیں پائی اور نہیں معلوم ہو لکھی میری خدمت خود کے مقابلے ملے
جو ہیں نہیں، نہیں معلوم بھائی نبی بخش صاحب کیاں ہیں اور کس نہیں
اور کس خواں میں ہیں؟ نہیں معلوم مولوی قمر الدین خاں الہ آباد سے آئے ہیں
اگر نہیں آئے تو وہ دیاں کیوں متوقعت ہیں؟ میر مشتی ندیم دیاں ہیں ہستے ہیں؟
بنا کام کرے گئے: یہ کیا کر رہے ہیں؟

اپ کو بے تکید لھتا ہوں کہ ان میتوں باقیں کام جواب اگل اگل نہیں اور جلد
نہیں۔ اس خطا کے پیشے تک اظہبے کے پارسل پہنچ جائے، اُس کے پیشے
کی بھی اخلاق دیجئے گے۔

اب ایک امر منع: ملے آغاز یا زدہ میں روشنہ اسے سی و یکم جو ہاتھ
ٹھہر کے روکو شہزادہ اپنی سرگذشت لئے پندرہ نینی کو ماں نظریں کھا
پے اور انتظام اس کا کیا ہے کہ تو مانیز کی عمارت یعنی پارکی قدمی مکھی جانے اور
کوئی نظر افرادی نہ آئے جو نظر اُس نظریں درست ہے۔ وہ بھی ہے اُمیرشیخ نظریں
ہے۔ باں اشخاص کے نام نہیں بدلے جائے۔ وہ عربی، انگریزی، ہندی جو ہیں
وہ تھوڑے ہیں۔ مثلاً کوئی راتم منشی ہرگز پالی! منشی! فقط عربی ہے نہیں
لکھا گیا؛ اس کی جگہ لکھو شہزادہ کو کوڈیا ہے۔ یہ کیا ایسا اخاطا بھا اس، تھرے ہے
یعنی: چھڈراز نگہبان اور اپنے سطح پر اس طرح کہ کسی متنے میں ہیں سطح اور کسی
میں باقیں بکر کسی میں اُمیر سطر بھی آئے۔ چاہیے متنے یعنی جسیں درست ہیں۔ اگر اسیں
سطر کے سلسلے کوں لگوں ہی لوئے تو شاید وہ جز میں آ جائے۔ بیان کوں صلحی نہیں ہے۔
لکھا ہوں کہ ایک ہے، اُس میں کافی تکار خوش نہیں نہیں ہے۔ اگر آگئے میں اس
باقیا ہوئے تو وہ کو بخاخ کرو۔ اس تجھی وقتی اور میں نوٹی میں وہیں کامیں ہیں کی
خوبیار ہو سکتا ہوں، لیکن صاحبِ سلطنت اتنے ہی کیوں اتنے خوب اور البتہ ہاں ہے، کافر
ہزارہ ہوں تو یہاں موجود تم چھپا لی جائے۔ یقین ہے کہ پانچ سال سو جلد چھا یعنی
کی صورت میں تین آئے پہاڑے نیت پہتے۔ کافی تو ایک بیوی ہوں، ریا کا فدا
وہ بھی بہت نہیں ہے۔ سکھائی متن کا تو اُپ کو مسلم ہوگی۔ حاشیے پر البت
نیت کے معنی لئے جائیں گے۔ پیر عالیٰ اُنہیں ہو تو اس کا تکمیل کر دیں
حساب معلوم کر کے بھی کو تکھو۔ اُمیرشیخ ترالدین خاں آگئے ہوں تو ان کو

بھی خرگی بے مصلحت کر دی۔ ملن تھیوں بالتوں کا جواب اور یاری کی بحیانہ اس نظر
خاص کا جواب، یہ سب ایک خط میں پاؤں، غزوہ غزوہ غزوہ۔
لماستہ ور وال رافتہ سمشن پھر ہم اگت مشتما
جواب طلب، وا سلطہ تائید کے پیرگی بھیجا گی۔

(۳۵)

صاحب!

محبِ آفاق ہے، آئج کو ایک خط تم کو اور ایک خط، جائیز کے
کھافیں کی تہذیت ہیں اپنے شفیعی کوڑاک میں بھیج چکا تھا کہ وہ پھر کو رضی الدین میش
لیں گے اسلام ایک شخص دیکھا ہوا ایسا ہیں تو کتاب کو دیکھ دیتا ہوں، مول نہیں
دیتا۔ تھارا، حبیب ہی نے اس کو گھوڑا، اُسی در حق میسا یہ شعر لکھا:

اگر ہجھ گھر مسلم اوفت او، چہ باک

کفت جاؤ ترا از بر لے آں دارم

چاہتا تھا کہ تم کو سکھوں گزنا گاہ تھارا خط آیا، بھوکو لختا غزوہ ہجا۔ آئج تھیں
دو خط پیسے ہیں، ایک تو تھی کر پوتھ پیٹھ، اور ایک اب بارہ پر تین پکے پیٹھ
اس غزوہ کو اب چاہو سنبھلے دو۔

ہے اے: تم بھالا سے ملے تھیاٹ انتہا مخلوقی، "جہاد" کا افت
درخواستگری اور دیکھا کر دو تھارا جو یا سے حال ہے تو سنتوا۔ اُس کے
مجھ پہ کا ذکر کیا، البتہ اگر تم ذکر کرتے تو وہ دونوں بارہ میں کچھ فرماتے اور
مجھ کو دعا سلام کر دیتے چہاں کہ تم نے اپنے خط میں کچھ نہیں لکھا۔ اس سے
مسلم ہوا کہ بھالا نے کچھ نہیں کہا۔ اگر انہوں نے کچھ نہیں کیا تو انہاں کا ستم

لہذا گر اُن کا کبھی جو تم نے تجھیں لکھا تو تمہارا کام۔ ہر حال، خوب صبر عطا فتنہ
کا تم نے مجھ کو بیاد دیا ہے:

یا صاحب! میساو کس نام سندھم پر عنایت

خواہیں آئیں خدا کی سنتی خیں تجھ سے مدد اعلیٰ۔ یا ارسٹے یہ صرع اُن مجھ پر زیر
پے بازدھو گئے تو بھی نہیں بندھ سکتا۔

اُن تو سنتیوں کو سر غور سے دیکھو گئے تو پہلا نام پاؤ گئے اور یہ بھی جاہلی کر
دے تھوڑا تھا رات اس قبر سے سو برس پہنچا گئے۔

آخر دنہ دوستہ نمبر ۲۲ اگست ۱۹۴۸ء

(۲۶۳)

نہ بُر لکھو لافت جگر مرزا الفاظ!

تم کو سلسلہ رہے کہ رائے صاحب حکوم و حعظم رائے ایسہ سنگو بھاولہ ہے
لتفہ تم کو بھی سمجھے گئے۔ تم اسی رقصے کو دیکھتے ہی ان کے اس ماہر سوانا تھر جب کہ
وہاں رہیں اُنہیں اسکے ماہر ہو گئنا تھا تو سنتیوں کے اب میں جو ان کا حکم ہوا یا کام
ان کو پڑھا بھی دینا اور انہیں جلد کا حساب کھاریتا۔ پھر اس جلد کی قیمت منایت
کریں گے، دوستے لیتا۔ جب کتاب جب پچھے، دس جلدیں رائے صاحب کے
پاس آئے، لیکچر دینا اور جالیں بلیدی پر ہو جب ان کے حکم کے میرے پاس اڑال
کرنا۔ اور وہ جو میں نے پائی جلد کی آرائیش کے اب میں تم کو لکھا ہے، اُس
کا حال مجھ کو متعدد لکھتا۔

بانی صاحب، ایک رہائی میرے سمجھتے رہے گا ہے؛ اُس کو رہائی کوچھیا
ہونے سے پہلے حاشیے پر لکھ دینا، جیسا، فقرہ ہے: ”لئے آخر بخت

خود در پلند کی بجائے رسید کر رکھ از خاکیاں نہ فوت؟

جاں بیک سترے شوخ پیشی ورزد

افسر افسار و گردن اورن اورن

خرشید زاندیش جا در گردش

بر چرخ نہ بینا کہ چالاں ہی لرزد

تینک حاشیہ میں نہات سے بھرا جاہے تو تم اس نظرے کے آگے فشاں

پاکر لالہ پر کے حلیئے پر رہائی تکھ دینا اور حاشیہ بینا پر جہاں اور سفی تکھے

ہوئے ہیں وہاں رہائی کے نہات کے معنی خون حکم سے تکھ دینا "افزار" اور

"گردن" بہ ہر دلخواہ، جاور گردش

ذکار میں اگست و نو ڈیج

فالیت

(۱۷۳)

بیانی!

تمہارا بھٹکا جسیں اور اپنی مٹنی ملختوں نئے پہنچا۔ اور اپنی مٹنی کی

دو راتی دستیوں کے ساتھ پہنچیں گے۔ اب تمہارے مقام سب کا جواب تھا اجدا

لکھتا ہے۔ الگ الگ کہو لینا۔

صاحب! تمہارے میرزا مامن مل ماحب سے کیوں کہا؟ اب اتنی تھی کہ مجھ کو کوئی بھی ٹکرائی اور میرزا صاحب بانے پسند کیا۔ اب میں سے میرزا مامن کو

صریح کرو کہ اپ کے نکر بجاوے کا لائکر بجاوے تما جوں۔

تمہا پے کے اب تک جو آپ نے لکھا، وہ معلوم ہوا۔ اس تحریر کو جب

لیجئے، تب پانچے۔ اسی مامن اور محبت اس کے چھپوئے ہیں اس داستے پر

کسی جیسے ایک جلد اب گزر جریل ہواد کی نند بھول گا اور ایک جلد
بندی کے گھن کے جناب مکر سلطانِ افغانستان کی نند کروں گا۔ اب کچھ لا طرز
خربی کیا جریل ہو، صاحبِ ملیح کو اُس کا انطباع کیوں ناممکن ہو گا۔
جیسے رہو، اس فرم ندی میں بھوکو ہے۔ وہ کون ملا تھا جس نے تم کی پڑھائی۔

گرچہ محل کار، خود منہ نیست

ملکاڑا! ہکار۔ یہ شعر شیخ سید کا پادشاہ کی نصیحت میں ہے:

جز بخود منہ مفرما غسل

یعنی خدمت و اعمال سوائے ملکاڑا کے، اور کے لئے بھی ذکر، پھر خود کہائے:

گرچہ محل کار، خود منہ نیست

یعنی اگرچہ خدمت و امثال سلطانی ہا تبلی کرنا خود مندوں کا ہم نہیں اور عقل سے
بسمید ہے کہ تو ہی اپنے کا خطر میں ٹکرے۔ محل اُنگ ہے اور ہمارے مقام ہے ہمیں
خونر دھنڈ کے؛ خدا دوہائی خدا کی، محل ہکار، ہکار کے ستر پر نہیں آتا۔ میر قشیر
اور اقتت پا اور پورب کے ملکیوں کی ناکاری۔

اگت شہزاد

(۶۸)

صاحب!

عجب تھا شاہے۔ تھا رے کہے ملٹی شیخ زالی صاحب کو
خط لکھا تھا سوکھ تو بخدا کا اور انھوں نے توستہ کی رسید ہیں۔ اُنک کا جہاڑہ تو
نہ کے باس نے دیکھا ہو گا، اُنر تھیں نے بھیما ہو گا۔ یہ کیا کہ تم نے مجھ کو اُس کی
رسید اور میرے خدا کا جو بنا ملکا۔

اگر شیخ زالی کیا جائے کہ تم نے رائے اُنید ستر کی ملاتا تھیں یہ بخدا کا

لکھا مقصود کہا ہے تو وہ بھی ہو چکی ہوگی۔ مجھے تو صورت ایسی نظر آئی ہے کہ گواہا
تم اُنہوں ہو گئے ہو۔ کتاب مطبوع میں حوالے کروی، اب اُس کی ترجمی و تصحیح سے
کچھ غرض نہیں۔ لیکن اگر یوں ہے تو میں اس انتباہ سے ودگیر رہا۔ بلکہ میں کتاب
و مقام درہ جائیں گے اور پھر اس دھشت کی وجہ کیا؟ اگر کہا جائے کہ دھشت
نہیں ہے تو اُس کتاب اور مشعری کی رسیدنہ لمحتے کی وجہ کیا؟ یہ کلھنے تھا کہ
پڑھتا ہے کہ تم مجھ سے خدا ہو گئے ہو، خدا کے واسطے، ختنی کی وجہ تھو۔ صحیح کو
یہی لے یہ خط روانہ کیا ہے، پھر کا دن ستمبر کی پہلی تاریخ ہے؟ اگر شام تک نہ سارا
خط آیا تو خیر، قدرتہ تھاریں رنجش کا با لکھ لیتھیں ہو جائے گا اور پس سبب وہہ معلوم
ہونے کے جی گہرائے گا۔ میں تو اپنے نزدیک کول سبب الیسا نہیں پاتا۔ خدا کے
واستعف، خدا عذر، الحمد لله، الْخَمْسَةُ وَالْخَلَقُ، الحمد لله

جانا سہول کر دے اور میگوئے بھی نہ سلے ہو گے۔ میاں آبالد ایم بلن
سے شرفہ رہا کہ جس نے کہا تھا کہ ایں مرزا آفغان مستینتوں کو اپنی طرح پر معا
ذیل ہے۔

اگرچہ ایسے حال میں کہ مجھے کو تم پر اگل بھنے اور پہنچنا کرنے کا گان
غزرا ہے، کوئی سلطب تم کو لکھنا دیکھا ہے جو غرضت کو کیا کروں؟ ناچار لکھنا
ہوں۔ صاحبِ مطبع نے خواکے لفافی پر لکھا ہے: "مرزا نوستہ صاحب ناکتاب
ملکہ خدا کرد" یہ کتابے جلد چھپا ہے۔ فتاہ ہوں کہ کبھی سفر نوں کتاب پر بھی رنگ
دینا کایا۔ نارنگی کارڈیون یا آنہ دیکھا پہنچ آئیں گے یا "مرخیروں" چھپے گی، یہ کوئی
کتاب اس شہر میں نہیں پہنچی جو وہ میرا نام لکھ دیتے؟ تم نے بھی اُن کو میر نام
نہیں بتایا۔ صرف اپنی لذت عورت سے، وہ اس دلوڑا کی نہیں ہے۔ بکھر سبب
ہے کہ ان کے حکام کو تو عرف معلوم ہے۔ مٹوں کرنے سے دلایت تک، یعنی

نہ کے تھے میں اور ملکہ عالیہ کے صاحب میں کوئی اس بخشن عرف کو نہیں جانتے
پس اگر صاحب بخت نے مرزا نوٹھ صاحب غالب، ملکہ دیبا تو میں نارت مونگیا
کہو ایسا میرے بخت را لیکال گئی، گیا اکابر کسی لور کی سوچنی، لکھاں ہول اور پھر
سوچنا ہوں کہ دیکھوں تم ڈیام مطلع میں پہنچا دیتے ہوئے ہوئے۔

۱۹۵۲ء
دکاون ستر کے ہمیں اور ستر

(۴)

اللہ انکر تھا المطہر آیا اور طلب سوچانے ملے آرم پایا، تم پیر خدا ایکجی طرح پڑھا
شیں کریں میں نے ہرگز نہیں لکھا کہ چھات دل جزیں آہنے۔ جس نے ہے لکھا
چکا کہ صیاست اس قدر ہے کہ دل جزیں آہنے لکھنی میں جاہتا ہوں کہ جنم لیا وہ جو ہر جان
اس نوٹھ کی تقطیع اور حاشیہ بھجوئے۔ نوٹھ کے معنی حاشیہ ہے پڑھیں اس
کی مردش دل اور اور قسم نظر فربہ بہم دل میں حاشیہ ہے لکھ دیں، اچھا کیا۔ سچان
منٹھنیں بخش صاحب سے نوٹھ کے دو فقرے، جس مغل پر کائن کو بتائے ہیں
خود سکھوا دینا۔ جیسے نوٹھ کو مرزاں کا خطاب دیا ہے، ان فقروں میں اس
کا انہما کیا ہے۔

بہت خوب کیا یہ امر ہے اور میں متنی خیر زائی صاحب کو آئیں گی کوئی دلکھ چکا
ہوں، تیر سے سٹھے کے آفریاچہ تھے سٹھے کے اولی یہ تبلی ہے: "مگر عدم درجہ
نیب، اش بہم نہ رہ، نیب کی جگہ" نہ ملے ہماریا، "ہر فوائے پھاٹکہ بہم نہ
نیب، نظر غریب ہے اگر رہ جائے جو تو وہ بھر ہے اتر اسی کریں گے، تیر پا کو
کاروں سے، نیب پا، سو الف نوچیں جائے اس اسی جگہ، نوائے ملکہ دیبا جائے۔

ماے ایڈنگلے نجہ پر غایت اور مطبع کی امانت کی حق تعالیٰ ان کو
اُس کورسازی لئے نظر فرازی کا اجر دے۔ صاحب! کبھی نکھلی میرا کام تم سے
آپنہ ہے اور پھر کام کیا کہ جس میں بھری جانِ الحی ہوتی ہے اور میں نے اُس کو
اپنے بہت سے مطالب کے مصلح کا ذمہ مچا ہے۔ خدا کے واسطے پہلو چینہ
کرو اور یہ دل توہ فراز۔ کافی کی تصحیح کا ذمہ بھائی کا سوچتا ہے۔ چھے جلدیوں کی
تمامی کا ذمہ برخود ارجمند الطیف کا کرو۔ میری طرف سے دعا کرو اور کہو کہ میں
تحارا پڑھا اور مدرس چاہوں۔ تصحیح کھالی گریں، ترجمن تم کرو۔ کہا جوں اگر
نہیں جانا کہ ترجمن کیوں کر کیا چاہیے۔ سُتا ہوں کہ چھاپے کی کتاب کے حروف
پر سیاہی کیں تم پھر دیتے جیسا تاکہ حروفِ ریشم ہو جائیں۔ سیاہِ کلم سے جعل کبھی
پہنچتا ہے۔ پھر جلد بھاہ پر تکلف نہ ملکتی ہے۔ جنتیکی کی دستکاری بروناوی
اور بروشواری کی ان کی ہیسرے کس دن کام آئے گی؟

مرزا الغفرانی تم پڑھے دوڑ جو، دل کی تباہی پر تم کو رحم نہیں آتا۔ کہ
تم اُس کو آباد جاتے ہو۔ یہاں شیخ بند کو میر نہیں، صفات اور تعاشر کیاں
شہر آباد ہوتا تو میں آپ کو تکلیف کیوں دیتا؟ یہیں سب درستی بھری آنکھوں
کے سامنے ہو جاتی۔ تصریح تصریح، جبارتِ ختنی صہد الطیف کو پڑھا دو۔ میں تو فن
کے باپ کو اپنا حصتی بھائی جانتا ہوں؛ اگر وہ مجھے اپنا حصتی چاہیا پائیں اور
میرا کام کوی تو کیا عرب ہے۔ دو رہبیتیں جلد اسی سے زیادہ کا تقدیر ہیں۔
جب مجھ کو لکھو گے، ہندوی بیکھر دوں گا۔ مجھے روپیتے آنکھوں ہیں، اُس رہبیت
صادر رہ پئے۔ یہاں کو سمجھا دینا، کہیں کا، طرفِ مغربی، پیغمبر اپنگی ہے۔ نہایت
بارہ میں پچھے جلدی تیار ہوں۔

مشتی مشتی مرا عن کو سمجھی دینا کہ زخماء عرب نکھیں، نام اور تخلصِ پیغمبر۔

اجڑے خطاں کا لختا نامناسب بکھر سزے۔ مخراجِ نام کے بعد لفظ "بہادر" کا اور "بہادر" کے لفظ کے بعد تخلص "اسالش عالی" بہادر نامات۔

مجاہل اتنے اور ان مخصوصی کی رسیدہ نجوم کیسی وہ پارسل میں سے گزندگی کیلی؟ دیکھو اکس لطف سے یہی نام کی تحقیقت ہے جو حقیقے اور دل کے چھپائے کی صفات لزوم سے مل گئیں اسی کی وجہ سے کیا پتاوں؟ صاحبِ مطبع اس امر کو "اردو میں آخر کتاب لکھ دیں۔ منشی جی سے نظر نکھلو، منشی بسطِ تحقیق کو ج خط پڑھاو، سنبھل کی تجھے نوٹے بناؤ" صاحبِ مطبع کو میرا نام بناوو، منشی پر صفات سہ حکم صاحبِ مطبع سے لکھوادو، پر خور و در عبدِ الطیف سے مقدار درپیچے لی دریافت کر کے مجھ کو لکھو نکھو، پھر منشی کی رسیدہ نجوم اپنے ہے جانش و دل صراحت سہولے کا اقرار کر دا، سہا کی نجوم زدہ۔

جودِ سوم ستر ۱۹۵۶ء ہنگامِ نیروز
نماں

(۵۰)

منزِ الکت کو دعا پینجی، دلوں فطرے سب مل پر ہاتھیں چھائیں بکھنے ہوں گے۔ جیسا کہ
فلک کی چیزوں کو نہ لے، نہ بدلایا ہوگا، بُر خدا نہ منشی جو تحقیق کی لیے خط لپٹے، نہ کھادیا ہوگا، ان کی
سدادتِ مددی سے لیتیں ہے کہ میری انساس قبول کریں اور اوہ متوجہ ہوں۔
کاپنِ نجی ہاتھ اور چھپا پا ہجنَا شر و شہر ہو گیا ہوگا؛ اگر پھر بڑا ہے تو چاہے
آنکھ آٹھ سوئے لگکے بارہ بارہ سوئے چھپائے ہائیں اور کتاب جلد مطبع ہو جائے
مجاہل! منشی صاحب کی شفقت کا حال پوچھنا ضرور نہیں، مجھ پر یہ رہا،
اور حسین کلام کے قدر ہاں ہیں؛ اس کی تصویح میں ہے یہ: الٰہ اکریں گے تو کیا
میکا تفہیج کے مدار ہیں گے؟ مجھی اسی اتنے سمجھی لمحہ اور منشی شیو زرائی

صاحب نے بھی لکھا؛ میں ایک صدارت لکھتا ہوں، اگر پسند آئے تو خاتمۃ
صدارت میں چھاپ دو۔ ”نامزد خوار نائبِ ناگار کا یہ بیان ہے کہ یہ جو میری
سرگردانیت کی عاستان ہے، اس کو میں نے مطبع مینڈر غلام نے میں تھبیہ کیا ہے۔
اور میر نے اسے میں اُس کا یہ تقدیر فراہم کیا ہے کہ اور صاحب ایں مطابق جو اپنے ایک
جھوٹ سے طلبِ رخصت نہ کریں، اپنے مطلب ہے اس کے چھاپنے پر جرأت ہے
کریں۔ اس کے سوا اگر کوئی طرح کی تحریر منتظر ہو تو منشی سشیو مران صاحب
کو اجازت ہے کہ میری طرف سے چھاپ دیں۔ یہ سب باتیں پہلے بھی لکھوچکا
ہوں۔ اب دو امر مذکوریں الظہار ہیں: اس واسطے یہ خط لکھا ہے: ایک قرآن و دو
صدارت، دوسرے یہ کہ میرے شفیعین مکرم سید مسلم حسین صاحب کا خط میرے نام
آیا ہے اور انہوں نے ایک بات جو اب طلب بھی ہے، اُس کا جواب اسی خط
میں لکھتا ہوں۔ تم کو جا ہیئے کہ اُن سے کہ دو: ایک یہ صدارت اُن کو دکھادو،
جسے پروردہ ثواب عطا، اللہ تعالیٰ میرے برے دوست اور شفیعین ہیں۔

اُن کے قرآن و شفیع میر نام صاحب الطالب ہے سیف الدعلہ، یہ دو نویں صاحب
صحیح و سالم ہیں۔ شہر سے باہر دو چار کوئی پر کوفہ انہوں نے ہے، وہاں رہتے ہیں بھر
تیسا اپنے اسلام کی آمدی کا حکم نہیں اور ان کے نکاحات قرق ہیں؛ ذخیرہ ہو گئے
ہیں، اُن وکاریت کا حکم ہے۔

۳۔ سترہ شفیعین

(۱۵)

مشفتی میرے، اگر مفرما میرے!

تحمار اخطاء میں دوستے چھاپے کے پہنچے۔ شاید میرے دکھانے

کے واسطے بیکے گئے ہیں۔ ورنہ رسم تو یوں ہے کہ پہلے سخنے پر کتاب کا نام
اور صفت کا نام اور مطبعہ کا نام چاہتے ہیں اور دوسرا سخنے پر لوح سیدہ
تمکے سے شتاہے اور کتاب تکمیل چاہاتے ہے۔ (س) کا بھی چھاپا اُسی طرح ہو گا جتن
کہ مطبعہ اور شہر مطمور اور کاپی کا لمحہ خطابہ الفاظ کی صحت اسپر بیرونی
صحت الفاظ کا کیا کہنا ہے؟ والحمد للہ سب سے صحت اسی مفتخرتی کی وجہ
صاحب پر اول توجہ ہوئی تو اگر ایسا ہاصل نہ ہے میں ہو گا تب سے غلطی واقع ہوئی
ہو تو اُس کو بھی تصحیح کر دیتا گے۔ تمہیری طرف سے ان کو سلام کرو، ایکھر پختہ، کما
دینا۔ خدا کرے۔ انہماں کمپ بھی قلم اور بھی خط اور بھی طرز تصحیح ہلکے ہلکے ہے۔ جہاں
بھی مطہر ہے پہلے سخنے کی صحت اور دوسرے سخنے کی لمحہ بھی خدا چاہے تو
دل پیدا اور نظر فریب ہوئی۔

کافر کے اب تک یہ عرض ہے کہ فریض کافر کا خدا اچھا ہے۔ پھرے جلدیں جو فریض
کافر ہے، وہ اس کافر پر ہوں اور باقی چاہرہ شیورام پوری کی پرائی جاہ ہے۔ شلنے
کافر پر چھاپہ اور جیات کر دو جلدیں جو دوستی جاتے والی ہیں، وہ اُس کافر
پر چھاپی جاتیں اور باقی شیورام پوری کا پر یا نیلے کافر پر۔ یہ تکلف بخشن ہے۔
یہاں کے ماکمل نہ کیا گیا ہے کہ ان کی خدر کا کتنا بھی اچھے کافر پر نہ ہوں اور
جو ایسا کمی صحت اور خرچ نامہ ہے اسہو تو خیر، دو جلدیں اس کافر پر اور چار
جلدیں شیورام پوری پر ہوں؛ باقی جلدیں میں تھیں اختصار ہے۔ اسی وجہ
اگرچھے تو یوں کی سیاہی زد اور سیاہ اور خشنود ہو اور آخر کسان گے
ذہنے۔ آئے اس سے میں نے برخوبی اور منشی بعد المظیف کو لکھا تھا اگر
چھ کتابوں کی کچھ ترجمین اور آرائیش کی لکھ کریں، معلوم نہیں، تم نے وہ چھ
ان کو سنبھالا یا نہیں۔ آپ اور منشی بعد المظیف اور میرزا حاتم علی صاحب ہم

ہم صلاح کریں اور کوئی بات خیال میں آؤے تو بہتر نہ رہ اس جھے سخنوں کی
جلد کی انگریزی و ترجمہ و ترجمہ زور دو مذکویے کی لگت کی بنوا دینا اور اس کو
روپیہ تبلیغی سے پہلے مجھ سے ملکو دینا:

”آن کہ جو روز بیکم ہے فرید بشوپ یاد کردہ الیور دم ویکرہ نہیں
بباش سیم زندانی“:

اس میں نہیں کہ لفظ کچھ میری اہل انگاری کے اور کچھ سہرا کتب سے رہ گیا
ہے۔ اس کو تحریر چاکو سے پھیلایا گئے ہے تو اسے لکھ دینا۔ لیکن تم تو اسے صاف ہم
زندہ لکھ دیو۔ اس کا انتشار نہ کیجو کہ جب یہاں چھاپا ائے ہو تو ہماریں
گے۔ اصل کتاب ہیں نظر دے ڈیجیا ہے میں لفڑا ہو اگر اجڑے اصل میرا میر علی
حاب کاپی لیں کے پاس ہوں تو ان کو یا بھائی مخفی پنچھنہ کاٹنے کا کوئی رقد رکھا
کر سمجھو دینا اور سنداز دینا۔

از نامہ

درخواست نہیں لفڑا اجڑے

(۲۰)

اچھا سیرا بحال! نہیں دا لے دو دنے پیدا ہوں، پاں سو ہوں، پاں سو ہوں، سب
بدھا دیاں، کافی کا جو لفڑاں پڑوں مجھ سے ملکو دینا۔ اس لفڑا کے رہ جانے میں
سلی کتاب مگر ہے جانے مگر اور میرے کمال کو دھماں لگ جائے مگر یہ لفڑا عربی ہے
ہر چند سو سے میں بنا دیتا تھا لیکن ہاتھ کی نظر سے رہ گیا۔

لختے ہو گئے مزداعا حب دو جلدیں درست کریں گے، ”تو صورت اور سب“
یعنی میں نے چھے جلدیں بارہ روز پہیے کی لگت میں پے کار ساری و ہمہ پر دار کلم
جنگلہ لشکن مبدأ المطین چاریں تھیں۔ مستلزم تھا اگر اب اُن کا تبول کرنا مجھ کو لکھوئے

اور دوپتے بھوئے ملکوں کے لئے۔ ملا جلال الدین اور مرتضیٰ علیہ السلام نے پتو تھیں کیا۔ مرتضیٰ صاحبؒ کی خواص
بنتے تھے، توچھے جلدیں بخوبی نہ کرو۔ المثل اسیں احتجاج کی اگالیتیں بے کر دو۔ بہت
بڑی تکلف اور جاریہ نسبت اُس کے کچھ کم۔ اگر یہاں بے تحریر مدد مانے ملا جائے تو اُسی
خواص بے۔

راسے ایڈ سنگھ کے نام کا خطاب احتیاط مار بنتے ہو۔ جب وہ آئیں، اُنکو فرمے
وہ، یہ جو تم لکھتے ہو کہ ”شیبِ کافل“ تھے ریا ایسا تھا، اس سے معلوم ہونا ہے کہ چھاپا
شروع ہوئکر دوستیک اپنے ٹھیک کیا۔ مجتبی ہے کہ کتابیں جلد سلطنتی ہو جائیں۔

چارے سوچی شیعہ مرتضیٰ صاحب اپنے سلطنت کے اخبار میں اس کتاب کے چھاپے
کا اشتیار کیا لے لیں چھاپتے تاکہ درخواستیں خریداروں کی قبولیم ہو جائیں۔

مرزا الفتح سخو: ان دو ایسا میرے محسن علیم احسن الشیعیں“ اُنکا باتا
کے خریدار ہوئے ایسا اور شہانے ہو موجب ان کے کچھ کے ہر یاد، یعنی ہوا آجھر کو ہی
ہے۔ حضرت نے اول فلم جواب میں نہیں لکھا۔ تم کوئی سے کچھ کو دو سمجھ رکھتے اور سے
خریدار ہیں۔ آئی سوچہ سمجھر گی ہے، دو لمبے طمار کے علیم صاحب کے نام کا سزاوار،
خان چنگ کے کچھ کے کاپتا لکھ کر دعا نہ کریں۔ آجندہ ہفتہ ہفتہ یکیے جائیں ملک علیم
حسن الشیعیں اکٹھا نام خریداروں میں لکھ لیں۔ درست: اخبار خدگیر نہ ایک سوز
ڈیلیو منہ بازار و دلی کے اغور کا جو تھا۔ جسیں بن سے کر دو۔ اخبار شروع ہوا ہے،
اسیں بن سے صرف اخبار شایدی کا سفر لعل کر کے ارسال کریں۔ باتا تھا مرتضیٰ صاحب سے اس کو کب کر
کا نہ کی تیمت یہاں سے بھیجی ہی جائے گی۔ بھاٹا تھا مرتضیٰ صاحب سے اس کو کب کر
جو اب دوسرے بھی کو اخلاقیں دو۔ ”شیبِ کافل“ کے شیب سے مراجعاً ہوں اُس کی درستی کی
غیر بھجو۔ ایں جو چھاپے کے حالات ہوں اُس کی اکا جی خود ہے۔

بھائی!

بھجے میں تم میں نامور نگار دکان کا ہے کوہے، عطا رہے۔ آج سچ کو کب
خط بھی چکنا ہوں، اب اس وقت تھمارا خط ادا رہا گیا۔

ستو صاحب! الفلا مبارک "میم" حاصل کیم اول اس کے ہر جوت پر میری لہجہ
ٹھاکرے، مگر جوں کہ لہجہ سے دلایت تکم حکوم کے ہال سے یہ لفظ، یعنی "تمہارا
اسلام خدا، نہیں لکھا جاتا، میں نے بھی موت توں کر دیا ہے۔ ربا" مرزا "ڈا مولا"
وہ نوبت اس میں تم کو ہو رہا بھائی کو اختیار ہے؟ جو جا ہو، سو لکھو۔
بھائی کو سلام کہتا۔ ان کے خط لا جواب سچ کو روانہ کر چکا ہوں۔

مرزا آفتاب، اب تم ترین حوصلہ ہے کتاب کے باب میں ہرا نہ زادہ
سعادت خدا کو کھینچ دو، مولانا تھر کو اختیار ہے اب جا ہیں سوکریں۔

خط تراجم کر کے خیال میں آیا کہ وہ جو مرزا صاحب سے بھجو کو مطلوب ہے
تم پر بھی خاہر گرتی۔ صاحب، وہاں ایک اعلیٰ موسوم ہے "آفتاب عالم"۔
لکھا گئے، اُس کے ستم نے التراجم کیلئے کہ ایک سخن یا شیریہ صفحہ باہر تاہو دلی کے
حلقات کا مختار ہے۔ نہیں معلوم، آغاز نکرس میتھے سے ہے۔ سو، حکیم احسن اللہ
خالی یہ چاہتے ہیں کہ ساخت کے جو وسائل ایسا، جب سے ہوں، وہ جو بھاپ پر غافل
شہزادے ہوئے ہیں، اُس کی نقل کسی کا تھے سخت مخواہ کر رہا تھا بھی چاہئے۔
ایہت جو سعیں آئے گا، وہ بھی جائے گی۔ اور اب تھاں سمجھر شہزادے سے اُن کو
کام خریداں دیں لکھا جائے۔ وہ سختے کے دل میں کوئی کام نہ اٹھاتے ہیں، بھیج
دیے جائیں۔ افسوس پھر ہر میتھے، بھٹکتے درجعتے اُن کو مذاہن اخبار کا پتھریا کرے۔

یہ مراتب جا بے مرزا اتنی ملی صاحب کو لکھو چکا ہوں اندھا بے تک آتی قبوا نکال بر
نہیں ہے۔ مذکون سخت ملکی صاحب پاس پہنچے، نہ اُن صفتات کی اعلیٰ جو

پاس آئی۔ آپ کو اکسائیں سی خود ہے۔ اور اس صاحب آزاد اپ ناچاہ ب کو
ملجئ تو کشیریں بناواریں ہے مگر آپ مجھ کو تھیں کہ تیند خلائق کو سمجھ کر جائیں
صحب ہے کہ ان صاحب شستائے سری غربات کا جماب نہیں تھا۔ فراہیش حرم
اکسن الہ تعالیٰ صاحب کی بہت اہم ہے۔ مذالموتات میر اسلام کو کروں یا بھجوں
مکر وہ اخبار ان سے بھجوں۔

حمد و مبارکہ
نامہ
۱۹۵۴ء
بھائی!

آج سچ کہہ سبب حکیم صاحب کے تھانے کے شکوہ آئیز خط احباب
مرزا صاحب کی خدمت میں لٹک کر بھجوں۔ بھیان خط راک میں وال گر کیا ہی تھا کہ
”اک کا ہر کارن کیا خط اندھا اس دیکھ خط مرزا صاحب کا ادا۔ اب کیا کوں ایز
چپ ہوں۔“ شکوہ محبت بڑھائے گوا۔ مرزا صاحب کی خدمت کو شکر بھالا ہوں
لیتھیں ہے کہ جلدیا میرے خاطر خواہ ہونا چاہیا گی! کس دام سے کہ جو آج لے خط
میں آخنوں نے لکھا ہے، وہ بعینہ میر المکون غیر ہے۔ خدا ان کو سلامت رکھے
میر اسلام کہہ دینا۔ ان کے خط کا جواب کل پرسوں بھیجوں گا۔

رائے ایڈ سٹھم بہادر خوبیات نور زمگری سے ہے، فتحیہ کا سلام نیاز اُن کو
کہ دینا۔ خدا اگر کے، ان کے سامنے کل ہیں چپ چکیں۔ ہمارے جب ”وگاہیں“
کو انتہیت لے جائیں تو مجھ کو اطلاع لختا۔

”ہیئت کے“ نوائے ”میں جلتے سے خاطر جنم جو گئی۔ جعلی ایں خداویں کا
حقیق ہوں؛ کتاب اُن اجزا کا، جن کے نگے سے کوئی تھی جاتی ہے، فارسی کا مام

۔
علم اُس کو فیاض الدین رام پور کی اور حکیم محمد حسین دکنی سے نیادا ہے۔ تیجے

سے غرض یہ ہے کہ کوئی سارے صاف ان اوراق کے ہو، نہ یہ کہ فریگول میں دیکھا جائے۔ آگے اس سے تم کو بھی اور بھل گو بھی لکھ چکا ہوں، اب صرف اُس تحریر کا شمارہ لکھنا منظور تھا۔ آج جس طرح مجھ کو تھامرا اور مرزا صاحب کو خدا پہنچا، ارم حاکم مالک مالک کو بھی افادہ اخبار پہنچ جاتا۔ تحریر وقت تک نہیں پہنچا اور جو وہ پہنچ کا وقت ہے۔ تحریر پہنچ جانے کو۔ یہاں تھامرا خدوں کے پاس بھیج دیا جتا، اخنوں نے تھامرا راے منتظر کیا۔ اب تم وہ اخبار جس طرح کر تھے تھامے، ان کے پاس پہنچ جو اور صاحب مطبع قریبے تھا۔ خبر صاحب اُن کو بھجی سمجھے۔ اپنے نام اور سکن سے اُن کو اطلاع دےالیں، اُن کو اپنے طور پر وہ پہنچ دیں گے۔ ہم تم وہ ملستہ سماں کی ہم درگز ہو گئے، اُن رہا جانا رہ پیسے کے بھیجنے میں ویر ہو گئی، تو میں کہ کر بھجو دوں گا، یہ بالآخر بیرون ہے۔

رسنی ۲۰ ستمبر ۱۹۶۸ء

(۱۵)

صاحب!

تھیدے کے چھاپے جانے کی بشارت صاحب مطبع نے بھی تجھ کو دی ہے، لہذا ان کو سلامت رکھے۔ کل مرزا صاحب کے خطا میں اُن کو ایک مصیر کسی استاد کا لکھ چکا ہے۔ میں صراسر ان کا منقول احسان ہوں۔ بیرون سلام کہنا اور اذان اور اخبار کے نہ پہنچنے کی اطلاع رہیں۔ یہ رے نام کا کوئی لغایہ نہیں جاتا۔ خدا جانے اس پر کیا بھوگ پڑا؟ ظاہرا انہوں نے پوست پیدا بھیجا رہا گا؛ پھر پوست پیدا بھی کیوں تھفت ہو؟

مشیہہ بمعنی "مدارے اسپ" لذت فارسی ہے؛ ہم شیخ مکرمہ یا

معرفت دیتے ہوئے مسخر و ملے ٹھانی نہیں اور فریب میں اُس کو تسلی کرنے
جیسی۔ صیریہ کوئی لذت نہیں ہے، مفریب نہ فارسی۔ اگر غنیمت کے سوامی جیسیہ
لکھا بے تو کتاب کی خلیل ہے، غنیمت کو کہا گناہ ہے:

”درخوازہ میں پہنچ کر ہمارا گھستا“ اصل معنویت ایسا ہے
کہ اسے ہوتے خرابی کے کیوں کر کھو دیا ہے بھائی! ہر خواز کے دو معنی ہیں:
ایک تو ”خطاب“ کر جو سلاطین اور اکوڑیں، اور دوسرے دو نام جو لڑاکوں کا پیار
کے رکھیں، لیکن ”عون“ حاشیے پر شوق سے لکھوازو۔ مگر تم نے دیکھا ہو گو کہ
اس ہمارتے ہوں تھارے ذکر میں ہے، پہلے صہروں کے منی حاشیے پر
چڑھے گئے ہیں، مگر لکھنے کی حاجت کیا ہے اور اگر لکھ کجی دو تو تباہت
کیا ہے۔ بھائی صاحب کیوں مخالفت فراہیں؟ حال امانت کی تحریر کو مسلم ہوں
صاحب اپنے کو نسل کی راستے ولایت آگئے لیکن یہرے لمحے میں منتظر و منتبل۔ نام
پیراں پس طرح پا ہوں لکھ دو!

نام آں گد او نامے نمارد

ہر نام بگد خوانی صور آرد

شیخ! استحقیق مولانا ہبہ، فردا بے مقدار کا سلام قبول گریں۔ مکن آپ کو خدا
لکھ چکا ہوں، آج یا کل، شیخ جائے کہ۔ رات سے ایک بات اور خیال میں آئی ہے
مگر یہیں کہ حکم و کار فرمائی ہے، سمجھنے کوئی نہ ہوں، فرمائے دئے گئے ہیں اور
ہوں۔ بات یہ ہے کہ دو جلدیں طلاقی توجہ کی ولایت کے واسطے تیار ہوں گی
اور دو جدار جلدیں جو یہاں کے حکام کے شاپٹ و دکار ہوں گی، ان کی صورت
یہیں تھیں ہے کہ سیاہ گلہ کی توجہ اور انگریزی جلدی کیوں بھائی صاحب!
تلار، اور اند تجویز، ہیں ہے، اور پھر کہا چاہیے کہ یہ چار جلدیں کس کس کی تقدیر ہیں:

نوب گور حمزہ بہادر پیغمبر کشتر بہادر صاحب کشتر بہادر دلی اڑ پینی کشتر بہادر دلی۔ یہ کیا سیری بد و ناخن ہے کہ جناب الرحمٰن صاحب کی نذر نہ کھیلوں آخر گورنمنٹ کی نذر امتحان کی معرفت کھیلوں ہوا۔ نہ صاحب ایک جلد ان کی نذر بہت خواری ہے۔ آپ گواہی خس زکاں کر دیں چار جلدیں بخواہیں ایک اور بھی ایسی ہی بخواہیں۔ یقین ہے کہ آپ اسلام کو پسند فرمائیں گے اور چار کی جگہ پانچ بخواہیں گے۔ یہ عرض مقبول ہوئی گستاخی کہ بادشاہ آزاد روتیا ہوں سعادت ہو۔

سچال مرزاق قدر اکل کے مرزا صاحب کے خط میں سے اُس اداۃ تاریخی کا
قطعہ لکھ دینا۔ تم کو لکھو چکا ہوں، ایک قلعہ مرزا صاحب ہے، ایک قلعہ تھارا
لکھ ایک قلعہ موذا حصیر سے بھی لکھواد
صحیح شہنشاہی کام سترہ سو ۷۸۶

۱۵۶

گھول صاحب

اُس کا کام کیا سب ہے کہ بہت دن سے چاٹک آپ کی ملاقات نہیں ہوئی۔
درمرزا صاحب ہما آئے، منشی صاحب ہما تشریف لے۔ ہاں ایک بار منشی
شہنشاہ صاحب نے کرم کیا تھا اور خط میں یہ رقم کیا تھا کہ اب ایک مرزا ہاتھی
رہا ہے اس رہا سے میں یہ تصور کر دیں گے اگر ایک فرمانڈ کا باقی تھا تو اب
قصیدہ چھاپا جائے ہجتا اور اگر فرمائی گئی تھا تو اب مددیں ملتی شروع
ہو گئی ہوں گے۔

تم سمجھے؟ میں تھا دے تو بھائی عخشی تھی بخش صاحب اور جاپ مرزا

حاتم خلی صاحب کے خطوط کے آئے گو، تھا را بکھر اُن کا آنا سمجھتا ہوں۔ تھر گیا
وہ مکالمے جو باہم ہوا تکہے؛ پھر تم کبود مکالمہ کیوں موت نہیں ہے اور اب
کیا ہے؟ اور ہم کیا ہو رہے ہیں؟ بھائی صاحب کو ہماں کی قیمت سے فراہت
ہو گئی؛ مزاص حصہ جلدی بخات کو دے دیں؛ میں اب اُن کا بوس ہوں،
کب تک تصور کر دیں؟ دھرے بیس ایک دوسری کی تعطیل مقرر ہوئی ہوگی،
کہیں دوں لکی تعطیل تک فوت نہ پہنچ جائے۔

بانی صاحب، تم نے کبھی کچھ حال قرار دینی خال صاحب کا نہ لکھا۔ آئئے
اس سے تم نے الگ مستبر میں اُنہاں اگرے ہا آنا لکھا، پھر وہ انقرشک کیس
نہ آئے؛ وہاں تو منشی غلام فوت خال صاحب اپنا ہام پختہ کرتے ہیں، پھر
اُس دفتر شک کیا گرہے تھا؟ کہیں کسی اور کام پر مدد کو ہٹھے تھا؟ اس کا حال
جلد لکھو، مجھ کو ادا پڑتے ہے کہ تم نے لکھا تھا کہ منشی غلام فوت خال صاحب کو
ایک ٹالن جانشیری ملے، مسوونی قرار دینی خال صاحب اُس کے پندابست
کو آیا چاہتے ہیں؛ اُس کا ظہور کیوں نہ ہوا؟ ان سب بخوبی جواب جلد لجھے۔
جناب مزاصاحب کو سیر اسلام کیے اورت پیام کیے کہ کتاب کا حسن کافی ہے
تھا، ول کو روکھنے سے زیادہ قیمتیں کیا، میر آنکھوں کو رٹکے ہے کافیں پرانکوں
چٹکے زدن اگر رہے ہیں آنکھوں پر، یہ ارشاد ہو کہ آنکھوں کا حق آنکھوں کو کب
سمک ملے گا؟

بھائی صاحب کو بعد اسلام کیے چکر حضرت اپنے مطلب کہ آج مجھ کو جلدی
نہیں ہے، آپ کی تحریف تھدیت چاہتا ہوں؛ میں اگر کافی کافس تمام ہے جانتے
تو آپ کو تمام ہو جائے۔

جناب منشی شیخ زمان صاحب کی خاتمیں ہاشم شکر سیری کا زبانی ادا کیجئے جاؤ

اور یہ کیسے ہاکر آپ کا خط پہنچا جائے کہ بیرونے خط کا جواب سخا اور سخدا کوئی امتحان
طلب نہ تھا؛ اس واسطے اُس کا جواب نہیں لکھا۔ زیادہ زیادہ۔

ڈاکٹر مولانا دامت ندوی صاحب شیرازی، اکتوبر ۱۹۷۰ء
دائم نائب

(۵)

اللہ اللہ! یہ تو گول سے تمارے خط کے آئے کے مغلظت ہے۔ ہاہا! ہل جو خدا
آیا معلوم ہوا اکر دو دن کوں تھے کہ سکھدے آباد آئے ہوں اور دہال سے تم نے خدا کی
ہے۔ دیکھیے اب یہاں کب تک رہ گاؤ رہ گئے کب جان پر حلا برخورد اڑھیونٹ
کا خط آیا تھا۔ لکھتے تھے کہ تابوں کی شیرازی سندھ کا ہمدرد ہے۔ اب قریب تھے کہ
سمجھی جائیں۔ مرتضیٰ جہر جسی ایک بخت تھاتے ہیں۔ دیکھیے کس دن کیا ہیں آجائیں، خدا
کرے سب کام و خواہ ہما ہو۔

اہ! صاحبِ امنتو! بالکل ہے میرے ایک خط کا جواب ہم پر قرض ہے جیسا
کیا کہ ہے؟ اُس خط میں انکوں نے اپنا سیرو مطری مصروف ہوتا تھا اپنی شیخی
آن کے خط کا جواب کہاں بھیجا ہے۔ اگر تم سے میں تو میر سوم کہ دینا، اور مطیع
اگر سے لے بدل اہم حال تو تم خود دیافت کر جیو گے، میرے کیے ہوں لکھنگی اسی
مباحثت۔

ڈاکٹر مولانا دامت ندوی صاحب شیرازی

(۶)

گلی صاحب!

کیا ہے آئٹھن جاری ہوا ہے کہ سکھدے آباد کے رہنے والے، ان کے تاک فشیوں
کو خط نہ لکھیں؟ جملہ اگر یہ حکم ہوا سمجھ، تو یہاں بھی تو اشتہار ہو جائے کہ زندگی کوئی خدا
سکھدے آباد کو یہاں کی تاک میں نہ جاوے ہے۔ حال کس پشنودیانہ روی ملکوئے میں کہن۔

کل سچنے کے دل میں ہگریا تو بھر کو آئتیں جدیں بھی سہول پر خود رشیع زان
کی ہیں۔ کاظم اخواں نقیع اسایم، چھاپا؛ سب خوب اول خوش بزا اور
شیعہ زان کو دعازی۔ سات کتا بیس جو مرتزا حاتم علی صاحب کی تحول میں ہیں
وہ بھی ایقیناً ہے کہ آج کل پہنچ چاہیں۔ مسلم نہیں، مفتی شیعہ زان نے
اندر کو واسطے رائے ابیدستگی کے، کس طرح بھی نیپا یا بھی نہیں
بھی بھیں۔

صاحب! تم اس خط کا جواب جلد لکھواد رائے تصدیکا حال کھو رکنے والے
کب تک رہو گے، آگئے کب جاؤ گے؟
شبہ سہ فرمیر شفعت
جواب ملکہ۔

(۹)

آج سچنے کے دل اٹھاں تو بھر کو نکالا خط آیا اور یہا آج ہی جواب
نکھاں ہوں۔ کیا تماشا ہے کہ نکاراخط ہیں تاہے اور میسا خط نہیں ہے جتنا۔ میرے
خط کے نہ پہنچنے کی دلیل یہ کہ تم نے اسلامی فرش کی رسیہ نہیں لکھی۔ میں نے
کرتہ ہو پہنچا تم کو نکیا تھا، اس کا تم نے ذکر نہ کھا۔ صاحب! آئتیں کتابیں
پڑھ گئیں اور قسم ہو گئیں۔ سات کتابیں مرتزا تحریکی بڑی ہوئی مرا فتن اُن کی قریب
کے آج شام تک اور سطاقِ مفتی شیعہ زان کی اطاعت کے کل تک میرے پاس
پہنچ چاہیں گی۔ اندر ہی مفتی شیعہ زان نے اندر کی کتابوں کی بڑائی کی اطاعت
دیکا ہے۔

مفتی بی بھی صاحب تھا اسے خط نہ کھنے کا یہت گھو رکھتے ہیں،
ٹایپریں تم کو کوئی بھی چکا ہوں۔ میرے تاسم علی صاحب کی جملی کا حال مسلم ہو۔

یہ بڑے بڑے راست ہیں۔ ولی ان دنوں میں آئے تھے، مجھ سے مل گئے ہیں؛
آن کو ایک کتاب شہزاد بھیج دیا۔

سبھالی! جیسیں سرگز نہیں جانتا کہ سیر بادشاہ رہنمی کوں جیسیں اور پھر یے کہ جو کمیں کے منصبت ہوں۔ کچھ اُن کے خاندان کو حال اور ان کے والائکاتام لمحو تو میں خوب کریں اور نہ میں تو اس نام کے کوئی سے آشنا نہیں ہوں۔

سالنهمتی ۱۸۰۹م و قاتل

17

1

تمہارا خط بہتچا، اسلامی فریال کی رسیدہ علوم ہوتی۔ مقلعہ اب اچھا ہو گیا اپنے
والد کل بنتے کے دن ایک نوئی گروپسات کیا جائیں کا پارسل بھیجا۔ ہمارا ماہر رکا پہنچا۔
زبان نہیں جو تعریف کر دیں۔ شایانہ آن لیٹھ ہے آن تاب کی سی نالیٹ ہے۔ مجھے
یہ نکل کر کہیں اگر کارو بھیرے تیاری میں صرف نہ ہو جاؤ۔ اچھا ہیرے سمجھا! اُس سے
حال جو تم کو معلوم ہے پڑھ کر تجھے سمجھو۔

نعتات کے چھاپے جانے میں ہماری خوشی نہیں ہے، لڑکوں کی سی اندھگر اور اگر تھاری اسی میں خوشی ہے تو صاحب! ابھر سے نہ پوچھو، تم کو اختیار ہے، یہ امریر سے غلط رائے ہے۔

میر را مشاہد کی اور اپنی ناشناشائی تھی تم کو لکھو چکا ہوں۔ اب تمہارے اس خط سے معلوم ہوا کہ تمہارے اور اعرازو سنگھ کے آشتہ ایسا ہیں۔ کچھ ان کے نامانداں کا نام اول شان صدیافت ہو، تو مجھ کو سمجھ لئے سمجھو، باکر میں جاؤں کہیں کہہ گئے ہیں۔

سیاں، اور اس تاریخ پر گروہنی راونڈ نے مجھ کو بہت پڑیشان کیا ہے۔ داسٹے خدکے، جو راونڈ نے روایت کی ہے وہ مجھ کو منور مخواہ سائج جنخ کے سبئے والوں کی ایتری کی حقیقت سے بھی اطلاع دو۔ حکم عفو تو قبر نامہ بھی ہے۔ لیلے دلے آتے جاتے ہیں اور اکاست حرب پر میکار لئے کرو یعنی آزادی لاتے ہیں۔ یہ شخص کیسے مجرم نہ ہے جو مقید ہے؟!

خوبہ سچ شنبہ ۲۰ نومبر ۱۹۵۶ء

(۶۷)

مرزا آغا

تمہارا خط آیا۔ فتنی کو تیر کا حال معلوم ہوا، خدافضل کرے۔ اگر تم اسی روز کے انہلہ کو منع نہ کرتے تو بھی میر امیرون ایسا لغواہیں ہے کہ میں اُن کو بخدا سمجھتے ہو کہ مرزا آغا کے وجہ پر دیپے زندہ صرف ہیں گے تو کیا اندیشہ ہے حال یہ ہے کہ میں نے اُن سے استفار کیا تھا۔ انھوں نے مجھ کو لکھا کہ کلابوں کی وہ سقی میں وہیا ہاہہ روپیے صرف ہوئے ہیں۔ محصل کی ایک رقم خیفت اگر میں نے اپنے پاس سے دی تو اس کا گلیا مناؤ تو مجھ کو تھدا توں ہاتھ داائع نظر آتا ہے، البتہ اُن کے وہ تین روپیے اٹھ گئے ہوں گے۔

ولیکن کہ پشاور شاہزاد خلص پانے کو تھارا شاگرد تلتے ہیں مقرر ہے کہتے ہیں۔ کچھ دو اونچے گریہاں آئے احمد بالکنڈ پے میر کی غرضیں اصلاح کروانے، وہ دریکچہر اُن کو حوالے کروں۔

ہنری اشوارث میڈیا صاحب امام کب مغربی کے سعدی محل کے ناظم اور گورنمنٹ کے بڑے صاحب ہیں؛ اُن کے دلوں میں ایک ملنا تھا میر کی کہ

کیا ہی انہی میں نے اب ایک کتاب سادہ بے جلد آن کو بھی سمجھی۔ کل آن کا خط
بھجو کو اس کتاب کی رسید ہیں آیا، بہت تعریف لکھتے رہتے ہے اور ہم بھی اس کا
تھفا ادارہ ہے، وہ بھجو کو لکھتے رہتے ہے کہ یہ جوستین پسپلے اس سے کہ تم بھجو تسلیم نہیں
ٹلانی لے چکے پاس رکھتی ہے اور ہم اس کو دیکھتے رہتے اور خوش ہو رہے
ہیں کہ تھاراخط صح کتاب کے پہنچا۔ آن کے اس لکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ ملٹی
سی سے گورنر کی نذر بھی ضرور گئی ہو گئی۔ کیا ابھی اسات ہے کہ وہاں بھی میرے پہنچنے
سے پہلے میرا کلام پہنچ جائے گا۔ میں چین کشتر کتاب کو یہ کتاب رکھتا
چکا ہوں اور تاب گورنر کی نذر اور ملک کی نذر اور سکریوول کی نذر یہ پارسل
انٹھانکہ، شناق آج روانہ ہو جائیں گے۔ دیکھوں، چین کشتر کیا لکھتے ہیں اور
گورنر کیا انصرافات ہیں:

تمہاری دوستی کے پر دہد
حالمیار فقیر و نجیے کاشتیم

شہر ۱۶ نومبر ۱۸۷۴ء

(۲۶۱)

معاون!

تحارا خطا آیا، میں نے اپنے سب مقابلہ کا جواب پایا۔ اور اس نگی
کے حال پر اس کے واسطے بھجو رحم اور اپنے واسطے رشک آتا ہے۔ اللہ
الصلوک ایک وہ ہیں کہ دوبار آن کی بیڑیاں کٹ چکی ہیں اور ایک ہم ہیں کہ
ایک اور پہاڑ برس سے جو پھاٹکی کا پھنڈا ٹھکے میں پڑا ہے تو وہ پھنڈا
ہی لوٹتا ہے دو میں کٹتا ہے۔ اس کو سمجھا تو کہ تیرے بھوں کوئی

پال لول کا تو گین بڑیں پھٹائے؛
وہ جو صریح تم نے لکھا ہے، وہ تھیم ستال کا ہے، اور وہ انقل محدثیں
مرقوم ہے:

پھرے اپنے بزاری گفت
کہ مرا یار شو یہ ہمرو جفت
گفت: بابا! ننا کن وزان نے
بند از غلن گیسر دارمن نے
در زنا، گر تجیروت مسے
بہلدا کو گرفت چوں تو ہے
وزان کھنا، سر گزت رام نکھنے
وہ تو بجز ایش، چہا نکھنے

بس قواب تم سکھدے آباد میں ہے، کہیں اور کیوں جاؤ گے؟ جبک گفرہ
مرد ہے اخاطا ہے کہ ہو، اب کہاں سے کھاؤ گے؟ میاں؟ نہیں سمجھنے کو دل
ہے، نہ تھارے سمجھنے کی جو ہے۔ ایک چرخ ہے کہ وہ چلا ہوا ہے، جو جو
ہنادہ ہوا ہا ہے۔ اختیار ہو تو کچھ کیا جائے، اکتنے کی بات ہو تو کچھ کس
ہائے۔ مرزا عبدالغفارہ بیدل خوب کتاب ہے:

رفیت جاہ چہ دفترت اسیاب کدام
زین پیسا تکریز یا مکریز، می گرد

بھوکو دیکھو کر نہ آزو سہل نہ مقید، نہ بخود سہل نہ تندست، نہ خوشی
ہوں نہ تاخوش، نہ مردہ ہوں نہ نہ، بھیے جانا ہوں، یا تیں کیے جانا
ہوں، سوئی روز کھا بآہوں، اسراپ کھا کھا ہیے جانا ہوں۔ جب

مرت آئے گی، مر ہوں گا۔ مذکور ہے نہ شکایت ہے، جو تقریبہ ہے ہے سیل
حکومت ہے۔ بارے جہاں رہا، جس طرح رہا، ہر سنتے ہیں ایک بار خط نکھا
گرد۔

یکشہ ۱۹ دسمبر ۱۹۴۷ء

(۲۸)

کیوں صاحب!

وٹے ہی رہو گے یا کسی سن گے بھی؟ اور اگر کسی طرح نہیں ملتے تو
وٹتے کی وجہ تو نکھو۔ میں اس تہائی میں صرف خلوں کے بھروسے جیتا ہوں یعنی
جس کا خط آیا، میں لے جانا کہ وہ شخص تشریف لے دیا۔ خدا کا احوال ہے کہ کوئی
دن ایسا نہیں ہوتا جو اخراج و جوانب سے دو چار خط نہیں کر سکتے ہوں کہ
یہاں بھی ورنہ ہوتا ہے کہ دو دو بارڈاک کا ہرگز اک خط قائم ہے۔ ایک دو سو کو
ہر ایک دو شام کو میری دل لگی ہو جاتی ہے۔ ورنہ ان کے پڑھنے اور جواب لئنے
میں اگر رجھاتا ہے۔ یہ کیا سبب وس وس باد بارہ دن سے تھا راجح نہیں آیا۔
یعنی تم نہیں آئے۔ خط نکوا صاحب۔ نکتے کی وجہ نکھو، آجود آئے میں بخل نہ
کرو۔ ایسا ہی ہے تو پیرنگ بھیجو۔

سوہار ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء

نالہ

(۲۹)

ریجو صاحب!

یہ واتھا کم کو پسند نہیں۔ شہزادہ کے خط کا جواب شہزادہ میں بھی

بڑا اور صدہ یہ ہے کہ جب تم سے کہا جائے تھا، تو یہ کہو گے کہ میں نے دوسرے
بھی دن حجاب لکھا ہے۔ لطف اسی میں ہے کہ میں بھی سچا اور تم بھی پے
آن کمک رائے ایمید سنگھے کیہیں ہیں اور ابھی تھیں جانشی گئے تھے۔ تھدا
معاہدہ مل ہو گیا ہے۔ جس دن اور آئے تھے اُسی دن بھی سے کہے گئے تھے۔
میں بھول گیا اور اس خط میں تم کو نہ لکھا۔ صاحب! وہ فراہت تھے کہ میں نے
کتنی بندہ مزناقت کے روایات کے اور کتنی نسبت۔ تھیں ان خمار بھتائیں کے اُن
کی خوشی کے بھی جب، کوئی پارسی ہے بنتی ہیں، اُس کے پار بھی ہے
ہیں۔ تھیں ہے کہ وہ ایران کو ارسال کرے گا۔ ایمید سنگھے اُس پار کی کام
بھی لیا تھا، میں بھول گیا۔ اب جو تم کو اُس خواں میں بتلا پایا تو ان کا بیان
بھر کو یاد گیا۔ جانتا ہوں کہ وہ کیا سر ہے ایسا۔ وہ بار اُن کے غیر گیا بھی ہے
مگر ملکے کا نام نہیں جانتا۔ نہ میرے کو سچا ہیں کوئی جانتا ہے۔ اب کسی
جانشی والے سے پوچھ کر تم کو لکھ بھیوں گا۔

میر بادشاہ صاحب سے عذر الخواتیں میری دعا کم دنلہ۔

لکھوں و نہ قوہا لائیں لکھنے کے تابی بات بھر بھول گیا کہ میر کو اس
مل مذا تخلص کہ میں نے اُنھے اُن کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اُنہاں مجھے آگر طوار
تحارا حال پوچھتے رہتے۔ میں نے کہ: یا کہ جسروں عافیت سکندر آباد میں لیا جب
میں نے اُن سے کہا کہ کی وہ تحارے آشنا ہیں؟ لکھوں نے کہ: صاحب!
وہ میرے بزرگ اور اسٹاریں ہیں اُن کا شاگرد ہوں، کیہیں مدد سے کہ ملے
میں تو کر سکیں۔ سہیل رُک تئے تھے اور آج سہیل رُک انہلے کوئے اپنے
اُن کا دھن ہے اور تو کر سکی وہ اسی خطے میں ہیں۔

تمہاری مشین دو شے ۳ جزو کی ملکہ

صاحب!

تحاراخط میں رقعا مرد سنی فہم پہنچا۔ تھماری خوستہ نہیں کرتا، پس کہا
ہوں کہ تھارے کلام کی تحسین کر لے والا ای انتیقت اپنے فہم کی تعریف کر رہا
ہے۔ جواب میں انگ اس ماہ سے ہوتی کہیں مصطفیٰ خالی کی مددات کو
ہ سبیل ڈاک میر بڑھ گیا تھا۔ تین دن وہاں رہا، انہیں سے آیا، آج تم کو
خط بگویا۔

نواتہ

محترمہ و مرحومہ چہارہ شنبہ ۲۹ جنوری ۱۹۷۳ء

(۷۹)

صاحب!

میر نے سے اگر تم کو خط لکھ چکا ہوں، شاید خبہچا ہو، اس واسطہ زرے
احتیاط لکھا ہوں کہ تواب مصطفیٰ خالی کے ملنے کو ہے۔ سبیل ڈاک میر بڑھ گیا اور
مشنبے کے دن دلی آلیا اور چارشنبے کے دن تم کو خط بھیجا۔

کل آخر ہفتہ راجا امید سٹلر بہادر میرے گھر آئے تھے۔ تھاراخط ان
کے دکھانے کو کوچھ بھروسہ تھا۔ وہ ان کو دکھایا۔ پڑھ کر وہ فرمایا کہ کس اور منہیں
قصہ آنامت نہیں ہے، نیا ایک لکھیہ بنایا چاہتا ہوں۔ آنی بندوقات گئے ہیں
کوئی مکان مول نہیں گئے، وہاں پہنچنے پر رہوں گا۔ میرا سلام لکھنا اور
پیام لکھنا کہ آپ کا کلام بھی سمجھ گیا۔ اب ہمارا کوئی سوال نہ ہو جائے گا

سواء ہند گرفت ہے نظم خود لفت

بیا کہ نوبت شیراز و وقت تو تہذیب است

صاحب!

تم تو اپنے خالے مارت ہوا رکھا را کشف کیا ہے۔ میں راہ دیکھ رہا
تھا کہ تھا را خط آئے تو جوابِ نکوں۔ کل تھا را خطِ سلام کر دیا، آدنے صحیح کو جواب
لکھا گیا۔ نات و بے کہ نامور آنے کے واسطے ملکہ کا پناہ نمود نہیں۔ میں ماری بیٹھا
بھول ملکوں میں اگر بڑی جو خط میرے نام کے گئے ہیں، کافی نہیں ہوتے۔
بعضی فارسی خط پر چتا تھا کہ نہیں جتنا اداگری ہی خط پر آدمیان پتا ہونا کہ نہیں
شہر کا نام ہوتا ہے۔ میں چار خط اگر بڑی کو دیتے سے مجھ کو ائے جانے ان کی پاک
”بلی“ ماریں لاملاں کی پیچزے ہے۔ وہ توبہ نسبت میرے بہت بُٹے آئی ہیما سیکھوں
خدا اگر بڑی برسی دیں اُن کو ائے ہیں۔ خلاصہ کہ میں نے پھر ان کے پاس آنکھ بھیجا
اوہ تاب کا خدا ہے نام کا بیج دیا۔ انکوں نے میرے آئی سے کہا کہ لوپ تباہ
کو میرا سلام کہا اور کہنا کہیں اس کا کیا جواب نکوں! ملے کوئی آپ ہی انکھوں پر
سو میں پہنچے بھروسی تھم کو لکھ کر تھا می خواہش کے ”وانچ“ لھتے ہوں۔ ان کے
ملکاں کا پتا نہیں ماریں لاملاں، دسون لامکوچا:

”بَسْتِرْنَ“ کا عالیہ ہے کہ میں نے ایک بار سات روپیے کی نہاد میں بیج
کر راہ جلدی اور ایک جنتری ان سے مٹکا۔ پھر ان کو اندازہ نہیں لٹکا کہ
وہ بندی مخفی کی مٹکنے کے مٹکوں وہی سے بھجوئیں اہماں کے بعد بھرا تھا لفظ
کے سخت بھجو اگر وہ جلدی پڑیں سے صورتی کو بھجو اگر۔ فرمی اس تجوید سے یہ ہے کہ
میں بعد اُس پکاں جلدی کے سولہ جلدی اور ان سے چکا ہوں ٹرانڈا ہرگز
قرآن میں نہیں مٹکا تھی ایک۔ ایک بار منشیکی اور دوبار بخت بیکھی جاتا ہے۔
نم کو میری جان کی قسم اہل طور پر ان کو لکھ بھینا کر نات و بے کیتی میں بھی مٹکوں
ہیں۔ اور نفہ مٹکوں ایں یا قرآن اور جو وہ بھیں، لکھ کو لکھ بھینا۔

(۷۹)

صاحب!

تحاری خدا آیا اول تھوڑی برا۔ تھاری قبر سے الہ مسلم بخاتم کرنا کو
اگر سے کلابوں کا مٹکا ناپے اور ای تیمت مخفون ہے؛ چنانچہ اپنے
تم نے لکھا ہے۔ بھائی کیا میں تم کو تھوڑا تھوڑا نہیں ہو۔ اور شیرازیان لے گئے
ڈکر اسالی تیمت سماں نہیں لکھا، تو یہ بھی تو نہیں لکھا کہ بے در سالی تیمت مخفوں ہیں
تم کو میبے سرگی قسم اور اسی برا جان کی قسم اسخیوں زانی سے اتنا پوچھ کر کیس پوچھ
جلد کے بعد کے جلوں کے فاختے اور مٹکوں جیسا؟ اور تیمت بھی کر مٹکوں میں ہاتھیت
اُس سے لیتا ہے؟ وحیبوں نے قسم لکھی ہے، بھول ہی عمل میں فاما۔

دالے ایڈ مسلکہ صاحب سماں نہیں ہیں۔ بھوے ان رنوں میں ملاحت نہیں
ہوتی، جو تھاری خدا کا ذکر آتا۔ نہیں ہے کہ اسیخی میں ہونگا اور یہ جو تم نے مجھے
کو لکھا تھا کہ اگر دسوں کا کوچھ نہ ملے کافروں خدا تیرے پس آئے گا۔ سو وہ بیرون
پاس نہیں آیا۔ صاحب ا تم کو دیکھ کر ہوئے ہے؛ ایک امیر باصرہ آؤٹا ہے، اُس
کے نام کا خط کبھی نہ پہنچنے چاہا۔

ایک مرزا آفعت، بجائی منشی بھی اپنی حسابت کو تھارے مال کی بڑی پرسنٹ ہے
تمہے اُن کو خدا لکھنا کیوں سرفوٹ کیہے؟ وہ مجھ کو سختے تھے کہ اگر آپ کو
مرزا آفعت کا مال مسلم ہو تو مجھ کو سفرہ لکھیے گا۔

کیہ منشی، ۲۰ فروری ملکہ

(۷۹)

گیوں مرزا آفعت!

تم سے لذا، یا میں گناہکار؟ یہ بھی تو مجھ کو مسلم نہیں کر تم کہاں ہو

ابھی ایک صاحب میری ملاقات کرنے تھے، تقریباً تھاراً تو کوئی دیکھاں نہیں۔ وہ کہنے لے کر وہ کول میں ہیں۔ اب میں جھاتی ہوں کہ خط کول سمجھوں یا مکتوب کو؟ اگر کول سمجھوں تو مسکن کا کچھ پتا کیا تھا؟ ہے سہر عالیٰ مسکندر آباد سمجھنا بھل خدا کرے پہنچ جائے، تھارا دیکھاں ہے لفڑی پارسل میرے پاس آیا میں نے ہرگز کوئے کو راجا امیر سٹنگے سیاہ دار کے گھر کا پتا بتا کر دیا۔ سمجھو دیا۔ یقین ہے کہ پہنچ گیا ہو گا۔ پہنچ چار دن سے سنتا ہوں کہ وہ متحررا ہو اکبر آباد کی طرف تھے کہاں۔ مجھ سے مل کر نہیں گئے۔ ہے سہر عالیٰ! اس خط کا جواب جلد لھو اور فرید لھو۔

مجھاں! تم سیاح آدمی ہو! جیاں جایا کرو، مجھ کو لھو سمجھا کرو کہ میں دیاں جاتا ہوں ہے جیاں جاؤ، دیاں سے خلد لھو۔ تھارے خند کے نامے سے کچھ لشوش رہتا ہے۔ میری لشوش تم کو کیوں پہنچے؟
تحریر یک شنبہ ۲۴ ماہیج سلطنت

(۲۰)

صاحب!

آج تھارا خط میں کوئی یا میں وہ پھر کو جواب لھتا ہوں۔ تھاری نامہ اگری
جیت کر مل کر لے جاؤ۔ حق تعالیٰ تم کو نفع اور تقدیرست اور خوش رکھے۔
اور اپنی مشتی بھیجیے جوئے بہت دن ہوئے جس میں مکاتیت خالیہ
اور شدار کی تھی۔ والغہ بلند شہر کا اور وہ اوراق میں نے پہنچ پاکی تھیں بھیجیے
خط میں اپنیٹ کر جوں کہ خط ڈبل نہ کر، دو نکتہ ڈکر اسال کیے ہیں۔ رسید علی
تو اس کو دیکھو کرتا ریخ معلوم ہو جائے۔ قیوس سے ایسا جاتا ہوں کہ پان

سات والی ہوئے کھلائے۔

مشنی نبی علیہ سالم خطبہ دن سے پہلیا آیا۔ مگر ان سماتانگی، وہ خود سے بعض متفقین آگئے۔ ایک بار تانگی کے پتے سے خداون کو سمجھا تھا، جو بذ ایسا اب تاچار برخوردار شیو رام سے اُنا کا مال پر پھوسی لگا۔ تم باہم کلامات غفلی بھی ہو۔ راتے اسیدستگی سے خدا کی ہمیں کیوں رکھتے ہو؟ جب آگئے جاؤ گے اور وہ دل بھول گے تو ملقات ہو جائے گی۔ میں خود واقع نہیں کروہ کہاں ہیں۔ ازدھے قیاس کرہ سکتا ہوں کہ آگئے یا بندھا جائے۔ کبھی کہیں سے اُن کا کوئی خطا مجھ کو آیا ہو تو میں ٹھنڈا ہو گا۔

یک شب سوم زکی القمر پنجم جولی سالی حال

(۱۷)

صاحب!

یہم تھا جسے الحیراء فرمیں ہیں اور تم کو خبر دیتے ہیں کہ برخوردار سیر ماڈلہ آئے ہیں اُن کو دیکھ کر خوش ہوا، وہ اپنے بھائیوں سے مل کر شاد ہوئے تھا اس حال میں گریجو کو رخت ہوا، کیا کر دیں نہ! پسے رفتہ کا چارہ کر سکتا ہوں، نہ پسے ہر یوں کی خبریں سکتا ہوں۔ خیر،

ہر آنچہ سالی ماریجنت ایکھا عطاں است

آنچہ تھا؛ ان سے یعنی منگل کے وان، کوئی پھر سہر دن چڑھا ہو گا کہ راجا اسیدستگی ساہد ناگاہہ ہیرے گھر تشریف لائے۔ پوچھا گیا کہ کہاں سے آئے ہو، فرمایا کہ آگئے آتی ہوں۔ بسا ون کی ٹھنڈی میں جو حکیموں کی گلے کے قریب ہے، جو ریس صاحب کی کوئی اخنوں نے مولیٰ تی ہے اور اُس کے قریب کی زمین اتنا وہ بھی

خوبی کا ہے اور اس کو خوارے ہے میں۔ تھارا میں نے فرگر کیا کہ ہر خط میں تم کو پوچھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں نے کئی خط بھیجی، جواب نہیں آیا۔ بولے کہ ایک خط ان کا آیا تھا، اُس کا جواب نہیں چکا ہوں؛ پھر ان کا کوئی خط نہیں آیا۔

ہر حال، میرے بھروسے تھل رہے ہیں۔ جسی ہازر یہ کو تھیں گیا شاید وہ آج ٹھے سلی یا جاویں، پھر اکبر کا دو کو جائی گے۔ جس آج آدمی ان کے پاس بھجوں گا۔

کل منزا حاتم علی ہر کا خط آیا تھا۔ تم کو بہت پوچھتے تھے کہ آیا منزا تفت کہاں ہیں اور کس طرح ہیں، سمجھانی ان کو خط نہیں بھجو۔

محبہ ماجھون ۱۸۷۶ء

(۲۰)

صاحب:

ایک خط تھارا پرسوں آیا، اُس میں مندرج کہ میں میرے بھوپال گا۔ آج صح تو ایک خط تھارا ادا کیا، اُس میں مندرج کہ پہلی جولائی کو جوالی۔ اور تجویز سے مدد حاصل گا۔ پرسوں کے خط میں بھی اندھے کے خط میں بھی پایاں ہوا ذکر تھا کہ بسیں جوں کو ہم نے بھجوئے۔ بھجوئی جوں کو آج دسوں ملنے ہے۔ اس دس دن میں کوئی پارسل کرنی پہنچت پاکٹ میرے پاس نہیں پہنچتا۔ آخری پہنچت پاکٹ دو مشتویں کا وہ تھا کہ جسماں ایک مشتوی بند شہر کے والٹے کی تھیں کہ ایک لڑکا ملگا، اُس کی مرثی پھٹکتی رہی، اُس کا عاشق سامنے کھڑا جلتا رہا۔ سوہن بطور مشتویوں کو میں نے اصلاح دے کر

تھمارے پاس بھی دیا ہے بلکہ یوں یاد پڑتا ہے کہ تم نے اُس کی رسید بھی لکھ بھی ہے۔ لیکن مجھ کو گمان یہ ہے کہ یہ امر میں جوں سے آگئے کہا ہے ہر تقدیر ا بعد اس پارسل کے کوئی اصر پارسل میرے پاس نہیں آیا۔ مگر اُن کو افہم ہر لفڑ کے مرگ اور تھمارے خوبیوں دونوں سے زیادہ میں نہیں رکھتا۔ جو کافد مجذب کا نہ پہنچے میں ناچار ہوں بلکہ خود میرے ایک خط سما جواب تم پر قرض ہے۔ یا تو وہ نہ پہنچا یا تم نے اُس کا جواب لکھا۔ اور نہ جانا۔ وہ خط جس میں میرے باشہ کا دل آزاد اُن کا مجھ سے ملنے کو تھا۔ ذکر مجھ میں اور اُن میں ہونا۔ معیناً راجا امید سنگھ کا دل میں آنا اور بے خبر میرے گھر آ جانا اور تھمارا اُن سے ذکر ہونا اور اُن کا یہ کہنا کہ اُن کو کل ایک خط میرے پاس آیا تھا۔ سو میں نے اُس کا جواب لکھ بھجوایا۔ اب میں کیا جانوں کہ تم کو یہ خط پہنچا یا نہیں پہنچا۔ تھمارا وہ پارسل جس کو تمہاب مانگتے ہو، میرے پاس ہرگز نہیں آیا۔

پار شنبہ ۲۹ جون ۱۹۴۷ء وقت نیم روز

خاتم

(۱۶)

سبا!

خولے لکھا نے خوب انتقال کیا۔ میں نے جس وقت یہ شعر لکھا:

ہ بہنہ آمنہ سے زایران دیار

آمنہ کی جگہ آمنہ سے ہ بیٹھا استرار لکھاں باہر سلووم ہوا:

رسیدندہ هند ز ایران دیار

اُس کی جگہ لکھ دیا۔ واقعی پوستین کا یعنی راہ میں واقع ہوا پھر

"رسیڈنڈہ ہند" بے جا۔ تھمارا تصرف تھا۔ جس طرح تم نے مکلبائی طرح دے دئے۔

صاحب انجستان سے کیوں ٹھپڑتے ہو، میں تھا دے ٹھپڑتے ہے
ٹھپڑتا ہوں۔ میں لاگل "زلف کو" سبل" فرض کرتے ہیں؛ انجستان میں کیا
عیب ہے؟ اور انہیں پسند تو یہ قصہ کیا جانے دو۔ اس وقت آکر کہ
اکتوبر کی آٹھویں ہفتہ کا دن، تیسرے پھر کا وقت ہے، میر قاسم علی ہمارا
تشریف نہیں لائے۔ بازس کے منصف اور رونگے کے منصف ہیں۔

مدد و شنبہ ۱۳ تھام اکتوبر ۱۹۵۸ء آخوند
از نات

(۲۷)

صاحب!

تھار اخطاریا، حال معلوم ہوا:

چہ نیان ز تو برگشت اند اگر غالب

تراچے آک، خدا بیک و اشتن، دار می

خدا کے داسطہ میرے باب میں لوگوں نے کیا خبر شہر کی ہے؟
ہنسیت حکیم حسن اللہ تعالیٰ کے جوابات مشہور ہے، وہ بعض خط۔ ہاں "مرزا
الحق" جس جو خبراندی میں ہیں، ان کو حکم کر لیجی جنہوں ہلتے کہے اور وہ
انکا رکریے ہیں، رکھیے کیا ہے۔ حکیم جی کو ان کی خوبیاں مل جائی ہیں، باب
من قبائل ان مکانوں میں جا رہے ہیں۔ آنا حکم ان کو ہے کہ شہر سے باہر
نہ جائیں۔ رہا ہیں:

تو بیکی و خربی، تراک می پرسد

نہ جزا نہ ستر، نہ فخری نہ آفریب، نہ عدل نہ حکم، نہ الحف نہ قبر، پندھان پنجے
تک دن کوئی دن برات کو خراب ملتی تھی، اب صرف بولی ملے جاتی ہے
خرب نہیں۔ کچرا یامِ حکم کا بنا ہوا بھی ہے، اُس کی کچھ فخر نہیں ہے بلکہ تم
کو بیری سرگی حکم، یہ بھو بھیجو کہ بیری خبر تھے کیا تھی؟ بھی اُس
کے معلوم ہونے سے مرد ہے بھاگا۔

نائب

مشنیہ ۵ نومبر ۱۹۵۷ء

(۱۵)

بیری جان!

کیا سمجھے ہو! سب مخلوقات آنحضرت خالق کیل کر دن جائیں:

بیریجے را بہر کارے ساختے

انت مٹا، سوتا، صری میٹھی، تک سلو، کبھی کسی شے کا مرد نہ جائے
گا۔ اب جو ہیں اس شخص کو نصیحت کروں، وہ کیا زمکنے کے ٹاکر ناٹ کیا جائے
کہ عدل الرحمٰن کوں ہے اور مجھ سے اُسی سے کیا رسم دراہ ہے جبے بخشی جلنے
لگکر آنحضرت نے بھی سوچا۔ میں اُس کی نظریں سبک ہو جاؤں جنہوں دوستِ حکم سے وہ
اور بھی سرگاراں ہو جائے گا۔ اور یہ حکم لختے ہو کر تو نے اُس شخص کو لپٹے
خوبیں میں اگنا ہے، جنہے پروردہ! میں لو بھی آدم کو، مسلمان ہو بیا ہندو اندر کا
عزم زد کھتا ہوں اللہ ایسا بھائی گذا ہوں۔ دوسرا مانے یادے مانے۔ باقی رہیں
وہ عزم زداری، جس کو اولیٰ دنیا قریب کہتے ہیں، اُس کو قوم اور دنات اور
خوبی اور طلاق مشرط ہے اور اُس کے مراتب و مدارج ہیں۔ اندر اس
دستور پر اگر دیکھو تو مجھے کو اُس شخص سے خس برابر عطا قر عزم زداری کا نہیں

از راہر تھیں اخلاقی انگریزی کو تھا رہا یا کہ دیا تو کیا سمجھتا ہے۔ زین العابدین نے
حکمت میری سالی کا بیٹا، یہ شخص اس کی سالی کا بیٹا، اس کو جو چاہو
کہو تو خلاصہ یہ کہ جب تو ہرست آدمیت نہ ہوئی تو اب اس کو لکھنا خود
ہے لامعہ ملکہ مصراحتے۔

تحارا میر کو جانا اور اپنے صفتے اخال سے ملا، ہم پہلے کی دریافت
کر چکے ہیں۔ اب تحارے خطے سے مراد آباد ہو گر سکندر آباد آنا معلوم ہو گیا
جسی تعالیٰ شانہ تم کو خوش و خرم رسم کئے۔

مرقومہ جمعہ ۲۳ دسمبر ۱۹۴۷ء

(۲۶)

بھائی!

میں نے دل کو چھوڑا اور رام پور کو چلا۔ ہمچندے اس کو مراد ہونا ہوئے ہیں
کو میر کو پہنچا۔ آئی سلب اسکی کو بھائی صفتے اخال کے کہنے سے تمام کیا بیان
سے بخطہ تم کو لکھ کر بھیجا۔ مل شاہ جہاں پور پر سول گلہ مکیشہر جمل اپنے
مراد آباد ہوتا ہوا رام پور جاؤں گا۔ اب جو مجھ کو خطہ بھیجو، رام پور بھیڈ، سڑائی پر
رام پور کا نام اور میر کا نام کافی ہے۔ اب اسی تھا لکھنا کافی تھا۔ باقی جو کہہ لکھنا
ہے، دو رام پور سے لکھوں گا۔

مرقومہ جا سٹی ۲۱ دسمبر ۱۹۴۷ء

رائم قات

(۲۷)

صاحب!

تحارے یہ اور اق سکندر آباد سے دلی اور دلی سے رام پور پہنچئے۔ یقین

ہے کہ رام پرہتے ہیوے بھی ہے سکنہ آباد پہنچے ہوں گے۔ سولے ایک صریعے کے مجھے اور جگد کی اصلاح یاد نہیں۔ تم جو لپٹے فرزند کو ناشتا ساتھ مرا جاپ رہو زگار کئے ہو، خود اس میں اُس سے کیا کم ہو؟ پہلے تو یہ تباہ کرنا لم پڑ میں بھی کون نہیں جاتا؛ کہاں سولوی دھیمہ الہماں صاحب کہاں میں؟ آن کا سکن یہی سکن سے وُرد پھر رہو رہو تر نہیں کہاں اور میں کہاں؟ چاروں والی شہرتے اپنی کوششی میں آتا ہے، میں نے مکان چدا کرنا مانگا دو تین حوالیاں پر اپر پراپر مجھ کو عطا ہوئیں، اب اُس میں رہتا ہوں۔ جب آغاچ ڈاک گھر سکن کے پاس ہے، ڈاک منقی آتنا ہو گیا ہے۔ پراپر دل سے خط پڑتے آتے ہیں، صرف رام پور رہا م اور سیلانام۔ محلے کی کوئی رونگ کی حاجت نہیں ملکہ دہ دوست اور سولوی صاحب کے لئے اس سے شاید خط نکلت ہو جائے۔ دوسری بات جو تم نے لمحی ہے، وہ بھی اس طبقہ پر لاقع و مناسب حال نہیں۔ اگر قادت قرار پائی تو تم کو کجا کوں لمحہ۔

نوات

اوائل فہری سندھ

(۲۴)

میری بان!

آخر لئے ہو، بات کو نہ چھو۔ میں اور تھنگ کا اپنے اس بنا نیت نہ جاندی؟ میں نے یہ لکھا تھا کہ پر شطر انعامت ہاؤں گا اور پھر لخت ہوں کہ اگر میری آدمت یہاں کی نظری توبے تھارے نہ رہوں گا، نہ رہوں گا از تھارے رہوں گا۔

مشکل بالکنڈ بے سبھر کا خط بلند شہر سے دل اور دلے سے رام پور پہنچا۔

کوئن نہیں ہوا۔ اگر میں یہاں رہ گیا تو یہاں سے میر گردان چلا گیا تو وہاں سے
اسلاح دے کر ان کے اشمار بیچ دوں گا۔ بے صہب کو اپ کی بار بینا ہم
بھر جائیے۔ وہ لخانہ بوسٹر کھا ہوا ہے۔ از لئی کہ یہاں کے حضرات
مہروان فرماتے ہیں اور ہر وقت آتے ہیں، لرصت مشاہدہ نہ رکھنے نہیں میں
تم اسی سنتے کو ان کے پاس بیچ دیتا۔

فاتح

رسنیبہ افریدی

(۴۷)

بر خوبی ام سعادت آنار منشی ہر گوہل سلیمانی
اس سے آگے تم کو حالتِ بدل لمحہ چکا ہوں۔ ہنوز کوئی رنگ قریب
پایا۔ بافضل نواب اللشیت گورنر یہاں مرا جو آوارہ دہل سے رام پور آئیں گے۔
بعد ان کے جلنے کے کوئی طور رفاقت یا عدم اعتماد کا ظہر ہے کہ مسٹر نجی
کوئی ہے کہ اگر یہاں رہنا ہے تو غیراً تم کو کجا لوں گا۔ جو دون زندگی کے
ہیں ہیں وہ یا ہم بسر ہو جائیں۔ والدنا۔

رقم نام

یکم مارچ سنتھی

(۴۸)

مزاج

اس غردنگی میں مجھ کو ہنا نا تھا ہی کام ہے۔ بھائی! تھیں بھتائ
چھپوا کر گیا ذمہ اٹھایا ہے۔ جو انطباع سبستان سے لئے اٹھا گئے
روپیے جیع رہتے رہے۔ آمد ایسی چیز ہے۔ اگر چھپلیں ہو اور اگر نہ ہو یعنی شکر

ہے تو ہرگز اندھیتہ دکھنے لئے وہ خاصت دے دو۔ بعد اذن پہنچ کے وہ پس تم کوں جانے نہ ہے۔ یہ میرا ذمہ کر اس فوجیتے میں کوئی انقلاب واقع نہ ہو۔ اگر ایسا ہوا بھی تو ہم تے ہم تے اُس کو صفت چاہیے۔ رستمیز جماں پہنچا اب جاؤ۔ رستمیز ہو یعنی تیامت۔ لہ اُس کا حال معلوم نہیں کہ کب ہوگی۔ اگر احادیث کے حساب سے دیکھو تو بھی ”رستمیز“ کے ۲۷ ہوتے ہیں۔ احتمال نہ سالا آئندہ پروراً سو بھی موجود ہے۔

یاں! میں جو آخر جنگی کوڑا مپور جا کر آخر بارچ میں یہاں آیا ہوں تو کیا کہوں گے یہاں کے لوگ میرے حق میں کیا کیا کہے سکتے ہیں۔ ایک گروہ سا توں یہ ہے کہ یہ شخص والی رام پور کا انسداد تھا اور وہاں گیا تھا؟ اگر نواب نے کوئی سلوک نہ کیا ہو گا، تو بھی ہائی چارہ ہزار روپیے سے کم نہ رہا ہو گا۔ ایک چاعت کہتے ہے کہ توکری کو ٹھیک تھے مگر نوکر نہ رکھا۔ ایک فرض کہتے ہے کہ نواب نے توکر رکھ دیا تھا، دوسرا دو پیہ مہینہ کر دیا تھا۔ لفڑی گورنر الدا بار جو رام پور کئے اور اُن کو مالک کا دہلی ہونا معلوم ہوا تو انہوں نے نواب صاحب سے کہا کہ اگر ہماری خوشخبری میں چاہتے ہو تو اس کو جھاپ دو۔ نواب نے بر طرف کر دیا۔

۱ تو سب میں لیا، اب تم اصل حقیقت سنو۔ نواب بیوست علی خاں یہاں تکہ برس کے میرے دوست اور پائی چھے برس سے یہاں شاگرد ہیں۔ آئے گاہ گاہ، کچھ بیج دیا کرتے تھے، اب جو لائیں تو فڑاں سو رہ پھر یہاں آہ بیاہ بھیجتے ہیں۔ جلتے رہتے تھے، اب میں گیا اور یہیں رہ کر جلا آیا۔ بیشتر بیویت بعد بہسات کے پھر جاؤں گا۔ وہ سو رہ پھر یہاں، یہاں رہ ہوں، وہاں رہ ہوں، خدا کے ہاں سے میرا مقرر ہے۔

(۱۹۰)

مرزا آنحضرت

ایک امر عجیب تم کو لکھتا ہے جن اور وہ امر بعد تجسس مفرط کے سوچیں
مفرط ہو گا۔ میں اجراء پذیرین مرکار اٹھیری کا سے مالیاں تھا۔ باہمے کوئی اندازہ
پسند نہیں کیا جو بھائی سے ہن کر صد کوئی لیا تھا اور بھائی کے حاکم نے بنت
بیرے ہاتھ تکھدی دیا تھا کہ یہ شخص پسند پانے کا حق نہیں ہے؟ تو من
نے برخلاف بھائی کے حاکم کی رائے کے بیرے پسند کے اجریا کا حکم بیان
وہ حکم بھائی آیا اور مشہور ہمارے ہیئت میں بھی مُنا۔ اب کہتے ہیں کہ ماواہیو
سمیٰ نئی کی کہلی گو تھیں ہوں کا بیسا شریعہ ہو گا۔ دیکھا چاہیے کچھلے روپیے
کے باب میں کیا حکم چوتا ہے۔

۱۶ اپریل ۱۹۰۰ء

نواتے

(۱۹۱)

بھائی!

آج اس وقت تمہارا خط پہنچا۔ پڑھتے ہی جواب لکھا ہوں۔ نہ سو
سالِ مجتمہ ہزار دلما کھال سے ہوئے! سات سو بھائیں رہ چکے سال پاٹا
ہوں۔ تین ہزار کے دو ہزار روپیے کیاں ہوئے۔ سو روپیے بھی خدھر پتے
ملے تھے، وو کٹا گئے۔ ذریعہ سو روپیے میزرا دیکھا گئے۔ ربے دو ہزار روپیے
میرا مختار کار ایک بھیا ہے اور میں اس کا قرض دا بقدر ہوں۔ اب جو دو
دو ہزار لایا، اس سے لپٹنے پاس رکھیے اور مجھ سے کہا کہ میرا حساب
کیجئے۔ سات کم پندرہ سو اس کے سو مول کے ہوئے۔ قرض مختلف کامی

سے حساب کر دیا۔ گلزار سوکنی روپیے دے نکلے۔ پندہ اور ٹیکڑہ چھپیں سو بھئے۔
صل میں، یعنی دو ہزار روپیے تھے سو بھٹاکا۔ دو کھتا ہے پندہ سو بھیڑے دے دو
پانو سات روپیے باقی کے نہ لے تو میں کہتا ہوں متفقانہ ٹیکڑہ سوچ کا دے؛
زموباری ہے، آئے تو لے آؤتے بھجو گوئے۔ پر مول چوالی کو دو روپیہ لایا
ہے، اکل تک قص نہیں پچکا۔ میں بلدی ٹھیک کرتا۔ دو ایک بیا جت پکا میری
بخت بھر میں جنگروں کی سیل ہو جائے چاہ۔ خدا کرے یہ خط قم کو شیخ ہائے جس
دان برلت سے پھر کر آؤ، اُسی دن بھوکو اپنے درود سعد کی بھر دینا۔ واللہ ما۔
ستہ بیشتم مئی ستہ بیشتم نیم مرذہ

(۱۹۳)

برخواہار منزاً آفرا !

و مل مسودہ بھی کل بھیپا۔ تم پکے اور میں صحفہ۔ اب میر کی کہانی
ستہ۔ آخر جون میں صدر پنجاب سے خم آگیا کوئی پشن و اران تقدم نہ ہے ماہناش
مال میں دوبارہ طریق سشٹاہہ فضل مفضل پایا گریں۔ تاچڑا ساہکار سے
سو زکات کر رہ پہیں لیا گیا۔ نارام یا سک آمد میں مل کر صرف ہو، یہ سود پچھے
بھینے تک اسی طرح کٹوا دینا پڑے گا۔ ایک رقم سعقول گملہ میں
جائے گی:

رسم ہے مرٹے کی چھماہی ایک
غلت کاہے اسی طینا ہے مدار
بھوکو رکھیو کوکہ ہوں بتیہ جیات
اور چھماہی ہو حال میں دو بار

وہ سیاہہ برس سے اسی لفڑی میں رہتا تھا۔ سات برس تک ماہ پر ماہ پلے
روپیہ دیا کیا۔ اب تمین برس کا گرایہ کچھ اور سور ویہ یک مشت دیا۔
مالک نے مکان پہنچ دیا۔ جس نے لیا ہے اس کے بھے سے پیوم بکارہم
کیا کہ مکان نہیں کردا۔ مکان کہیں ملے تو انھوں۔ جسے دندنے لہو کو حاجز
کیا اور صدر لگا دی۔ دو سو بیانی ملے کہ جس کا دو گز سما عرض اور دو گز
کا طول اس میں پائی بنتی ہے۔ بات کو دیکھنا، گری کی سفت، پاڑ کا
ترپ، گانے، ٹھنڈی کھنکھر ہے اور سچ کو بھوکھ کو پیاسی ملے گی۔ تمین راتیں
اسی طرح گزدیں۔ دو مشتبہ جو لالی کو دوسرے کے وقت ایک مکان ہاتھ
لے گیا، وہاں جا رہا، جان پہنچ گئی۔ یہ مکان پہنچت اسی مکان کے بہت
ہے، اور یہ خوبی کہ مکان دیکھا ملی مارہی کا۔ اگرچہ یہیں کوئی اگر بدلے
میں بھی جا رہتا تو کامدیں داک دیں پہنچتے۔ یعنی اب اکثر خطوط دلیل ہوئیں
کے پتے سے آتے ہیں اور پتے تکلف بھیں پہنچتے ہیں۔ ہر حال، تم وہیں
”رلن، بلی ماروں“ کا ملٹر بھکر خدا بھجا کر دی۔ دوسروں سے تھارے اور ایک
سرنہ بے سہرا کا یہ تین کافر نہ ہیں ہیں۔ تو ایک دن میں بعد اصلاح
ارسال کیے جاتی ہیں، خاطر عاطر شیع رہے۔

سچ بھجہ ۲۰ جو لالی سُنَّتِ

رَمَضَانَ

من اللَّهِ

کل تھارا خط میں کافر اشور آیا۔ آج تم کوی خط نہ کھا ہوں اور اسی خط کے ساتھ
خط میں سیر جا رہا، صحیح ہوں۔ سیاحدہ اشور کل اپنے محل روانہ ہو گا۔ فیض سچ کو گھن
مرجہ شاعری جاتی ہوں اور تھاری طرح سے = سچی سیر احتیجه نہیں ہے کہ تاریخ و غفات

لختے سے راستے جیتی بہت ہوتا ہے۔ چھوٹا ہیں نے منشیٰ شیخ بخش مرحوم کی تاریخی صحت
میں پر قبول کر گیجا۔ منشیٰ فراز الدین خالص صاحب نے تائید کیا۔ قطفیہ ہے:
 شیخ بخش کے باحسن خلق داشت مذاقِ سخن و فخرِ خیز
 مرگِ ستمِ یونیورسٹی ادا نظر نہاد کہت کہ ہماری بسی وجہِ خیز
 سالی وہ اکتش ف زبانہ یادِ خوار باعل نازار و مڑا جملہ رہیز
 خواستم از غالب آمشقتہ سر غفتہ صدہ خول و گلو در خیز
 ایک تاریخی بھی ہے کہ کوئی لفظ جائیں اور انکال لیا کرتے ہیں، بلکہ قیادتی دار
 ہونے کی بھی مرتکب ہے۔ جیسا کہ یہ مصرع:

دو سالِ غرس ہر آنکھ ماند جینہ

اور کسی کے قصائد کو دیکھو، روپا رجلاً ابھی اخفاڑاً تعجب و سکسے کے آہا زیں لکھتے ہیں
 جس میں اصلِ حال مطلوبِ محل آتے ہیں ہوئے مخفی کچھِ خوبیں ہوتے۔ لفظ "ستیز"
 کیا پاکیزہ سنتی دار لفظ ہے اور سچرا لفظ کے مناسب۔ اگر تاریخی و مذہبیات یا تاریخ
 شاہزادی یا لفظِ اکٹھا لوبے شبہ نامحسوس تھا، قصہ منتظر اُن تاریخ کی تجزیہ جو حب اور
 جنی سوت ہے تو اسی جیتی روشنی اور اکٹھا، نیا وہ کیا کھوں۔

مکمل دشمنی خیبر جوانی اللہ علیہ السلام
 دامت طالبِ فنا

نجلہ ہم نہ بہر سالِ حال من ۱۴۲۷ھ

(۸۵)

صاحب!

قصہ را خطابِ سیرت محدث سے آیا۔ "مرآۃ الحسینت" کو تماست اور بھی اشہدستان کا یہاں
 خدا تم کو مبارک کر کے احمدزادی تھمار اسی کی بندگی کا شہزادی رہے۔ بہت مُنْ عَلیٰ

ہے، تھوڑی اور سی۔ اپنی گز نی ہے، اچھی گز نی ہے جائے گی۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ عربی کے فناہد کی مشہوت سے عربی کے کیا باخچ آیا۔ جو میرے فناہد کے سختہ سے مجھ کو نفع چونا؟ سعدی نے ”بستان“ سے کیا بھل پایا۔ جو تم سختہ سے باذگی، اللہ کے سوا جو کچھ ہے تو یہم وحدت ہے۔ نہ سکن ہے وہ سختہ سے نہ قصیدہ ہے نہ قصہ ہے۔ لامنزیر اللہ اللہ۔

جواب بھائی صاحب! یعنی مصلحتِ حال بہادر سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہ دینا۔ ہستیروں کی پشی کا جاری ہو جانا بہت خوشی کی بات ہے! مگر خوشی سے تعجب زیادہ ہے۔ کیا عجب ہے کہ اس سے بھی زیادہ خوشی حفظیہ تعجب کی بات بڑے کار آؤے، یعنی آپ کا ہنسی بھی وگڑا شت ہو جاؤ کے۔ اللہ اللہ اللہ۔

محیٰ یک شنبہ ۲۰ جنوری ۱۹۵۷ء

۱۴۶

بھی مرزا آنکھ!

تم نے روپیں بھی مکھویا اور انہیں حکم کو اور میری اصلاح کو بھی ڈالویا۔ بے کیا بھی کاہلی ہے؛ اپنے اشدار کی اور اس کاہلی کی شال جب تم پر نکلنے کی تریخ میں ہوئے اور ہیگلاتِ علوکو پھرستے چلتے دیکھتے! مستتاً اور دوستکاری اور کپڑے میلے اپنے لیکھ لیکھ جوئی توں۔ یہ مرا لذتِ نہیں بلکہ ہے تکلف "سنبتا ان ایک مشوقی خوبی ہے، جو بآس ہے۔ یہ بڑا طالی رہوں لیکن کو دو توں جلدی دے دیے اور مسلم کو حکم دیا کہ اسی کا سبقت دے۔ چنانچہ آج سے شروع ہو گیا۔

نالتہ

مرقوم مسحی شنبہ ۹ ماہ اپریل ۱۹۵۷ء

سیال مذکور تھا۔

پڑا آفریں اکیا اچھا قصیدہ بھلے ہے اداہ دادہ جسم پہنچوں تسلی منی،
سلامتِ الخدا۔ ایک صورت میں تم کو تمہارا سحاقِ نوکت بخاری سے لوار
ہوا ہے بھی محلِ فخر و شرف ہے کہ جہاں شوکت پہنچا، وہاں تم پہنچے۔ وہ صریع
ہے:

چاک گردیدم و از جیب ہے دامانِ رستم

پہلا صریع تھا را اگر اُس کے پہلے صریع سے اچھا ہوتا تو میراول ہونے والہ
خوبشی ہوتا، خدا تم کو اتنا بھائے کہ ایک دیوان میں جز قضاۓ کا کہلو
میر شیراز اتفاق ہے، قیدِ زندگی کی دجس کرناء۔

صاحب! مجھے اسی بزرگوں کا معاملہ اداہ ہے جو تم نے اس کا وطن اور پیشہ
اب بھیتھے، سایہ کا تھا را بھا ہوا سب باہم ہے۔ میں نے اُس کو وہست
ہٹلیز طنز بھاٹھے۔ بھرپاں، وہ جو میں نے خاتمی کو شر بخوک کر اُس کو بھیجا؟
اُس کی ماں مرے، اگر میرے اُس خط کا حجاپ بھاٹھا ہو۔

ڈاپڑانا نفس تم نے یاد دلایا، داعیِ گہنہ حضرت کو چھکایا۔ یہ تھی میں
مشیخ محمد حسن کی معرفت روشنی الدوام پاس اور روحشِ الدوام کے توسط سے
لیسیر ادیک جہد کے پاس گزرا ہوئے میں دل گزرا، اسی دل پانچ ہزار روپیے
کے بھینے کا حکم ہوا۔ متوجه این معنی مشیخ محمد حسن نے مجھ کو اطلاع کیا تھیں
وہ میں میکھوڑتے آئے انھوں نے یہ ماذ بھجو پر نظاہر کیا اور کہا خدا کے واسطے میرا
ہم مشیخ محمد حسن کو نہ بھکتا، ناچار، میسا نے مشیخ دہم بخش ناخ کو بھکھا کر تم
کو دیافت کر کے بھجو کر میرے تھیڈے پر کیا گزر کی؛ انھوں نے جواب میں میکار

پا پنچہ ہزار میلے اور تین ہزار روپختن الالہ لے کھانے۔ لہ ہزار روپختن نمبر سسی کو
دیے اور فرما یا کہ اس میں سے جو مناسب جاؤ گالت کو بھیج دو۔ کیا اُس نے
جنوز تم کو کچھ دبھجا ہے اگر دبھجا ہے تو مجھ کو لکھو۔ میں نے مجھ بھیج کر بھے
پا پنچہ روپچہ بھی بھیج دیا۔ اس کے جانب میں الحضن نے علاں کا بتم
بھجے خطا لکھو۔ اُس کو مضمون یہ ہے کہ جیسا نے بلا شاه کی تعریف ہے اُسے
بھیجا ہے لہ ہزار روپچہ کو صلح ہوا ہے کہ وہ فتحیدہ حضرت میں اگر را ٹھریے جیا فی
نہیں جانا کہ اُس کا حل کیا مرحت ہوا۔ میں کرتا تھا ہوں اپنے نام کا، خطا
بلا شاه کو پڑھو اکر، ان کا کیا یا جواہر دیں اُن کے حلت سے نکال گر تم کو بھیج
وہیں گھو۔ سمجھاتی یہ خطا لکھ کر میں نے ڈاک میں ردہ لئے کیا۔ آج خطا روانہ ہے جو
تھیسے و ان شہر میں خراڑا ہے کہ انھیں اکر دینا ہمہ مر گیا۔ اب کہ میں کیا کرنے والے
اور ناتھ کیا کرے ا

روشنیہ ۱۹ آگست ۱۸۵۰ء

ناتھ

(۳۹)

مرزا آنحضرت صاحب!

اُن قیمیے کے باپ میں بہت بائیں آپ کی خدمت میں عرض کیا ہی۔
پہلے تو یہ کہ "خوبہ گیرا" کو تم نے اور تم تافر سمجھا اور اُس پر اشعار ساختے سنے
وئے۔ یہ فرشتہ نہیں پیدا ہوتا مگر لاکھوں کے اور بہتیوں کے دل میں سلیمانی:

شہاب نقل خواہ باغیر سفر را

کہ احتیاط سکریت شیر مادر را

کے بعد کی طرحی ہے۔ ماتب و قدسی و شرعاً ہے

اس پر غزلیں لکھی جائیں۔

دوسرے یہ کہ مسندت کا پورا نام یہ تخلص آتے ہوئے خانی گپیل اٹارو۔
خیال الدین احمد عالیٰ نام ہے؛ سہنگیا جیسا رخچان تخلص، قاری ہیں تیر تخلص؛

بہترانی میر رختاں خیال الدین احمد عالیٰ

دیکھو تو کیا پاکیزہ صحراء ہے؟ یہ نہ کہتا کہ شرعاً مسندت کا نام بڑا نکھ جاتے ہیں؛ وہ
ہم سب خودت ستر ہے۔ جس بھرپور امام تھے آئے، اُس میں خون سے ٹھوڑا
جاڑواڑا، مستحق، جس بھرپور امام مسندت کا درست آئے، اُس میں فروخت
کیوں کرو؟

نواب

دو شنبہ نهم ستمبر ۱۹۷۴ء

(۲۸۴)

صاحب:

ڈیگری ڈاکٹر رiaz خاں دہلوی یہ قصیدہ بہت اصلاح طلب تھا۔ ہم نے اصلاح بستکر
تحاری پاس بھیج دیا ہے۔ جب تمہارے کرکے بھجو گئے، ہم تحاری مسندت کو
دست دیا گئے، کن تحاری یہ قصیدہ پہنچا۔ ہم نے اوپر ہر کو دیکھ کر درست کیا۔ آج پڑھنے
پاہ تیر کوڑاک ہے۔ بھجو ادا یا۔

صاحب! آج میر اشناہ آئے، تحاری طبع و نادیت ان کی زبانی مسلم ہوئی۔
اللہ تعالیٰ خوش رکھے اور مجھ کو تحاری خوش رکھنے کی توفیق دے۔ سعدیہ
نام کیا لکھوں؟ بات اسی قدر ہے کہ دام بیدر ہیں کوئی سوت کسی طرح بلجنی نظر
نہیں آتی۔ ورنہ کیا تحاری قصیدہ والیں نہ بھجوں؟

”قرآن“ کو یہ نہ کہو کہ قصیدہ نہیں ہے۔ اصل الحرف مشد ہے۔ شرعاً اُس

کو منفعت بھی نہ ملتے ہیں۔ تصدیق کے صریح سے اتنا تضییب و حاصل ہوا کہ "لڑاؤ" بے تشدید بھی جائز ہے۔ یاد رہے "چالو" اور "لڑاؤ" دونوں عربی لفظ ہیں۔ وہ دال کی تشدید سے اور یہ تو سے کی تشدید سے۔ مگر خیز نہ رہنے والے بھی سمجھتے ہیں۔ یہ نہ کہ کہ "لڑاؤ" ہرگز نہیں ہے۔ یہ کہو کہ "لڑاؤ" تشدید بھی جائز ہے۔

پہنچنے ۱۲ ستمبر ۱۹۷۶ء

دعا

۴۹۵

"انگلشتری" اور "خاتم" دونوں ایک ہیں۔ تم نے "خاتم" ہے معنی "انگلینڈ" کو نہیں، یہ نہ لٹا۔ "مشن" وفاے کس لئے کیا کہا رکھا ہے، "جس کسی مخفیت" کو نہ دیست ہے۔ لفڑوں میں ہب سب تکفیر حواس اور کثرتِ درم درم پا کے میں نے خیال نہ کیا ہو گا۔

یہ خطا لکھ کر پہنچ رکھا تھا کہ کس سچ رواہ کروں گما؟ چشم بند رہا آئی وقت کو روکھر کی دل بے، آپ کا لوازِ مشن ہامہ پہنچا۔ وہ سراجوں میں نے غالباً تجھوڑ دیا ہے، اُس کو کتر کر یہ سطریں لکھ کر پھر پہنچانا ہوں۔ سماں اتنا:

دریگز توں لفت الہن را کہ اعم ست ایں

اس لامن کب دیست ہے؛ کیا فرمائے ہوں؟ لمحہ کرنے بعد غدر کے اس کی ناموزنی سماں خون اتر کر دیتے۔ مستوفی قزوینی کے مطاعن میں "سازوں میں درکشیدہ ایں" دو مرد رکشیدہ ایں۔ وہ صرفے تصریح ہے:

چنانچاۓ زمر بستم درکشیدہ ایں

"درکشیدن" کو بربط "چنانچاۓ" کے ساختے ہے یا "زمر" کے ساختے؟ اگر

زہر کشیدن جائز ہوتا تو وہ ستم کے تسلیم کو کیاں پھر رتا؛ تمہرے شمر میں تم درکشیدن ہے۔ چوتھے شتر میں ”آپ درکشیدن“ ہے۔ باقی میں ہی سرد درکشیدن ہے۔ کیا زہر لانے ہے؟ اگر ہل ”زہرا ب“ ہوتا تو رواحتا۔ سماں افہم؟ ”یہ عمارت“ مائیکل شرف قزوینی سافر پر آمد و زیر درکشیدہ لے برادر اشرف زپر کجا درکشید؟ لیکن پیارہ ”زہر درکشید۔ شایم سافر سم درکشید۔“ سہم درکشیدن ”کجا و پیارہ“ نہ درکشیدن کیا۔ سہم نے تو تم کو اجازت دی ہے۔ خیر نہ بنے وہ، بدیں اس کو کون بخے کو؟ چاہیں گروہ:

والیں من دول آنچہ سہم درکشیدہ ایم

دریک فشن رو ساٹھم درکشیدہ ایم ناتب

سماں اٹھا تم جانتے ہو گئیں اب دو صڑک ”زہر“ کرتے پر تا در ہوں ہو
بحت سے مطلع مانگتے ہو:

گماں زلیست ہو برہست نہ جیدنی

ہراست مرگ دلے پتھرا گماں تو یہت

خیر شرف قزوینی کی سند پر وہ مطلع رہنے رہ۔ ”ناتب“

یہاں ایسا جانما ہوں کہ ”وڑا گھر“ پر تشدید ہے اور ”زہر“ نہ رہا
اور غلت ہے۔

صاحب! یہ تجھہ تم نے ایسا لکھا ہے کہ میرزاں جاتا ہے۔ کیا کہنا ہے؟ ایک میالہ دکی ملکہ شہر اپنی کوئی بات ایسی آجائے کہ میں سے اختلاف کے متعلق پیدا ہو اگر ہے۔

ایک تجیہ اصلاح ہے کہ مجھ چکا ہوں اور اسکی درق پر غلط نہ
صاحب کے ہاں تھام کو ایک ضیخت کر چکا ہوں۔ اور ہر کے جواب کا ہر ٹھیکانہ

نہ رکھو اندھو ہر سے اگر تھیسے کے احوال بیسا دریہ کا کرے تو جبرا! نہ کرو۔
اب میرے بیاس دو قبیلے سے تھیں: ایک لشکر مر آؤدم" اور ایک کل آیا ہے۔
"بر جامانڈ" و "در جامانڈ" خوب کہے۔ کوئی مضمون سے پہلے نہ صبح نہ صورت میں
پڑتا ہے ا اگر تھیں تم کو صبح بتا سکتا تو تھیسے اُن کے نام کا تم نے جلوہ اچھا
بیٹا اور اُن کو صبح تک پہنچا پہنچا ہوتا۔ بھجنائی ایک دیتی ہے اگر سمجھتے کے قابل
نہیں۔ بالآخر نہات سمجھے پر کہہ سکتا ہوں۔ اللہ عالیٰ۔

ستبر سادھہ

۱۱۴

صاحبہ

تھیسے پر تھیسہ لکھا اور خوب لکھا انہیں ہے! پھر اسے اُنکے شتر تھیسے کی جوں کر کے
جوہ نہ اس کی کچھ حاجت، نہ اس میں کوئی افراد بیٹھی جسی تھی اسی۔ ایک شتر
کو ایک شتر کے بعد رکھ دیلے ہے تاکہ مغلیں کوئم ہو جائے۔ پہلا قبیلہ تھا ما
"یہ آؤدم"۔ دوسری قبیلہ تھا میتھا کا سمت ہے۔ اُس کوئم نے نامنظر کیا؛
مئونگر تھا انی میں جو شتر تھا۔ رکھنے کے ہولے گئے۔ وہ لکھ کر تم کو بیٹھا دیا گئے۔
بالغ، ایک شتر کی قیامت تھی پر نا ہجر کرتے بیب۔ تاکہ آئندہ اس پا الغزتے اعلیٰ
گرد:

نبو سعادت از جمیعت اسد ملک

یہ کیا ترکیب ہے؟ "جمعہ بر زنک" ہمچشم تھے۔ لیکن وہ بلے ہوئے ہیں۔ جب
کا صد ایک بارے ہو ہو کہاں گئی؟:

ہر کجا جیشتر یو شیری

بیشتر کی جگہ پڑھتے لگتے ہیں۔ وہ بات ہمیشہ کویاں ہے۔ اتنے بڑے مذاق سے انسیں
نکلنا بہت کمیب کی باہت ہے۔ سیالا:

برگب دنیا نہ ساز بیش بیو

یہ کوئی انتہا نہیں کہ کسی فرج گزی سے لکھ آئے! یہ طرزِ خوبی ہے۔
کس کو یاد ہے کہ اس سالِ تیر کیاں موجود ہے؟ اس امر سے تخلیع نظر اور شخصیت کیں کہاں
کہ اندر کی والی اور خارجی والی کی طرح بہت بھٹکی کر دیں۔ وہ جو یاں آپ کا
دیں ایک جوہن قدم سے اٹھوا دیں۔ اب تخلیع نظر کرو اور حکومتِ انتیڈ فرنڈز میں بہانے کا
نہ کر اُڑا رہا ہوں، "چار شریت" اور غیاث اللہات کو صیغہ ساختا کہتا ہوں؛ ایسے
گھنیم پھوکریں سے کیا مقابلہ کروں یعنی "بہانے تخلیع" کے الفاظ میں بہت نکالے ہیں۔ وہی جو
کہ ایک دن ماں اٹھا کر اس کا نام "تائیٹن" بہانے رکھا ہے، اب اس کے چھاپے کی نظر
ہے۔ اگر یہ دعا مسائل ہو گیا تو ایک جلد چھاپے کی کم کو بھیج دوں گا۔ وہ زندگی سے
کرو اک تھیں ایک چند بھی ہوں گا۔ بہت سورجیتِ خدا ہے۔

اس تھیڈہ تھرک کو سماں اس طرح کے اس کا خدا سے اور کوئی خدا پر لعل کر کے اور جو
طالب کر اس کا قد پر مرتوم ہے، اُنی کو طالع کے پس پوکر کے۔ اس در حق کو پھر اڑا کر اور
اس تھیڈہ سے پر جاؤ کیا کر دے۔ تھیڈہ تھارا ہم کو بہت پسند کیا ہے۔

حمدہ اکتوبر ۱۹۴۷ء

نکاح

(۹۲)

صاحب!

کو تھیڈہ تم نے بہت خوب لکھا ہے۔ حق تعالیٰ اس شاید اس کا تحسیں صادر۔

توب مصلحتے خال صاحب کے ال سے قصیدے کی دسیں آئیں۔ لیکن ہے کہ تم کو بھی
وہ خطا نکھلیں۔ حدیں والا یہاں آیا چاہتے ہیں اور مجھ کوئی کوئی خاکار تھیم پہنچا ایک بہت
بہت ایسا ہے اور ایسا ہے جسیں چند روزوں میں یہاں آتا ہوں۔ امنہ الملا کہ اس قصیدے
کے باپ میں باعثیں ہوں گی۔

خیالِ الدین خال صاحب کا بھی مخدومِ آنحضرت کل نیصل ہوا چاہتا ہے۔ وہ قصیدہ
بھائیت پاک امانت ہے اسی کو دیا جائے جو ان شاء اللہ تعالیٰ انتظیم۔

از سی فراخ بہرہ بہرہ من لازم راغ

بہرہ من لازم راغ یعنی تطعی نظر کو م از فراخ و فویہ شدم از فراخ

اکتوبر ۱۹۷۴ء

(۴۳)

تم کو معلوم رہے کہ ایک صد و سی تھا دار سے یہاں آتے ہیں۔ اسی کوئی نہ تھا
تلکارو تکاریں کامیاب ہیں۔ جنوری مصلحتے خال صاحب کی تھا اسی نہادت میں سچیس گئے تم کو قبول
کرنے والوں کیجئے یہ کوئی ہے۔ لیکن تواب مصلحتے خال صاحب اور وہ صرفے صد و سی تھیں توب
خیالِ الدین خال وہ آخرہ سہر لکھڑا ہے میں یا اداں جنوری مصلحتے خال میں حاضر ہوں گے۔
اکتوبر ۱۹۷۴ء

(۴۴)

صاحب!

روز بیرون سے مرکب ہے یہ خارجی مختاری، ایک مادر کی ایک ولی۔ جو جنہاں

شوق جنم اخات تکلی بھی آجاتے ہیں مگر لکھریں ہوں کا حالم نہیں مگر ترا جاں بگنا نہیں لیں
اپنی بات ہے کہ اس زبان کے لغات کا شوق نہیں ہوں علماتے پوچھنے کا طلاق اور سند
کا طلب کا وہ بنا ہو۔ تاریخیں میں سب سے پہلی صفحے سے پہلے وہ دستاویزیں ہیں
کے قابل ہوں جو ابھی تک میرے خبریں اس طرح چاڑی کی پہلی بھی نواریں جو جواہر پاکستانی
اور بھی بیان و درظرت کے تواریخ ہیں؛ ایک تو کہ ان کا مولود ایران اور سیمولڈ ہندوستان
وہ سوتھے ہے کہ وہ لوگ آگئے پہنچے سو اوس سو چار سو آٹھ سو بر سو پہلے پہنچا
ہوئے ہیں۔

"جودِ لغت" عربی ہے یعنی "کلشید"۔ جو اور سمیعہ سلطنتی مشہد ہے کہ پہلی تاریخ
اس دنکہ پر سمیعہ فاعل میری سامعہ ہیں جو نہیں آیا تو اس اس کو خود مخصوص ہوا مگر جب
کہ انظیری شعر میں ایسا اصرہ کہ اس کا مالک اور عرب کا حالم تھا تو اس نے مانا۔

کیا اُسیں آن ہے کرم مانہ اور صفا و فوں کے مجھ کو بھی یہ کہے ہو کہ احتلوکی غول
یا قیادہ ساختہ رکھ لیا یا اُس کے قوانی لگھے اور انیں تابیخیں پر لفڑا جوڑنے شروع
کیا غول زلماً غوڑا ایضاً اللہ ۔ ایک پیغمبر میں جس سی رسمیت کھنکھ لالا ہوں لعنت ہے مجھ پر
اگر میں نے کوئی رسمیت اُس کے قوانی و میش لختر کر کے ہوں۔ صرف بھرا وہ روایت کیا
ریکھ لیا اور اُس زمین میں غزال تھیہ کھنکھ لالا۔ تم کہتے ہو انظیری کی کاروائیں وقت
خوبی قیادہ ہیں۔ نظر ہو جاؤ اور جو اُس کے قابلیتیں کہ شعرو بیجا ہوں گا اُس پر لکھا ہو جو۔
والا اگر تھار سد اس خدا کو پہنچے سے پہنچ گیا۔ بھی چانت ہوں کہ اس زمانی میں
نظیری کا قیادہ بھی سنبھال جائے اکی کرو شعر، بھائی! شاعری میں آکر جن
ہے، کافی ہے جانی نہیں ہے۔

"زمان" "لغوغرافی" "از مردم" "جع" دو نویں طریق تاریخی میں مستعمل، تھا ستة
لکھ زمان اور پر زمان، "زمان زمان" و زمانیں زمان، "ور آن زمان"؛ سب سیکے اور

نیچے۔ جو اس کو خدا کی کہہ رہا گھس۔ بلکہ اپنی لاد کرنے نے خدا نیچے و سوچا۔ یہاں بھی
بھئے بڑھا کر "نیلا" استعمال کیا ہے۔ "یک زبان" کو میں نے کبھی خدا دیکھا ہو گی۔
تھوڑی کے شعر لختے کی کیا صاحبت؟

خود میں اسی سے ہم دل میں یعنی ہندوکش گل جو وادی کی نادری والیں اپنے
ہیں، وہ اپنے تیاس کو دفن دے کر ضریبھا ایکمہو کرتے ہیں۔ جیسا وہ ٹھاٹھ۔ اور
عمر ابوسحاب افسوسی لختا "امرالد" کو لفظ اپناتا ہے اور یہ اُتر کھا پڑھا تھیں۔ صفوتوں کو
شفقت کرنا، وہ فرشتہ کرنے کو اورتہ ہبہ خالم۔ وہ جو جان کو لفظ اپناتا ہے، کیا اسے مجھے
دیسا کی جوں جوں۔ یک زبان کو لفظ کہوں چھوڑو؟ خار کی کی میراث یعنی ترازوں میں خطر باہم
ہے۔ سچھ، پیشہ الحمد و پیشہ الشکر؟

مرتوں پر چار شتر ۱۲۷۰ء میں آگئے تھے۔

(۹۵)

بھائی!

"مریضی" و "مریضی" خواہات ہے۔ اگر ان کی کچھ اصل جوئی تو اس طور اور المطوف
اور بونگی، یہ بھی کچھ اس باب میں لکھتے۔ "کچھ" اور "سیما" دو علم خوبی ہیں۔ جو اس طور
کا ہے تعلق رکھے اور "کچھیا" اور جو اسما سے تعلق رکھو وہ "سیما"۔

چال غم سیما شکر دے گے

دل سو سے کچھا سیما زرم

خرا منی ہو گی۔ پہنچا کر رکھے جو لمحے ہیں، وہ حق ہے کیا آگئے آدمی اتنے
پیسا نہیں ہوتے تھے؟

"زمانی" و "زمانہ" کو میں پاگل ہوں یو قطع کروں گو ؛ ہزار تکہ میں نے تھم دن
یعنی "زمانی" و "زمانہ" لکھا ہو گھو۔

وہ شرکس واسطے کہا گیا ؛ کبھی سہلا صریح لغو، وہ صریح صریح میں "تھوڑا"
کہا گیا مدد اور "حلقہ زماں" کی راستے پر لمحظہ نہ تھا، جیسا کہ تھتے ہیں تکھا کو دو "حلقہ زماں"
روزست و "حلقہ زماں" روئست، مگر یہ نہ کہا جائے بیدار نہ ہے، خیر ہے تو، متراہوں، بچے
کھاتے ہو گو، صد چاروں کلام اپنی زبان خواہستہ یافت، مگر میں والی کلموں کیوں
زبانی نہیں :

گردشی چرخ اسٹرالیا ملینڈ

اس سندھی ہیستہ بندے ।

سندھی سندھی اس نگاری کشی چرخ

باتی اور صوبے سب اپنے بانے رہی،

گردشی چرخ

نگاری

(۹۴)

من الفت !

جو کچھ تم نے تکھا ہے بندے بندگا ہے اور بگانی، عکاد اللہ، تم سے اور
تندھی ! بھوکو اس بیانداز ہے کہ میں ہندوستان میں ایک روئست صادقان الہ
رکھتے ہوں، جس کا ہرگز پال نام اور تھتہ تکھا ہے، تم ایسی کرن سی بات تھوڑے کے
تو ہبہ معلو ہو ؟ رہا فسیلہ کہا کہا، اُس کا حال ہے کہ میں مستحق بھول کی ایک
خا کردار تھیں برس ریوانہ مہ کر مر گیا، خدا وہ جیسا ہوتا اور پوشاں جیسا اور تھا

بُنانی کہت تو اسی کو جھوٹک رہتا اور اُس سے آئندہ ہوتا۔ بھالا! مجھ میں کوئی
اب بال نہیں ہے۔ برصغیر کی صحت گزرنگی لیکن بڑھاپے کی صحت بُنہ
گئی۔ تمام دن پڑا رہتا ہوں، بیٹھنے سکتے، اکثر لیٹھنے لختا ہوں۔ بھالا
مجھ بُدک اب سخن تھاری پکتے ہو گئی، ناہل بری کی وجہے کہ اصلاح کی حاجت
بُداں انہوں اس سے بُتعکرہ ہات ہے کہ تمام سب حاشیہ ایں پہ کام اصلنی نہیں
ہیں، کبھی ریکھ لوں کوئی، جلدی کیا ہے؟ تین باتیں مجھ ہو گیں: میری کہانی، تھارے
کوم کا سماں اسی ہے اصلاح نہ ہونا، کسی قیمت سے کسی طرح کے لئے کوئی تصریح
ہونا، خطرانی مراتب پر کم خذ پتھرے رہنے۔ اور ہالمکنہ سے جبر کا ایک پارٹیل ہے
کہ اس کو بہت زندہ ہوتے، آج تک سزا مر ہیں نہیں کھوا، قاب مصاحب کی دس
پندرہ غزویں پڑتا ہو جائیں ہیں،

ضفت نے خاتم بخوبی کر دیا

بدرہ ہم بھی آؤ گئی تھے کوم کے

یہ کمیت تھارا کیا کیا۔ آج اس وقت کو سوچ جاندے نہیں ہوا اُس کو ریکھا، العاذ
کیا، آذانی کے باعث وہاں کھر بھجوایا۔

ثالث

۲۰ فوریہ ۱۹۷۴ء

(۹۷)

صاحب بندہ!

میں نے بھس کا ایک بیک خانہ ریکھا، سواسے تین کافی خپڑ کے کھنی کافی
تھارا تریکھا۔ اور اس وقت ہے سب کم فرمائی کے میں روپیت آن تینوں قصیدوں کی

لہیں بتأکل اور دو مقدمہ سچکاں کا ہے آنکھاے حالات نماز شست ہو گیا ہے
مث نہیں ملیا، ویرانی درست آئی، اُنکا تو اللہ۔

اب میرا حال مخواہ:

مرد نو میسہ دکا لےے امید است

پا ڈاپن شبر سیا پیسہ است

بہت نواب گردیں جعل کی سرکار سے دباریں مجھ کو سات پار پئے اور تین رقم جو ہر
خدمت ملے تھا، لاؤ کلینگ صاحب میرا دیوار خدمت بند کر گئے۔ میں ناٹھیہ بھر
بیٹھ رہا اور صفت الخر کو میتوں ہو رہا۔ اب جو سیال اللذت گرد بڑا نہاب آئے میں
جانا تھا کہ یہ بھی مجھ سے نہ ملیں گے۔ مکن انھوں نے مجھ کو کجا بھیجا۔ بہت سی خرابی
زرا فنا اور فرط کو لاثر صاحب دلی میں دبار بڑا کر دی گئی، میرا نہ ہوتے ہوئے اور
نہ ٹھیک ہیں اُن اضلاع کے علاقہ داروں اور ممالک گردش کا دربار کرنے ہوئے اپنالے
چاہیے گے؛ ملک کے لوگوں کا دربار وہاں ہو گا۔ تم کہیں اپنالے جاؤ، شرکیہ دربار بھر
خدمت پھول لے آؤ۔ بھائی اکیا کھوں کر کیا میرے دل پر گزر دیا ہے گریا مرد و جنی خدا
ٹھوکتھے اُس سرت کے یہ بھی ستانماگز اک سامانی سفر انداز و مصارف رے اپنا
کہاں سے لا اون احمد طرقی کے نغمہ مکھوں میری تھیجہ ہے۔ اور صر قبید کے کی نکلا اور
روپیے کی تھیں جو اس نہ کافی نہیں۔ شعر کام دل دو ماٹ کا ہے، وہ روپیے کی
نکوں پر لپٹاں۔ میرا غایبِ خلکل بھی اسی کرے گا لیکن اپنی دلوں میں دو ڈن کو جیں
ہے، ذات کو نہ سپہ۔ یہ کئی سطریں تھیں اور ایسی ہی کئی سطریں جناب نواب
صاحب کو لکھ کر لیکی دیتی ہیں۔ جیسا رام تو انہلے ہے اُندر خدا کو حسون ہو۔

مندرجہ ذیل نمبر ۳۰ مصائب میں سے

سمارچنے سے مدد

(۴۸)

لوحہ سب !

کم سے کم تشتہ گورنر کی ملازمت اور خدمت پر تھا انت کر کے انہاں کا جاننا مو قوت کیا اور ٹبرے گورنر کا دربار اور خدمت اور وقت پر مو قوت رکھا۔ جیساہ ہوں ہاتھ پر ایک زخم از طم کیا ایک غار ہو گیا ہے۔ دیکھیے انہیں کام کیا ہوتا ہے۔

پریلی مکملہ ۱

غالب

(۴۹)

حضرت !

آپ کے سب خط پہنچے، سب تھیں سے پہنچے۔ بعد اصلاح نگاری دیے گئے شہر س کی عرا آلام رو جانی، میں کہوں، نہ کہاں ہادر کرے۔ امراۃِ حسینی میں کیا کام ہے؟ باش پاؤں میں ایسا بھرے دم ہے۔ کھڑے ہوئے میں رُسی پہنچنے لگئے ہیں۔ افغانی روایت ناقص ہو گئے، حافظوں کیا کہیں تھاںیں نہیں۔ قصر نظر ان تھیں سالیں کا اور ایک کل کا کیا ہوا؟ دو ہوں ایک لغائے میں آج رواہ کرنا ہوں۔

حمد ۲ جو ولی مکملہ ۱

غالب

(۵۰)

حضرت !

پرسوں صحیح کو تمہارے سب کو افادہ ایک لغائے میں ہند کر کے ڈاک گئے۔

بگو اور یہ سکھا کہ اب چند دن کو جانی پڑی۔ اُسی دن شام کو ایک خطا آپ کا اور نہیں، اُس کو بھی رواز کرنا ہوں۔

اپنا حال پرسوں کے خطا میں مفصل تکھے جانا ہوں۔ اولیٰ بات یہ ہے کہ جو کچھ تھا ہوں، وہ لیٹے لیٹے تھا تھا ہوں۔ مزید کی بات ہے کہ میرا کھسا ہوا ہے اسی سال بادشاہی، اور کسی نے جو کہ ریا کر خلالت کے پاؤں کا درم اچھا ہو گیا اور اب وہ خوب دن کو بھی پیتا ہے تو حضور نے ان باتوں کو یقین جانا۔ بس برس آئی بات تھی کہ اب رہ بائی میں باہریں از طعام چاشت یا قریب خام تھیں مگر سبیل بیٹھا اور سڑا بیٹھا ڈامبوں میں بھرا دیتا تھا۔ اس بیس برس میں بیس برس تھیں ہمیں بیٹھے بیٹھے بیٹھے بیٹھے ہر سے، پہنچا ایک طرف دل میں بھی خیالِ زگررا چکرات کی خوبی کی مقدار کم ہو گئی تھی، پاؤں کا درم سد سے زیادہ گرد گیا۔ اور تحمل کے قابل نہ کوئی کھوٹن خوبی ہو گئی۔ جکھا جکھا جو دوستیں رہیں تو ان کی رائے کے مطابق کس سے بیب کا بھر جائے گا۔ وہ پڑھا دیئے گھو، تب اُس کو سمجھنے کی تحریر کی جانے کی اخواز رکھنے پڑتا تھا، اُس نے دوستیوں کے درم بھجوایا تھے تو اُس نے ہزار بخت اور اُتر میں جھوٹا ہوں اور بھجو۔

و جو قلنی سے وہ رہا

(۱۰۱)

مزاجتی!

خللِ تھا سے سلام جس کبھی نہیں دیکھی تھی کہ شعر تھا مرتباں ہو۔ بڑی تمہارت دکان میں کشیدہ تھا عربی ہے،

دریگر تو اس لفظ اُمیں رکلا لمہ است۔

تلگر بھرا کہ ہر جانشی ہے۔ سا بار کوئی نہ سمجھے ابھی نہ کھا بڑھ کاف کے احتمام
کی کیا تجھیں کہے گے؟ اور پھر اس صورت میں بھی تو بھر جل جاتی ہے۔ کامباڑا اس خر
کو لکھاں ڈالو۔ بھیں نے تھیں تھانہ فکھنے کو کہا تھا اب ہم سنخ کرتے ہیں کہ ماشناں
تھانہ فکھا کرو۔ صدیق پر شرطی مزیدہ تھوڑا۔ تلگر بھکر نہ کرو۔

۱۰ جولائی ۱۹۷۸ء

نواتر

(۱۰۴)

بھی ہے اگر آپ اُستاد کا صحریعہ نہ تھے تو ہی ”ہر دے اُستاد ہے“ لگتا ہے اُلمیں
سے کہتا ہے :

وہ اُمیں تھیجت اُرگے ای وسٹ
نہ تھیں اُمیں پر بھیش آیت

یہ نہ ہو تھا کہ میں اچھا ہوں اُس کو آپ سچے سمجھو کر نہ کامنگر بھا لانے۔ وہ
وہ میں نے کھا تھا کہ سختی مرضی کا بیانی میانگر شاخون ہے۔ اُس کو بھی قب
لے پچھ جانا بخدا۔ حال آں کو ہے درودوں کے ان راوی طرز تھے۔ میں جھوٹت سے
ہے اور سوں اور جھوٹے کو مطلعوں جانتا ہوں۔ کبھی جھوٹ نہیں بوتا۔ جب تم
نے کسی طریق بھابھی واقعی کو باہر دیکھا، تمیں نے تھیں تھے سچے سچے کو ایسے
ہوں۔ سو یہ سچے تھیں میں نے جب تھا ہے کہ جسے کر لیا ہے۔ جس کا
دم میسا دم اور باقی میں بھیش تھرے ہے۔ جب تک موچیں اولاد میں ہے۔

میں آسکا ہے، آج ہو تھا اور فتر پہنچیے گا، اُس کو میں روندہ کر دیا کروں گو۔
بھلاؤ حال بیڑا ہے کہ قریب ہر مرگ ہوئے۔ دو نوں مانشوں میں بچوڑے
پالنیں درم۔ ندوں پچھے ہوتے ہیں اس پر رعن ہوتا ہے۔ جیٹے بھی سکتا، بیٹے
لیتے لکھا ہوں۔ کل تھا اور دوسرے آیا۔ آج بھی کوئی لیتے ہیں اُس کو دیکھ کر تعقیب
سموں پر۔ زندگانی بھی تھی تھیست بیکھے جاڑا وہ فتر کے دفتر بھیجئے رہوں ایک
دن سے زیادہ تو قوت نہ کروں گو۔ قریب مرگ ہوں تو بلاسے۔

سکے پنکھے ۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء

نام

(۱۰۴)

دعا صد:

"گرشیدن" کی جگہ "درگشیدن" و "برگشیدن" بکہ "برگشیدن" کی جگہ
"برگشیدن" رہ جائیے۔ "برگادن" و "برآمدن" کا استعمال بعض متاخرین نے
ہام کر دیا ہے، لیکن "درآمدہ" سے برآمدہ کے معنی ہے ہیں؛ تیکن "درگشیدن" و
"برگشیدن" اور۔

ایسا قریب ہر مرگ ہوں۔ پالن کے درم نے اور ماہتے کے سمجھوئے نے مار
ڈاہے ہاؤں گل اور سیر کے سب آؤں۔ لیکن بھنی دلست ہو رہا تھا ہی اور
بھنی گواہ ہی کہ بھنی سچ سے شادی کیک اور شام سے سچ کیک پڑا۔ بننا ہوں بخنوڑا
کی خریب ہیتے ہیتے ہو چکے ہے۔ اخلاق، صلاح کو سرت جگتے تھے تھے سب
گزشتگر یا۔ ایک رہنیس درم پور اور ایک تم، اتنے کی اصلاح روکیجی۔

ماہیت سپتمبر ۱۹۴۷ء

(۱۴۴)

خوبو چشمِ طالب از خود رفت، هر زمانه!
 خدام تم کو خوش اور تند دست رسانگے۔ خود دست بجلی نہیں که دنب؛
 سمجھ توں بیر لئی:

انفصالات ہی زمانے کے

جہر حال پکو تم سیر کی جائے گی اور ایسا آنہ صورت و قوع جد نظر
 کرنے گا۔ تجھ بہے کہ اس سفری میں کچھ فائدہ نہ ہوا،
 یا کرم خود نامنہ در عالم
 یا اندر کس دریا زبانہ نکرد

انہیں دہر کی حدیث سزا موقوت کرو۔ الشعار غالبہ ہے طریقہ خون کیا کہ اور
 خوش رہا کرو۔

نگات کا احمد بردہ

مشتبہ ۲۲۷ فمبر ۱۹۹۵ء

(۱۴۵)

صاحب!

کل پارسل اشدار کا اک آنسے کا مکمل لٹاکر اور اس پر یہ لکھ کر کہ
 پارسل ہے، خط نہیں ہے، ڈاک یا پیغام دیا۔ ڈاک عنوانے کیا کہ خطوں
 کے سند و تاثر میں ڈال دو۔ خدمت چھڑا بخواہد آؤں، اس سماں حکم بجا لایا اور
 اس کو خطوں کے صدقہ میں ڈال آیا۔ وہ لفظ کہ یہ خط نہیں ہے، پارسل بنا
 دست آؤز بمعقول ہے۔ اگر پارسل کے ڈاک تم سے خط ہا محصل مانگیں تو تم
 اس بیٹھ کے فریبیہ سے گھشتگر کر لیا۔

مکان میں سے گھر کے قریبِ حجمِ نہود خان کے گھر کے نزدیک عمار
بھی پاس، بازار بھی قریب، فحافی روپیے کر لیے کو موجود مٹھا ایک مکان سے
یہ خدمت ہے کہ سختہ بھر کسی اور کوئی دوں نہ۔ بعد ایک ہفتے کے اگر تھا راست
نہ آیا تو بچے اور کرایہ دار کے دستے کا اختیار ہے۔

رام پور کے باب جی مختصر کلام یہ ہے کہ نہیں دلخواہ ام پور کو لکھ سکتا
ہوں، نہ اس نہ بخشنے کی وجہ تم کو لکھ سکتا ہوں۔ اگر کبھی ریلیں نہیں بیٹھا کر آؤں گے
تو زبانی کی وجہ خالی۔

رسنخنہ ۳ ربیع الثانی و ششم ستمبر ۱۹۶۷ء

فاتح

(۱۰۶)

بخاری!

تم پر کہتے ہو کہ بیت صوتے اصلاح کے واسطے فراہم ہوئے ہیں
مٹھیں کبھی کا تھا راستے میں فضائیہ پڑے ہیں۔ لواب صاحب کی غرضیں بھی
اُس طرح دھری ہوئی ہیں۔ برسات کا حال تھیں بھی معلوم ہے اور یہ بھی تم
پڑتے ہو کہ میرا مکان گھر کا نہیں ہے، کر لیے گی حوصلیاً تھا رہتا ہوں۔ جو لالی سے
ہیئتہ شروع ہوا، شہر میں سکھلوں مکان گرے اور مینہ کی خلی صورت، دن
رات ہیں دو چار بام برسے اور ہیرا لد اس نوے ہے کہ بد کا نلے ہو نکھلی۔
بالا خانے کا جو دا ان میہرے بیٹھنے آئھے، سونے جانگے بیٹھنے مرنے کا
خل ہے، اگرچہ گرانہیں، لیکن چھٹت چھٹلی ہو گی۔ کہیں نہیں کہیں اپنی کہیں
اگر کوئی رکھ دی۔ قلم دا ان، کہاں اٹھا کر قشے خلنے کی کوڑھی میں رکھو یہ
ماں کو مرست کی طرف متوجه ہیں۔ کشتی لوچ میں تھیں ہیئے رہے کہا تھا ان

یہاں اب تجارت ہوئی ہے۔ نواب صاحب کی خرچیں اور تھابے تمام اور بھی جانی ہیں۔
سرپرداشتہ میرے پاس آئے تھے۔ تھاب کی خروجیات ان سے معلوم ہوئی تھیں۔
میر قاسمؒ مل صاحب مجھے سے نہیں ملے۔ پر سول سے نواب صحنیؒ انہاں صاحب
بیان کرتے ہوئے ہیں۔ ایک محدث ان کے ہول ہے۔ انہی نہیں رہیں تھے، بلکہ بیرونی
امسی الشہزادے معاشر ہیں۔ فصلہ ہر چیز ہے، جو تھیں اُنکے بھی ہیں، اب ہول کی تھی کہ
اس کے سب طرح کی خروجیات ہے۔ میں اتنا بہت بھگیا ہوں اگر یہ میر
نراحت ہوں۔ کوئی شخص نیا تکلف کی ملادت ہا۔ آ جائے تو اُنہوں بیٹھا ہوں، وہ تو پڑ
رہتا ہوں۔ یعنی یہ خطا نہیں ہوں، یعنی یہی مددات دیکھنا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اللہ
صبح جمعہ ۱۷ ماہ القمر ۱۳۷۶

۱۴

مشنی صاحب!

یہ سالِ گلشنہ جیسا تھا۔ یاری میں مددتو احباب سے منصرہ ہے، اب
مردہ ہول، مروع کچھ کام نہیں کر سکا۔ لکھنور، پٹی گشہ، دیگرہ حکام شہرست تک دلادھات
ہے۔ مگر اسی لکھنور شہر کو دہلی تحریم خزانہ ہے۔ ہر مجھے میں ایک بار ملنا مژوہ ہے۔
اگرہ مدن، قوچان، اور خراون ملے۔ مگر وہ صاحب پڑیں گلکام ہے مجھے مجھے کی
رخصت ملے کر جائے پر گئے۔ ان کی جگہ رینیں اُن صاحب مڑو ہئے، ان سے
ماچا رہنے پڑا۔ وہ مذکور شہر سے بہت کافی اگریں کی میں تھے ہیں، مجھ سے بھی
نکوں نے مددیا۔ میں نے سا۔۔۔ کہاں سافی ہیں، الرین خال صاحب
۔۔۔ تھا۔۔۔ اگر ان سے پاس بھیں، میں اخون سے مجھ سے کافی تھا
۔۔۔ ایکی طرف پاتا ہے۔ بکاریں نہیں تھے سو، تین نکوں بھیں نہیں

اس کلکار اب زندہ موجود ہیں لورڈ سوہنگی صحت یہ ہے:

لواب صلی اللہ علیہ وسلم نے محدثین کو وہ نظر نہیں دیا اور وہ تعلق نہیں تھا میں
شر کرتے ہیں۔ فائدہ کیسی نیت اور امکان میں پر خدا کا تخلص کرتے ہیں اس اللہ علیہ
نالہ کے شاگرد۔ فواب سلطنت خالی بہادر علاقہ رابر جہاں بیگر آجاد اندوں میں شیخ
اور فائدہ کی حستی تخلص کرتے ہیں۔ اور وہی موسیٰ موسیٰ خالی کو اپنا حکام دکھانے کے
مشی ہرگز بال سوز زتاون گر سکندا آزاد کے فائدہ شر کرتے ہیں اور تخلص
کرتے ہیں اس اللہ علیہ نالہ کے شاگرد۔ ظاہراً بعد اس فہرست کے بھیجنے کے
اضھوں نے کچھ اپنے منشی سے تم کو لکھوا یا ہو چکا، پھر کچھ آپ لکھا ہو چکا، مجھ کو
ایسا حال سے کچھ اعلان نہیں۔ تھا اسے خط کی رو سے میں نے اعلان پائی۔ اب
میں مولوی مظہر الحنفی اُن سے منشی کو بجا اؤں ہوں اور سب حال معلوم کروں ہوں۔ اعلان
ہے کہ تذکرہ المختصر کا نام میں لکھا ہا ہے، اشارہ ہند کا اوصیہ رسمی کا نزدیکی تھاں
ذکیا ہائے ہا۔ صرف تاجر کا اور اُس کے مستذکر کا نام اور شاعر کے سکنی یا مولی
کا نام میں تخلص درست ہو چکا۔ خدا کرتے کچھ تم کو خاصہ ہو جائے۔ وہ نہ ہو ہر جو اسے
درج ہونے نام کے اور کسی بات کا احتیال نہیں ہے۔

تیسرا گلہ صاحب اب موالیت خیز کے لیے ہو گئے۔ ذکر مولہ صاحب بھڑا کے
آئی۔ اپنا کام کیلے ہے۔ بیٹی گلہ صاحب شہر سے بہرہ کوئی سکے ناصلیہ
چاہ رہے۔ عصیتا جاڑے کا موم بڑھا پہے کا مالم، اسیں لکھ جانا دخوار اور بھر کیا
طلب تکلا جو انظر میں نہیں۔۔۔ بہر حال مولوی مظہر الحنفی پر جوں کیک سنبھے
کے ہیں بہرست، اس آجیسے گر، حال ملوہ کر کے اگر بیرا جانا یا لکھنا تھا رسی
خلاف کا موصوب ہو کا تو فتحر د جاڑے گا۔

(۱۰۵)

آدمِ مرتضیٰ نے سیرے لگے لگ جاؤ، بیٹھو اور بیری حقیقت سخو؛ کب تینے
کو جو لوگی منہلِ الحق آئے تھے، ان سے سب حالِ معلوم ہوا۔ پہلا خدا تم کو ان کے بعد میں
مولوی افراطِ الحق نے بہ موجبِ حکم دیا اور صاحب کے لکھا تھا، پھر ایک خط صاحب
نے اپنے مسند کر کے اپنے طرف سے تم کو لکھا۔ دوسری دلیوان تھا اور اُن پر نظر
نشستا اور ایک تذکرہ ہے چار کتابیں تھے کیا بھی ہوتی، ان کو نہیں دیکھیں۔ صاحب تم
سے بہت خوش اور تھا رسم بہت صداقت تھی۔ کہتے تھے کہ تم جانتے ہیں، اتنا ہذا
خاور کیا اور ہندوستان میں نہ ہو گا کہ جو بچاں ہزار بہت کا، اک جو فائموں
اسی اللذات کا ہے کہ تھا را تو کہ بہت اپنی خشت تھیں تھے۔ اتنی ماہرِ حیر تھا بہادر میں
بال کاں کے تخت میں پہنچا، میں رہ پہنچے رضاہر کے مانے ہیں، اگر تھا ری
امانت ہڈا تو اس امر میں انی سے کلام کروں۔

بیرا محبِ حال تھے، حیرانی ہوں کہ تھیں بیرا اسلام کیاں باور نہیں آتا،
گماںِ زیست کوئی بہترست نہ سیدِ مردی
بدستِ مرغِ دلے پڑنا را گای ترقیت

سادھ مرگیا تھا، اب باصرہ بھی خصیت ہو گیا۔ حقیقی تو تھیں انسان ہیں، ہو جائیں ہیں،
سب مغلول ہیں، حواسِ سر نکل ہیں، حافظِ گویا کبھی نہ تھا۔ شعر کے فن سے
کوئی کبھی متأبیت نہ تھی۔ ریشمِ رام پور سو روپیے بھیتاو بیتے ہیں، سال گذشتہ
آن کو کچھ بھیجا کر اصلاحِ نظم حواسِ بکار ہے اور کہیں، پہنے میں حواسِ بکار ہیں پا،
متوقع ہوں کہ اس خدمت سے سوانحِ رہوں۔ جو کچھ مجھے اپنے کامِ سرکار سے
ملتا ہے، موہنِ خدمت میں لقریب تھا رکھ کرے تو ہیں۔ مکانِ بُر سہی، وہ نہ خربت غار
ہیں اور اگر یہ خالیہ ہے شرطِ خدمت ہے تو جو آپ کا مرمنا ہے، وہی میں کیا

ہوتا ہے۔ بہری مدنہ سے آئیں جو کام نہیں آتا۔ قوتیں مفتریں نہ بریکاں آتیں؛ ابہ
دیکھیے آگے کیا جاتا ہے؟ آج تک قاب صاحب انداز و حجم مروی دیے جاتے
ہیں۔ اور بھائی تھامنی شفیع، چشم جدید صاف ہو گئی۔ رطب و یاس تھامنے کام
میں نہیں رہا۔ اس اگر خواہیں زخواہیں تھامنے میں ہے کہ اصلاح مزور ہے تو
سیر کی جاننا (سیرے بعد کیا کرے گے)۔

سماں تو جو رائے دیں صحیح و آنکہ سرگوار ہوں۔ (اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِيرُ إِلَيْهِ الْأَئْمَانُ)

۱۳ رجب ملائیع

۱۴ دسمبر ملائیع

نحوتہ کو ماں اپنے اقتدار

(۱۰۹)

ملشی صاحب مولودت و اقبال نشان مصلی ہرگز پالیں صاحب طلب اللہ تعالیٰ
نات کو ادھارے جو دلنشستہ تھاں کریں۔

ہم تو اپنے کو سکھدا ہو تو ان گویوں کے ملے جیں سمجھے جائیں اور اپنے
لکھنے، راجا، ایسا سٹنگو کی خوبیں، سلیمان اور دو اخبار میں سمجھے جائے مدارا، احمد لکھنے
کا پیاسے ہیں اور مخفی لعل کش صاحب سے آئیں کرو ہے زیما۔ سبھا ملشی صاحب
کو سیر اسلام کہنا۔ آج یک خوبی ہے، خبار کا اظافہ اسیں تک نہیں رہتا۔ ہر سبقتے تو
پڑھئے، حدیثے کیں رہتا رہتا۔

مرزا عفت کیا فرماتے ہو؟ کیسے۔ میں اگر صاحب کہاں رہیں گی صاحب یونیورسٹی
کے ملے، اُنمیں جیسے ملکا سترہ مل کر وہ پڑاپ کو ملے۔ ملدان یا پشاور کے نشان میں
کیہیں کے حاکم ہوتے ہیں۔ میں اپنی ہاتوانی کے سبب اُن کی ملاقات تو دیکھ کر نہیں گیا۔
انہا اسی گھسات پر لوگ رہیں، پندھرہ روپیے خاپرو ہاتے ہیں۔ زیادہ نیا جو
تک کی خوبی ہو تو یعنی ملکیت

نحوتہ کو ماں اپنے اقتدار

(۱۷۶)

سیر ذات کر پہنچتے جل جا رہا
ہر کجا ہست اخیالیہ سمت دارش

فراہم!

کئی بار جی چاہا کہ تم کو خط لکھوں ملؤ میر کے کہاں بیجوں؟ اب جو تھا ادا
خط آیا، مسلم ہوا کہ حضرت اپنی لکھنے میں رہنگ افرزوں ہیں خط نہ بیجوں تو انہیں کار
یکانے پر فرض کیا ہے کہ مجھ میں اصلاح کی مشقت کی طاقت نہیں رہی، صہدنا تھا را
کام پڑھنی کو پہنچتی ہے، اصلاح طلب نہیں ارباب شریعت پر کوئی کم درت
کہک آئیں شکر سکھا تا ہے؟ حب وہ جو ان ہو جاتا ہے تو خوب ہے احانت شر
شکار کیا کرتا ہے۔ یہ یہاں نہیں کہا کہ تم یہے اپنے کام کے دیکھنے سے کوہم رکھو۔
جو فضل، قیادہ لکھا کرو، ذمہ دوہا میں ایک لفڑ اُس کی ضرور بھی کو بھیجا کرو۔

ذابت

فریضی مفتخر

(۱۷۷)

من ذات

ہبیر خود جامون
تم خوش گوار نعمتوں مقرر ہو لیکن جس کو تم تھیقات کہتے ہو، وہ مخفی
توہات اور تھیقات ہیں۔ تیاس دھڑلتے ہو، وہ تیاس کہیں سطاق دالت ہتا
ہے، کہیں خلاف۔ عریٰ کہتا ہے:

روح را نامشتا فرستادی

یعنی روح کو تو نے بھوکا بھیجا۔ "اماشتا" اُس کو کہتے ہیں جس نے کچھ کھایا
ہو، ہندکی اُس کی: "نہاد منہ" تم لکھتے ہو:
کہ محب نامشتا فرستادی

یعنی نظر سے صبح جیسا کہ ہندکا میں شہر ہے : اُس نے باختہ بھی کیا ہے ؟
نہیں ؟ واقعہ کہا ہے :

نے تحریر قرض، زبردست آئشنا شدید
لغزیں کیم ساخت پرداز خوبیش را
یہ بھی ہندکی کل نار کہا ہے : "ہند کھڑی" اور "بھوگھڑی" ایک نہ رہا ایسے موئیں
پر طالع نکھلتے ہیں :

لغزیں کیم طائیں پرداز خوبیش را

تقلیل کہتا ہے :

سچا وحیب جاتے بخوبے تو زخول پاک بخود
ٹھٹھے ہر کھنڈ تپال بخدا و مگر ناکے بخود
یہاں "ایک نہ بخدا" کا محل ہے۔ ہند کی میں "کچھ نہیں" کی بجھ۔ زاک بخیں ہاتھ
تینا اور پھر صاحب نہ رہا ان تفاصیل کا کیا ذکر کرتے ہو، وہ تو پر نہت کو تینوں
حرکتوں سے لکھتا ہے، از بیز زبرد پیٹن ہر لغزہ منظہر نہیں رکھتا ہے۔ لکھتا ہے کہ
یہاں بھی آیا ہے اور یہاں بھی دیکھا ہے۔ جس لغت کو سمجھتے ہوں یہ سمجھے جو،
کامنہ فارسی سے بھی ہیاں کرے گا، جس لغزوں کو طالع ہٹلے سے لائے جاتے ہے
فرشت سے بھی خود لکھے گا، نہ لاءے لکھ کے حاذیہ دیکھو کہ وہ اُس کی کیا عقیق
کر سکتے ہیں۔ جویں "نہت" کے مشتقات میں سے ہرگز نہیں، "اماں" "رام" کے
مشتقات میں سے زیبار نہیں۔ تبی بخوبی کہا مختلف "بیبا" اور "اماں" کا تعلق الگ اندر
ہے، "تو" الگی اور اگر موئیں ہے تو "اماں" لغزاں نے ہند کی لغت کے اتنے سماں
کیا ہے :

وقت اُس آمد کے مینا را گب ہند کی سرگرد

لور اساتذہ کو اس کا التزام مٹھوڑ نہیں مل گیا کریں ہے گلہاڑیوں نے اُنہیں ایک
کھلیل ہوا اس کو کیوں کر رہے ہیں؟ مالی "گلہاڑی" کے قریب سائیں ملے بھجوہاں
ہے ایک شہر کا، وہ "لکھنؤ" بغیر اپنے تخلیط کے کیس گے۔ لیکن اس کا "چھاہنا"
کو پاپ بانتے ہیں۔ عرفی "بھجوہا" کو جگہ کوئی نہیں ہے:

آں باوکہ در چند گرائیں، بھر آیہ

راے شفیل، راے تخلیط، تشفید؛ یہ تینوں القابیں مٹادیں۔ صاحبِ بہر الـ
کا طبع اس لفظ کو فارسی بتاتا ہے اور انہوں ملیں اب ہند میں بھی اس کو مشترک
ہاتا ہے اپنے گورسوا اور خلق کو گراہ کرتا ہے:

ہر زندہ حشتاب دیپے جاوہ شنداں بہر

لے کہ ددر را و سخن جوں تو بھرا آمد و دفت

ایسا ہند میں صوالے حسرہ و بھیت کے کوئی مسلم ثبوت نہیں، میاں لمعیں کی بھی
کہیں کہیں شیک تکل جاتی ہے۔ فریڈگ لختے والوں کا مدار تھا اس پر ہے،
جن پانچ تریکے شیک سمجھا، وہ تکھ دیا۔ لفڑی، تسمیہ، دغروں کی تھیں جوئی فریڈگ ہو،
تو ہم اس کو اپنی۔ ہندیاں کو کبھیں کر مسلمانیت جانتیں۔ بھائے کا، بھی ہے زندہ
سحر آنکا کی طرح کام کرنے لگا، بنی اسرائیل اس کو خدا سمجھے۔ یہ بھرپور تھے
جانے والا دو باقی تھنوں: ایک تو یہ کہ "ارضنوں" کو ہمیں بخوبی میں نے سبھ
سے لکھا۔ دراصل "ارضنوں" بہ شعبی مفترج اور مختلف اکریاں "ارض" اور بدل
منہ "ارگن" ہے۔ دوسرا یہ کہ جب موسوی خال نے "ایولے" کو "ایولا"
لکھا تو اس لفظ کی صحت جما پکھتا مل نہیں۔

رام پور سے اپریل پہنچنے کا وہ پیسہ اور تعریت و تنبیہت کے خواہ جواب
اگر یہ آئندہ جو خدا چاہے!

نگات کاظمی

تیرنگ ۱۹۷۸ء

صاحب!

ترنے "تن تن" کو ذکر کیجیا کیا؟ میں نے اس باب میں کچھ لکھا: تھا، "تو تن اور تن" امورات یہی تاریخ کے۔ ہندو کا دھار کیا میں مفترک "تین" اور "امن" کے لئے کوئی مدلے نہ ہرگز نہیں کیا، خون سے نکلو۔ یہم کو سمجھا لاقیا کرو نہیں۔ "خلف" "بنی شخص" اور "امن" متعلق پر "لام" ہے مشتعلات یہی سے ایسی کو تصریح کرو۔ تاکہ وہ دایانِ اشتھانات قائم پر نہیں رہے۔

"امان" کے بخت شر قم نے لکھے ہیں، سب افہیں، ایسا کے اور مدد ملیجاء کی۔ موسیٰ خال نے ہے صبر خرضتو شر" الیا" لکھا ہے۔ تھتناں برق طیو "تمہری را ہے، فرقہ میں سو جگہ اٹا ہاتھ میں" "تمہلی" برسکوں اسے جو نہ لکھا جائے پس کیا اس لغت کی وہ صورتیں قرار پائیں؟ لا احبل نکلا تو ڈا! لذت دی ہی پر جرکت ہے ہوندی ہے۔

میں نے کسی قدر کام کو خول لیا، صائب کے شرگی عقیقت شروع و بسط سے لٹکی اتم نے ہرگز احتیاط کیا۔ صایبا، "کو اگدے لکھے، تیجیا" کو جدا کہکھے، بھلا میرے قول کو گلزار شتر سمجھئے جو، "مز" مصیبا، یا "سرماہ" برمدا تا طبع میں یا "ہمارا ہم" بھی ہم کو دکھارو دیں۔ داسکتھے کہ جب اسکے بعد "معیت" یا "حست" یا "روظا" آئیے تو تھا انکو حدث کر کے "وا دیلا" دفعہ لکھنے لگا۔ چاہیدہ اس دادیلا، لکھو، چاہیدہ، داریلا، لکھو، چاہو، افریمیں اسے بہر لکھو، جیسا کہ "واسیبیا" دھا ہوئے ابے ہرہ، "واسیبیا" اور یہی حال ہے "حضرت" و "درود" اسٹ و "دریں" مکار جواناں کے "سے ساتھ" "واسیبیا" یا "دریں" رہا۔ اسے کو حرف نہ اصر مند نہیں بلکہ "ہم شخص" اور "ہم" کو مقدمہ لکھو، تریک لکھنے

والاول سے اس تاریخ پر قدم اسی تاریخ پر ہے جو اپنا تیاس توڑا اکر اُس کی حقیقت نہ فرمی۔ کہیں اُن کا تیاس نظر، کہیں صحیح۔ سوانح میں یہ دو کمی ایسا کچھ نہ ہے کہ اس کا تیاس سو لفڑت میں تباہ و من جگہ صحیح ہے۔ جیسا نے تو صاف تکوڑ ریا لفڑا کہ موسمی خان کے شکر کا سند یہ ایسا کہ رہنے والے دو اسکر رات کے شر میں ”ایسا گواہ لفڑا“ کہ جدرا خوبصورت تھا اس نے پھر حصیں کہیں اکا کہیں پھیکا اور تمہنے بھجو کہا کہ
کہ عاتیت نے ”ایسا“ لفڑا۔

آخر میں سوچو

بجھت ۲۷ مالاباد نام

(۱۱۲)

لکھوے نہ روانہ نہیں کیا جان افریقا لفڑا کھل مان ا!

لفڑا اسکنڈا گابو اس سیپے خدا لا تھارے یاں بھینہ، تھارے نی تھرے سے معلوم ہے،
تفہ وہ سو جو اور جو کھنس رہے۔ میں تھرکی دار اور نظم کا صل ماٹھے بھیں آیا، بھیک
ماٹھے آیا بھی۔ مددی اپنی گروے نہیں کھانا، اسرکارے بھتی ہے۔ وقت
رخصت میر کی رحمت اور مشکل ہوت۔ لوگ صاحب انہے صورت اور حی
جسم اور یہ احتیب اخلاق آیت رحمت یہی اخڑا ذہنیت کے تحریکیں یہی جو شفیع
و فیض از ل سے جو کچھ لکھوا لائیے، اُنی کے پتے میں دیر نہیں گئے۔ ایک اکھ کی
ہزار روپیے سال نظرے کا مخصوص معاشر کرویا۔ ایک اکھ اور پر ساٹھی جڑک کا صاحب
معاشر کیا اور۔ سیس ہزار روپیے اخذ کیا۔ میشن فل کشور کی عرضی پیشی سوئی خوار
و فیض کا صن لیا اور داسٹے مخفی صاحب کے کچھ عجب ہے۔ تقریب شادی اسی تحریکیں ہوئیں
ہے۔ مقدار کچھ پر نہیں کھو۔

یہاں میختہ ناں صاحب پر تقریب تھی تو میشین و شہزاد جتن آئے

لے گیا، اس وقت تک نہیں آئے۔ جنگ کم دہبر سے شروع ہوئے وہیں کو خلعت ہے آنا مسموع۔

دوسرا نمبر ^{دوسری} وقت چاہت
نگات کا طلب نا تب

(۱۹۷۰)

لے حاصل!

کھلاجی کھانی، زان بہتے
کہڑے پھائے ٹھوک آئے

آئو جنہیں اہو مالی حال، دو سخنے کے ران غصب، بھی کی طرح اپنے ٹھر
پر نہ لے سکا، تمہارا خط بھائیو صد ڈاک سے بھر جا رام پور جیسا نہیں تھا،
جب سخنے کا فرستہ مل، بعد معاشر کے مرد آہاد بھی پیچ کر جا رہے گیا،
پانچ دن صد احمد کے ہل پڑا سما۔ انھوں نے بیمار و مرنی اور علم خواری بہت
کی۔

کیوں تک بس کرتے ہو؟ پہنچنے کو تھا بے پاس بہتے کیا جس کو
اٹھا کر پہنچ کوئی نہیں؛ تک بس سے قبیر کرتی مٹتی جلتے گی، بیز کھلے
چیزیں گز لانے ہوئے، سکنی و سبق، رنگ و آدم کو ہمار کر دو، جس طرح ہے، اُسی
حربت سے، بہر بھوت گزتے دو:

تاب لئے ہکیتے گی قات
و اقدحستے ہے اور جان غریب

جموںی سڑک

اس خود کی بیکھاب

نالہ

(۲۰)

مرزا لطف صاحب ।

پہلے سوچا را رو سرا فنڈ پیش کیا۔ تم سے پہنچہ کیا ہے، ایک فتوح ہوا منتظر ہوں، اُسکیلیں میں لے اپنے خیرتیں لم کو شرکیں کر سکتا ہے۔ زندگی فتوح کے آنے کا تربیب آگیلے ہے، اُنٹا نالہ خط میرا میں حصر قتوح جلد پہنچے گھا۔ بیٹھت جدید کتابات تھیں کیا داس، دُنگ مخفی کرنال ہاؤں کہ مجھ سے اُس سے ملاقات نظر ہوتی تھیں ہے، مخوشی جب بیٹھتا تھا، تو وہ اپنا کلام میرے پاس اصلاح کے دامت بھیجا تھا، بعد اپنے مرنسے کے، میں نے اُس کو لکھ کر بھجوا کر اب تم اپنا ہوم مخفی برگوپال لطف کے پاس لے گئے دیا کرو اب تم کو بھی لکھتا ہوں کہ تم میرے اس لکھنے کی اُنی کا طلاق نکلو۔

میں نہ ہوں، اور یہ کے لمبے بھولیے کو مردہ لکھا ہے، وہ بہترین ترکیب اصرار پر نظم لکھا ہے، ورنہ نہ ہوں اُسکی امروہ نہیں، بیجا بھی نہیں۔ ہلکا ہانانا تو ان مخلص اقرانِ دارِ کالوں کو بہرہ، قست کا لیے بہرہ، اڑیت سے بیزار، مرجعِ اکابر اور
نواب

(۲۱)

کا کوئی دلائل نہیں! کس ملودان نے، سببِ ذوقِ شعر اکابر کی سعدی خشکی لکھی، اگر می خسر سے بیزار نہ ہوں، تو میرا اندھا مجھ سے بیزار ہی نہ تو بڑی قبیلہ یونیشن بہ جانتی، وہ لیشی لکھا تھا۔ جیسے ایکی جنم تو بُرے خاوند کے ساتھ مزنا بھرا افیاد کر لیتے، میرا تھاں سماں تھا وہ معاملہ ہے۔

پیال!

۱۸۷

تھے اس تھا اس تو دیکھنے نے مارا۔ میں نے کب کہا تھا کہ تمہارا کلام
امچھا نہیں، میں نے کب کہا تھا کہ دنیا میں کوئی حقیقی فہم و تصور داند ہو سکا ہے؟
تلگرات یہ ہے کہ تم مخفی سکن کر رہے ہے جو اور میں مخفی مقامیں مستقر ہوں۔ یہ مل
سینا کے علم کو دل لغزی کے خرگوش اخراج اور سبے نامہ اور موسم جاتا ہوں۔
زیریں بسر کرنے کو پچھے مختصر ہی سی راحت رکارہے اور باقی حکمت اور حلقت
اصفانی اور ساحری سب خراحت ہے۔ ہندوؤں میں مگر کوئی اندازہ سچا تو کیا
اور مسلمانوں میں بذہ بنا تو کیا! دینا ایسی نام اور یہ نے تو کیا اور گنم نہ ہے تو کیا!
کچھ دہڑھاش ہوا اور کچھ صحت جمالی، بالی سب دیکھے اسے بار بجائی، جرجد
وہ بھی دہم ہے مگر میں ابھی اسکی پائی پر ہوں، شاید آگے بڑھ کر یہ پردہ بھی
آٹھ جائے اور وہ بھر بیعت اور صحت و راحت سے بھی اُندر چلاوں، نام ہے رہنی
میں گلپاؤں، جس سنتا ہے میں اسیں ہوں وہاں تمام عالم بکھر دلوں علم کو تائیں
ہر کسی اور حرب مطابقیں سوال کے دیے جاتا ہوں اور جس سے جو معاملہ ہے اُس
کو دیباںکا برت بڑھوں۔ لیکن سب کو دریم جاتا ہوں، یہ دھرم اپنی ہے اس طبقہ
بھتی نہیں ہے پیدا رہے۔ ہم تم دلوں اپنے خلصے نمازی ہیں، ماں کے سعدی و
حافظ کے بزرگ شہر رہیں گے، ان کو ثہرست سے کیا واصل ہواؤ کہ تم کو سچا کا،
تفہماتی اور اگر کے کچھ لکھ رکھوں؟ پھر تھارہے اس بھیتا ہوں۔

”غائبِ حق“ ہے سفرِ حق کا زیر، ”صحیح اور سلمان“ حائز۔ لیکن جس طرح ”الحمد“ میں
ملکہ دام کو دوہم کے قائم مقام تواریخ رہا ہے، ”اللہ اور“ ایسی ”میں انت“ مددگار کو
وہ صراحت کیا ہے کہ سمجھیں؟ قیاس سوہم نہیں آتا، آنذاجی سلف شرط رہے، جیسا اور

کسی نے "اللہ" میں دو الف تھیں ملتے تو ہم کیسی کرائیں؟
 "دو یم" بروڈائی سوچیں "خط" "دوم" ہے۔ بغیر تھا انہا المرض تھیں تھیں تھیں
 تو "ویع" پڑھیں گے، الچھیں گے۔ دو یم، دو یم، دو یم کا، دو یم کا، دو یم کا
 ہے۔ دو یم دوست ہے۔ خدا ہے۔ خدا تھا انہیں طلبی ہے۔ خدا ہے۔ خدا ہے۔ فان یہ کہ
 ہے طلبی تھب بھن۔ "دو یم" کا "وہی" ہو گیا۔ کھوسی کی تاریخ کو پڑے تاہل بھی
 دو اور تاریخ دفات کا درود وہ سوچو، کسی واسطے کر جب "اللہ" میں سے ایک
 الف لیا تو ایک مرد کم ہو جائے گا۔ فالرغم۔

مفتیہ روزنامہ میک دفتر وہ روزنامہ بعد طوانہ ترین اثرتی خدمت گشتنی
 ارتقا دے

صاحب ا

والحق سواب کا ذکر کتب میں ہیں، بھی ہے خدا عزیز کے ہیں بھی ہے۔
 تمہارے ہیں اچھا نہیں بندھا تھا، اس واسطے ہے۔ مولانا "قراپ" کون سا اعلیٰ
 غرب ہے جس کو ایک طرح ہے مجھے ہو، نماقانی کے کلام میں اور اساتھ کے
 کلام میں ہزار بیک آیا ہے۔ "قراپ" اور "سواب" دونوں الفاظ عربی میں
 بمعنی ہیں۔

۱۱۹۱

حضرت ا

اس قصیدے کی سنتی تعریف کر دیں گہرے، کیا آکیا شرف نکالے ہیں، میکن
 افسوس کہے بھل اور بے جا ہے۔ اس سادئ اور اس سادھوں کا ایسی بندھہ حال
 ہے کہ بیک مرتبے پر سیب کا یا بہن کا درخت اگ جاتے۔ خدا تم کو سعادت

رکھے۔ دکانی بے روشنی کے خریدار ہو۔

(۱۳۶)

منزِ الخلق!

کیا کہتا ہے! نہ پسپر کا پناہ نہ قاتل کا، مدارج شایستہ صد ہزار آفرین
اور مددخ سزا دا پر صد نظر پر۔

(۱۳۷)

سیاں!

سونا اس قیودت کا المدح شر کے لئے ایسا بیکار ہے جیسے کم
تم اپنے اپنے مالی ریخنے سے لگکر ہم تمرا دھون و حرم و احتیثت اور دین سے
لغہ نہیں اور وہ شخص اس ملن سے بیڑا ہے۔ ملاوہ اس کے وہ آتا ہیں کہاں
وہاں سے نکالنے ٹھیک، وہاں میں اپنے گھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب سے آئے
تین الیک ہار بیوی سے پاس نہیں آتے، نہیں اُن کے پاس گیا۔ یہ توگ اس لئے
کہن پڑیں کہ ان کا نام یہی، چہ جلتے آں کر کر حدیث یکھے۔ ایسے اخراجی:

لے دریا! نیست مددخ سزا دا پر صد

لے دریقا! نیست مشوخت سزا دا پر غول

قاتل

(۱۳۸)

دل بے وال افقار بیو و مسافر

در تغرا رسماں بیو و مسافر

بڑی بڑی کے آگے کے دلوں کو موتون اور بخوبیت کر دی گئے تو جادے نزدیک
ہوم سراسر بلینے ہو جائے گا۔

میری احباب! جو خواالت کر مجھ کو تم سے ہے، شاید بسب عبادت نہ
کرنے کے قیامت میں خدا سے جسی ذہنی اور بسب خلاف شرعاً کرنے
کے تجہیز سے بھی نہ ہوگی۔ مگر خدا کی طاقت ہے جو میرا حال ہے۔

مرگ ناگہو کا طالب غائب

۱۴۳

حضرت!

(اس فرزل میں "پروانہ" و "پیارا" و "بہت خاوند" تینی قافية اصل میں "فرزانہ" چول کند ہم قرار پا کر ایک لغت جملہ کا ان شخصی ہو گیا ہے، اُس کو سکھاتا تھی اصلی
سمجھ لیجئے۔ باقی "خلافات" و "مستانہ" و "مردانہ" و "ترکانہ" و "ولیمات" و "لکرانہ"
سب نام المزدہ شخصیں۔ ایطا اور ایطا بھی لیجئے۔ بھئے بہت تھببے کے شخصیں
توافق میں ایطا کو حال تم کو سمجھ کر چکا ہوں اور پھر تم نے فرزل بننی انسیں قوانی
پر رکھی۔ "کاشاد" و "شاد" و "اخاد" و "جاہاد" و "فرزانہ" یہ قافية کیوں تک
کیے؟ یاد رہے کہ ساری فرزل میں "مردانہ" یا "مستانہ" یا اس کے تلفظ میں سے
ایک جگہ آتے اور سرگی بہت میں رہنہا رہ آتے۔ یہ فرزل نظری ہو گئی اور فرزل
نکو کر سمجھو کر اصلاح رکھا جائے۔

عنود کا طالب غائب



نواب علاء الدین احمد خاں علائی

(۱)

من اپنی کو دھا پہنچے۔ سماں کی گئی تھی جب خود کے کریمیتی تھیں اور پیریت
کی تھی ملکیت کی کھایا۔ ملکیت کے چڑھتی خوشاب طبیب سے رجھت کی جب اُسی
کے لئے سخن بھری کی تو خواہی نہ خواہی احتشام امیر کنایہ احمد شادیدیوں نہ ملکیت کی سادھیتی تھیں اور اُسی
ملکیت کی اپنے خصل و کرم سے شناختی تھی۔

قطعہ

بُكَ نَعْلَمْ حَارِيْدِ بَهْ آج	بِرْ سُلْطُونْ الْخَلِيلِ كَا
غَرْ سَهْ بَالَادِ مِنْ نَكْلَتِيْهِ	رَسْرَه بَرْتَه بَهْ آبِ الْمَانِ كَا
بُوكَ بُجَرْ كُوكِلِيْهِ وَهَتَّلِيْهِ	غُرِنَه بَهْ بَنْوَه زَنْدَالِ كَا
نَشَرْ خَولِيْهِ كَهْ فَنَكَهْ غَاكَ	شَهْرَه بَلِيْهِ كَهْ فَنَكَهْ غَاكَ
آدَمِيِّ وَالِّيْهِ نَجَاسَكِيْهِ بَكَ	كَوَنِيِّ وَالِّيْهِ نَجَاسَكِيْهِ بَكَ
دَهْيِيِّ سَدَّا تَنِ وَدَلِ وَجَانِ كَا	سَكِيِّ سَدَّا كَهْ مَلِيْهِ سَهْرَكِيَا

جوہ جل کر کے سکتے
سوسنی داشت پھر پھلیں ہاں
گاہ رکر کہا سکے ہاں
اس طریع کے حال بخوبی
کیا بٹھولے داشت بھرالا ہاں

(۱۶)

آئندہ کے دن، وحاظات کو پھر دلچسپی، جس وقت کہ میں کھا آکھا کہا، اب
آپ خداوند کا ہر بڑہ تحفہ اور شہاب الدین خالی کا خط معاشریاً مخصوص رہوں کا
ایک داد کیا مخصوصی، ان رہنمی کا سب طریع کے رعنی و مذکوب فرمائیں؛ ایک
دائیٰ جو سوزہ بھی نہ رکھا، سخنانِ نشانہ میں نے اُس کی صفت کی بھیں رکھیں یا لذات
کی تاریخِ سخایا اب رحلت کی تاریخِ شخصی پر نکار پہ صورت کو حیرت کئے اور نعم الدین علی
کرے۔

حال اُس کو سب جانتے ہیں کہ میں مادہ مار بیٹھنے لگائے ہیں وابستہوں اُنہوں کے
حاوے دیے ہے، اللهم کرو یا اہل اور جو مادہ اپنی طبیعت سے پیدا کرنا ہوں، وہ بستری
ہو اکر رہے، چنانچہ اپنے سماں کی رحلت کا مامنہ درجہ دینا نہ تھا۔ پھر اُسی میں مشتملہ
کے حد تک لے، تمام دوسرے اسی تکریب میں ہے کہ اُس کے مارہ زخمیں، تھا رہے لکھاے
ہوئے دو لفڑلوں کو تاکہی کی اگر کسی طریق سات (اُس پر پڑھاں) باہم ایک تھیہ مدت
ہوا اسی تھا کہ تباہی سے، یعنی اگر قاتم نے کہا ہے، پانچ شوہر اسیں شعر نہ کر رہا تو
مدد، لیکن اسی تباہی میں اک تو قبیلہ اچھا ہے یا بُنایے۔ اسی ارتاق قوایت ہے تاں
کہ میں آتا ہے اور شاید صحیح مزار پر کھدوں لئے کہ کافی نہ ہے۔

قطعہ

درگیری مگر دھوپی ہم سے شکمِ رانگ
بیتی کے شود ایک بہار کا بھل از ما

ناچار تجھیم خب دیندا کہ ایسا سیل
 پاسند کے بعد کالبہ آپ دھن الاما
 لفڑ کے تکہاد دل از کشکش فرم
 خود کرہ برا توہن فلم عبال غسل الاما
 بھجنی سندو از مشتعل صونڈ فلم بھر شی
 بھول ٹھیں ورد ورد پسر متصل انہا
 فلم دیہ "لسمی" پہنے تاریخ وفات شر
 بخوشی کے درد دلائی پسروخت الاما
 "ما" کے صد آنہ، "دل" کے صد آنہ، ما۔ میں سے "دل" "گیا" آنا میں نہ ہے
 نہ، باقی رہے سات آدھ داعی پسروخت الاما۔ ۱۹۴۰ء میں آئے۔
 پڑھ ایسی مقصودی
 ۱۹۴۰ء میں رکھتے

(پہلی)

نکیں منتکم و تو باڑ سہبار
 د قولن مرا زجا بہدار
 مان لسمی از من چھ می خواہی
 رحمت خویشی یہ کی خواہی

خوشی بھریں تم میں مشترک ہے تمہے مجھے تجھیت دی، تو جا رک، اور میں نے تھیں
 تجھیت کی تو مناسب، بھٹا لغڑ، بھٹا لگڑ، سحالن پیچ تو یوں ہے کمال و فضل میں یہیے پاک
 تھیں تھیں اگر جیک سمجھوں تو کہا رہا تھا، اٹھا تھیں سکتا، تو اگر جیک جائے کمل،
 یا مقصود تھا رسیں الدناء، سے اور تھوڑی جدہ ماجدہ ہو تو جا رک، فلم عالی مغلوب

کو پہنچا ہے۔ خلاصہ کہ میری بیانی اور سچھنے کو کریں تھا انکے قوم کے بیانی کیسے نہیں
اب اس بوجھ کا تحمل پڑھیں سکتا۔ انھوں نے سبھی جو شروان و گول کے بوابوں جنہیں
اس خواہیں کو قبول کیا۔ میرا قصہ میا صحت کا ہے۔ پس اگر محل ہے تو تو اپنے عرض میں
ڈال کر دے جو۔ جیسا کہ میرا کہا رہا تھا، جیسا کہ دل اکٹھا پہنچا،

تاریخیں خود سست کر دے جائیں۔

دوشنبہ ۲۳ فریج ۱۴۰۷ھ

سلطانیہ ۲۳ اگست ۱۹۸۴ء

فاتح

(۲۴)

سماں اللہ ہزار برس کا کب نہ پایا کہیں اور خدا نکنا اور سچھنے تو سارے خوفیں مکی۔
مجھ سے کتاب مستعار مالکت ہے جو یاد کرو کہ تم کو کوئی جیکا ہوں اکر، رہا تیر کو رہا اور کام فیض کے
سماں کوں کتاب پیسوں پاس رہیں۔ ازکی جملہ "بہترین فاطح" تم کو دے جیکا ہوں۔ رہا تیر
میرا ایک دھرنی جا ہے۔ اخبار تونہ مالکت ہے کہ کمال سے لاول؛ داشتنا خوار ہے مجھ
کو وہ تھوڑی جو دیکھ سکتا کہ کوئی کوئی منفی کام جاناتا تھا۔ بھٹی کرتا تھا، مفت پا تھا۔
مفت موتوں تھیں تو سوک۔ نہ غریل، نہ سمع، ہرzel وہ تو میرا آئیں ہیں۔ سچھ کوئی کی تکلیف
بڑھے پہلوں کے سے بچتے گو۔ جیسا ہواں اکثر طرف دیکھتے ہے۔ شد آجیتہ بڑا
اصلاح پا جاتے ہیں، یاد رکھنا اور مطابق ادائیں کہیں۔ اخبار مدد بھیجتے گو۔ لہوت پا جاتا ہے
اور سچھنا اخبار اسی قوت اس پر ہے کہ تم سیال آؤ، کھوٹا، اپنے والوں ماجھ کے ماتحت پھیلتا
اوہ نیکو کو دیکھ جاتے۔ اندھوں کو دیوال رہم پر، سڑاکوں اور رہداری اور سیہنے
بڑا، ایک نہ سوتھا دیاں ہیں۔ پیشے ملستے گا:

تم جاؤ تم کو حیرت سے جو رسم و رواہ ہو
تھی کو جیکے تھی، رہو تو کہاں گما، پر
مرقد نہ دندھے۔

صاحبہ

سینی و اسلام کے بھی بے کم و بہت جاتی ہے۔ لور میڈیا سیال کی مشتمل
ہے ایک پڑا نے حقوق چار سو دو ہے دیتے ہاتھ ہے اور تا کی روپیے گیا ہے آٹھ
بھی ہے۔ پڑا ہے جو اپنے اسلام کے حکم جانی کر پس دار میں ایک مخصوص ہے اور اپنے اکریں
ماہ بندہ اپنی تقسیم کے جماعت کے۔

تینوں پارہ پر کے طبقہ کوئی حسن خل کی خوبی ہے وہ اپنے اب وہ خوبی غلامانہ عقول
کے عقل سے کی خوبی اسی بھوئے کیا کہ خوبی خانی کرو۔ اب بھی کھڑپی کی کہیں وہ خوبی خانی
قریب ہے اگر اسی سلسلے کے ایک مول مراہ را ایک وہان خانہ ہو، سیل۔ ناجاہدہ چالا کر لے دوں
یعنی ایک مکان کے ساتھ اسی میں جا رہوں، دھولا افسوس کی چوری کے سوپنے بے حسن نوازی کی۔
کوئی اولیٰ خوبی کوئی بھی کوئی بھی کوئی۔ جو چند دو رہائیتی طریقے درستی کر سکیں اس سے تربہ ہے
مکرمہ بہت اور سمجھنا ہے۔ کل یا پر جعل وہاں جا رہوں ہو۔ ایک پاؤں زیستی ہے ایک پاؤں
رہب ہے۔ اُنکے کا وہ حال گھوٹ کریں گھوٹتے۔

کل شنبہ احتالہ رکن انجو کی اور صافت ہے ایک کی پیران جو یہ سماں خط پہنچا۔ وہ
گھری کے بعد میں اگر اسیں امریں خل صاحب نے پکن کوئی میں نہیں اسیں اخراجیں کیا۔
اُن سے ادا و اجر کا نامہ اسی سے ادا کیا۔ اسی سے اسی میں اسی تشریفیت کے میں نے اس کو وہ بلو افسوس وہیلا
دل کر لیا۔ میں میں خالی ہیں آپا، اس سے سمجھیں میں نے تھوڑی پوچھا کہ وہ کیوں
نہیں آئے؟ سمجھا تھا صاحب بس کہ جب تک بیان آیا تو کوئی وہاں بھی تو نہیں اس کے
اُن سے علاوہ وہ بیٹھنے کے کو بہت پاپتے ہیں۔ میں نے کہا اُنکی جتنا تم اُس کو
پاپتے تھے بنتے تھے۔ غرض اکر میں نے ہے تھا ہرگز کو تم سے اچھا پایا۔ تھے تم لوگوں

کے دل کا مالکِ الحدیث ہے۔

رئیس و ربانی امانتیں شہبزین القبر والنصر

براق نامہ

۱۸۷۶ء

۱۹ دسمبر ۱۸۷۶ء

۴۶۰

مولانا نسیمی کو جل خطا ہوتے ہوں جیسے سے اصلاح و اخلاق ہوتے چلا آئتی
اگر تیر خلیل اول ہے تو خلیل ثانی ہے۔ اُس کو عمر ۷۵ تھم پر تقدیم یہی ان ہے جائشیں دھنیں
مگر آپ اول ہے اس کا بیکاری ہے۔ شیر اپنے بھجن کو شکار کا گوشہ کھلاتا ہے طریقہ
تیڈ اگھن سکھتا ہے جب دو جو ان بوجاتے ہیں۔ آپ شکر کر کھاتے ہیں۔ توں تقدیم
خون، مسی طبع خدا وادی سکھتے ہوں۔ دلوں میں خلکیں بیکاریں دھنیں ہوں۔ دکانیں دو
کر مہو ویر غلبہ نہیں دل مردہ کو تکلیف دو؛ عالم الدین جمال تیری جان کی قسم میں نے پہلے
ہوا احمد ناریکی نظر کروایا تھا اور وہ لڑاکہ جیسا۔ بھجو کو اس دیہمے تحریر ہے کہ تیری خواستہ
ظاہر کی تاثیر نہیں۔ میلاد مدعی جیتا نہیں۔ تصریح الدین حیدر اور احمد علی مٹاہ آپ کی تجھیہ
میں چلی دیتے۔ واحدہ مٹاہ تھیں تھیں میں میں کے تحمل ہے۔ بھجو سمجھل سکے۔ میں کی حد تھیں
ویسیں تھیں کیے گئے۔ وہ حدم سے کھینچ رہے ہیں جو اخ صاحب دو ماں اندھی میں نہ
تاریخیں دلوں کھوں گوں دیاں تیر کیں رُخون ہوں گوں۔ حق تعالیٰ کم کو اور تھوڑیں دو اور کافی
رکھے تو بھجو دلوں دل اقبال عطا اگر ہے۔

سنوار اسحاق بیرون چڑھن کا ایک قادھہ ہے کہ اس کو دل پڑا ہر سوچ کر
رکھتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ جوان ہے۔ پیکن پوچھ کر کہتے ہیں۔ جمال تھماری قوم کا ہے۔ فرم
شروع کیا کر کہتا ہے کہ آپ تھوڑے ہے کہ اُس کی عزت اور نام آوری تجدید کے نزدیک
ثابت اور مستحق ہے اور تم صاحب بھی جلتے ہو۔ مگر جب تک اُس سے تعلق اور تکرہ

اور اس سخنے کو گرام و دلیل نہ کچھ لام کر سکتی دیتے ہو۔ پھر اس برس سے دلیلیں رہتا
ہوں، ہرگز احتساب و جماعت سے آتے رہتے ہیں۔ بہت لوگ ایسے ہیں کہ محو نہیں ملکے،
بہت لوگ ایسے ہیں کہ محو سا انہوں نام نکار رہتے رہیں۔ حکام کے خطوط و کرسی اور اشیاء
بہل لگکر کوہ دامت کے آئندے ہوئے صرف شہر کا نام اور میرا نام یہ سب مراتب تم جانتے
ہو، اس ان خطوط کو تم دیکھ کر بچے ہو اور پھر مجھ سے پوچھتے ہو تو اپنا سکن ہتا۔ اگر میں
تمارے نزدیک اسی شب، دسمبر کی ایک حرثہ کی سے بھی نہیں ہوں گے جب تک مولا اور
تحانہ نہ کھا جائے، ہرگز اسے میرا قیادہ پانے۔ آپ صرف دلیل نہ کچھ کر میرا نام نکال دیا کریں۔

سید علی بن ابی طالب

1

1075

شخص تھا راست پاکیزہ اور بیرونی ہے۔ پس من کو تم خداوند اس کو مدد نہیں کروں
تھا راست پاکیزہ اور بیرونی ہے۔ لہذا ان کے ساتھ گیرم نارکا سے جمل دو۔ تھیں کو تم تھیم
سرحد میں اخوند تھوڑے دوسراں دل سے عورت کر دو۔ رہوں ایک اچھا تخلص ہے، اور پھر وہ اس
کی تخلیق کو جو درجہ ہے۔ شیخوں ایک اچھا تخلص ہے۔ ستون اُس کی تحریت ہے۔ تھا راست
واستطہ مناسبت احمد کو الیٰ تھکھن خوب تھا۔ مگر اس تخلص کا ایک دوسری تحریت ہے۔ اسی پر
چالا ہے۔ اُن "آئیں" سائیں "ہو تو تخلص بھی" پچھے ہیں۔ ہونا اپنی کی پیریوں کی کردہ "مردنا" "وافی"
کہا جائے۔ اگر کہتے کہ اس تحریتے نظر "آئیں" پیشہ اپنے اپنے اس نام "آئیں" میں جاؤ۔ آئیں کی
ایک بھائی بھائی۔ اب حقیقتی واجہی ستر "شیخوں" تھکھن "ٹھاکری" برلنیتی ٹھوڑی اور نیزی کی اچھا
ہے۔ اگر جتنا ہی مظلوم ہے تو "آئیں" سائیں "رہوں" "شیخوں" یہ چار تخلص رہا۔ اُنہیں مرد نہیں
عین وفا کا سب اپنے ہیں۔ اسی ایک تخلص قرار دو۔ ایک تحریک سب سے ستر کو راست

و استھنام نہیٰ تخلص ہے کہو گے کہ آنونیم کے لیٹریت ہیں ایک ہم زمانہ "فری" پڑھائیں کلام دوہنی کی طور پر جو تخلص میرے خالی ہیں آئے، و آج تک بصیراتیں "سہول" سوچ دلخواہ نیا ہے اگر یہ پسند آئے تو پر رکھو۔ والدعا۔

مکاتب اسلام

سید علی بن ابی طالب

3

سیاست و اقتصاد

اس کے فیض دھلی مدد نکال کر لکھا ہے اور فریگ نہات وس اپنے "تمہارے پاس ہے ایس
چاہتا تھا کہ اس کی نقل تم سے سن کاول۔ تمہارے وس اپنے تمہی سے مٹی ہوئی بھی خود مدد نہ کس کی
تم کے نام پر ہے پاس نہیں ہے۔ جو یہیں کہتے کہ اگر وس اپنے فریگ کی خواہش کیوں
ہے؟ حقیقیوں ہے کہ بعض نہات کے افراد یا افراد اسی طبقے فریگ کی خواہش ہے۔ اگر
اس فریگ کی خواہش کے قابل نہیں پہاڑی کرو گے۔ وس اپنے یہو ہے پاس ہوئی اور اسی وجہ
مطہر کے ساتھ اس کا سبب اپنے سمجھ دیتا۔ مل مصاحب، اگر وس اپنے حقیقی اور میں سمجھ دیتا تو
اللہ جمال مصاحب کا شکر ہوتا، وہی وہ نیا گھاٹ کی محلہ ماجد ہوتا۔ اپنے اسکے ساتھ
کیوں مزرب ہو گیا، جھاتی وہ مذہب اختیار کیا چاہتے ہیں اور تم اسی مذہب کو حق ہانتے
ہو کر میں جو واسطہ اس کے اعلان و تشویع کا ہوتا تو عنده اللہ جو گور استحقاق اجر طے کے کام پیدا ہتا۔
اختیار کا سمجھا جائے اور اسکے شعر حافظہ کا ہوتا اور اسکے شعر مدد اور نعم کا سماں ۱۷

39

نیو لیت - نیو لیت نیوز ارمنی لیک شیخ مالا شیر

کافر تون سند ناچار میلیان شو

مکالمہ میں اپنے بھائی کو سمجھا جائے گا۔

گزارش مختصر حقیقت این اتفاقات

مذہب مانشیں ز مذہب نہ ہے اسی است
مانشیان را مذہب و حلقت خداست
یادت کو خوب سینہ بڑھاتے مجھ کو سختم گلیا ہے ہمارے پیارے بھائیوں کے اپر جنگ
چکا ہے۔

یقین ہے کہ تھاں کی چند ملبوپتیں ایکجا بھوارہ پہنکے کے بعد لٹکو ہوئے ہیں ان کی آج
کی شانگی کی خبر نہیں۔ یہ لٹکے سیماں میں ہے۔ ایرکا بھی بھوٹ ہونا اور جہاں پر جہاں کی خاصیں
کی آسامیش کے واسطے ہے۔ یہ لٹکر سیوا ہے اور جیسا ہے ایسا خلط کیوں رہا ہے۔ مجھیں
بیک اپر سے نکل

بھجنی مدد گی بیک! لعلہ کی سایاں دعا نہ ہر لگتے ہو۔

حیرت اکی دسمیں۔

کیا آج دیوانیں گئیں؟

آج نہود جانیں گے، تی میلان ہجہ کہا ہے۔

مرکوز شنبہ یکم جمعہ دلت گئی ہے بچے سات کے محل میں سائیف

(۴)

جلو نا لائب!

یاد آئے کہ تھاں کم نامدعاں میں میں اسی دلت کے لفڑی ساتھی میں سائیف دلی ہے
اگر ہم تو کوئی دلم بھیجیں دیتے، طیرا

اکچھے مادر کاں دلکرم، اکٹھے دلکار نیجت

تم فریڈی جو اس نہال کے کر جیسے میری آنکھوں کے سامنے فتوڑ گناہ پالنے ہے اور میں
پھر خواہ وسایہ نہیں اس نہال کا سارا بھلے کیوں تک تم مجھ کو خریز نہ ہو گئے۔ دیکھ دیجے
وہ دینا کی رو سوتیں، تمہاری میں آؤ یا میں ٹوپڑوں آؤں۔ تم جھوڑ میں مفتھ۔ خود

کہتا ہے کہ سیرا خدا نے ہمارے مکان نہ ہے، جیسا کہ دیگر میں گونج ہوں اور ما جاؤ کیا ہے۔
سے مالہ روئیدا: ایک والدین بھائی اور ایک عالم بھائی دیگن۔ حاکم الٰہ روزانی والدین اور
ایک ہے جو خود فرماتا ہے ہبہ اللہُ الْعَلِیُّ وَبِحُدْوَهِ رَأَپُ جواہر تالیفہ اللہُ عَزَّوجَلَّ
ہر چیز نامہ عامہ ہے کہ عالم آپ دل کے مجرم عالم اور اخ سنگ مزا پتہ ہیں لیکن
یوں گونج ہوا ہے کہ عالم اور اخ کے ٹھیکار کرو دیا میں سمجھ کر ستر رکھتے ہیں۔ چنانچہ یہاں کوئی
رجیب نظر نہیں ملے بلکہ ان کے دل اپنے یہاں بھیجا گئی۔ جو برسی عادت میں رہا۔
وہ بھیج پڑا کہ کوئی میرے دل سے طیب ہمیں دقام میں صادر ہوا۔ ایک بیڑا کا میرے یہاں میں
ڈال دیا گیا۔ اسی شہر کو زندگی مقرر کیا اور مجھے اس زندگی میں لال دلیل ٹھہر نظر پڑا تو
شقت کھلما۔ برسلا کے بعد میں جعلی خلصے سے بجا ہوئیں جس مدار شرقی میں ہوتا
رہا۔ پہاڑیں اور بیوی کی طبقے سے پکڑا اے اے بھراؤ! مس میں بھاڑا۔ جب دیکھا کہ ہے
قید کی گئی ہے، تو سچکڑا ایں اور بڑھا رہا۔ یہاں بیڑا سے نکلا رہا تھا جگنوں سے
زخم دار، شقت مقرر کیا اور بیٹھا ہو گئی، مانست پیٹھ تکم رائل جو گئی۔ بے جای ہوں، صالی
گذشت بیڑا میں کوئی ایسی چیز نہیں میں پھوڑتے دو فول جگنوں کے بھاڑا۔ بیڑا سر اپنے رجھے
چوارم پر رہنے پا کچھ دن کم دو سو ہفتہ میں سر اپنے رجھے کہ بھر کیا اگرا۔ اب ہدید کی کہ بھر جو جاں گئی
بھاڑوں کی بھاڑتکی طاقت بھی تو نہ ہے۔ تھکنے سالی دیکھیے کہ صادر ہے۔ کیکھیت
سالہتیں ہے کہ اسی ماہ کی ایک روزتھی میں بھوٹ جاؤں۔ بھر تھیں بھاڑی کے تو
آئی سوائے اپنے ٹھر کے دو کھیڑی نہیں ہیں۔ کیا کہا بعد نہات سیدھا عالم اور اخ کو جیسا
بیاویں گھوڑا:

فریخ آمر وزگ از ظاہر زندگی بردم
سوے شہر خدا از یا ولادتی دیوالہ ہلکم

کھانے بیرون مفرزل کے صفات خرگانی ہوتے ہیں۔ ورنار سی خرگی دوائیوں خرگیں اپنے

ماننے کی تھوڑی میں سے سمجھتا ہوں جمال صاحب کی نند
غزل

ادھم جمال نقاب تاکے
 ایں گئے دریں خراب تاکے
 ایں گھر پر فروٹ، یا سب
 آکرہ خاک و آب تاکے
 ایں راہری مالک جس
 دامائے خورد و خواب تاکے
 بیٹا لیں برقا جز دستے نیست
 ماہ میں ہبہ احتراں تاکے
 جانی وہ طلب نہیں تاچند
 دل وہ تعجب خراب تاکے
 پرستی نو قبے خراب ہایں
 غم ہے مرا حباب تاکے
 نالب ہیچی کن کش اندر
 وہ حضرت بورتابے تاکے

روشن کر گردشی بختم ٹھوہرہ سے تو زند
 بختم سو سو ٹک ورو سے گن ہوتے تو زند
 آنچہ شب شمع گلائ کر دی ورنچی بتاب
 نشم پردا کے ہر خسے تو بور

ہے غوب صانع اگر خلیل دہانت نہیں کر
کوئی خدا زیر تیار نہیں بیکوئے تو بود
ہے سخت باز مہاولتیں جس رسوائی دل
کا خراز پر دلپ لام فکر محسے تو بود
مردان و جانی پڑنے سے شہزادت داری
بزم نیا اندیشہ آنندیا پاندھے تو بود
دوست دارم اگر ہے را کہ نکام نہ اند
کا یہا جہالت کر پیوست درا بر سه تو بود
ناہ دھن دیداں طرف منزہ شیش پیس ہرگی
تاچا دلی قاتب ہو کارہ سے تو بود

جے بس کہ سر اک ان کے اشادھیں نہ اندھر
گرے ہیں محبت تو گرتا ہے گل اور
وگل کہبے گر شیبہ جہاں تاب کا دھوا
ہر بند رکھا آہل ہیں اک داشت پنکھا اور
ہے خون جل جوش ہیں دل کھول کے دنا
ہجتے جو کنگ دیدہ خون تاب فشاں اور
پارب اندھہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں مجھیں ہیں
وست اور دل ائی کو جو نہ سمجھ کو زبال اور
تم شہر میں ہو تو ہمیں کی خلیج سب سخیں گے
لے آئیں سمجھی زانہ سے جا گردل و جان اور

مرتا پھل اس آواز پر ہر چند سر اڑ جلت
 جلد کو لگن وہ کہے جب ایسا کہاں اور
 ہیں اور کبھی دُنپا میں سکنی وہ بہت اچھے
 کہے ہیں کہ خاتب کا ہے اندازِ حالیہ اور

اُس بزم میں مجھے نہیں جتنی حیا کیے
 بیٹھا رہا اگرچہ امثار سے جما کیے
 صد کی ہے اور باتِ امور خوبی جس
 شہولہ سے اُس نے سینکڑوں ایجاد کیے
 صحت میں بیڑی کی دلپڑیاں ہوں گیں یہ تو
 دیکھنے رکھنے ہے جو سے بغیر اعتماد کیے
 رکھنا پھر انہوں نے خود و سعادوں کی دلیلے
 صحتِ بھولی ہے دعوتِ آب و چوکی کیے
 کسی موزعِ تائیں نہ تراستا کیے صد
 گیس دل جمارے سرچ نہ آئے چلا کیے
 ناقبِ تھوڑی کہو اک بندے کا جواب کیا
 ساڑا کہ تم کہا کیے اور وہ مشنا کیے

مذکور ۱۹۷۶ء
 جون ۱۹۷۶ء

عکانی مولانا

اس وقت تھا راغب پہنچا۔ وہ سر پہنچا اور گرد بیٹھا۔ وادی کیا کہنا ہے اسی پر
کے ملائے کو گاؤں لے لیا۔ اس بیوی کے طبق مگر نیوں اور بچوں کو گھول دیا۔
وہ عطا تاریخ وہ پیغمبر نبوی کے سفر کا منہ در حرام گیوں ہو؛ رہنمی کی طرف سے چل دیا
ویصل گھر کشی ہیں جیسیں چل۔ جس طریقہ امراء اس طبق خدا کے وہ سماں ملک کیونی
ہیں۔ اسی طریقہ اس سرگرد سے نیر کے دستے ملئے ہے۔ اسی نظر سے دھانے خیز اور جو
تے صلاح نظم ملکوب ہے۔ جاہل دل رہ جل اپنے جوں اکبر آباد اپنے جوں لاہور اپنے جوں بیلور
ایک لکڑی کی پرتوں کے دستے کرائے کروں پکڑوں کے ہندوں میں تو ہمیں ہمیں طراب
جھوٹ اٹھ کر بچکے کے دل۔ چار کھلا کھلا جال۔ تو بھال پھٹوں دی ساتھ دل اپنے جل
دال۔ ام پر سے جو نثار آیا اکرے کا ملاؤں کا جانب اولار و سجوں اکرے ہے۔ جانوں جو ٹکنے
شراب کل سکتے ہے کہاں کہہ پہنچ سکتے ہیں۔ حادثت کہاں سے دلوں؟ دل کھٹے کو۔ پاہر کے
دلوں میں سے محلِ محلی کر دہ بہت قریب سنا جب جانے جوں قبضہ دستاں اندری بھر جی
وں نہتر کا ہے اور کہیں حال دیوان مانے ہیں اگر ہتا ہے۔ ولیا رام پر سے بھی آ مرشدزادے
کی شانداری ٹاپ سقا۔ بھی سکیں کیں جس سعدِ مفضل ہوں، تھا را قبل تھا راست جوں کو
صلاح اپنائے۔ اس سے پڑھ کر مجھ سے خدمت نہ چاہو۔

جواب کے در تھام سے دیکھ کر جیا جوت جا تھا ہے یہ کی کہاں، مغرب، قوس کا آنحضرت
یعنی زبرد سبزیں تھیں تو کہاں جا، کہ مٹی اور ہرگز کی ٹلی گور کیا تھی، جتنا یہ شاہ پاہ، جاتا کہہ گئے
کہ ام پر کیا نہ رکیسے ہو جانے گئے کہا دے، جس سے جھٹے۔ بھال اخنطا دادا خصل دننازہ نہ
تم بھال آئتے جو نہ بھر جی دیاں آئتے نہیں۔ جس اگر زبرد سبزیں میرا اخیر گھر جیل ایسا بھر
اسے دانتے زبرد کی دیوار دیگر ریچے

من ایک الہ علی

جس کو نہ سخن چکو نہ لگ جیا اگر پڑھتے ہیں اُبزد مہنا اور سیکھ کو پڑھ دے
 پستھر و رہات و آندر میں بشرط حجت قصہ و نکھا ہے چند درق پوچھ دیں
 نہ از دار دیکھا تو تم اخبار کا تسبیح کھوار کر رہے اور بسیار میں ہم ہوئے نہ
 تاک کب کو دیکھ نہیں کسے تو حکمات کو جمع کر دی اور تم پیر طوفانی کو پوچھ
 اور اپنی والد ماجد کو سمجھ جو پہاڑ کی چہار کر بیٹھا تو کہ منت کے دل کا کوئی پیغام
 کھنپ پہ جائیگی۔ سلطنت پر جو دبین ہیں قہار اسخط کر کر جو آج اس وقت دیکھ
 سکھ میں خدا ہے خیر از دشمن ۱۷۳۰ میمع الدال ۱۷۳۱ صفا بیگ پہ شترست ۱۷۳۲

گلستان

三

اُن بھتی ہے کچل کر اُن جیا اگر پڑال؟ بھیجا فریاد بھیجا اور پچھے سر ہو، رہو، کسی

یہ چند ورنیں بھائیوں میں سے اُنہوں نے اپنی اور دو اخبارات کا تباہ سے ملکہ ایران کے خلاف
میرے پاس پڑا۔ یہ ہمہ ملکہ ایران کو مدد نہیں کر رہے تھے اس کے علاوہ اُنہوں نے اپنے قوم کو بھیج دیا۔ اور
تم پیریں طرف ہے میرے سماں اور اپنے والدہ میں کرو۔ جب اسٹاگر دریچاگری میں ڈالنے
کا دل ملی کوئا شمار لکھنی ہو جائی گے۔ یہ سلوک اپنے اپنے معاشرے اُنکے لئے بُر جاؤ۔
اک وقت تباہ ہے میں نہ ہمایہ۔

قسم نقد و انتقاد - ۲۳ نویسنده اول میراث

卷之三

6

1576

کیا کہتے ہو، کیا مللتے ہو، ہوا مسئلہ ہو جگہ بدل اٹھتا ہے، خصل بھی بھی
انہیں بہت پیدا ہجگیا۔ آئیں جانشی بھی سے انہیں بچتا، خرت بیتا۔ سمجھ سبادہ کا یہاں پتا
نہیں رہتا، وہ کبی غریب نہ رکھتا۔ اس سے بلکہ کریب کے سجاں نے خطا پایا۔ اسے تویر جان
پہنچ گئے۔ آخر انہوں میں ملکاں کو صورتی تیرہ بھائیں کو کہیں دیتیں۔ پھر عزیب، اوس کے
آنے والے کا بکری ذکر رکھا اور آنے والے سے کہا فرض،

لئے تحریک دے جائے اور اپنی مدد

سراج الدین سعید بخاری

اسے جو ایک دوسرے عالم کا دن بھی ملے تو اسے اپنی تھیں اور یہ تھے۔ مگر

چھوٹے ہی دعا، اور اس کا مرد ہے کہ نوستت گیا اور وہ سکنی میں اکم و ریکن سن و مال کی رہائی
شین کرتے حالم اور اس سبب ہے کہ ستادِ گہم تے میں بندگی اور اسیں نظر ہے کہ یہ سبب ہے
کہ وہ اپنے عالمی مضمون اپنے اصرار کے:

«حُكْمُ اللَّهِ الظَّاهِرُ»۔ بِحُجَّةٍ

حضرت، وہ شرف نامہ، اسی پر بھی کسی احتیت، شرف نامہ میں سے کچھ نہات، انہوں
نے اکم اور صحیح اپنی تحریرت کیے ہیں۔ وہ یہاں چھبے کہ اس سے جائز ہوا حال معلوم ہو ہے، خاتم
کے بعد وہ صرف کامن سمجھتا ہے ایک بندگیں ضریب الدین کے پاس ہے۔ اگر وہ آجھائیں میں تو انی سے کہ
روں ہوں۔ اگر وہ اور ہیں میں تو ان کو تھیت دے کر حاملِ معرفت اور صحیح روشن ہو۔
غصی بکول کے گھوشت کے تسلیہ اور پریاست، چلدا اکیاب، جو کچھ فلم کہا رہے ہو، مجھ
کو خدا کا قسم اگر اس کا کچھ طیار ہمیں آتا ہو، نہایا کوئے، یہ کامیز کی سسری کا کوئی مکارا تم کو صاف
کیا ہو، مگر یہ تصور کرنا بہول کہ بسیر جان صاحب اسی صحری کے تکلیفے چہارے ہے بہل میڈ
بہال میں بیکا سے اپنا کلبجا چبٹے لگتا ہو۔

صلحت و دارہ اکتوبر ۱۹۷۲ء

جنگت ہوا طالب، غائب

(۱۳)

لئی جس وقت کہ جیسا درل کھانے کو گھر جاتا، اخیلِ الدین خان انوار احتظ اور
صحری کی طلبی لے کر اسے اپنی اس کو لوگوں اگر تھا۔ اپنے مانع صحری کھلانی، آجھا اور بہرہ
سر پر گل جانے والے کوئے بھی اپنی درانی ہے اور اب حاجت نہیں۔ روں کی اگر بہرہ آٹا
کھا رہے ایک ایم کو آجی جو اب خود کا انتہائی ہو اک شتر سوار جانے والا ہے۔ مگر اسکا لذکر کر
لیجئے اس بندگی کوئی بیٹھ لیا صحری کی رسید لکھ دی۔ سلطان سہر مندر جو خططاً کا جواب پر مشتمل
بیانات کیں سمجھوں گے۔

باشنا، سر شمسہ دھاری دیم، فرمیرا۔

غائب

(۱۹۵)

میرا نعلیٰ

پہلے اُستاد میر جان و دو اصحاب کے قبولِ خوب سے بھجو کر بجاو ماؤں میرے حواس ر
تشریح گئے ہیں، تین سو ہائی، یعنی اپنے کو کسی طبقے کے تھوڑے لا صورہ نہیں جانا۔ بعثتو
شیخیں اور اس سے بعد تم اُسی کو یوں چکا کا لینی اگر ان کو صرف اہستہن و ملکیت ملکیت پختہ
اویس میرے دوست میں اُخْفیقَتِ زیبِ میر مسلم قبول فخریں اور اگر ترا مت و پختہ داری ملکیات
تو وہ میرے بھائی میں ملک عزیز بھائی میں میری و ماقبل فرمائیں۔

مہینیں کی راستے کا اختلاف مشہور ہے، بھجو سے کچھ انسن ہو سکتے ملک عزیز کہ ہر ایک
قول بھا بھا بھوٹ۔ آج نہ سمجھا نہ سکی، ادھر جو اور کسے بعد کھوں ہو۔ تم سمجھو تو ملے ہے ملے
سادھیوں میں افراد میں بیگ، اور میں اُخْتار میں بیگ ہوں۔

کھانی صاحب کی بھا جوئی بھوکو ملکیت اور یہ خلی اموریں ہے، میری دن بھی مامن کیں
از امن ملکے نجیوں وہ خوب سے کو سطہ
درستے دیداں دستے لکڑیں دیداں

غزل

جز دلچشی غم ز را دو دل جو کہ اہستہ کوئی نہ
گوئی یا جراحت نہ دے سچا ہست جو کم نہ
در خلوتی ملک را در بود دادرا ملک
صر صر چاک را در بماند پیاہی نہ
اسے باز چیک خطرے از افق ویران کیا
تکیں زوجے ملیں د پذیرہ مٹا یہی نہ
بر باد دادا پر بھا اسلیم در صور
آج چاہم در دادا، باید نہ داہم نہ

گفت، ہر حالی دل مشغول، ہر حال ٹھوڑو
تھکن کے سیشی روست تو انہوں نہ ہم ما
انہا ہے مل پڑیں وہم ازما یہ مسلم
رنگی دل سیار پسیام و سلام ما
تھکوو ما ز دھرم را آئندہ نیچن سست
یادب کے پیچن دوستے میادا ہکام ما
ناکتب جنلی حضرتِ حافظہ فیضِ حق
ثبت است بر جنریدہ ع لمروہمها

بہترین افرینشی ملک

۱۵۵

صاحب!

جس شیئے کوئی نے تم کو خدا کیا، اُسی وقت تھیج دیا۔

بہردار چڑھے شناگر شب کو پھر درد بچا، ٹھوڑا آن کے محل پوچھا، جنی بھو
پوٹ کی نہایت یہ سلام ہے کہ بذبب نعمہ بائے ساتھ خیفت تھے، اور انہوں جلد جگلیا
کہ میرزا شخاودا علی بیگ ناقل تھے کہ مجھے ملی سیئں غل کئے تھے کہ فرمادیا
ذلیل نہیں کہ بہار پچھلے اور بہار کی دل سیلی تبریز کو گئے، میں نے کیا کہ نیچہ طل دیا
جا گیا، مگر پہت بھر کے، فاتح کہتا ہے کہ اس بیان سے یہ سلام ہے کہ ساکتے
ہوں تھوڑے شیئیں، تھیں بیانے شخاودا درست اُ

درستہ علکتِ خویش خسروان رامنہ
خیلے گو خلشی، تو حافظہ لکڑو شیش

ملکشہ، فردوسی ملک

قالب

پیر اصغر سید ہر کن مسلمان مسلمانوں کے خاطر خشان و دل نظریں پکڑ آتے تھے کوچھ بیٹھا
بچہ نگرفتی دل جس سے دو قلوب بھائی صاحب نظر لونے اتنا ہیں اگی اور خدا، انیں حسین خالی کو
بھیج دیجتا تھا لیکن کے بعد بھائی صاحب والدہ صاحب کے پاس گئے۔ میں غریباً کہا
کھایا۔ دو پیر کو کھایا خطا ہے۔ دو گھر کی روت پوتا کر جواب کی دوڑا کسی نے بھجوایا۔ یہ
مرعن جو بھائی تھے، اس نام سے کھنم سمعت ہے مسکونہ جسے پے درہ سرگز جو جب خدا
خفر نہیں۔ میں تو بھول گئی حقاً اب بھائی کے یہاں سے بیاد آگئی کہ باہم خدا ہر کس پہنچے ایک
دل ناگاہ ۲۰ سالت ملکی چیزیں سئیں۔ وہ سوکم جوانی کا تھا اور حضرت علوی پاگیں مخفی
تفقیہ سے اور اورہ اسہال بعد حیدر دہلی میں آیا۔ اب کچھ کہلات استقلال انور بن رہ
ھے، اورہ جلد جلد تواریخ پڑھا۔ اخلاق اندام بحث ہے ازدواج محدث العراب کو
کوئی وجہ نہیں۔ لغزی میں کچھ حکیم نامہ دیکھا۔ مصلی میں چاراں حکیم حسن مدن
حال وہ کریلی رہے۔ حکیم کمرو خالی نہ سایا وہی اورہ دیکھ رکھم خام نجت حال وہ وہست
تھیں، صارق الحلقہ حکیم ہے کے خاندان میں وہ صاحب نوح و دامت سبے حکیم سنبھلے، وہ کی
خربیک ہو جائیں گے۔ اب آپ فرمائیے، حکیم کون ہے؟ بال وہ ایک ٹانکڑا، احترازی تھے
حکیم، مسراپا گولی ایک توڑہ بیہہ سو منزوی ہو گیا۔ وہ جو حال تھا مل جیع رکھو، اندھے کاظل
پر لغز رکھو، شیخان اللہ اتم تھے سپاہی تھے کہ وہیں مدینہ خالی کی اکامہ پر سپاہی دل
ما ایرے والیں ایمان، جس کو بحث کیا گئے ہیں، اب قدر پر ایسا وہ مردوں کی نہیں، معاشر
حکیم کی راہ پر ہے، اس کی درمیں خدا کیں اگر تصور کریں، تو ٹھنا ہنگامہ، میں ایسے کوئی
تھیں دراۓ اعلیٰ میں خلات کو دانت ہوتا ہے۔ مرض، مغلظ، دوامیں، سوچ مراجع صاف
نہیں، ملا کرتبہ، لور ملاہہ بار دے ہے، کوئی طیب سوائے تھنیتی کے کچھ تھے میرے سوچے کا
تھنیتی میں سوائے تھنیتی تھے، جس کو کچھ تحریز نہ کر سکے گا۔ تھنیتی کو دل دل کے بعد تھنیتی اور

بوجہ میاں تھا کہ سیل دیا جائے۔ اسما و آیات تھا تھیں مقرر ہیں۔ روکھوڑی نے پا اپنی کے ذریعے سے متصور ہے۔ لیکن ان ملتوں اور ان تم خواں لے ٹھیک رہی ہے کچھ فسیل جمع احمد اپنی بھجاتے ہیں۔ تھارے اپ پر کوئی سحر کریں گرتے ہوئے جانہ الگ ایک بیٹھا تھا جس کے حب بھک خالی دہلی کا قائد تھا۔ کبھی کہا دہلی ڈھانے۔ یہ فیال جمعت دہلی چیلڑی دہلیکین سے جنسیہ دعا اور اپنی اللہ سے استاد۔ شہر دہلی مساکین خدر سے باہر ایں اللہ سے ایک حافظاً عبید العزیز۔ ہائیکر خواہ سدست۔

واتت نور تکمیر منتشر ڈا خسروں مشائخ

۱۵ نومبر ۱۹۹۳ء

نجمات کا طالب۔ غائب
دنی اور کاریگی اور کوئی آپا ہوں

(نکاح)

صاحب!

کل تھارے خطا کا جواب نکھل چکا ہوں۔ پہلیا ہے کہ آج من کو بجا لایا صاحب کے پاس گیا۔ بجا لایا الدین خال اور بیان مضمون اپنے الدین خال کیوں ہیں تھے۔ بیان کیوں کیوں میرے ملنا تھا۔ تھیم محمد و نشان کے علم پر صاحب تراپیا ہے۔ یعنی اخلاقی نسوان کیوں ہے اس کے موافق ہیں جبکہ یعنی ہیں۔ تفریخ کی دلائی آج آنکھیں میں گی۔ اسی ہبکے اور پردہ تفریخ پیا جائے تو مغل اندلاع و اورست ایسا مسلم ہذا ہے کہ ابھی حضرت رسلناگی اور اُن کے ہدا خواہوں کی راستے میں قصہ اسی استعلیٰ کا مطلب ہے۔ تفریخ کی دلائیں کویز زندگی تظریک کوئی دیتے ہیں۔ تھارے میر جان بھی تھے، نیم نام معمولی میں اسے دلائیں کہا تھے۔ صب فریت خیر پوت ہے۔

کل تھارے خطا میں اندہ باری ہے کہ مرقوم دریکھا کر دیا ہے اسی ہے۔ ہر قسم کے آؤں دہلی بہت ہوں گے۔ اس نئی نیجنے جان اور دہلی نئی نیجنے ہے، جس میں کم پیار ہے جو، وہ دلائیں

بے بسیں تھے ملٹی سسیں کیے ہے، وہ دل نہیں ہے جسیں تھے ان ٹیکے کی خوبی ہی بھے
عین پڑھنے آتے تھے، وہ دل نہیں ہے جسیں تھے جسیں کو فرستے آتا جا ہو، وہ دل
نہیں ہے جسیں جیں اگر ان بھروسے نہیں ہوں، ایک کتب ہے مسلمان، ایک حرف یا علامہ
ذکر نہیں ہے، ایک صراحت نہیں، معنیل بودھ کے دکھ جو ہاتھیہ اسیف ہیں، وہ پانچ بانچ ہے جو
ہیئت ہے اسی، ایسا لئے سے جو ہیئت ہے، وہ کتنیں اور جو ہیں کسیاں، ایسا لئے سام
میں ہے اسیاتھے ٹھوٹ۔ میں اپنی خالی ہبھٹ پھٹپا کا بیٹا اسیروں پیچے رہنا کا ہے میں وہاں پورا ہوئے
پہنچے، رضا خصوصی کی تھی کہ اور ادا تھر گیا، میرزا محالہ کی، اپنے کی طرف سے پھرنا کو دادا کا اور بیکی کی
طرف سے میرزا کو دھکوم دیا گیا، آپ سلطان، بخشنی کوہ میں خالی کا بیٹا جو خود بھائی ہے جو
خالی، تھا ریڈ اسکو اسکا نہیں، الجم کوہ گرد گیا، تھا اسے بیکا کی سیدارتھ تھیز بھیں جوں۔
اپنے اپنے جو، اپنے جو میں اس کا بڑا بھائی متفوہاں میں آتا، اُس کے ہم ایک بیکا بھائی
تھے کی آسیں، بھائی اگرچہ رہتے کوئی گیتے سکا، بھیجے ایکرہے یا انباط ہو جائے جو
صاحب ساری حکاک پیکا کرنا ہو سکے، پیکا تھیں دو دو گول بھرپور ہے سنے۔
ضیاء الدین کی پاٹھور دہیے گرا ہے کی ایک وائٹ ٹکڑے ہو کر پھر فریہ ہو گئی تھی
طربہ دا جد رکھیں کوئی پڑھنے دیجئے کیا ہوتا ہے، قصہ کوئا، قصہ اور بھوارہ بھوارہ کو
بھی گھر جاؤ اور فریت نہیں، کم و بیش میں کوئی دکھ رہ جیسکا کوہا میں سوت ٹیکیں بھسپر کی ماں میں
میں مل گیئیں، ہبڑے کوئی بھیں کوئی پایا جاتے، جو تھکا ہوا ملا کیں بھوکے، وہ ہبڑے اور ایک ہے۔
صلوٰۃ الرحمٰن اسکے باب میں جو حرف تھکر بنتی نے تھا ہے، اُس کو گھوپا گاڑ۔

اپنے والدہ مادر کی طرف سے حاصل ہجھر بھوکھ۔ سحر اسیب کا گان جیگز نہ کرد، خدا چاہے
تو استوانی یا رہمات کے بعد بالکل اچھے ہو جائیں گے اور اب بھی خالکے نصلیت پیچے کیوں
پیچھے نہیں ہو زیستیں ۱۶ فوری ۱۹۷۸ء

صالحیہ:

یوسف اختر اخوند آیا، سکی جسکے دریں دوپ کا سلسلہ تھا جو لاکے دریاں سے کافی جوں

جیب ہے مکتب دوائیں کھیتی۔ بہت بے سیکن رہے آٹو دس دست آئے۔ آخر دفعہ میر جع
بکال ہو گیا۔ تھی تھی بکال۔ اب بچھلی اپنی اچھے ہیں اور میر جع بے کو مرض مونڈ کرے۔ میں
کہ تمہاری کتاب اپنے الدکن راست پر ریختو پر تقدیر مناسب۔ قلبِ عالم خیر خواہ نہ کچھ کہوں گا
میر جع کی دیواریں میں اتم سے زیادہ اُن کو مزدیں دال ہوں۔ میں خود پسند اور مہینا سہارا شیخ
زاد شریف ہے مخلکوں کے مقامے کو طبیعت ادا کرنے پر مجبور ہو۔ میں میں نہ کروں بخوبیں مگر
خود بھو سے پوچھیں گے یا میرے سامنے دُکر آجائے جو تو ہیں ایسیں کہوں گوں:

بڑیہ باد لپانے کے ناسنزا گویں

برادرانہ میں اگر یہ دوں بھائی بیان میں سے ایک رفتہ ہو گیا، یوں تمام ہر چوتھی
لگ جائے، لیکن تم کے بڑی سکے بھینے کے بخت اگر بہت بخیں ہوں۔
صحیح شہرِ نجیم مارچ سنتے شاعر!

(۱۸)

مکاہب!

میرا بہادر مالی تقدیر اور احترام والدنا صاحب احمد ہے۔ ازیز سے مغل اعتماد مرض
لا احتکل اپنی نہیں ہے۔ میرا بھی اُس کی دعا اعتماد کے پاس بھی نہیں۔
مرزا ارباب ملی بیگ اور مرزا ششا ملی بیگ سے باہم میں جو کچھ تم نے مکھا ہے اور
آئندہ جو کچھ مل گئے، میری طرف سے جواب دیجیں ہو گا، جو آئے ملک چنان ہوں۔ میں اسی
تمثیلی کھلی رہ جوں ہا۔ اگر بھائی صاحب بھی سے کچھ دُکر کریں گے تو بھی کہوں ہو۔
آپ کے ہم حال مختار جو فرماتے ہیں کہ کیا کہے کوئی بھی ہے۔ پزار میں تسویات و
خواست دکھائی ریتے ترینو حضرت نے اپنی ذات پر میری طبیعت کو طڑک کیا ہے اور
دوست کے ہیں کہ سب طبیعتیں بھندے و مساوس والوں ام ہیں انہوں ناگ بھیں اسی طریقے
یکدامتہ مرتانی میں لگوں ہوں گے۔ قیاس میں اغفاری ہے مذکول صادق۔ یہاں نامہ میں

اللّٰهُمَّ كَمْ بَادَةِ قَبْرٍ لِّلْأَنْجَانِيَّةِ بَادَتْ إِذْكُرْ فَرِيقَ اسْلَامٍ وَلَا يَرْكَبْ مُشَكَّلَةً
بِمَنْ تَعْلَمْ مُشَكَّلَةً آتَنِيْ

کمال فرد و کمال طنز و کمال نظری فرد

سلسلة المطبوعات العلمية والتكنولوجية

”خیر ہن“ بروڈکن ”لگ کر ان“ لفٹ ماری ہے دمیرب۔ اس پیشیں کہ سکا کر یہ
پھول ہندوستان میں ہوتا ہے یا نہیں۔ اس کی تحقیقات از ورنے اتنا کام ہوئی تھی کہ
آن اُس نے جواب لیا اور دست آئے خداوند بھب افران ہوا اماں کی طرف رجھا اور
خوب سہل گرفت۔ وہ دست آمدند، مواد حرب پر کمتر نہ لاد کیں۔ لعنة ظالمة پنگا کو
دار دست سہل آشنا ہے۔ تا خاصم وہ بار لشست یا وہ بار بہ مستر ایسا رفت

یاد ہے بہت المکاری فت۔ مادامہ ناسد چنانچہ باید اخلاق ایسا فتنہ ہے
معلوم رہے کہ اولیے ان کے ملکیتیں یعنی مال میراث اور اپنے پارس کے دشمنوں میں تاریخی
استحصالہ ہے زیدان ۷۰ کا چنانچہ ایک تذکرہ ہے جس مرفوم ہے کہ اصحاب ایسا ایک ایسے طریقے
دھوت اپنے باشندیں کی مرزنا صائب اور اس عصر کے کئی شواہج ہوتے۔ ایک شاہر کو
تذکرہ دیں اس کا نام فتحدرست ہے اور اس سچھل گنجائی ہوں۔ کوئی حق گزینہ اس کا ضریب
تھا اور اسی دشمنوں کے بھبھے سے بہت کھا جانا تھا۔ مثلاً ستمن روپ کرست کرتا تھا۔ کوئی ایک کو کہ کہ اسرا بدل دیا
کر سعدیزادہ باغ کا ملکیتیں کر کے سب کردے۔ اس مرنے کوں بخوبی نے رات بھر یہ صاحبا
بانی گئے بھرا رہے۔ ایک بیگ بیگ کریم اس سی دی میں، کبھی اس سوچ پر کبھی اس سوچت کے شکی
کبھی اس دیوار ایک بڑا ہے۔ بعده لفڑی نایت فلم وجا سے دو پار گزر دی اسے دیوار سے
کوئی کر چکا۔ لیکن کوچہ سب جائے۔ اس کو اور اور اور جو ہوندا۔ کبھی دریا۔ مگر حضرت ۷۰
معذر کرنے بیگ نظر آئی۔ مرزنا صائب نے جس کو فرمایا ہے۔ پر اس شہزادہ اپنی اولاد است کرتے
گوئیں۔ خلائے کہ باغ یہست۔ میں یہم کو تخدیم ہم دریں باغ پر جو انشتہ اسے۔
یہ بڑا دھن ملکیتیں ہے۔ میرے نئے نئے سال سبق ہے۔

بُری خطاں مکھا دھنل کھا رہے تھے نے بھال کو چھپتے گیا۔ جو تھی:

لئے کردہ بہ سر زر مثانِ قسم
پہیدا ز سکا، تو شکوہ دستم
پادا، تو فرخند، از پردا بای کہ دم
پر داشی جسے د اقطاعِ قدرم

(۲۰)

یارِ سچی، گریا بھالِ سورنا طالی!

خالیِ بڑی، دیس و ساریں گو، بیسا تیر کھا ہے اور تم بوج کو لکھ کر بے ہوشیں لفڑیں اور خال
تراشیں کر دیں اور اس کا بھی ساریں مال بھاند کرے ہوں گے:
لے کاش کے ہر آنچ، کتم، دانہ

دو جائے رسِ میرا الخوارِ الظیرے آئے کا تکبیر شادی پر مارا یعنی خبہے اُنہی
خونیں کیوں سے تھا سے پچا اٹھاں ہے بخیرِ خزان کا، جا گیر وادیں: تھا کر ایک جانیور بوج
کر کا کارڈ گریا جس کے تھا کہ اپنا ساندِ سداں لے کر چلا جائے اور ہاتے پا کر شاکنگی کیا اول اللہ ہم
اُن حصلیں کی دیتی اُنہوں نہ ہو۔ لیکن و بھال کی تھیں کوئی دن بذار اور پھر اُسِ موسم میں کو جاٹے
کی اُنہی بذار بھو۔

کل ستادِ نورِ جان صاحب لے تھا اخواتِ بجہ کو دکھا ہے میں نے ان کو جانتے
جاسائیں تھا تو پیا سہنا ہوا ایک دن جائیکے، رسِ اپنی طرف سے تکبیر کرتا ہتا ہوں اور اپنا
رہاں بچکا ٹام من نہاں لگر کسی وقت آ جائیں گے تو ان کو تھا کی تھیر کا غاصہ غازیں
کر دیں گے۔ جن کی کہاں تعالیٰ ان دہلوں صاحبوں کریا ایک کو ان میں سے تو فیض دے یا بھج کو
ٹاقتِ یا میں کو انصاف کریں گے خاتے کو دل لکھ دل بھی پر بھول دکرو۔ بھوک اشک ہے
جیزہِ ظیہوں کے دل پر بھوک اسی سمجھی فرما اب دیخھوئ کر جہاد سے اُنکار کر مزدین طرب بیں

چھوڑ دیا۔ ایسا ہے،

پڑیدگر بیار تو گولی نہ ہو بس ادار دار
اور اگر مر جائی تو نور خواں کوئی نہ ہو

حکایات کے مطابق کام اختتام ہے؟ بیست میں بھی کام اختتام ہے۔ کامیابی کا انتہا
نہ ہم پہلے ہیں۔ حق و استحیت کی دلکشی پر پاس آتی۔ وہ تھا میں نہیں اسکی خدمت میں۔
بال جلد میں میں کامیابی کو اپنے ہموں اور دوسرے استھانی سطح پر نہیں رکھا ہے، جب تک
بیست دن بیکار دل کیوں کر آئیں؟ مدد ہے کہ مدیر میں بھول اگر بھی سچھا ہے تو لگی کا عمل
خمار سے پاس کرو جاؤ کا شکر بیان۔ پہنچی ہے، اگر پاپے کی ہے تو لگی ہے جو جا تھا
یونیورسٹی میں ملکیتی دوچھوڑی۔ زیادہ اگلستان مختصر ہے، اسے پہنچوں تو اسکی طرف ہے تو درجہ
استھان سے ساقط ہے، میں کوئی ناہت نہ کرو بلکہ کوئی کوئی لے لے اس کو پہنچاوے۔
آج یوم نئیں ۱۹ جون الیکٹ باروپریں پیکے قرار اختیار ہے، ان عرضے سے اُدھر
جو اپنے لئے رہا۔ پہلاں تک کھڑکا تھا کہ مجھ شہاب الدین ہرودیتی کے تھا راجھان
کریم و مذکور ہے اُنہیں جنم لکھ رہے ہیں۔ اگر کیا کرو اپنے، پھر اس کو پہنچاوے۔

یوم نئیں ۱۹ جون شنبہ ۲۰

(۷۱)

جن کو ربِ مجھ فدا، جو نہ خوش عطا کیا ہے یہ بخشنہ کو احمد
جن کو من اپنا کھان آئیں جیسے جن کو من کرو، داڑھیں کرو، دنیا کرو
جن کو کھان جو نہ جو کوئی طاری کوئی کھان کرو، دنیا کوئی جو نہ جو کرو
دنیا کوئی کوئی کوئی نہ کرو، دنیا کوئی کوئی کوئی کوئی
پاک گھر کوئی کوئی نہ کرو، دنیا کوئی کوئی کوئی کوئی
من کوئی کوئی نہ کوئی نہ کرو، دنیا کوئی کوئی کوئی کوئی
من کوئی کوئی نہ کوئی نہ کرو، دنیا کوئی کوئی کوئی کوئی
کوئی کوئی کوئی کوئی نہ کرو، دنیا کوئی کوئی کوئی کوئی

لیکه میخ دارم که بده لذت
دسته هر چیزی بی انتشار اینجا جنگ زدن که
در سرمه ای خیلی خوب است
اگر هم کپکه قندی رو بخوردی
نه بخوردی هم که جوده ای داشته باشی
و همکه آن را به برج و خانه خوش میگردید
نه بخوردی هم که جوده ای داشته باشد
نه بخوردی هم که جوده ای داشته باشد
نه بخوردی هم که جوده ای داشته باشد

وَالْمُؤْمِنُونَ

لوراند
مع مدار آنست از جزو
مشق پرندگانی چون تکه های کوچک شده اند و گل و گیاهی خوبی
می خواهند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حَمْدُ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَالْمَلائِكَةِ مُصَدِّقَةٍ وَالْأَوْفَى
جَنَاحَيْنِي بِالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِهِنَّ أَوْفَى
مُطْمِئِنَةٌ بِالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِهِنَّ أَوْفَى

(امنیت کے عکس نہیں، معلمہ دکٹر کے عکسیں)

100%

وہ خدا تعالیٰ کے نتھاں ہے۔ ملکی عروق ایسا ہے کہ جیسے اُس کے کام میں مصائب ہیں حقیقت ہے جیسے ایسیں بیکن نہال گردانہ و گریبان گردانہ اس زمین پر اُس کی فزولیت ہے اُس سر کیلئے۔ حاجی سعید جان تقدیسی کی فزول اس زمین پر ہے :

وہ بزم و مال توبہ شکام تھا۔

نگاره از چندین حلقه مخمر

وہ ایک شرکیں کا نجیگانہ ہے۔

بھلے کھاں یا پنڈیاں ہے لیکن بھلے کرنا نہ چاہتا ہے میرا سامنے کیوں کیوں شریڑا

七

گھانِ ریست بود بہت نسبے دندنی

چاہستہ مرگِ دلچسپ ارگانِ ریست

بچے کا فروکھن کی تکریبی رہی ہے، وہ ستمِ شعرو سنن کا طالب ہے۔ زندہ ہوئے تو وہی
یکوں نہ جلا آتا، بھروسے مکملیتِ اٹھوا لادھم اس زینتیں پس پڑھ کر رہی دی۔ میں
اصدایِ عکاری کی دوں گا۔ حصایت پیر بکا سے پیر، والظیر میرا کلامِ حصکی یا خارکی کی پھریتے
پاس ڈیتے۔ اُنگے جو کچھِ حافظی میں ہو ہو دھما، وہ سکھ رہا۔ اب جو کچھِ یاد آئیا تو نکھڑا جائے
ہاتھ کی عاطم سنن ازٹک دنام چیست

ورامر غاصبِ بجت و سوریہام چیست

ستمِ زخونیں دل کرد پھرم ازاں پیا است

گولِ لوز شراب و درمنی بکام چیست

با دعست ہر کہ بارہ بگست خورد دام

واندو کر گرد و کو قرد دوارِ السلام چیست

ما خستہ نیم و بود مے دو مے ما

بانستگوں حدیثِ حلال و حرام چیست

از کاشتِ کرامِ صیبست خاک را

تالا زنک لصیبہ کاں کرام چیست

قالبِ اگر و خرقاً و صحنِ یم فروخت

پر صدر چماک فرشتے ہے سعل قام چیست

ماتھر نہیں دانتے، بچے یاد آگئے بخیر گئے کوئی بھی کافی دلکشی ہیں،

دل برد عسی آئست کو دلبر تواریں گفت

بیدار گیاں دید و سکھ نتوں انگفت

در بر تکشیل نایق و نجیب نتوان بر داد
 در بر تکشیل پادشاه ساقی نتوان گفت
 داشتند آنی سا خود و گردان نتوان جست
 زینهند آنی یاره و پرگز نتوان گفت
 پیشوست راهه پادشاه سال نتوان تحریم
 دیگواره ترا اشیدیت و آندر نتوان گفت
 در گرم روانی سایه و سرچشمه شجریم
 باما کن از طرفی کو قر نتوان گفت
 پنجه کاره سرآمد چه زمان دم راندم
 آن خود سلیمانی رفته به نظر نتوان گفت
 آن راند گر در سینه نهال است و دهان است
 بر قاره نتوان گفت و پنجه نتوان گفت
 کارے غیب افراد بیوی شیفتہ مارا
 مومن نه بود نا لب و کاف نتوان گفت

کل ایسید بر خیس آن کل صورت نظر خیس آن
 آنگے آنی عقی مالی دل په خی
 اب کسی ایت پر نیما آنی
 صورت کا ایک دن سیئن ہے
 نیز کیوں رات بھر خیس آنی
 دل غر نظر خیس آنی
 تو بکانے چاده گر خیس آنی
 جان کا ہون ٹراپ طاعت و نیہ
 پر طبیعت اور خیس آنی
 کچھ باری بھائیت ہم کو کیا
 کم دیالیکی بھائیت ہم کیا

کے بس سخن سے جاؤ گئے ناپت
شرم تم کو خر خیں آتی
ولہ

لکھتے ہیں ہے نہم دل، اُس کو سناتے ہوئے
کیا ہتھ ہات، جہاں ہاتھ بٹائے ہوئے
جس بلایا تو بول اُس کو مونگ لے جوہ ہو دل
اُس پر ہتھ جانے کچھ ایسی کہ ہتھ آتے ہوئے
اس نزاکت کا بڑا ہو، وہ بھلے ہیں تو کیا
باقحو آئیں تو اُسیں ہاتھ لگانے ہوئے
بوجہ وہ صریح گرا ہے کہ انھا نے نہ اُسے
کام وہ آئی پڑا ہے کہ جانا ہے ہوئے
لیر پھر تابے لے لیں ترے خط کو کہ اگر
کوئی پتھر چھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے ہوئے
مشق پر نزد نہیں ہے یہ وہ آئٹھی ناپت
کر لٹائے دلگھ اور بچانے ہوئے

گلستان آرینہ ۱۶ جولائی سال ۱۹۴۷ء

(۲۲)

دو صاحب پرسوں تھے اس خط ایوالیک روپیہ کو اس تاریخ سیر ہوا آئے۔ جب اُنھے
کہا گیا تو جو رہب پایا اگر میں تھت سے آئندہ سفر اور بیٹھا ہوں۔ جینم صاحب کی گاؤں میں کی
روانگی کے وقت جس لے اچھی لکھنواری بیگی تھی وہ بھرپوری اُنیں سُر اُسے کہ کھڑا ہی میں جسگز
لکھنی کی تھی میں کیا۔ ناچار پیچہ ہوئے۔ اب وہ شتریں دیکھ لے جو مکاہنڈا کی کہہ جیسا ہے جیسا ہے
خالِ اللہ مذکور کاں رووانگی اور مشق اس ادازت سے بھر کو اعلیٰ درج دیں گے تو میں تو رہا

ہلک دھنگا۔ پاہ رکاب ہوں۔ بھی جی آخوند خام کن خان کے بھی احمد نے پڑھتے
خان کھا کا کیا تو تھا۔ بینہ بوجیا تھا۔ قیمت خراست پے پے پے، میرمن کیا گئے۔ کے
تھے کہ آئندہ دو لکھ اتھر تھے۔ تیرو دن یہ امہلپور، ان اس کے اور خرس جاسکے۔
خواہ لے کر باشہ انشت کر ایک دن دھرمیوں گا۔ کوئی دیکی رہ، دل نہ کہ۔ ملا جانہ مل رکھتے
تصدیا پیام کیا تھا۔ بھیا بھیہے جو خام کن خان کے بھی سطر ہے جانے۔

بھائی کی طرف سے شش اعواد میں خال کر کھوایا گیا کہ جیاں لائیں وغیرہ کے ساتھ
اٹھتا کو خوبی سیکھا اور تم اپنی طرف کھا پٹھا بجا گئی خام حسن خال کر پہ جو الہ بری خیر کے
عیادت اور اوسکی اگست میں روانگی کی تائید نکھر رکھر ہے :

در بزمِ وصال تو ہے ہنگامِ نیاست

نظرارہ ز جہنمِ مژہ نگاہِ سحر و امد

یہ زینتی تھی ملی الرحم کے سچے میں ہٹنی ہے، یہ اسی کیوں کہ تم بیزی
کروں؟ اور اگر بے جانی سے بچے اخونڈوں ہاؤں تو اس شعر کا جواب یہ کہاں
سے اڑوں؟ :

ہر گزِ نتوالِ گفت و میں کافی اشعار
یہ جاست بیلور، اگر از من نگو رارو
الٹا کے شربِ تراب ۲۲ جول، شربِ بیٹا تراب ۱۰ جولانی
المنہ نکھل کر در میکھدہ باز اسے

۱۵ جو لانی ملے

(۴۴)

میری جان!

میں بیخشنہ بیخشنہ اخونڈوں کو اپنے دوسرا آوارا گیوہ۔ ایک ٹڑہ بر ہم نوٹ
میز بیسیں تھیں۔ اس وقت شذت سے بس ارہا ہے۔ بیخشنہ کوئے دھنکاں پس نک

بیے ہے۔ وہ سطھیں لکھیں اور کافر کر آگ سے بسک لیا۔ کیا کروں، جو تھا خدا ہے جو پڑھو
و سخنے ہاؤ، مرتضیٰ شمار غلی ٹیک کو تمہارا ناط پڑھوادیا۔ انھوں نے اپنی کارخانہ اپنے ہائی
کامیت پر کیا نمودت ہے، بھئے آج سواری مل جائے، کل پہلی نکلوں۔ اب میں کہتا
ہوں کہ اونچ نٹوں کا ہوں نہیں، ملتوں میں کی تھی پیر ہو جائے، اب۔

چیزوں کی برس کی بات ہے کہ الہی بخش خاص مردم نے ایک زین شی نکالی تھی میں نے
سب المک فرزل بھی، بہت المکر یہ:

پلاوے اوک کے سالی بھرم سے لغرت ہے
پیالہ گر پیش دیتا، نڈے، ملراپ توارے

ملکی یہ:

اسندھو شی سے مرے اندر ہاؤں پھول گئے
کیا جو اس نے خدا میسے پاؤں راپ کروے

اب میں دیکھا ہوں کہ سلطان اور چار شعرگی نے تھوکر اس سلطان اور اُس بیت المکر کو
شامل اُن اشعار کے گر کے، غزال بنا لی ہے اور اس کو لاگ چھتے پھرتے ہید مقطع
اصلیک شعر میڑا اور پاپنچ شعرگی اتر کے۔

جب شاعرگی زندگی ہیں گائے ودے، شاعر کے کلام کو سٹک کر دیں تو کیا بھی ہے
کہ دشمنوں کے کلام میں صطروں نے خطا کر دیا ہو۔ مقطع ہے تیک تو لانا مفتری
اے اندھہ شر بوسیں نے تم کو کھا بے اندھہ شر بھا ب لکھتا ہوں:

ولما بچ نگہ ٹنگ دگی سن تو بیمار
کھینچیں بجاو تو نہ دا ماں عکھ دار و

و دلنوں شر قدمی کے ہیں، مفتری تھے میں اور عرفا ہے ہے جیسا عرفی، اُن کا کلام دلائی
حکایت کھوں سے برجی، تھکی شاہیاں شرعاً میں صاحب وکیم کو ہمصر اور ہم خشم، اُن کا کام پھر پڑی

ان بزرگوں کی طرزِ درویش میں نہیں آسمان کا لازم۔

بھائی کو سلام کیتا اور کہنا کہ صاحبِ دوست نہیں، اور ستر اس سے ترقی
یا انصراف دباری نہ کہ اپنا دادر توب چند ہیں مکمل کی کوشش ہے تو لاؤ۔ ہر ایک پاس پتک
ہری نو جو دشمن کا، چالو اذ مول نہ سو اس سے بُر جو کری ہات کر روتا کو فڑھاں ہل
پھر پنجی کے سر بیا اسی چمکن تماں نے کچھ دے دیا، کبھی الہ سے کچھ دل دیا، کبھی الہ سے
کچھ اُڑ سے ستر گا دیا۔ اب میں اور بہادر و پیے آٹھ کلے لگنی کے، سور پیے نام پی
کے ترقی دریخے والا یک سیر اکٹ کا کار۔ وہ سور نہ ہوا، یا چاہے۔ مول جس تسطع اس کو
درلنگ پڑے۔ انہم نیکس جدا پاکیکہ بُجھا سوچہا مول جھڑان فی بدرا بیکے ہوا، شاگرد پیشہ
آدمی کیس سو باستر۔ تلگ آئی، گزارا شکل ہو گیا درودِ مردہ کا کام بھر بھئے لگھو سونچا
کر کیا کروں؟ کہاں سے ٹھپا ٹھپا لکا لوں؟ قروڑوںیں بھاں دروٹی۔ لگا کا تیرہ دروٹ
پاٹت کا گوشت آدمی ارات کی سراب و گھوپ میتوت، میں باسیں روپیے ہیں جسماں نہ فرم
کا طریقہ چلا۔ یادوں نے پوچھا، تیرہ دروٹ کب تک نہ ہو گئے؟ کہاں آیا کہ جب تک وہ
پانیں گئے۔ پوچھا کر نہ پھو گئے لکس طریقہ ہو گئے؟ جواب دیا کہ جس طریقہ وہ جانیں گئے
ہارے لینا پڑا، ملٹی گزرا تھا کہ رام پورے سے ملا وہ درجہ مقرری اور روپیے آگیا تر من مقام
ہو گیا، متفق ہوا، خیر ہو۔ لیکن کی تحریک ارات کی سراب بداری ہو گئی۔ گوشت پھاٹنے لگا۔
پھر کہ بھالا نے دیہ سور قوئی اور بکالی رپی گئی۔ اُن کو پر عمارت پڑھا ارت
اور تجزہ خاک کو بعد سلام کیتا۔

لے بے تحریکت شربِ مدام ما

دیکھا ہم کو یوں پڑائے ہیں۔

دریہے کے بیویوں کے لذتیوں کو پڑھا کر موہنی مشہور بیجا اصل ہے اُنہیں اُنھیں کو
کو دیکھنے کو صاف یعنی ونڈاں میں خوطہ اور جا اور ہے اور عرقاً کے کوئم سے حقیقت حدا

و سبب و مکون کا پتہ دل نہیں کرنا اور ہے۔ شرک وہ ایسی جزویت کو وابسپ و مکون تھا
خواک جاتے ہیں شرک وہ ایسی کوئی نہیں میں خاتم المرسلین کا شرک گردانہ ہے
شرک وہ ایسی جزویت مسلمون کو جو اکثر کام مردانتے ہیں۔ وہندہ ان افراد کے واسطے ہے
وہ جو انس اور بیویں کو مل پہلے۔ زبان سے لَعَلَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ كَيْمَنُولَادِ عَلَيْهِ
الْأَكْلَهُ لَوْفَرْلَيْنِ الْأَجْنَوْدِ إِنَّ اللَّهَ بَكَے بَهَا بَوْل۔ اپنیا سب ما رسپ شکم اوس پتے
پتے مکتوب سب خوشیں العادت ہے۔ کوہ طیہ الاسلام پر بخت نہم ہوئی۔ خاتم المرسلین
وہ جو عالمیں میں بقیل بخت کامیٹی اداست اور اداست دا باتی۔ جگہ منی اللہ ہے
اوہم میت اللہ می طیہ الشلام ہے۔ فرم سیم، فرم سیم۔ اسی فرم کا بھی احمد علیہ السلام
بریک خریم ہم بریک بخورم

الآن ہاتھ پتے کر اداست اور زندگی کو مزروع اور ضریب کو سلام اور اچھے کرنا ہیں
بھائیوں۔ اگر بھائیوں کی فاتحی گئی تو میرا جانا تصور ہے بھائیوں جکر میں وہندہ کا یہ سب
اکل کا کہہ وہندہ کی آنچی کو تیر کروں گا۔ اگر شرکیں وہ مکتویں تھے مسلموں کو اسے
ترکھوں اُسکیں بھیں۔

سخا مولوی صاحب۔ مگر بیٹ وحری ذکر و میگے اور کتنا لیں جن کو لگا وہ جہا لگے تو ایسے
تم کو یاد ہو جائے اور کوئے کو اسی پاڑے۔ میں سوندوں اسی تم طراء الدین تماں کو۔ مگتہان
اصدیقستان۔ پڑھائے جو اسہم نے ایک دل طریب کو دیکھتا تھا مجھے بارے ایسے۔
لایا ایڈت الدین تماں اُن رنگوں میں نہ ارادے رہی۔ علاوہ الدین تماں کی والدہ نے تم کو
تلہنگا پر سے اٹھا دیا۔ تمہارا پتھر پر آب پیرسے پاس آئے۔ میں نے تم سے کہا کہ جسان
ظریف نہ لعل کو ہو سوار نہ ہوں کو پشم نہ لئی سے پڑھاتے ہیں۔ مارے نہیں۔ تم نے پے ہا
کیا۔ ایجھے یہ حركت ذکر تاہم نا اورم ہوتے۔ اپنے وہ کہتے نہیں مغلی سے گزر کر ہر یعنی اوسالہ
کے والقاب پتے۔ تم نے کئی قاتلوں میں ایک شرمسانظہ کا حفاظت کیا ہے۔ میں ہر یعنی کا حافظت!

اور پھر تھے ہم کے سامنے کہ اس کی نکاح و خلافت کے دلائل سے دوچندی سے پڑ
ہے۔ جو مذکور ہذا گاؤں اور بھی لمحات خیس کرتے گو ایک شعر مانند ہے اور تراویث
اس کے تلافت ہیں۔

مول بیا ک آئند صاف سے ہام را
تا۔ فلگنی صفا سے نصل خام را

شراب تاب کند رو قندے جھونکاں ہیں
خواب تدبیب آناں جمال ایساں ہیں

ترکم کے صرود فیروزہ باز خاست
تین طالب ٹھنڈ ز آبے حسرام ما

ساقی میر دلیلہ مانکا تباہ و داد
کاشفت غشت طڑہ دستہ بھولی

سیاں ہیں بڑی تھیں بھول۔ سخن سراگی دیواریں گھر گئیں ہیں۔ ہاتھا دل دھیں گیا۔
جھیس لیک رکھا رکی۔ تھاری پوچھا کہیں یاد کا: اسے دلب اے مری، دل ان تمامے کا
حال کھل سلاے جائے۔ جیدہ مرنے سے نہیں اُوتا۔ خداوندی رحمت سے گھر گایا ہوں
چھت پھٹنے ہے۔ دل دل ٹھنڈے برسے تو چھت چار ٹھنڈے برسی ہے۔ ایک اگر یا ہے کہ
درست کرے تو کوئی کر کرے؟ مینہ کھلے تو سب کچھ ہو اور بھر اٹھاے ہوئے ہیں یہ
بینکیں طرح رہ جیں! اگر تم سے جو کے تو بسات ہے بھائی سے بھکر کر دھولی، جس میں
بیرون رہتے ہیں۔ پھر پھپ کے رہنے کو اور کٹلی ہیں سے وہ بالا نادیت و الابی زیبیں

67

卷之三

نے بچے خونیں ملک اور دنگوں کی صورت پر۔ بھرا مذہب اور ملابنِ عقیدہ قادر رہے جس کے
ساتھ اپنی کل بھائی نے بمالدہ پر دری کی تکمیل بھیتے رہو، وہ سلامت رہیں۔ ہم اسی حوصلی
میں آتا تھا مدتِ رہیں۔

اہل ایمام کی ترقیٰ اور اس احوال کی تفصیل یہ ہے کہ پیغمبر کی شدت سے چونٹا لڑکا
گئا۔ اُس کی والدی بھی میرانج مجدد کو خلوت خالیے کرنے والے غرب رہنے اور اُس کے
آخر کا بچہ بننا سامنے نہ رہے یاد رکھا۔ جب تھا رہے پاؤں میں پھٹ گئی ہے تو اُس کی
خود والی سے تم کو دیکھنے کیا تھا۔ یہ بچہ کو خلوت خالیے کو محل سزا بنا یا پا جانا تھا کہ اُنہیں نہ کوئی
روزگاری اپنالا کامیاب نہیں تھیں۔ کیا کاری، پیشہ بداری، ہم فرتوں کا کام نہ رہے۔ وہ خداوند بیٹھے
گئے اور یہ رے بچوں کی آمدورفت دیوان خالیے میں ہے رہے گے۔ یعنی؟ باہر کو ہو گی۔
دیوان خالیے کیا ہے؟ آئیں جائیں۔ بلطفِ حکیمے اور سوتھیتِ حکیم باتیں سننے آئیں۔

یا ونکار کر جائے اور بھائی کو بھی جانتے ہیں۔ اب تمہاری بھیگی نے اپنی خالہ بھیگ دھنیا ہے۔ باہر بھیگتی ہیں، سدا تو کیا اُنکی الگ بخوبی تسلیق اور ملٹاریکہ، رہنمہ جنگوں سے باہمیں کرنے پہنچ لیں، جب وہ محلے کے سکھیں میں، مکھی ہیں کہ اطہر بن جہر کی سیر نہ کریں مگل۔ مکھی شیر کی سرحد از سے کے سپاہیوں سے ایسی مارکریں میں، مکھی ہیں کہ پہنچ لئے تو ڈینیں ملکیں ہیں کو کرو کر تو کھائیں اور دکھیجیں کہ آپ سچول تبلیغ چین کے سیڑی کا کامیل کے ہیں وہ غیر راستدار

بلاک بیچنے کی بھی کرتے ہیں ہے، ایسے مالی شان دیوان نالے کی وجہت اور بھرے ہوئے ویڈے کی بیشامت میں اس سوداگری کو بیٹھ اُنہوں کے اور انکوں کو بھی کے لئے جگڑا لائے جاتا۔ مدد اور گورنمنٹ اس فوج کو بھی اپنے تحریک کے پاس رہے، سچتے تھے۔
لکھنؤت کی بیٹھنے والے انہم پر حادثہ بیچ ہوئے اور تمہاری خاطر مالک تحریر ہے کہ اسی ایسا
دھشت دھوت خطر ایسا ہے جسے تھوڑا کیا ہے۔ ملکوں کے مالکوں کی طرف مدد اور گورنمنٹ
ہے۔ دللا آڈر تابے، خلیل بنی گلبری تابے۔ خلیل پتے، مام ہوں۔ ملکا ہو کر شما۔ چاندی مالکا ہو
کر، تمام رات تھک پر مر جائے۔ یہ نظر، دلگڑی کے تھے کہ ذہر و ہجر و ملک اور پرانے مغرب ہے
نہ ہے، انہوں مشرق سے نہر و کلی بھوکی کا وہ نکتہ، نہ شفی کا وہ مالی۔

۲۶۔ اگست ۱۹۴۷ء

فالب

(۲۸)

ہماری قاتِ اُنگریز سے بھی بدلی جاتی ہے!

قیامت کو دیوارہ ملک کی کوئی نہ ہے، خدا کا اسی میں اپنے ہمیں ملی بیک تھا ریاستیں کے
لہذا کچھ بنتے ہو تو اُنہوں نکلیں تھے اسی صاحبزادہ سوات مدنہ دھواں، سو اُس کے آپ
لکھ دیں۔ ایسا صاحب کا ہم ملتا ہو اس آپ کا ہم ملکہ ہو جو نہ بھر بھاؤ کا شتم و کھنے کو ستاہرہ
کی مخصوصیات اُنٹا عرشی ایک تم بڑے سوسیں کی اختیار ہے۔ البتہ ملکہ بیٹھنے کی اولادیت ہے
مارے۔ بھپ اُن رات خاتمۃ الصلوٰت جامست عشویں سے ملک کو کم کر جائے اور اُنہوں
لے خدا، کیوں کہ اُن نے دعوۃ اللہ کا دوام بھرا تھا۔

تجوید خالد صاحب کے باب میں بندہ بھی اسی خبر کا ہے کہ اپنے ایڈسے اُن کا ارادہ
کہ جراحت ہے؟

رسوان کو رہا پہنچنے۔ خالد صاحب کی اخباریت اور سوانح اُن کی بھجت جاہک
ہے۔ پس پر صحیب پر چھٹا کوں کر کم فرب غصہ بہادر وہ کھڑے ہے، کیا کہتا ہے؟ ”اوہ بیس پر چھٹا کوں کا

کس کا تو وہ فرماتے ایسا مزدھن دلی بیگ کا ہے اس اور کسی کا نام تم کیوں نہیں لیتے
رکھو یوسف میں خالی بیٹے ہیں، ہمیرا منگر موجود ہے، اواد صاحب، جس کی خوشحالی ہے تو
من و بھی کہوں، میرا شیوه حلقہ الغیب ہے۔ فاکب کی تعریف کرنی کیا ضریب ہے؟ بال
صاحب کا پیغمبری دینے دار ہیں اس کیا ضریب ہے؟

تمالت

میں سے طلبہ نعمت مرتضیٰ^{۱۸۹۷ء}

(۲۹)

پیاس!

تمہیرے ساتھ وہ سلطنت کرنے ہو جائیا سے مروم رسمول یعنی خلیل اکابر با اڑیا، غزال بعد
امداد کے پیغام ہے۔ جناب اخوند گورنر پہنچا دے دربار کیا، میری تسلیم و تقریب تیرے حالانکہ
لطف و فضل میری اور اتحادی سے زیادہ بکھری کی خواہیں انتصہ، سے حاصلہ دل کی، اس
درگم اعلیٰ اعلیٰ اسلام نو ممالک کو ان بالوں سے کیا ہوتا ہے، یہ وہ جم جم نرخ ہے۔ دل وہ تم
کے پورا پورا ہو گیا ہے کہ کسی بات سے کوئی نوش نہیں ہو سکتی، مجھ کو خوبات کیجئے ہوئے ہوں گا وہ خوبات
کا طالب ہوں، کئی دن سے کوئی قویر دل پنڈر تحدی نظر نہیں آکی، نہ مجھے تم لے یا دیکھا
پئے بھائی کو کپڑا کھانا، اب اس لطف کا جواب جلد نکھو۔

پیغامیت پیوں کو مالی، پھر وہاں کے اور نماج، بیسا اتحاد اتا سوئے، مشتع اور مشتعل
کھو، تھوڑا۔

خوبیات کا طالب تمالت

اوائل مارچ مرتضیٰ^{۱۸۹۷ء}

(۳۰)

ایوال نشانہ!

کچھ و عافیت و نیچے دفتر کو مار دیجئیا مبارک ہو۔ مقصود ان سطح کی قدر ہے کہ
کوئی بیع اکمل المطابق ہیں چند احباب ہیرے سو وات آندہ کے جمع کرنے پر اور اس کے

چیز کو اپنے پر آمد کہ ہوئے یا نہ۔ جو دن سے سودا سات انٹھیں اور اٹھات رہا تھا سے بھی فرام کے ایسا دن میں سعودہ نہیں رکھتا۔ جو کچھ عادہ چھاف سمجھتا ہوا وہاں پہنچا۔ وہ ایسی تجویز ہے کہ خاطر میرے لمحاء سے پاس بہت ہوں گے۔ الگ ان کا ایک پارسل بناتا کہ پرسیل زاکر زیگی دو ٹھیک انکی کیس کو لے کر در حرف نے دلا۔ اب تو اس کو دے دیتے تو موہبہ بیری خوشی کا پہنچا اور جس دیسا پہنچتا ہوں کیا اس کے چھپے چالنے سے کم بھی بخوبی ہو جائے۔ پھر وہ کھو دیا۔

30

14

مری جبکی میں شاہنی بوسیدگے

عکس از این بو مبارک

اس امر فرع دہلوں کی شہر تریخ کو سُلسلی ہے اور اس کے انداز میں جانے
لختائیست، تم اپنی زبان پر نہ لاؤ۔ اگر کوئی ادھر کئے، انجع نہ آؤ۔ نہ اشیاء نہ ایکار۔
روزہ ہوا اسٹریڈت، سوت کے بعد اور پھر جہاں کا نہ آتا اور تھارے پکارنے سے
متنبہ ہو جاتا، اسے کی کی کی طرحیں شدست ہیں جس قدر افلاحت ہو نہیں ہے۔
یرے بھوط اندر کے اسال کے لایوس اور کچھ تم نے کہا، تمہارے من بنی پر کم
سے بعد عطا، میں سنت ہے جڑہ ہوا، اگر یہ مرنگی کے وجدِ الحکوم رکشایہ ایک ٹھیکانہ
سیاہ کرنا پڑے۔ اب ایک بات کو جو دلختر کھتنا ہوں، سخونیاں اور اگر ان خطرہا کام کر رکھنا
شکور ہے اور شہر کو تھانہ لے پے قریب تر ہے سمجھ، تھہ فیام ہوا؛ اور اگر ان کے تلفت ہوئے کہ
اندیشہ ہے تو یہ سادھنی خلود اپنے پاس رہنے والا گھنی مٹھی کی ہے انفل اور اگر جا بہو
کس کے آپ کو ہے سیل پا لسل ارسال کرو لیکن جلد، خدا کے دلستھ کیسی فتحتیں نہ لگا، اس طلاقے
قوہ لھا کے توہ کہ کر اصل بھوت دزیگ درستا کر رہا امر یہ ہے جن لذت مخصوصہ ہے۔ بھلا صاحب
لگرتا ہوں گیم سے دو حصے پڑ جاؤ اور ہر کوپ کوکو کرنی اک جیسے برج کا لئے تھارا خط رہنے دیا

بے۔ بہ آہ شزادی مل یونگ رئنے گے پڑھ لیں گے۔

غالب

اپنی مختصری

(۲۹)

فائدہ اُنہوں اُنہوں اُنہوں اُنہوں کی تحریر نے ایسا ہاں ہے اور اس نے سو اسکی کو موجود
ہیں جانے کے خلود کے اسال کو تحریر نہ لکھتا از ما و مال دعا۔ ملاب کے ذوق کا شست
پاکیں خوتت ہو گئی مخصوصاً ایک بیلی اللہ عزیز اور اس طالب کتب کا سوا اگرچہ اپنا انتہا تھا
ہر چیز کو رائٹ کرنے کی وجہ کیجئے اسی خوتت کو ہم کہا تھا اور پیشال کیا تھا کہ یہ سچے اسے گھو
خیں دلخواہ بیک جانے سے لے کر اس کو بیکھیں اسکی سیکھیں تقریباً انہوں نے علم و تعلقات
ہے تکمیل سو اگر کھسی اور اس سو اگر کو متفقروں لیخ رکھا۔ تاہم اکاہیں یہ کر کیں
گی اور اکاہیاں بیک جانے یا اکاہیاں بیکھیں انسان نے اپنے پیش اخلاق و مذکور ہوئے کہ اسی اور ہدایت وہ
ہیں ہے اگر خوتت اخلاق اخلاق کرے گا۔ اُن خلود کی بھیس اس کو اس اصل کیم کو زکر کروں گو
وہ خوارے بیکھیے جانے کا خدا تم کو جیکے جائیں گے۔

سیال اور خلود کے اسال ہیں تم نے بھے وہ کیا تو ہیں نے تم سے درہائے
تک کی تھیں جیسا میں تھوڑت ہوں اور سب تحرافت کو سیال لازم ہے۔ تم نے کیا بھر کے پڑا
پیش کر اور تم کی کے پڑا خلود پر ایک تسلیل بالعربي کا تقدیر پیش کر اسال کیا ہوتا۔ اُنہوں
بھاری کا لالی ہے اور شہاب الدین کا درست نہ ہوتا بلکہ یہ اس روپ ہے کہ کوئی صاحب اگلے،

صید و بند بیانے والے بغیر لذت ہے۔

غالب

کی مختصری

(۳۰)

بد است مرگ، دلت جتر از گمانی کو نیست
محکم کر کر کا ہوں کا تھیہ کا مسودہ ہی نے خیس رکھا۔ مکر لکھ کچا ہوں کوئے

پڑھیں کون کسی نہ بیان نہ لے، پھر سمجھنے جو کہ رامیار کا تصریح ہے اس کے کوئی
جنوں نہ ہے اب کے وقتوں سمجھے کہ بھائی قرآن کی قسم، بیرونی کی قسم، تدبریت کی قسم اور اپنی کی قسم
بندوں کے پانچ بیس کی قسم، دستیز کی قسم، آنند کی قسم پاڑھدے کی قسم، اتنا ہی قسم ملکہ کے
گزندگی کی قسم، مذہبیتے پاوس وہ تصریح ہے، نہ بچے دوسرا بیان پیدا یاد۔

حیات کے باب میں چور مرض کر دیا ہوں:

بہترانیم کہ، ستم و جان خواہ بود

بے میں دس پندرہ جلوں مرتکلیں گا، ایک بھائی کو اور ایک تم کو احوال پیر کر دے
اوہ گر بھائی کو جلدی ہے تو کھٹریں، اور صاحبہ کام بیع، ایک نس کا ششی نول کی کوڈ شہزادی،
جلوس پر اپنے کھوتے ملتا ہے۔ میں کہ ہر حال اور جہلیتی بس وقت سمع جو گزگز گئی دوں گا
ا) بزرگ حکیمت

(۳۱)

میر کی بجائی!

مرنا میں سین خال آتے اور مجھے سے ملے۔ میر نے غصہ مار مل جاہے کہ جلت ان
گرد پیدے، اب نہ اسے ہاں بیکے کاؤں کی احتیا رہے۔ صدید کا الجھ بچے انتکار کرے گا ایسا ہیں
کے آنے کی حقیقت اور بھائی ایامت کی صفت پر گئی گئی۔ میرا ب پا اور ایک بھین اس دن کی
دستے کر دیا ہوں۔ بیانی ریار ہے، اس کا مستوا خلخال ہے، میر ایسا میں خال کے
کوم آئے تو دریغ فکر وں۔ پھر ایسا بھائی بیک چلیا دھرنا ہے ایک قریب تریب اس کے
یعنی ہر چیز اپنے کا سے باہر نہ ہو اُس سیں تکھیر کیوں کر کی جائے گا؛ بکھشاپہ نیازیں سپارٹ
کیں گے حاجت دیں، مگر سوچ کر آئیں قلم خالکا و اندھوں گاری کیا ہو گا، مرننا چوڑھنے و بودھنے
کیس کو پنڈو جدہ کہ کھانا ہو، کوئی اس کو مکھر کسی کی لگھیں، اور تجھیں کو صحت و خوشی
اعتنیاں ہیں، رہے اس بھائی سینیں اپنے اس کے آبا اسما خال کے سلطے اُسی ہی ذکر کم

وہیں زندگی کو مانع تھم تھیں سین خال کو اس بھون پر کیا کیا چھڑتے ہو۔ اسی سین کے کئے کافی کہ
پار انکی بڑا اور بسی نتائج دیتا رہا۔ اس کے واقعی کی اعماق کی سرگزیں لیکے ہے۔ فرمائے گزر ہے
اُس کو اور اُس کے عظیل سے تم کو بلکہ خود کی اپنی نازش اُگر بھی مغلب اُتر پا کے سمجھیں گیں آجتے کہ
کچھ بجیدیں۔

ہر چند قدم اپر کر لیکے جذبہ لیتے تھکن اُن پھر "پھر ان" نے نہاد کیا کہوں جو بھی
کوہراہا ہے؟ کہاں طرز و نمراؤں "خلاف" میں اصل وہ کہاں نہاد مروٹھو ہوگے۔ فرمائے
کو کہے ہیں، محت استکارہ بھائی کس سینے لفڑی سے بنتا ہے۔ اچھا سیلاں یہ طرز ہے محسن
بھولیں، کیا لطف ہے؟ مرد تین اندر کی والی مٹرک ہی تھکن ان سخنیں نہ فارسی ہے
ڈھریں ہے۔ خارکیں پھر دن ہے لیکے اضافت کئے ایں۔ عربی جس حرج پیشی لعنانِ اعلیٰ
نصرت ہے، شاید سرسے کام ہامگیں ہو جاتی الحیثیت سرسے کی اظریں ہو تو یہ بھو۔ یہ
پیش نہ بھیں اخترے بیکھرے طریقہ استغفار استسلام ہے، جو سین سلوم ہو بگو القدر بگوں
کہ تو مسلم کر کے بھی کھوئیں۔

یہ سخت مگر اس طرز کا انصہ اُس دھقان کے کریم دادا الی کے صین کو خستہ ہو اسے اپر لے
اوہ قدر کے مظہر و میراث ہے۔ ملی سین خال آتے ہیں۔ ملی سین خال آتے ہیں، آتے ہیں، آتے ہیں
تو کیا لطف ہے؟

بکھنے س فرم نہیں۔

ذالت

سوانح ابریان مختار

(۳۴۲)

صاحب!

میں از کوہر بخت و دلخواہ ہوں۔ آج تھوڑے خطا کا جواب لکھتے ہوں۔ خدا گزر کے ہاب
کے آئی تریخ کی صورتیں۔ میرا علم مفاتیح تھیں جو بیکھر لیتیں ہے اور بھلیتیں ہاتا ہوں کہ

تمہرے لئے خدا کا نہیں۔ سسرے کی تغیری کا نتیجہ ہے ملکہ پیدا ہوا ہو تو کیا اب ہے؟ تم سے الگ رہنے
چاہیے تھیں کہ تمہارے فریبِ الاصل نہ ہوئے، معلوم ہو اکر ورنی نہیں لنتے ہدایتے ہے مدرس
احمد رہنے تھا اسرا عظیمہ۔

تلہزادن خال آئے، دوسریں اپنے بھرے ہل گئے۔ اب رواہ مکنے ہیں نہیں جا سکتا
ہوں۔ نصیبِ شہزادیوں مثلاً سعیں ہو جاؤ، ان کے پہاڑوں کا حالِ شخص کم کو معلوم ہو گا۔ بھریں
تھیں اکیا ہوا اگھاں بھک فربت ہے، پنی۔ میری تھیخت سے ہیں جسماں تھیں زیادہ کاعرص ہو گے، ایسیں یادوں
ہیں وہم، کھٹکا سے پیٹت پا کو تھیرتا ہوا پٹھر لئے تکساں تکڑا ہو جائے ہوں تر پیٹھل کی رنگیں
پہنچنے لگتیں ہیں۔ خدا نہیں، روپی گمانے کیل مرا ذہنی، کوہ ہیں مٹلا یا۔ پڑاپ کو کیوں کر داٹھوں
جاںکر رکھوں۔ بیڑا کرہو ہیچھے بات نہیں تھی، پا ہانے کا لگچ مدرس سرے ہدن جاؤں۔ اگر جاؤں تھیں
وہ سب کوئی طیاری اسکے سروکا لارک کیا گرل جو گی؟

آف از فیٹ حزیر طیبہ یا مستزادہ،

پیر فنا و صد ارب پیشیں گفت اند

اپنا یہ صورت یاد بار چھپے چھپکر پڑھا ہوں،

اے مریض ناگھاں تھے کیا انتظار ہے۔

مریض، اب ناگھاں کہوں دریکی، اے بابا، اکاہار سب فرامیں ہیں۔ اے کا جانیں تھاں تھاں
کوئی صورت ہے،

اوہ بی جاؤں۔ تھل بانے اگر بی ان کیوں

زانہ رہ بے فائدہ

مریض کو خارب۔ خالت

حمر ۲ جملائی مکالمہ

(۳۳)

باما مالی شہزادا!

پہنچنے لگا اور کہر کو کو سلط برخیز دار ملی سینے تھاں۔ گلڈ کلیاتے خارس پکنے، جوستے ہے کہ

پاں دی پیشیزت کتاب اور چار آنے میں سویں تاکہ الطہار میں اگر پانچ مرے گئے تو اور پانچ نے میں سویں تاکہ جو اس سویں والی سوانح میں بیرونی حال تھیں اور اتنا حال ہے مسلم ہے :

لیکا ہم اندھہ مالٹی ہا لے تم ہا مے دُگر

اب کے چھے میں شایدہ دے سکوں، لوہیرہ سالہ کی کیاں تھیں سے بیاس ہے سخن
ہائی گئے، خلاصہ میں اصل انتہیں۔

یہاں بے سی خدا دعا، اچھا ہو لے گا، خود میں میں تھیں ہے، طاقت الٰہ ہے الخوبی

در کامہ بزر ایسا مسرد شاہزادہ رسم

لے دلے ز محرومی دیوار، دُگر بُکھ

لکھ کیشہ، تحریر عکسہ،
نہات کا مالاب، نالہ

(۳۸)

تمہاری لذت میں ملے، افسوس خالی ہوا کہ نالہ کی گوشہ نشیت کی دعا پہنچے، بخوبی دار
گل کر کے خالی آیا، بھر سے خالی ہوا خالی کو خالی اس کی نیالی مسلموم ہے، جن تعالیٰ اپنا خصل کرے
اکوئی سڑاک ہے، تم اس کے مصداق کریں بنے وختیاں و مواقع اگر یہ تھا میں نہ تھا میں
بے یہ میں آج تک تھا کیا نہ دست میں طافرہ بھاگتی ایک بیوں تو باہر آیا تو بیوں اسی کی فہرست
دیوں، ایک دل ببر دار اس کو اپنے پاس رہنے شروع ہوا۔

شیخ کرم دلخون حسیم نوں کی تھی صاحب پرستیل بیا کر رہا، آئے، بھر سے دلخانہ
کیا اور تمہارے بھائی شباب الدین خالی سے ٹھے، نالہ نے اُن کو نہیں کی حدود اور جنہیں
کی حدود کی تھیں اُن پاہیں کے خود قرانِ عصیتیں پڑھ کر کم سے چھٹے کیے، کہا تھا کہ کل کا کی
رس بندگی کی تھی، بیکار مان رکھتے تھے، اب اُن سے جو ذکر آیا تو انہوں نے بھی تھیں جس پر تھا
یعنی تہذیبی، یعنی تہذیب و رہنمائی پر آئے اُن پر اسی حدود کی تھیں اور یہی

آنہ تھے نیز دوں اور تیس روپے آئند کئے تم دو ہیں بڑھنے مطلع اور انہیں پہنچ لے جائیں وہ سبرا و حال کی دعویٰ گیا رہوں گو طالب ہوں گا کبھی تیس روپے آئند کئے مل سین ٹانہ دے دوں، کبھی بھرنا نیک دوں، اس لئے رشی لا روپ بذریج ہو۔

بھائی صاحب کی تھوڑتیس بیرا سام کیا اور اسکا سر وال کے بڑی طرف تھے تھے ایسا۔

ویکھنے ۲۱ جزوی اٹھائی سال بخوبی

خوات کا طالب، خوات

روپائی ۲ دسمبر سال بخوبی

سال کیا تھب بھبھے بخوبی، یہ گیو آپنے تھوڑے نسب کی وجہ پر انہیں صاحب بیاد کیے
مرواہ علیٰ (۳۵)

والشہر غلی میں نوں کا بیان پختگی کے محبت تھا، ہر ہاتھ کا تھا اور یہ بکتا تھا کہ تو بخوبی
آن کے ہے، دکھلائیں گے،
دکھلائیں گے۔ جیسا کچھ لکھ گئے خفتگیں کیوں کرنے پڑتے ہیں

دوں یاد رہتا تھا، آج پڑتا ہے ابھی شاید محل گئی ہوں پانچ ماں ہوں ہے کہتنے
تو لکھوڑے سواری ڈال کر رہ گئے لکھوڑے کل ہنگائے ہوں یا آج لکھائیں۔

قیح رونکی خشنہ تحریک و بھر کیے۔ یہک دن علیٰ صاحب بیسرے پاس بیٹھے تھے اور بخوبی
شہاب الدین علیٰ بھی تھا۔ ناقبہ کو خاطب کر کے کہا کہ مگر میں اونچا خار جو ہے تو اس
کو لکھی کھتا گھر جو لکھ فقری بھی دار ہوں تو یہ کہ سکتا ہوں کہ تین جگہ کار دینیں دار ہوں۔
حدائقے باکھر دیکھ کر کی ساتھ سو کیا کس روپے سال سر کار لگریزی کے پانہ اور اس بارہ
سالِ سام روپے اور چوڑیں روپے سالِ بانِ مہماں تھے۔ ترقی کو دوڑ کرتے
ہر بیستہ میں پار بار اپنے اپنے اپنے کو زیستے ہیں، تیرتھ اپنی بنتے گھر ہاں اُن کا ایسیں لکھتے تھے میں
پہنچا رکھتا ہوں۔ تھس روپے آئند کے جو میں نے پور پچھے کھٹکے کل میں نہیں کے حوالے
کر دیں، بقصور اس تھے تھا کہ اس سال بھیں بیٹھوں رکھا رہے، بیرون اپنے اُن بھنگا حصہ

پہنچنی لکھ کر کم کو بچا رہا۔ لگوں ترم مسادیتی کر دیتے ملکواں لگو۔ نہ اپنے ٹوپی تو وہ برسی درست
خوارے پاس جائی گے جائے۔

عکسیں بنا صاحب کو قدم وس کی کر تھیں کو زخون بخانگا۔ دیائی تھیں اب ایسا تکریل کر
بیساں بیکار مالی کو کہ درست۔

پر سوال ہوئی صد طبقے خدا سب کو کیا ہے۔ سید عابد تھرہ گیا ہے۔ نہانی ہوتی ہو گئی ہے
ہاتھ مل سے کرتے ہیں اور کم کھی میں آتی ہے۔ میں پاہنچ جوں چانسیں ملکے جو ان کو دیکھتا آتا ہے،
کس سماں کا مال بیچتا ہاتا ہے۔ دن تاریخ صدریں تھیں یا ہوں۔ کتاب کا نام غالب ہے
کہ دنگھتے بیکان بخوار۔

یک شعبہ جو دبیر تھا۔

(۳۶)

ملائی سو لائل کی خاتمہ طالب کی دعا۔ یہ چارے مزنا کا سعادتی سین مال کی صرفت
تھے جو اپنے اپنے کا سال، اور ان وسیں جی سے کچھ کم کرنے کا تھا۔ متوسطہ و سرا
جو لیں سین مال پہنچ کے بعد وہ میان آتے۔ وہ کیا کرے اور کیا کہئے؟ مزنا قائم ڈھوکا
لیا۔ اپنے اگئے اپنے اس وسیں، اس کی میں ماسوا ہوں۔

جناب تمہاریں صاحبِ بھائی کے نوبت نہیں دل دی آتے۔ لارڈ صاحب کی تھیں
ستاروں کیں اکبر اور جالشیر۔ بھائی گلی گلش نام دلت سنہری تھے۔ راست کیا رہ پر
دو بیکری تھے۔ اتنا بیٹھو کی ایسا لیپیو زخمی تھی۔

خوارے تم نامدار آج دن کو ہار جیکے سلطان ہی تھے تھی۔ میں دھار کا تھیز و ٹھیز
انکھیں طرف سے مل ری آتے گی۔ ہار پر تین بیکے بیٹھ میں نے قیس کھاہے۔ کل شنبہ وہ جو نکلا
کیا تھا تھیں کہ دل اور مشقِ شفیتی نہیں بیان صاحب کو سامنے اکرام۔

مگر جو تھی مکروہ تھی۔ نہایت کا خالص۔ خاتم۔

(۳۴)

سیریں جانے ا!

نائبِ کثیر الطالب کی کہانی میں اگلے رات نے کام اور بیوی۔ جیساں ایک اور کی اتنا
دیگر ای جان لیا کہ اب یہ امر مطابق اس بولوار کے بھائیت پیدا ہو گھر میں انسانیت ملائی کہ
وہ حال کو آنا تاز ملکوش، انہم مدد و دش، مبتدا تھے جو کہ دلبر نے جزا سے محروم، سے اور جتو اور
سنگ تھے ملے ہو گیا۔ اب خلا، الدین خالد سچ تباش آئیں گے۔ مل نوش چوکار پختے بھروسے کی
مشکل میں اُس کے تھائی کے دیکھوں اُپر صوفی، خروزی بھائی پا اس گیا۔ اخلاقی، انتہا طور اور اعماق
میں ایسا نئے پڑھائے کہ جو بھائی علاوہ اور یہ تھاں کب بڑی گئے بھروسے کیوں نہیں۔ ایسا وہ تصریح
ہو گیا، اسی اور قدر و پیری میں نے دے بھی دیا میں نے کہا تو ایسے پایا ہے کہ وہ آئیں، خربیاں کو شاید
اگلے دن اٹھے۔

سچم بوا کر فیر، فہنچنگی با بسا

کچھ اس احادیث کیا کہ جو کچھ کہتے تھے، اب وہ کچھ کو دیکھوں تو شام بھوکی تھی کیونکہ جو کہ ملے ہوئے تھے اسکے
لئے وہ جن بیٹھ دیا، اُس پر بڑھ رہے کہ بیٹھنے کے لیے کوئی بھائی نہیں تھا کیجیے۔ اب وہ اپنے اگلے اگلے رشتہ
عملیتے پہنچنے تھے راتی خالد نے کام کروں۔

بھائی تم سرے لازم بھیج ہو افراد نہ بھوگی اگر میں اسی بیٹھا اسی دید و دلنشست و اگر برادر
نکری کا بھت اُس کو اپنایا تو وہ کام اور ازیزاً اخخار جانتے رہے۔ میں سے اس طبق کے دیکھنے کا کوئی
نہ ہو، اخخار اکون ساختاً ہاگر اس کام اور اب وہاں سے نہ کھا گیا؟ میں سے اس کوئی صورت نہ ہوئی
لہرام تھے، وہ میں نے اس نظر سے نہ کئے کہ تم نئے بھوڑتی لات، و ختیہ بھوڑتے لاتیں۔
نائب نے ملکیں کھو دیں ہیں، وہ اُنکا کہا دیا تھ بھی کوئی و تھیہ نہیں ایک دلت کھنپا پڑا وہ دلکش
نکریں بھائی سے بڑھتے۔

یادوں میں نہیں تھے نائب :

پاں از جل مغاریں شدہ ۶۔ خطاط

کے گوشیں دیکھ کر ایں بوسٹش موس جعلیم

بڑے سال تو حکم ہے "خون قاتی پر بیان" اذائقت نے تم کو بیکار ہے میرے بختے بیجا ہے اسی
دو سال سے یہاں طے ہے کہ اس کے ساختے کے وقت اُن کتاب کو بے رجاءٰ میراث پر لے رہے ہیں
لیکن تدبیت اور تسبیت اسے خود پر نظر نہ کرو۔ بیجا ذرا وہ بیکھو اور انہوں نے انسان کوں تھے جو حق و مصل
اسی سے جو بھے کا پیدا ہی ہے اُسی کو خسرو کرو۔ نظریں اسی مبارکی اور تدبیت اور تسبیت کی
کی تدبیت سال اور تھی، جو اپنے دیگر۔ اُن پاکوں کو سمجھ کر نظر کرو، لیکن اگر قوت ساخت کے
ذریعہ ماتحت کو اُنکے کام تھے کسیو اور بعد ازاں میرے پاس آئے گا تو میرا اُنکے قوت ساخت کا مل
کر کے خیلہ بھال تھیں ہے۔ ان بخشیت کا وہ اُنکے اڑا اسی ہے۔ تیر بیٹھاں نے اس کو خود کی
تھی۔ لیکن اسی کی خواہی کو دو دو اور اس امر نہیں کہ جو تھا۔ اسکی لکھنی سے دل نہیں نہیں ہوا اسی
لکھنی کے پتا اور دل آپنا خسرو ہے اپنے شخص و مشریع نہیں۔

مننا تائیں۔ اپنا نام آئیں کہ تدبیت کھایا ہوں ایں اسی مبارکی کا یہ کیمی کے
سمادھر کی تکھوں۔ فقط۔

تکایا کوئت، پہار شنبہ ۶۔ مئی ۱۹۷۰ء القبول محمد احمد باہی صاحبزادہ

(۴۵)

اسٹائیلی بھانا!

ٹھوکی اور گلہار کوں کی لکھ رہا تھا کہ جس فوج کو کھینچا؟ کیا تیریں ہیں مر جو دھے۔ صہیڈ
شہاب الدین خاں سلیمانی وہی۔ جس سکر کیا کھینچا؟

تیر خون مکے دیکھنے سے لکھ رکھوں گرتے ہو۔ اگر منابی میٹھے اُندر کوہ سبب از جاہ
ڈو یکھا کوئے کوڑا بیٹھ کی کتب سیڑھا کیاں سے موجوں جوئیں ہے؟ انسوں کوئیں نے عربی بھائیوں
کیمیا ہے اب اسیوں یک سہو ٹھیکت ہے، میرا اعزازیں تو تحملہ بھیٹ پر ہے۔ انسوں "و"

”فروں“ ایک کوں ہو جاتے۔

یہاں کے طور پر سے ہا و جو قریب نہیں اور تم پر جائی ہے بند آٹھ کم، وہ بیچا فر
وہ خود اختر دیکھنے پے صبر نہیں۔ میر پر آگیا۔ مل سے کوئی لڑنے سے تکتا۔ باقی سے جسیں لکھا۔
بے باقی سے اگلے جاتے کیا انہیں حمل کیا ہائے اگلے اندھہ لکھتے ہائے اگلے قبادیں حمل
ہیل گھونٹا کی ہیں تھامے سے یہاں آتے کے اپنے کچھ مرنی کی پانے اگلے جسیں ان دلوں صورہ
لگا ہوا۔ مرحوم۔

محمد بن الہاری شعر غصہ

پارہ تر ہو اگر تر راری

جیت پا خدا کہ از چو من پھرے

ناک رشی عزیز تر راری

گفت یعنی است از تو خواہشی تر

کر تو گنجینہت گھر راری

گنجایی سخن حوالہ تست

لودہ ہیں تماجے لے پھرے راری

ہیل من لر کھاست پالی پند

بیسر کا ہر چہ در نظر راری

غصہ ایک ہر جد پیسا لے

زندہ من گی دی، اگر راری

صریز نیلیں اکن عمر حیتاں

کر عیاریش خیر راری

یکثا زور دنور بمنزد و گھرے

کو جیں صد سا سخن راری

گفت: ہا با فنا نہ بروہ سوت
پر فرد و ریزم و سپے برد ارگا

بر اشتہر ۲۲ دی ۱۹۷۷ء
بعل بن عاصی

(۳۹)

حال برداشت

نالے کو اپنادا گو اخوند خواه تصور کریں۔ مادہ ہے جوست کی کرد آپ تالیف نہیں کیا تک
اوہ اور کو اس امر خلیل کی تکمیل دیں۔
بعل ایکھڑے پریس میں حملہ عہدت ہیں ملکی تحریکاں کو دیتے ہیں کہ اہمیت دعوت
کیا تو اس کی جو میں تصدیق ہے لیکن

عہدیا اور پستہ بخ خوارے حناتیں بھائیں۔ شلب کم جر بچک۔ احریاٹ گئے اشیاء
اپنے کر جانم اور سکی کو طول اور صافتوں کو ظاہر رکھنا ہر چند تک دکرو۔
گلکل خلیل احمد کو سے پیدا بریس پیڈا تھا جیسیں ملکتیں جن پیڈا اور اکول۔ اب کے
جہب کے بیچے اپنے والی برس افسوس ہوا ہے۔ اس نے چیا شہر سکی کھ رہا۔ انکی تحریر د
تحریر کا کوئی لامبا۔ اکبر اور اپنی میور صاحب سے تھ۔ اتنا کے مکالمت ہیں کہتے گئے کہ میور اپنے بھان
کے ساتھ لاد لیکس صاحب کے لٹکر میں موجود تھا اور ہو گئے جو مکالمات ہوتے ہیں اس نے
ٹالیں نہ کیں۔ بے اکول بھولنے ہے وہ مگر قیاد پر ہے اس کو کہا کہ مکالمات تو سارے بعد ان کو تو مکالمہ
ہے۔ جاہ پا گوارا اور بیرگی کے زخم ہیں۔ وہ ایک بیمار مقرر ہے۔ وہ آدم کا اُن کو دیکھ کر
بھٹکا کر: اخاب صاحب ہم اپنا ہانتے ہیں کہ تم جو خلیل صاحب کے وقت ہیں پھر کا پا چاہیں
کے پہنچے؟ یہ سوال کا پتے کیا کہ، دھرم سماں کیا الگیا، جو تھا۔

تمہاری بیان عزیز اور یعنی درود اسے ہے تک مگر اور

(۳۷)

ابن سوہانی طالقی!

خوب صاحب وہ بیٹھے تھے کہ اپارت دے پکڑا تو یعنی خیر کو اٹھی جسیں کرتے میزانی نہ
تھے کی زبانی بچکر اپنے دل، العین فیال سے کہ پچھے آپ کو قدر نہ گئی اب تم شون
سے ملے ہو اور دیکھنے کا سلسلہ کو جسمے پر پھر تم کیروں خاتمے نہ ائے وہاں نہ اپنے لے
استدعا تھاں کی تحریری طرف سے حسرت قدر کی اندھل سریکی کی کیا وہہ؟ اگر ماں کی بیوی
بھوٹ ہے تو تم کی کھوس کر ماجرا کیا ہے؟

مرزا بیویت میں نہایت خوبیں ملائے ہوئے اور جو دلیل ایسیں بھائی صاحب کے
مطلب، مرزا عبید القادر بیگ کے تھیں کے ساتھیں مرداں نہاد و بھتے ہیں۔
شہر دا ستر برکت دل

(۳۸)

مرزا طالقی مرزا!

ذرا بھر سے خطا لکھنے والوں میں سے بے تعداد بادشاہی کو اختلاط بلکہ ایسا دارم اب بھی کہ
طریق کی تونگی خریجی تو فکر، خلائزی کا سوتی لا تھی کیا۔ انگریز جانشیوں کو ایک سکھ سے کہ دفعہ یہ
خوبی نامہ "بلا برا بیک" میں لکھوئے اور جزا وہ اپنیں خود بیان کر دیے۔ جیساں تصور کا مزہ
الٹھامہ بھول کر دیکھوں کیا لگھتے ہو؟

وادی کی صاحب سے کھانا، کچھ بھی صاحب سے کھانا، ناٹب سے کھانا اور کھولوں
اپارت دا آٹا اس کے کچھ کچھ مکانی ازماں ہمیں؛ اپنا میرا بیک کچھ اس باب میں کہو، پڑپتیں سمع
ایک مددیں ادا کیک سیلانا کوئی نہ سمجھ رہا رک۔

پھول کو مرید و معلمہ اپنی اسٹان کی خوبیوں میں کھاتا۔ استاد صرحان صاحب کو سامان
خود اور بیٹلے کا کر تم دل آزاد اپنی اسٹان سے اپنے کے جانکاری الجمیں کا مال بیکرہ۔
جنیات کا ناٹب ناٹب

(۳۲)

میری جان!

تی را نظر لے آیا اور میں سین خالی تمہاریں بھی تشریف فریا۔ انہوں نے شہنشاہ کے سامنے میں بھی
اور اگرچہ بھائی اول شہزادی میں بھی احمد اخداں، پیش کیا۔ میری شہنشاہ بھائی کو سن لئے گئے تھے کہم کو
ان اسرار کی محیثیت تحریک کے پس پڑے تھے اپنے کافی دہان و دہان و تکونی و نام کے امور میں اٹھتا
ہے مگر دل انہیں پکڑ جائز میراں بھروسے کر کر اپنے کیا کیا۔ ہے نظری!

بما جنادہ خوشی ، باغ خود غرور دسر کشی
اذ اذ ز خورشہ آخر ازان کیجی

کوئی حقیقی دستیش رکاوے سو تباہ ، ایشور کا تھریز بوجانا علاوہ۔ افراد جو ہے میر کے دلسا
بیوارا بانگو و بیمار بیجاں کیوں بیگر جاتے۔

بکر و دیگر مکمل

نہیت کاظمیب . خالتب

۹ ربیع مکمل

(۳۳)

لو صاحب ادھر عز اربع بیگ مرے اُن کی تحریث اُنہے لے دیکی۔ شہزادی بیگ پیدا
ہے مگر اُن کی بیچا جو گنجی اُن پر شرک کر دہتے:

لے دلے ز خروجی دید اگر وحیر بیک

سچان خدا جانے اکس طریقے پار سطہ بیکو کو بھی ایں۔ شہزادی نہیں کیا زیری
لے ایک لذیثت کو خود مکروہ۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے سوچنے میں مر جاؤں۔ مٹھا اس کو بیٹا کر کے
اس کا اہم تجویز کر دے کھائے۔ یادب اُس کو سخت دستے یادب اُس کی امریت حادتے۔
تھکنے پڑے ایک اپ پڑیا نو تھے ادا یہ یہ بیک اُن کو کوہ لوک کے سر پر ہاتھ دکھ۔

درستوری مکمل

نہیت کاظمیب . خالتب

۱۰ شہزادی مکمل

(۳۴)

سیری جان!

تاساری کو مردہ کا رہ ہے۔ لیکن اگر وہ بھرپوری میں باقاعدہ نہ ہے، آئندہ سے وہ مار دے۔
لہ آئندہ شر اور پامادہ رہ ایک کاروائی فنازی ناچھلات اٹاٹا۔
خدا کے بھائی مسیاء الدین خالد کے بڑھائیوں میں میری بے کسی پورا نام نہیا۔ میرا
شہاب الدین خالد تھا۔ امراءِ خلقد میں مگر علیاً تھا۔ بلا میر خون، زیر حب، مدعی بھے
اپ میں کلّ التوجہ و محنت شامل ہے۔ خست ہاتے ہی ہاتے ہم مانے گوں سے تو ہی نے
کہ اپ میں کوئی خصیت کیا جاتے؟ ایک بندھا کسی بھی میں جلتے ہوتے شوک کیا کہر چل دئے گئے
تو ہے بڑھاپا۔ ابھر اُور دیکھا جب ڈالا کر کوئی نہیں ہے کہتا ہوا فراساک۔ جو اتنی میں کیا پھر
پڑتے تھے۔ والسلام

جنوری ۱۹۷۰ء ۲

فالبِ ستمام

(۳۵)

سیری جان!

نئے سہالن کا تدم تم پر مبارک ہو۔ اسے تعالیٰ تھا اسی لور اُس کی اور اُس کے بھائیوں
کی فروعات میں جگت دے۔ تھا بھائی طنز خیر سے صفات بخوبی معلوم ہوتا کہ سیدہ بھائیوں
سیدہ ہے۔ شاپ اُس کو عزیزاً اور نایاب عزیزہ باتا کے۔ وائیخ کسرو زادگان رئیس ہو۔
خداماً تھے کے نام کا۔ اور ہر کوہ بخطہ کا ہے کہ ایک تھے کافلہ اُسی میں لے سراہ پڑھا۔ الطیب
و بذریعہ و شوئی و دھوئی اُسی کا پران جب کچھ کوئی فتویٰ صداقت سے تھجھ خون دیا جاتا۔ بھائیوں
ہدایا۔ ایسا سخن اُن کو ایسا ہے اُن کو طنز اور اُن کا جزو جسماں وہ ایکار رفتہ یوچلے
تو زرا ثم جدہ اساغر اول دُنہ کیجاویلے کر کئے ہیں از بھان۔ تکر آئے ہیں اپنے کر آئے
پی عقل لے کر آئے اور پھر کسی روٹل کو بہت سے کسی کھیڑے کی داد غلطی۔ گیلانیوں کو یہی

نیاں سے کہتا ہے ।

جو ہر سیل من در تے نرگار بسائے

آنکھ آئیں من صاحب دیر داشت، دیلغا

بھالی اس مرضی میں بکھر جاہم طائیں اور ہم رہے ہوں۔ اگرچہ کب لفڑیوں کی رجیلے
پڑے ایساں کی قسم میں لے پائیں انکھ و نظر کی داد و اخاذہ ہاں سے پانی نہیں۔ آپ ہی کہاں تپ
دیں ہیں۔ تکھنی دیکھ دیکھ لے ایشاد و گرم کے جزو والی یہرے نماں کے بھروسے بھروسے ہیں لہذا
بڑی کب لفڑیوں نہ گئے۔ دفعہ خاتمہ سے جمال کی کب لاٹیں اور جسیں دوں اور اس میں شترخی اور
بھرمن کا دنیاں سوت کی دسی کے دلکھوں مل جو پیارہ پاصل ہوں۔ کبھی شیرخون بانکھ کیسر
کیجاں نہ ہوں۔ کبھی جمعت جس پیچا۔ دو دوست گھوہ کو کبھی عالم ہمیز رائج ہوں۔ اگر تمام طالبین
دہر سکا کہ اسیں جس شہریوں درجن ماس شہریوں تو ہمہ کافی انقدر ہائل۔

ذہن سے اٹ میساد

ذہن سیان سرا سے، ذہن سا نا

ذہن تھی پر سی پیکھاں بہ رہا

ذہن فنا سے را مشکل اس درد بھا

خدا کا تھیس، خلق کا مردو، بریجھا، ناقواں ایجاد، تقریب، تکبیت ہی گرخادر، تباہے
مال پر خود کی رہا اور اس کا انکھ بھم پہنچا دیں۔ وہ انکھ بھم سے سب سے بھی دے سکتے ہیں
و اعلیٰ تھا اس حال میں۔ بیکھاں میں بھی سے سامنہ ہیں تھیں اس حال کو نہیں تھا تھا اس
نازیت تھا اسی اور تھا اسے پھر کی جان دیں اور دکان تھیں۔ یہرے اور معاملات تھاں میں کمال سے
تھیں تھا کرو، وہ بوسی کو بھیک، مانگتے تھے دیکھتے تھے اور خود دیکھتے تھے اسیں بھیک اٹے، وہ میں بھل۔
سچ اور شریش۔ شاید اسیں از و سیام ملے جائے ।

۲ فرمائی میخانہ

(۳۶)

صاحب!

کی تھا اسخط پہنچا۔ آنے اُس کا باب لگو کر رداد کرنا ہوں۔ جب بیگ شجاعہ بیگ
معذالت بیگ پناہ مدد بیگ میں صونالی تھے۔ خوال بیگ آنے کا تمہارا نا۔ اس بیگ کو بیگ
بیسکتا ہے۔ پس جب جیدے اور دلیل صید ہے تو کیا جیسی ہے کہ جملہ شہزاد اپنے اس بیس
میں تم اسکر ہے ہے۔ میں تو اپنا ہوں دا اسکر۔ اس مادہ مہاراک میں اعضا نے تکمیر سرکار کاں جنگل
تزمیں بوج کا پاریوں کی تیزی کو سر بر لشیں کا گالا گھنے کر کر جانے جوں جوں بیگ وطنڈی کا سامان
اور دیگر جندہ جاتے۔ لیکھ خوشواکی سوار کی تیزی و حجم سے تکھے۔ میں اتفاقی یا گیر وہی موسم
ہے۔ زوالِ سورتی کو سر بر لشیں کا زمانہ ہا ہم ہے۔ خست کے آنکھیں بوجہ والی تجوہ بنتے
ہیں۔ کیا آنے بخوبت بچے آیا ہے۔ کوئی پیشیں اس بوجل کا ٹڑکا ہوا ہے۔ لیکن میں جنہیں نہ اپنے گھنکاں
اور تیرے دیوار کا مشتاق رہ جوں تو کو سر بر لشیں اور بول کارنگ روپیں ملتے۔ اور سوار کی تیزی
تیزیاں نہ فرالے۔

خواہ الدین خاں اور اختر لامیز لفڑی تھوڑہ وحشی تھوڑی ہے۔ فتنی اسی تھے کہ میں جانیں جوں
اور تو مولوی ہے، اور سے قاتم، اسکی کو سر بر لشیں کی واووے عقل کرامت ہے، الہام ہے۔ عطف
بیت بیت بیت ہے ہے ہے۔ اسکس تعداد مناسیب مقام ہے۔
صہبہ کا مقدم تم پر صارک ہے۔ ثابت کہ سے لا جاتا اخافر استبلے ہے۔ لیکن اسکی پولے
ہائے کیں بھی انتہا قتب ہا۔ غریضہ جو اکنہ اسی لامیزیان صاحب کے نام پر ہے۔

پنجشیر ۲۹ دسمبر ۱۸۷۴ء

نواب

۲۲ لارڈی مشنری

(۳۷)

سکر ایز در کر ترا ہاچہت سلیخ نتاد
حمد بال رقص کن ل ساٹر شکرانہ زروند

نہ سیال بھر طائفوں والا پڑستے

ترنے قال بستانِ میں دیوانِ زندگی

سچا، کم جانتے ہو گئے عالمِ رام پھر تھا۔ اصحابِ صادق ہو گئے۔ چھری خاتون
بچے کو بڑے بھول کھانا لکے ہوں گی لیرو و غیرت میں میں نہیں کی خیری سے حکوم ہوں گئے۔
مزراحت نامدے ہے۔ ایک بار میں صاحبِ کشکر کی میارت کر گئی تھا۔ فرشِ مزرا کیا ہے میرے مانع
جی کو مزاد کی خبر ہو جو آیا۔ بھائی صاحب کو میرا اسلام کہنا۔

ایک فنڈے بھی کھوتے رہنے کے لئے
قالب میں شلے

(۳۹۶)

پاہا میں شلے!

نہ کھلی، نہ اٹھا۔ تھاریں آشندے حال میں ہو گئے تھے ہیں۔ کم گھنیں تباہی کیا
والی فہریت سازی کیا، ایک میام کھرے پا نہ کر، ایک تل دھرے سما نہ کر۔ ہشت تلے پا نہ کر۔ میں تھامے دھو کو۔
میں پا نہ کر کہب، میکھلے دھو کہب، ایک جا کوں ہو دفرنے سیکر کو دھکھوں۔ ایک تھامیں تھے میں سیکلیں
کو لکھا۔ جس سے اُس کو جواب آیا۔ روپیلا پیٹھے سے سچنی میں ملکا ہے۔ نہ اُس کو سخت فیٹے
شزاریں بیک کہاں اللہ ہیلے اور اس طرف چلیا کہ شہاب الدین تھاں سے سیکل کر گیا۔ پھر
دھکوئے صدفے طویلی خسرو والی دانستہ

یہاں سا بیٹیں کے دہ سالاں ہم ہے یہاں کو جیشید اگر دیکھتا تو سیاں دو ہیں۔ پھرے
دو کوک پر آکار پہنچا ہے۔ ایک بھتی ہے۔ آئیو دس دن سے وہاں نہیں ہو پاتے۔ پہ سوئی
صاحبِ کشکر یہ اندھری بیٹی اسے چند رہا ہوں اور میوں کے آئے اور میوں ہیں اُنے کچھ کم
کو صاحبِ اندھری کیا ہوتے۔ سب اس کا درد رام یونیکے جہاں اُنکی سر شنبہ پاپخ دکھر سمجھ پرندہ
ٹھٹے غسل سے آنکار پر کشکر ہوتے ہے گئے۔

ہلاکیوں کو بھٹکے اور اس کو لپیچے نہ دستے ہیں کر آئے۔ دیہریں نہیں نانزدیں نہیں

جس سے روپر پہنچنکا ہو لالا تھد دلکش کے عرضے مگاہ دہ جڑاہ مدیپے سے کم نہ تار بوا ہو گو۔ آن
صحابا جب مالی شان کی رفتت ہے پُن، نام کا کلی یعنی کافی تھے وہی آنکی ازی کی وجہ تھا
کہ رفاتِ دن کا سامنا کرے گی۔ مثافت کا وہ بھوم حکام کا وہ بھی کہ اس پیش کر طوفانِ الہام
کہا چاہیے۔ اگر لجتا ہے کہ صاحبِ کاظم رحمۃ اللہ علیہ مالی شان کے ال جائیں لے کر فی
پہنچا ہے رسول۔ رسماں کی تصورِ سمجھنا کہوں، تداریفِ شکل، شانِ بھینہِ مالی میں، الہامِ نادیں
فریاد کے کچھ بھرہ، اللہ یعنی تفاصیلِ حرم و خاتی، باذلِ کرمِ متواتع، خشنیِ بتوہن، شرِ فهم،
سیکلڑوں خیر پارِ نکلم کی طرف تو بہ نہیں، خر کھتے رہی اور قوب کئے ایں۔ جو اسے ملا ملکی کی
فریاد رتے ہیں، ملکتہ بھیں لیے کہ ان کے دیجھے سے فلم کو سول بھاٹ جانے۔ فیض بیان ایسے کہ
آن کی تقریر سن کر یقین دیتا رہا تا اب تک آئے۔ المام ایسا اللہ و قللوه اجلالہ

بعدِ الحکامِ مالی طالبِ رحمتہ بہوں کو، بعدِ حوالہِ رحمت دلی جاؤں گو بخاطرِ صاحب
گی خدمتیں ہیں، بشرطِ مسانی و تابِ گرانیِ سلام کہتا ہو، کوئی لکھنی خیر و مافیت کو تم کو معلوم نہیں ہے،
وہ بھجو کوئی نہیں۔ چیزِ بھرپور تھیں کیا پیدا کو دل ان بھی کے آنکھ بجا پائے ہیں۔

۶۔ و سیرتتہ

(۳۹)

عززا!

روپر پہ لالا تھد، اُور پرد سانتے بھر۔ لکھنک کے سات پیکے بازیں غاہ اوسمیں می
بودھ بھر، اچھوڑتے ہو رائٹو پھٹے لے کے دل کی داد برئے، دو توکا یہی سے آن کے ساتھ
ٹھیں کوئی بھرنا کیا تھا ملکی سی لیکھا دی بھرپور ہاں ہیں۔ توابِ صاحب نے دلتہِ رحمت ایک بیک
و دلدارِ رحمت کیا مل نہیں بیگ، ان منزکیم بیگ و دلختے سے رہیاں داروں اور اپنی بھن کے ایں
سکن ہیں۔ کچھ ایں کہ تیرتے ساتھ دلی چلوں کا کامدِ دلماں سے لے لایا جاؤں گا، بھرے سے پہنے کامال
پہنے کہ اٹھا، اٹھا، دلی اسی پہنے میں چھوٹا گو۔

آپ چالنے کے اور لفٹنے لئے بخط کر شکل ایک مطلب پر تھا، اس کو تمہے ناکری
ہے لکھ لے اور تاریخی محدودیات کی اسیں کو اگر پہنچنے پڑے تو اسی پر مسئلہ مقرر کیجیا یہ دی
بھائی تھے۔ بڑی تھے، کہا تھے بخیر و خط و فکر کا اول تھا۔ مکتبہ فیصلہ کیہ کہ کوئی کام دن کا رہنے
نہ ہے، اسی قرآنی کے آیات کی زبانی بھال کر لیا تھا حال کم از کم اپنا سماں ایک دن کی کام
کرنے کرتا لاؤ۔ جو اب آیا کہ اور کچھ سدا خوبیں صرف حکایات کا محدود تھے۔ سہاس محدث
تینی گروہ اور ایک شرکا کا وکیل وہاں موجود تھے۔ اگر وہاں امر کر کر کرتے تو میں ان سے ان
کے خلاف اصرفتان کے ہم خوش باخط نہ کوئی کام ہے ہر حال اب بھائی کا صدر دریول کو جو بیخ اور
کو اپنے نام اپنابعد کر مطلوب رک کیا ہے۔ نعم۔

بسم ۲۷ دسمبر ۱۹۵۷ء بادہ پر دو بیکوں کا ملی۔

(۱۵)

صاحب!

تم کا خط پہنچا۔ طالب حل تھیں ہم تھے تو لامے خل تھے جو کو خوش نہیں کیا اپنایا۔
بے کی کی وہ

لوگوں بے خیال خوبیں سستم داند
کافر جگہاں خدا یہ سستم داند
مردم ذمخت ہبھی مردم ہ مردم
اسے کاش کئے ہرگز کچھ سستم داند

بھائیوں کے سفر نہیں تھا۔ بازیوں کے تھے ڈریکا ہے جو ہر ہمارے سیر مسلمان اخون
کو احسان کا مسلمان کر کر پہنچا دیا ہے، اسی کو تقدیر ہانتا ہوں،
تائب لانے ہی بے شکی خالی
راقتہ خل تھے ہے اور ہمان عزیز

ہزاروں خواہیں ایسی کہ ہر خواہیں پدم نگے
بہت لگئے مرے اہن بھکن بھر بھی کم سکے

پسلخ اور مطلع مندر بند دیوان بے ہنگار اس وقت یہ دو دوں شریب مال خفرانے
وں واسطے کھد ریے گئے کم سے اٹھاڑہ بھرہ مانگے تمام قیادتی ہیں۔ یا کئی ملکی صرف
دو صرفے آنگے کے بھے جوتے یاد آنگے کہ دو دا طلب دیوان بھی نہیں۔ لفڑی پر ملکر کے ایک بھٹا
اہ پانچ شرکھ کر ماتھیت کی ایک خزانہ کم کو بھیجا ہوں۔ بھائیوں کی بھوی کہ کس میہوتے
و پچھے بھیجیں باقاعدی ایں اور وہ بھی بلند تیرپڑیں:

بہت کبی فلم جیتی۔ شراب کم کیا ہے
خام سانپی کوڑہ بون بیڑ کو غم کیا ہے

مطلع نامی۔

رقب یہ ہے اگر احادیث اس ستم کیا ہے
تو سری ہنزو دراٹی جانتے ہیں کم کیا ہے
کے اور شب کہیں کہنے تو سانپ کیلادے
گول بناو گے وہ راحت کم کیا ہے
کیا کرے کوئی احکام طالع مولود
کے بھرپڑے کو وہ اس جنگل کم کیا ہے
وہ مشر و نشر کا نالہ کیشیں ولطے کو
لعل کے واسطے ایسے کی پھر ستم کیا ہے
وہ داد و دید اگر انہوں نہ شر طاہے جنم
وگزت بھر پیاس و بیام جنم کیا ہے
خون کی خانہ نالہ کا لائب کی تکش فشانی
خشی پتہ کوئی انکن ب اُریاں اُپر ہے

و صاحبِ حق اور فرمان تھا تو ایسا بھائی اگر اس خروج کا سودہ ہے پا س نہیں ہے
اگر پا س نہیں تو کوئی اور اندو کے دیوان کے حاصلیے پر علاحدہ گئے تو اچھا کر دے گے۔ اگر خداون
و دولت خروں بارہ فتح۔

۲۶ دسمبر ۱۹۴۷ء

(۵۱)

بخارا!

لیکن خدا جعل تھا رے دخطلوں کے خواب میں تم کو بخواہوں کو آتی ہیں تھی الحضرت ایاں پیادہ
کے قرآن کا آنے سے میتے تذکرہ کیا۔ فریاد کرنے سے سیر کی اس کو کھو بیجا کہ سال بھر کی تجوہ کی۔ سید
نگاہیں۔ یہاں سے مرد پر یہ بیکار دیا جاتے تھے۔

آقا شفیعؒ سات شبانی کی اور سیوس و سیم کی تاریخیں سمجھی تھاں سے مجھے کہ لانا ہے
دھرم کو داندھی نہ ہے۔ میں پر موسیٰ یوم الائیں کو صرف چھاہوں لگو۔

اول ما آخر درستی اور اکرام و عزت

آخر ما حیث تھا ہی؛ از مال و دولت

لندھ کر کر دیکھ کر ناریں بھٹکا کر، بھر سے جندی کو چندی اس۔ لیکن نسل جھوٹ نے رینی
کیا۔ لیکن الحضرت ایسا تھیں جو فلوں کی آئیں گی۔ عزما نیم بیکیں مزدیکیم بیگیں جو دینیں
بنتھے یہاں دار الدین اپنی بہن کے اس ساکن ہیں۔ تراویک مددانے تھیں فقیر پر کی رحلہ
دو بیانیں۔ فتح۔

شبانی ۱۹۴۷ء

۲۶ دسمبر ۱۹۴۷ء

ذالت

(۵۲)

سیان!

پڑتے وقت تھا میرے چپائے خیل کی داشت کی تھی۔ رام پور بھاکار روپے سن و بتا ش

و تو انہیں بخواہیں۔ لٹکل سے ملا کر لئے اسپتے بھروسے سب نے جو سے سب یا کرو تو اب صنایوریں خالی کے واسطے ہے۔ اب پہنچے ہائیک بھٹکے پہنچے تم نے خیل مانگی، بھائی کیا تباہیں کر کر تین بھرپوریں اگر سہم خرچ پڑیں۔ دس روپیے تک بھول گوڈلی، تو اب صاحب سہائی۔ ترشنا نے جس بھی دل تھا، ایک ایسا کے باس پڑھتا ہوا ایک بھرپور پالا۔ تکھاں کیا وہی؛ بیٹھے بعد خالی کے بھوکے تو راغبیں میں چہاری تھیں اُنکا بتوانے کی لزست کہاں و تج لئے کوئی جیں جیں جیں جیں پاس بانس کی تھی کہ نادا اس کو اچھی طرح بخدا اپنے بادشاہ فرمان سیر اوس کے اخوان قوش را رہیں فریا سیر کی، اس نے با جسے کام طرد کیں گے۔

شہر ۲۵ شہان شہنشاہ

شہزادہ کا طلب۔ ناالت

دہ بھری شہنشاہ

(۵۳)

میں ای!

میں اصل اونٹھر کی تحریر سے ہے کہ اُنکی کیمپیاں ہے جسے بو تو یہ سال کی تحریر
جانے کا صال بخوبی۔

میں اُنکر کی سدر کا لکھا ہاتھے جو کم نے اس حدود کے صفات لکھے اس سب کوئی
امن، حیثیت افسوس، حادثہ، بیویت بردا، بھروسی، تحریر بخوبی ایک بار میں لے کر کا کوئی مشن
میں نہ بھائیں کھائیں۔ ایک بار بنا دیکھا کیا ہوا تیر کیا ہوا کہ اُنکے لئے جو قیس اس کے اب
میں لکھتا تھا، وہ تو اس کی رہی کہ جو نے سنا تھا کہ کم نے اپنے سماں گھوں سے کہ میا ہے یا کہ
چاہئے ہو کہ اس کو بذاریں بے حرمت کریں اور نلافت ٹھیکہ مرضیں ہے، خلاصہ کہ کوئی تھسے
نہ کریں۔ یہ موجہ اس قتل کا ہے جو میں نے تم سے پہنچ کر اس تھا کہ تم بول تصور کرو کہ اس نام کا
آدمی اس لئے ہیں جو کہ اس شہر سے کوئی نہیں۔

ناالت

جولا فی شہنشاہ کے بعد

(۵۶)

خوش ہے یہ آئے کی برسات کے
ہتھیں بادہ چاب اور آم کائیں
سر آف نبڑو میں لیا احمد سے زید ہم
کر دلی کو چھوٹیں ، نرم ارو کو جائیں
سوانح کے جو ہے خلوب جمال
نے وال آم پائیں ، نہ انگور پائیں
ہوا سکر بادہ چیزوں کو کہ ہاں
ایک چاکے پوچھ کر سکا پکائیں
روہ کھئے ، کھاں پائیں ، اپنی کے پھول
دہ کڑوے کر لیے کھاں سے منگا کیں
غقط گوشت ، سو بہرہ کا دیستے دار
ہمرو ، اس کو ، سیا تھا کے ہم خدا اٹھائیں

قطعہ

خوانی پ سوے خوبیش و ندائی کر مردہ ام
دلانی کر مردہ را رہ و رسم خرام نیست
نے مشیخ سدو ام ، نہ الیخشا ، مرگ من
از عالم جنابت و مرگ خدام نیست

۱۹۷۸ء۔ سیدنا

29

اپنے کی سے عزیز فراز بھائی میرزا علی اللہ نگانو و دہر کے
خاں دیوانہ پھر سال نگارش نکو ہاں بھاگیں میں نہ دستان نہ
انگوڑا پا جائیں و خلیفہ فرار کی راہ سے جعل کو کھسایں اب تک
چار کم انتی میر سکے مریم خ اور جا لکھ میر زندگی برسون ہا
کو ہبھوٹا تھی خیلے نہیں ہے کلام خ عزیز شاہ بڑا ہبھا کو
ایک دس کھنی ہیں آدمیوں درد ہے چار ہنی اپنی شاست ہبھنی دی
بیکیں دن کے باستہ گئی ہے اپنا نجات ہو ہیں میں اپنی سلطان
سے یہ تو لیع نکر کیہے یا ہبھا ہبھا اور ہبھی نظر دنڑا تم میر جان
کو ہبھی ہبھی میر شاہی دل نکو ہبھر مگر جنین جس بھوک جانی ہبھا
دیکھا نکو جائی اور جسیکی ہبھوکی میں نکو جائی ہبھی نکو جائی گل نئی امک
بیکر و حمد و دکمال و حکرم بکشید سخن بکھل دشہ بہل
بیکر و حمد و دکمال و حکرم بکشید سخن بکھل دشہ بہل

ابوالثمان والشاعر محمد عزیز از جان امرونا ملکه الله زین ثمان کرد یا به سمع شنید
مالک دروان را بخواست.

سالہ بزرگ دشمن کو یاد ہو گکہ، جس نے دیستاپ فارمگی کا تم کراپڈا جائشیں و ملیز کرا،
دے کے ایک سچل لکھ دیا ہے۔ ب جو پاکم اتحاد برنس کی طرف ہوئی اور جانا کہ میری ارمنی ہندوویں
کیا بکر ہوتیں کی تھیں۔ شاید اب رہ نہیں جس کو ایک برنس کہتے ہیں اور جیوں اور دوچار
نہیں اپنے مات بخڑے اس برنس کی امت دعویٰ ہے۔ باہت ثابت خواں میں اپنے وحی خدا سے ہے۔

زوجت کو سخنہ بیا ہوں کہ ان امور میں نظریہ و تئاریم میں سے جائیں ہو۔ چار یہ کہیں سے ہدایت والے بھی بھی کو بانٹتے تھے، ویسا تم کو چاہیں اور مجس طرح بھی کو حاصلتے تھے تم کریں۔
لئے شیخ خالیہ اللہ اول وجہ وہیں وجد ہے جو بالذکر والی مکاریم۔

بچپنہ سچھ مصفر خداستہ
۱۷ جون ۱۹۷۷ء دہلی

(۶۵)

سندھ و اقبال نہشان مرزا علی الدین تھاں ہے اور کو نقیر سدا الشکر کو دیا ہے۔ کل شام کو خود ہم کا آنکھ اپنے آنکھ میں پڑھ لیا کہ دھال کر دیتا مانتہ دہانت و دلخواہ کرنا ہے۔ آئے نقیر کے چیزیں کو غریب دستے۔ خوب کو جذب نہیں رکھتے۔ سین ممال کے مکان میں آئا۔ مہریا۔ اب دہان لئے ہیں۔ اگر بھلو دیا آنکھ۔ پہلی نیم الایک دوسرے تھارے ہم لکھا ہے۔ جو کچھ ہی جا ہاتھے۔ وہ مغلیں تک سکتا۔ نقیر میڈ آف سا ساپ کو دیکھ کر لوں۔ سجن کو سرا بزر حاصل چکا۔ الات جان پر کر پہنکیں کیس کو جائز ہے۔ پہنچ دیکھاںی راست جائے۔ مرزا ہاتھی مالی بھائی و مرزا صیفی جی نہیں۔ بعدہ جتاب آف سا ساپ کا نہم پر کیا کھالیں۔ لد کیا کی کی تھہست گزاری کو اپنی سعادت اور سیری کو شکوہی کی گھیں ایس۔

اہ! مرزا مالی۔ اگر کوئی لکھنؤ۔ سکھر بیمار سے ملاقات ہو تو یہ اسلام کہیں۔

نمات

(۶۶)

سیان!

یہ تھاں سے باپ کا گنج نہیں رکھا۔ صلیع۔ فرع مرزا کا نہ اس سید۔ گرامیں اخلاق احمدیہ کو بھی خوبیں کھا کر جی کریں ہیں۔ آئی فریض صاحب کے نام کا تردید ہے۔ جسے جانتے ہیں۔ پچھے جس تھاں سے ہوئے پیر پردی کی ایسین صاحب کو دیکھ لد رہا تھا۔ اسی تھاں سے اسی تھاں جمع ہوئیں اور

فاتح

(۵۴)

صاحب!

بیتِ دل سے تھا نافذ آیا۔ آپ کا دل بڑا تر ہے زندگی کی نسبت
لیا چکی اُس کی تحریر سے تم کو معلوم ہوا ہو گا۔ سخا ہول گر تمزق خواں کو ان دلوں طبیعت
کا نصیب اور سفری کی اس بات پر عمل کرتے ہیں۔
کسی منکر پردار پرستی کرنے
بے آوازِ رولا ب سک کھنند
نداہل کرے۔

مہمن کے ماذن

اس باب کی پہلی تدوین طبقاً مذکور کے آئینوں مذکوت کیا ہے اور مسائل کی
بہت دلچسپی ہے۔ میں متن کے آخذ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ پھر سرخط کا پہلا فقرہ
نکل کیا گیا ہے۔ فطاکی تاریخ تحریر سے کراس کے متن کے ماذن کی نشان دیکی گئی ہے
الرسی خدا کے متن کے آخذ کے طور پر ایک سے زیادہ کتابوں میں وہ دیکھا ہے تو اس نہ
صحت ہے کہ پہلے آخذ کے متن کو جیسا کوئی نہیں کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور باقی آخذ سے
متن کا مولڈ کیا گیا ہے۔

۱. خلفِ ماذن کے مکتب۔

- ۲۔ معاویت، احمد گزیدہ، دسمبر ۱۹۲۲ء (مصارف)
- ۳۔ اور دیسی میں، مطہن اکمل المظاہر، دہلی، شمسیہ (ائمه دستی محل)
- ۴۔ محمد جہنمی، مطبیع بہتان، سیر پڑھ، شمسیہ (محمد اول)
- ۵۔ محمد جہنمی، مطبیع بہتان، سیر پڑھ، شمسیہ (محمد جہنمی کا دریا پر منت ہیں ساتھی ہمچو
حی تفصیل کے لئے طاحدہ ہو: ص ص ۳۶-۳۷) (محمد دوم)
- ۶۔ اور دستی محل، حصہ اول من حصر دوم مطبیع نامی بہتان، دہلی، شمسیہ (ایمروں مسئلہ
بہتان)

- ۱۔ کاشی ناٹ، لاکھری کارا احمدیہ دلی، دل، ملکہ (کاشی ناٹ)
۲۔ تقویٰ، لاہور، مکانیب بیر (تقویٰ، مکانیب بیر)

مرزا ہر گوپال لفت

- ۱۔ صاحبِ دوسرے پارا میں گوتم نے پتھک خدا بنا کر بھیجا ایسا پنا۔
اردو نے مغلی بھائی حصہ ۳۹ میں
مشنونہ باس سے قبل
- ۲۔ چهار ماہی آنکھ کا صہراںی نام رہی۔
زادہ نے مغلی حصہ ۴۲ میں
مشن مشن
- ۳۔ بھائی! یہ صدی چوتھی کو ہم بخوبی تین تاریخی گولی میں اس کا راست ادا کیا۔
کہتے ہیں۔
اندو نے مغلی حصہ ۴۲ میں
مشن مشن
- ۴۔ کیوں چهار ماہی گولی میں آنا ہوئی؟ میں بخش صاحب کے ساتھ فریضہ فریضہ کرنی اور جم
کو یاد کر لایا۔
زادہ نے مغلی حصہ ۴۲ میں
مشن مشن
- ۵۔ شفیق بالحقیقت مغلی ہر گوپال لفت بیویتہ سلامت رہی۔
اردو نے مغلی حصہ ۴۲ میں
مشن مشن
- ۶۔ جندو پرندہ! "بیش از ایسی دکم اذکم" یہ تو کوئی بہت نصیحت ہے۔
راصل خطا (۲۲ مارچ ۱۹۵۲ء)
- ۷۔ کاشانہ دلی کے امداد مفت، مغلی ہر گوپال لفت، سخیرہ میں کیا کیا اکھر کلاب کو رکھی۔
اردو نے مغلی حصہ ۴۲ میں
مشن مشن

۸۔ کسی را غلط کیا۔ راز ہنا فی بھر پر آٹھ کارا ہوا۔

۹۔ دسمبر ۱۹۵۷ء

راہ رہنے سے مل میں (۱۱۳)

۱۰۔ صاحب اور بھوپھر تم دستاکرتے ہو۔

۱۱۔

راہ رہنے سے مل بھائی حصہ ۲ میں (۱۱۴)

۱۱۔ دلو! کیا فربی تھت ہے سیری۔

۱۲۔

(اندھے میں بھتائی حصہ ۲ میں (۱۱۵)

۱۳۔

۱۱۔ بھائی اپریل تمام کوٹاگ کا بہر کارہ کیا اور یک خط احمد اور ایک خط جانی ہی کالا۔

۱۴۔

(اندھے میں مل میں (۱۱۵)

۱۵۔

۱۱۔ بھائی آج نمکوڑی خوشی ہے اور یہ خط میں کم کو کمال مراثی میں لکھتا ہوں۔

۱۶۔

(اندھے میں مل میں (۱۱۶)

۱۷۔

۱۱۔ پرسیل تھمارا خدا گیا۔ حال ہم معلوم تھا وہ بھر حلم ہوا۔

۱۸۔

(اندھے میں مل میں (۱۱۷)

۱۹۔

۱۱۔ نمکنی کے ن پانچھیں اپریل کوئی گھری دن سے ڈاگ خاڑ کا ہر کو رہ گیا۔

۲۰۔

(اندھے میں مل میں (۱۱۸)

۲۱۔

۱۱۔ بھائی! ہمیں لے لبہہ الاخبار، میں دیکھا کہ رانی صاحب مر گئی۔

۲۲۔

(اندھے میں مل میں (۱۱۹)

۲۳۔

۱۱۔ بھائی! تمہے بھی کوئا دوچار سو روپیے کا لگر رہا ہے، اور قرار دیا ہے۔

۲۴۔

(اندھے میں مل میں (۱۱۲)

۲۵۔

۱۱۔ بھائی! تھا یہ، یادو صاحب کو بھکھے ہیا کہ ہر دن بھٹک آگیا۔

۲۶۔

(اندھے میں مل میں (۱۱۵)

۲۷۔

۱۸۔ تھماری شیر و ہانیت معلوم ہوئی۔ بڑل نے ہفت کم ل۔

(اردو میں مل میں ۷۴)

۱۹۔ بھائی! جسی دن تم کو خوط بھیجا۔

(اردو میں مل میں ۷۴)

۲۰۔ بھائی! میکو نے، ما تھماری مٹا عدی کو۔

(اردو میں مل میں ۷۴)

۲۱۔ میں تم کو خوط بھیج کر کا بھول اپنیا ہوں۔

(اردو میں مل میں ۷۴)

۲۲۔ تریستت یہ لفظا نیا بنا یا ہے۔

(اردو میں مل میں ۷۴)

۲۳۔ بند پرور ایک ہر انہام سکندر آباد سے اس ایک گروہ سے ہے۔

(اردو میں مل میں ۷۴)

۲۴۔ غشی صاحب اتحاد اخطال اس دن ایک گل ہے جس کے دن ہے۔

(اردو میں مل میں ۷۴)

۲۵۔ شیخو میرے لاہور گپاں تھے میر تھوڑے معاف کریں۔

(کوٹلی ملاب میں ۷۴)

۲۶۔ میر اسلام سفی، خوط اور کاغذ اشعار اپنیا۔

(اردو میں مل میں ۷۴)

۲۷۔ صاحب! دیوبھا چھ ولترپہ کا لکھنا ایسا آسان نہیں ہے کہ جیسا تم کو دیوان

کو لکھے لیتا۔

(اردو میں مل میں ۷۴)

ایڈیشن مل میں ۷۴

- ۲۵۔ نزارا خطا پڑپے مجھ کو بہت رنجی ہوا۔
(اندھتے ملیں ص ۸۲)
- تبلیغات**
- ۲۶۔ صاحب اکم جانتے ہو گئے معاملہ کیا ہے اور کیا وائٹ ہوا۔
(اندھتے ملیں ص ۸۲)
- ڈیگر شفعت**
- ۲۷۔ آنٹا سپریا مگر دوسرے کے وقت ڈاک سماں سرکار آئا۔
(اندھتے ملیں ص ۸۲)
- ام جنوری شفعت**
- ۲۸۔ اندر گروہ دوست برخوردار باشندہ۔
(اندھتے ملیں ص ۸۲)
- بڑوی شفعت**
- ۲۹۔ صاحب اکم لے کیا تھا کہ میں بجلہ اگر سے چاؤں چلا۔
(اندھتے ملیں ص ۸۲)
- دارج شفعت**
- ۳۰۔ جانشین و جانابن اسکیں نے قلم کو سکندر آباد میں بھکر فتح بھیا۔
(اندھتے ملیں ص ۹۲)
- ۶۔ اپنی شفعت**
- ۳۱۔ صاحب احتیاری سعادت مندوں کو ہزار ہزار آفریسا۔
(اندھتے ملیں ص ۱۱۵)
- ۱۱۔ اپنی شفعت**
- ۳۲۔ صاحب اکم بنے یاد کیا بیرون خدا تکنے کی محبت اٹھان۔
(اندھتے ملیں ص ۳۲)
- ۱۲۔ اپنی شفعت**
- ۳۳۔ میرزا غفران عجب الفاقہ ہوا۔ سچنے کے دن ۲۰ اپریل کو کھان خطا آنک میں ڈال کر جایا۔
(اندھتے ملیں ص ۷۶)
- ۱۳۔ اپنی شفعت**
- ۳۴۔ صاحب اپنی اپریل کو آئک فتح اور ایک پاسل ڈاک میں اسال کر چکا ہوں۔
(اندھتے ملیں ص ۵)
- ۱۴۔ اپنی شفعت**

۲۸۔ بحال اور خط پہلا تم کو زیگ پکا کر بیمار ہو گی۔

بھولنے سے
بھولنے سے

(اردو سے ملی ص ۱۰۹)

۲۹۔ کیوں صاحبِ احمد سے کیوں خدا ہو،

بھولنے سے
بھولنے سے

(اردو سے ملی ص ۳۷)

۳۰۔ بھیتے رہو اور نوش رہو۔

بھولنے سے
بھولنے سے

(اردو سے ملی ص ۱۰۷)

۳۱۔ مرزا الفتح کو دھاپیکے۔ بہت دل سے خط کیوں نہیں لکھی؟

بھولنے سے
بھولنے سے

(اردو سے ملی ص ۷۶)

۳۲۔ مرزا الفتح اپنی تربیت دہیر کے ذاک کا ہر کوارہ اور جن خط بانداگ رہے کیا۔

بھولنے سے
بھولنے سے

(اردو سے ملی ص ۵۸)

۳۳۔ بھیونا تب بے اس تجھ نوائی ہی سماں

بھولنے سے
بھولنے سے

(اردو سے ملی ص ۱۲۳) عمر اول ص ۹۹

خود دوام ص ۹۹

۳۴۔ مرزا الفتح! تھا رے اور اپنی شنوی کا پھٹ پاکٹ پرسون چندہ آگئ کر۔

بھولنے سے
بھولنے سے

(اردو سے ملی ص ۳۶)

۳۵۔ صاحب! کب اتفاق ہے۔ آئن گھنی کو ایک خط تم کو اور ایک خط ہمیر کے ٹاؤں کی
گئی تھیں اپنے شیخ کر کے اکٹیں لیکا پکا کیا۔

بھولنے سے
بھولنے سے

(اردو سے ملی ص ۹۶)

۳۶۔ تو رُکھو دلخت میگر مرزا الفتح! تم کو معلوم رہے کہ راتے صاحب کرم و مسلم۔ ۱۴

بھولنے سے
بھولنے سے

(اردو سے ملی ص ۹۶)

۳۷۔ بھال! اتحاد و خط، جس میں احراق شنوی ملفوظ تھے۔

بھولنے سے
بھولنے سے

(اردو سے ملی ص ۹۶)

- ۴۳۔ صاحبِ نیب تاشا بے۔ تھارے کے سے غلی شیو زرائن صاحب کو خدا لکھا تھا۔
 (اردو سے مل م ۱۷۱)
- ۴۴۔ بدھی الشکر، تھارا نقطہ احمدیہ مسجد مساجد نے آنام پاوا۔
 (اردو سے مل م ۱۷۱)
- ۴۵۔ مرتضیٰ عزت کو دیا پہنچے۔ علول المفترے میں بھل پر بڑائے ہیں۔
 (اردو سے مل م ۱۷۱)
- ۴۶۔ مخلقِ پیرست گرم فرمیں سے اقبال انتہا اور گیرہ وادیٰ تھے جھاپے کے پہنچے۔
 (اردو سے مل م ۱۷۱)
- ۴۷۔ اچھا سیرا بھال۔ ”نیب“ اے نہ تھے جا سو جوں، پا سوریوں۔ سب بخدا ران۔
 (اردو سے مل م ۱۷۱)
- ۴۸۔ بھائی! کبھی میں تم میں نامہ نکالنے کا ہے کوئے نکال رہے۔
 (اردو سے مل م ۱۷۱)
- ۴۹۔ بھائی! آج بھی کوئے سب سیم صاحب کے نقاۃ تھے کے شکر، امیرِ نظم جناب من اصحاب
 کی خدمتیں لکھ کر بیجا۔
 (اردو سے مل م ۱۷۱)
- ۵۰۔ مرتضیٰ عزت کے پہنچے پہاڑے کی بشارت صاحبِ محبت نے بھکر کیں والیں۔
 (اردو سے مل م ۱۷۱)
- ۵۱۔ گیوں صاحب! اس کا کیا سبب ہے کہ بہت دن سے ہر ہر کہپ کی ملائی تھیں ہی ہوئی۔
 (اردو سے مل م ۱۷۱)
- ۵۲۔ افسا افسر! جنم کوکل سے تھارے نقطے کے کل کے مختار تھے۔
 (اردو سے مل م ۱۷۱)

- ۵۸۔ گیوں صاحب! کیا یہ آئین جامی ہوا ہے کہ سکھر کیلے کے رجتے والوں کے نیک
نیخونیں گو خدا دلخیس۔
(اردو سے مل م ۹۷)
- ۵۹۔ اُنچ بُجھنے کے وان انجارہ نوسر کو تھارا خط آیا تھریں آئیں جو ب کھتا ہوں۔
(اردو سے مل م ۹۰)
- ۶۰۔ بُخڑہ را تھارا خط پیٹا۔ اصلانی فرزل کی حسیہ طوم جمل۔
(اردو سے مل م ۹۵)
- ۶۱۔ سیرہ اللہ تھارا خط کیا۔ فقیر کو تھیر کا حال سطوم ہوا۔
(اردو سے مل م ۹۲)
- ۶۲۔ صاحب! تھارا خط آیا۔ میں نے اپنے صب و طالب کا باب لیا۔
(اردو سے مل م ۹۵)
- ۶۳۔ گیوں صاحب! بُخھنے ہی رہ ہے جیسا کبھی منگے بھی؟
(اردو سے مل م ۹۷)
- ۶۴۔ دیکھو صاحب! ایسا گھم جم کو اپنند نہیں۔
(اردو سے مل م ۹۹)
- ۶۵۔ صاحب! تھارا خط میں رکھ مرو من لہم ہیٹھا۔
(اردو سے مل م ۹۸)
- ۶۶۔ صاحب! پیر شرخ سے ٹکر کر کو خطا کر کے چکا ہوں۔
(اردو سے مل م ۹۷)
- ۶۷۔ صاحب! کم تو اپنے خاکے طارت ہو۔
(اردو سے مل م ۹۶)

۶۷۔ صاحب اتحاد اخطل آیا، دل خوش ہوا۔

۲۴ فروری ۱۹۵۸ء

(اندھے سٹلی مص ۸۹)

۶۸۔ الجی مرتضیٰ الحفظ، بھائی مشنی بھی کیلئے کو تھارے حال کی بُرسی پرستی ہے۔
اندھے سٹلی کی بعد کی شاختوں میں یہ پھر گران "الجی مرتضیٰ الحفظ" ہے اور نیک لگ
خط بنادیا گیا ہے۔ یہ صفت آپسیں یہ خط نہ ہے، لصاحب اتحاد اخطل آیا دل خوش
بنا ہا تو، کہا اختری پیراگرانت ہے۔ اور سے سکون کی ہلکی شاختوں میں یہ خط نہ ہے
لیکے ایسا۔

۶۹۔ کچھ مرتضیٰ الحفظ، تم بے وفا یا میں گذگوار؟

۲۵ مارچ ۱۹۵۸ء

(اندھے سٹلی مص ۹۰)

۷۰۔ صاحب اتحاد اخطل بھی کو آیا۔ میں دو پھر کو جواب لکھتا ہوں۔

۵ اپریل ۱۹۵۸ء

۷۱۔ صاحب اتحاد اخطل کے اخبار لوگوں میں اور تم کو خبر دیتے ہیں کہ برلن میڈیا شاہ
گئے ہیں۔

۶ اپریل ۱۹۵۸ء

(اندھے سٹلی مص ۹۱)

۷۲۔ صاحب ایک خط اتحاد اخطل پر سول آیا۔ اس لئے من درست کہ ہم اسی طبقہ میں ہوں گا۔

۷ اپریل ۱۹۵۸ء

(اندھے سٹلی مص ۹۲)

۷۳۔ بھائی اتحاد کے قریب نے خوب اتحاد کیا۔

۸ اکتوبر ۱۹۵۸ء

(اندھے سٹلی بھائی حصہ مص ۲۵)

۷۴۔ صاحب اتحاد اخطل آیا، حال معلوم ہوا

۹ اکتوبر ۱۹۵۸ء

(اندھے سٹلی مص ۹۳)

۷۵۔ میر کیا جاں اکیا بھے ہو، سب تحریکات الحفظ و فائب کیوں کر جائیں؟

۱۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء

(اندھے سٹلی مص ۹۴)

۷۶۔ دسمبر

- ۷۶۔ بھائی اتھبیتے دل کو چھوڑا احمد رام پور کر جائے۔
 (اردو سے مل م ۷۹)
- ۷۷۔ صاحب! تسلیمے یادوں میں مکنہ آیا ہے دل اصرحتے رام پور پہنچے۔
 (اردو سے مل بہائی م ۷۸)
- ۷۸۔ اونٹیں اور ملٹری شکر
 سری یا جالوں اُخڑلا کے ہو، یات کو دے گئے۔
 (اردو سے مل م ۷۸)
- ۷۹۔ بخوبیار سعدت آئدیں ہر گز اس طبق الشیعائی۔
 (اردو سے مل م ۷۹)
- ۸۰۔ مرتضیٰ القیۃ! اس طریقی میں مجھ کر جانا اتمہارا یعنی کام ہے۔
 (اردو سے مل م ۷۸)
- ۸۱۔ امیر مسٹر
 مرتضیٰ القیۃ! ایک امریقی ٹم کو گھٹا بھل۔
 (اردو سے مل م ۷۸)
- ۸۲۔ بھائی! آج اس وقت تھا راخطاً سپنچ پڑھتے ہی جواب کھھا ہوں۔
 (اردو سے مل م ۷۸)
- ۸۳۔ بخوبیار مرتضیٰ القیۃ! دوسرا مستویہ گی کل پہنچا تمہارے اور میں مددوں۔
 (اردو سے مل م ۷۸)
- ۸۴۔ مرتضیٰ القیۃ! اکل تھمارا خدا نئے کافلہ اشوار آیا۔
 (اردو سے مل م ۷۸)
- ۸۵۔ صاحب! تھوارا خدا ہر شکر کے آیا۔
 (اردو سے مل م ۷۸)
- ۸۶۔ اونٹیں اور ملٹری شکر
 اجی مرتضیٰ القیۃ! تمہے دوسرے بھوپال اسٹی ٹکر کر اور میری اصلاح کو جی ڈیویا۔
 (اردو سے مل م ۷۸)

- ۷۰۔ میاں مزا کئے۔ ہزار آفرینا کیا اچھا تھیہ کھا بے۔ راد و رام پر یور۔
(اردو سے حل مص ۹۲)
- ۷۱۔ مزالت ۱۸۹۶ء
۷۲۔ مزالت صاحب! اس تھیہ کے بہت بہت باش آپ کی خدمت میں
وہنگری ایں۔
- ۷۳۔ ستمبر ۱۸۹۷ء
۷۴۔ صاحب! چو جرنا۔ فادرنا یہ تھیہ بہت اصلاح طلب تھا۔
(اردو سے حل بھائی حصر ۲ مص ۳۶)
- ۷۵۔ ستمبر ۱۸۹۷ء
۷۶۔ انگریزی اور خاتم دو قوں ایک ایں۔
(اردو سے حل بھائی حصر ۲ مص ۴۶)
- ۷۷۔ ستمبر ۱۸۹۷ء
۷۸۔ صاحب! تھیہ ہے یہ تھیہ و کھوا اور خوب کھا۔
(اردو سے حل بھائی حصر ۲ مص ۴۶)
- ۷۹۔ ستمبر ۱۸۹۷ء
۸۰۔ صاحب! یہ تھیہ تم نے بہت خوب کھا ہے۔
(اردو سے حل بھائی حصر ۲ مص ۴۶)
- ۸۱۔ اکتوبر ۱۸۹۷ء
۸۲۔ تم کو حملہ کے کہداں تھا رے یہاں آتے ہیں۔
(اردو سے حل بھائی حصر ۲ مص ۴۶)
- ۸۳۔ اکتوبر ۱۸۹۷ء
۸۴۔ صاحب! اونہاں سے مرکب ہے۔ یہ لارسی معماری۔
(اردو سے حل بھائی حصر ۲ مص ۴۶)
- ۸۵۔ اگست ۱۸۹۸ء
۸۶۔ بھائی! ہر سیا۔ وہ سیا۔ خرافات ہے۔
(اردو سے حل بھائی حصر ۲ مص ۴۶)
- ۸۷۔ اگست ۱۸۹۸ء
۸۸۔ مزالت! جو کچھ کہتے کہا یہ بے دردی ہے اور بدگمان۔
(اردو سے حل مص ۹۴)

۹۴۔ صاحب بندو! میں نے بھی کا ایک ایک خانہ دیکھو۔

(اردو سے ملی ص ۱۱۱)

۳۔ مارچ ۱۹۶۷ء

۹۵۔ لوصاحب! ہم نے لختہ گورنر گی خاڑیت اور قلعہ پر تنازع کر کے انہالہ ہنا تو گوت کیا۔

(اردو سے ملی بہتائی حصہ ۲ ص ۳۶۲)

۱۔ اپریل ۱۹۶۷ء

۹۶۔ حضرت! آپ کے سب نقطہ سب سب قصیدے پہنچے۔

۳۔ جولائی ۱۹۶۷ء

۹۷۔ حضرت! یہ رسول بھائی کو تھامے سب کو خدا ایک لفاظ میں بندکر کے ڈال گئے بھجوادیے۔

(اردو سے ملی بہتائی حصہ ۲ ص ۳۰)

۵۔ جولائی ۱۹۶۷ء

۹۸۔ مرزا الفتح! مغلی تھارے کام یہ کبھی کیا تھا وہ تحریکی کہ شونا اور دل ہو۔

۶۔ جولائی ۱۹۶۷ء

۹۹۔ ہم ہے اُر تپ استاذ کا مصیر ہے کھٹے تو میں۔

۷۔ جولائی ۱۹۶۷ء

(اردو سے ملی بہتائی حصہ ۲ ص ۳۶)

۸۔ صاحب! کشیدن گل بگو۔ دکشیدن: بکر۔ بکشیدن گل بگو۔ دکشیدن: چاہیے

۹۔ جولائی ۱۹۶۷ء

(اردو سے ملی بہتائی حصہ ۲ ص ۳۱)

۱۰۔ تھوڑی نا ایسہ از خود رفت، مرزا الفتح! خدا کم کو غریب اور تھہست رکھے۔

۱۱۔ جولائی ۱۹۶۷ء

(اردو سے ملی ص ۱۱)

۱۲۔ صاحب! اکن پارسل اشارہ کا ایک آئندے ہائکٹ لٹاکر

۱۳۔ ستمبر ۱۹۶۷ء

(اردو سے ملی ص ۳۶)

۱۴۔ بھائی! تم پرچ کئے ہو گے بہت سخنے اصلاح کے دامت قراہم ہونے ہیں۔

۱۵۔ ستمبر ۱۹۶۷ء

(اردو سے ملی ص ۹۷)

- ۱۰۵۔ فشی صاحب! میں سالی گذشتہ بیار تھا۔
 (زادہ نے سلی ص ۱۰۰)
- ۱۰۶۔ اُو میرنا الفَتَّ، میر نے تکلے آنچ جاؤ۔
 (زادہ نے سلی ص ۷۲)
- ۱۰۷۔ فشا صاحب سعادت و اقبال نشان فشی ہرگز یاں صاحب سلطان شرعاں۔
 (زادہ نے سلی ص ۱۱)
- ۱۰۸۔ میرنا الفَتَّ کی پیرستہ بہدل بہدارو
 (زادہ نے سلی ص ۱۱)
- فروضی ۱۰۹
 ۱۰۹۔ میرنا الفَتَّ! پھر خود بیساخون۔
 (زادہ نے سلی ص ۱۹)
- ۱۱۰۔ صاحب! تم کے تن کا ذکر گیوں کیا؟ میں نے اس باب میں کچھ نہ لکھا تھا۔
 (زادہ نے سلی مہتبائی حصہ ۲ ص ۳۲)
- ۱۱۱۔ میرے ہمراں، میری جاتی، میرنا الفَتَّ، سخن دان۔
 (زادہ نے سلی ص ۹)
- ۱۱۲۔ نصاحب! پھر یہی کہاں دل ہٹلاتے۔ پھر یہ پھانٹے مگر کوئے۔
 (زادہ نے سلی ص ۱۰)
- ۱۱۳۔ میرنا الفَتَّ صاحب! پہلوں تھا راد و مرا اتفا پہنچا۔
 (زادہ نے سلی ص ۹۳)
- ۱۱۴۔ لا کول در آتھ، کس بیوں نے پہبید و دن شعر اشعار کی اصر چنپو دکھی۔
 (زادہ نے سلی مہتبائی حصہ ۲ ص ۳۲)
- ۱۱۵۔ میں! اتحامے انتقالت نہیں نہ مار۔
 (زادہ نے سلی مہتبائی حصہ ۲ ص ۲۲)

۱۱۵۔ صاحبِ ادب میں کتاب میں بھی ہے اور اُنکے ہال بھی ہے۔
(اردو سے ملی بھتائی حصہ ۲ ص ۳)

۱۱۶۔ حضرت! اس تھیڈے کی جتنی تحریف کروں کم ہے۔
(اردو سے ملی بھتائی حصہ ۲ ص ۲۲)

۱۱۷۔ مزالت فست اکیں کپڑا ہے، نجیر کو پتا نہ فاتیں کا۔
(اردو سے ملی بھتائی حصہ ۲ ص ۲۲)

۱۱۸۔ میاں! سخواں تھیڈے کام مردی خر کے فن سے ایسا بیٹھا ہے۔
(اردو سے ملی بھتائی حصہ ۲ ص ۲۵)

۱۱۹۔ دل پسے داغدار بعد، نمائند
راہ دے ملی بھتائی حصہ ۲ ص ۳۶)

۱۲۰۔ حضرت! اس غزل میں پرداز و پیاد و بہت خاٹیں لئیں آں رہ۔
(اردو سے ملی بھتائی حصہ ۲ ص ۳۳)

نواب علاء الدین خاں علائی

۱۔ مولا شیخ کو دعا پڑھے۔
(اردو سے ملی ص ۳۱)

۲۔ آئی بدھ کے دن ستائیں رعنائیں کر پھر ان چڑھے کہیں وقت ہیں کیا کہ کر رہا
ایسا تھا۔
(اردو سے ملی ص ۳۳)

۳۔ جو کہ ملت کم و قباد ہے
(اردو سے ملی ص ۳۳)

۴۔ اگر تھا

- ۱۔ بخاں افسی جزا رسالہ نگہ د پیام بھی اے خدا کست اور پر کتنا آ سرا منظر کھلتے
 (اندھے مغلیں ۳۲۵)
- ۲۔ صاحب امیری دوستان ہے۔ پس کہیے کم وکالت پاری ہوا۔
 (اندھے مغلیں ۳۰۲)
- ۳۔ خواصیں کی اکتوس خدا ہوتے ہوئے
 (اندھے مغلیں ۳۱۰)
- ۴۔ سیدی چاٹ اکھس تھا بہت پاکیزہ اور سرست پھرے ہے۔
 (اندھے مغلیں ۳۲۲)
- ۵۔ سیدی چاٹ علیٰ ہم و ان اس دنور سخن مقدم کیا کہنا ہے۔
 (اندھے مغلیں ۳۰۷)
- ۶۔ چاٹ کا لیڈ ایاد آنکھے کر تھا سے تم تامدار سے سنا تھا۔
 (اندھے مغلیں ۳۹ - محمد اولیٰ خاوند ۳۹)
- ۷۔ علیٰ ہو گئی اس وقت تھا راطھ پریق۔
 (اندھے مغلیں ۳۰۳)
- ۸۔ صاحب اگلے بھائیے کیوں کرائیں گے دل بھینا ڈڑھ بھیج اور پچھے رہو۔
 (اندھے مغلیں ۳۰۴)
- ۹۔ سیدی چاٹ اکیا کہتے ہو دیکھا چلتے ہوئے
 (اندھے مغلیں ۳۲۳)
- ۱۰۔ اکھی جس وقت کریں مدنی کھانے تو گھر جاؤ تھا۔
 (اندھے مغلیں ۳۹)
- ۱۱۔ مزنا علائی! پچھلے استاد ایران صاحب کے قبر و مقاب سے مجھ کو بیجا فر۔
 (اندھے مغلیں ۳۱۳)

- ۱۵۔ صاحب! کیا ہے کوئی نے تم کو بخدا لکھی۔ اسی وقت زیگار دیا۔
 (زادتے ملکی ص ۲۱)

۱۶۔ ”تیر اسخرا“ پر سپر سنن سرائی مولانا عامل کے خلاف شان و دل نہیں پڑے۔
 (زادتے ملکی ص ۲۴)

۱۷۔ صاحب! اگلی تھا اسے خط کا جواب بیکچ چکا ہوا، ہمچنان ہوتا۔
 (زادتے ملکی ص ۲۵)

۱۸۔ صاحب! اگلی تھا اسے خط کا جواب بیکچ چکا ہوا، ہمچنان ہوتا۔
 (زادتے ملکی ص ۲۶)

۱۹۔ صاحب! پر رسول تھا را خط آپ اور کل مجھے کے دل ان لوایب کا سهل تھا۔
 (زادتے ملکی ص ۲۷)

۲۰۔ صاحب! پر ملک بادوہ عالی تھدا رہ تو رادال الدا بجد اب اچھا ہے۔
 (زادتے ملکی ص ۲۸)

۲۱۔ پار بیجے، گلیا بھائی مولانا ملائی۔ خدا کی دلی۔
 (زادتے ملکی ص ۲۹)

۲۲۔ چاں تاکت! رو تخط تھا اسے متحاذر ہے۔
 (زادتے ملکی ص ۳۰)

۲۳۔ رسول! پر رسول تھا را خط آپ اور کل رو پر گیاستہ لامیر جان آئے۔
 (زادتے ملکی ص ۳۱)

۲۴۔ میری بھائی اسی پیغام پیغام آٹھو ہجرتو، ہفتہ دس کو تھا رگیا، ایک ہڑہ بڑی ہزار
 پیغمبر نہیں تھا۔
 (زادتے ملکی ص ۳۲)

۲۵۔ مولانا عاملی! خدے مجھے قوت برگ دادا کیا صبرے۔
 (زادتے ملکی ص ۳۳)

- ۲۵۔ چاں نا تکب اگر جسم سے نکل جائے ۔
 (اردو نے مغلیں ۳۶۹)
- ۲۶۔ میاں انہم پرے ساتھ وہ سالنے کرنے ہو جو احیا سے مرسوم دھول ہے ۔
 (اردو نے مغلیں ۳۱۷)
- ۲۷۔ اقبال نشانہ! بیخیرِ ما فیت دفعہ تصریح نہ اندھریاں بہارک رہے ۔
 (اردو نے مغلیں ۳۹۸)
- ۲۸۔ دلِ محمدی پس ٹھلنی ہو بہارک ۔
 (اردو نے مغلیں ۳۶۳)
- ۲۹۔ لا مُؤْمِنٌ دَ إِلَّا أَنْتَ
 (اردو نے مغلیں ۳۶۸)
- ۳۰۔ من بخوبی
 (اردو نے مغلیں ۳۶۹)
- ۳۱۔ جاسٹھ مرگ، دلے بخراز گان تو نیست ۔
 (اردو نے مغلیں ۳۶۹)
- ۳۲۔ میری چانے! میرا مل میجن خاں آئے لور بھے سے ملے ۔
 (اردو نے مغلیں ۳۶۹)
- ۳۳۔ صاحب! میں اگر کار رکھتے تو نامہ نہیں ۔
 (اردو نے مغلیں ۳۶۶)
- ۳۴۔ جاں والی سٹھانا! پہلے لٹا اور پھر ہو تو سطہ برخوردگی میں خاں بکھڑکایا ستر
 تاریکا پیچنے ۔
 (اردو نے مغلیں ۳۶۹)
- ۳۵۔ سیر سرگز ۔
 (اردو نے مغلیں ۳۶۹)
- ۳۶۔ اپنے نشانہ! مرزا علی الدین خاں بجاو کرنا سب کا شکستنگی دعا پیچنے ۔
 (اردو نے مغلیں ۳۶۹)

- ۱۹۔ مولانا علیٰ ارشد، ملی صیغہ خالی کا بیان جو مخفیت سے ہوتا تھا۔
 (اردو سے سلیٰ ص ۲۳۳)
- ۲۰۔ مالکِ موالیٰ کو قاتم طالب کی دعا۔ پسچاہی مرتضیٰ کا مسلم ملی صیغہ خالی کی معنوں
 پر ہے۔
 (اردو سے سلیٰ ص ۲۳۴)
- ۲۱۔ ہنریٰ مکمل
 (اردو سے سلیٰ ص ۲۳۵)
- ۲۲۔ سیریٰ جان، نواب کشیر الطالب کی کہانی سن۔
 (اردو سے سلیٰ ص ۲۳۶)
- ۲۳۔ لے سیریٰ جان، شتریٰ ابر گھر میڈاگون سی فکر جان کی کسی بھروسے کو سمجھتے
 ہیں۔
 (اردو سے سلیٰ ص ۲۳۷)
- ۲۴۔ مولیٰ مولیٰ نماز کا اپنا دنگو اور فیر خواہ اٹھو کری۔
 (اردو سے سلیٰ ص ۲۳۸)
- ۲۵۔ اجیٰ مولانا علیٰ نواب صاحب وہ بیٹھے بھک کی ایاری دے چکے۔
 (اردو سے سلیٰ ص ۲۳۹)
- ۲۶۔ مرتضیٰ مولانا علیٰ اخلاقی گھر سے خلائق کیا اور ایاری سے۔
 (اردو سے سلیٰ ص ۲۴۰)
- ۲۷۔ سیریٰ جان، اس افظعیٰ کی اور میں میں نام نجم الدین کی تشریف لایا۔
 (اردو سے سلیٰ ص ۲۴۱)
- ۲۸۔ اصحاب وہ مرتضیٰ حب بیگ ہرے۔
 (اردو سے سلیٰ ص ۲۴۲)
- ۲۹۔ سیریٰ جان، اس اسارکی مذکوریٰ کا درجہ رطبیٰ الحمار۔
 (اردو سے سلیٰ ص ۲۴۳)

- ۵۲۔ نیزی باتی نے بہان کا قدم تکم پر بہا کر دی۔
 (اندھے سلی م ۳۹۶)
- ۵۳۔ صاحب اکٹھا انتظار ہے۔ کچ اس کا جواب کیوں کر رہا گر تاہم۔
 (اندھے سلی م ۳۰۹)
- ۵۴۔ شکر ایزو کی ترا پیدا کر سکتے تھے۔
 (اندھے سلی م ۳۹۵)
- ۵۵۔ تکم اکٹھر ۱۹۷۵ء
 (اندھے سلی م ۳۹۵)
- ۵۶۔ جانا والی شانہ! خلا ہے تیجا، خدا ہے خواہ۔
 (اندھے سلی م ۳۰۹)
- ۵۷۔ میرزا اور ہرود یونانی سلطنت و میرے سامنے بیٹھ چکا۔
 (اندھے سلی م ۳۹۳)
- ۵۸۔ صاحب اکٹھا انتظار ہے۔ صاحب دل اندر کی وجہے۔
 (اندھے سلی م ۳۹۳)
- ۵۹۔ چہا جا۔ اکٹھر انتظارے والوں کے جواب میں تکم کو پہنچا پوچھا۔
 (اندھے سلی م ۳۹۶)
- ۶۰۔ میال! چلتے وقت تھارے چھلانے خیل کی فربانی کی تھی۔
 (اندھے سلی م ۳۰۹)
- ۶۱۔ میال! میال! اونٹو دیگی تھری سے یہ ہے۔
 (اندھے سلی م ۳۹۲)
- ۶۲۔ فوٹھی ہے۔ کئے کی بہمات میں
 (اندھے سلی م ۳۹۲)
- ۶۳۔ رخڑا۔ رخڑا۔ سخنی۔
 (اندھے سلی م ۳۹۲)
- ۶۴۔ ناکلب کی گندھری میں اس دن تو عشقی پہنچا دیتی۔

- ۵۵۔ اقبال نشان و اکٹان صد و میزجہ ترانچان مرزا علی الدین خاں کو رسائے مدد فیض
نائب ریویوں پرستی۔
(ابتدائی سال میں ۵۳)
- ۵۶۔ سعادت و اقبال نشان مرزا علی الدین خاں پہلے دو کھنجر سعادت کی دہانی پرستی۔
(ابتدائی سال میں ۲۴ میں)
- ۵۷۔ میاں بیس چھارے بیپ کا تکمیل اتحاد ایڈیشنز میرزا اکٹان بیدوار۔
(ابتدائی سال میں ۲۴ میں)
- ۵۸۔ صاحب ایڈریون سے ترا نامہ انگلی آیا
(ابتدائی سال میں ۲۴ میں)

حوالہ

حصہ ۱۔ ۱۔ تخلیق سے پھر تا بہ نظام ترک خالی ہے تھر رائے آنڈھو، ص ۶۷۹
 حصہ ۲۔ دلخواہ ناک، مرتبہ بخش پر شاد، ص ۳۰۸ کی ۲۔ ایضاً، ص ۵
 حصہ ۳۔ دلخواہ ناک، مرتبہ بخش پر شاد، نقل، ۱۔ بھائے "انکل"
 حصہ ۴۔ دلخواہ ناک، ص ۳۰۸ کی ۳۔ ایضاً، ص ۵
 حصہ ۵۔ دلخواہ ناک، مخدومی آنار، سزا در پریگھتو، ص ۳۰۸
 حصہ ۶۔ آبی حیات، ص ۶۷۹

ص ۱۰۵

۱۔ نظر فرجع، عطاء صین حسین، مرتبہ پندرا بھن ہاشم، دل آنڈھو، ص ۶۴۹-۵۰، ص ۵
 ۲۔ باشاد بیدار، پیر انڈھی انگوڑ ۳۰۸-۳۱۰، ص ۱۵

ص ۱۰۶

۱۔ باشاد بیدار، ص ۱۵

ص ۱۰۷

۱۔ فدا مہاب، رجبیں جیگ مرتود، کھنڈ (لعل کشور) ۱۷۷ صفحہ، ص ۱۲-۱۳
 ۲۔ ایضاً، ص ۱۵

ص ۱۴

۱۔ یا تکرار یا تب، مولانا امدادی سین مالی کوئنہ، شاہزاد، ص ۱۶

ص ۱۵

۱۔ ناگاری، ص ۲، چنان کند کرام، (طبع اول)، ص ۱۷۰

۲۔ ناگاری، لائل ۵، اصلان

ص ۱۶

۱۔ فاکر سعید الگل، ناگاری اور انکوب تادون، ص ۱۹۲

ص ۱۷

۱۔ دلوانی ناگاری امریکہ مولانا قیارہ مل نیاں علی، ۱۵۸۶ء، ص ۴۲

۲۔ پنج آنگ، ص ۶۳

ص ۱۸

۱۔ پنج آنگ، ص ۵۳

ص ۱۹

۱۔ المعلم، کراچی، ۱۹۷۹ء، ص ۲۶۲

ص ۲۰

۱۔ حلقے نے مبارزان شاہر کے نام ناگاری کے مالکی خود سے اقتیاد میلائے

۲۔ رسم اعلانی، ناگاری طلاق اپنے نام سے ایک بھروسہ چاہا تھا، جس کی اونکی برعکا سی مکالمت میں کلامت مدارک کے نام ناگاری کے ۲۲ خطوط اور یک جزوی ملکہ کے کیک تھے ایک

ٹکڑے اعلان اونکے ناگاری کئے ہیں۔

شاد صاحب کو ناگاری ناگاری کے سلام پختے ہیں، پرانا طبے، ۱۹۷۷ء، ص ۱۷۰،

کھوپڑیوں، دیوانی نادر کی میں خطوط کو نکت آج سے مزروک ہے، پرانا اصل اور

ضفت کے صد مولے میں نکتے خوبی اور جگہ گولی کی قوت کوہ میں نہیں ہیں تاکہ

خطوط ناگاری (فہرست: ۱۹۷۹ء، ص ۳۰) یہ مذکور ہیں ہے۔ تباہی اپنے مالک کے اس

پان کو اس خواک دنیا بنا لایے۔ یہ کوئی بھل پرستی نہیں پڑی ایسے ہے۔ تا اسی وجہ سے وہ میرے بیٹے
اوی خدا کے بیٹے اور بخشنہ کی تھا۔ (تیری گلیا، جوہری ۱۹۷۷ء)

۳۔ یادگار نامہ، ص ۳۰۶

ص ۳۰۸

۱۔ حاکم کے رسمہ بیان پر بھل پرستی قائم صولتی ہے اور اس کی تھا۔ (ظہری)
نائب احمد بیجو پیارم، ص ۲۹۱

ص ۲۹۲ ۱۔ الحرم، کراچی، جنوری ۱۹۷۷ء، ص ۲۹۴

ص ۲۹۳ ۱۔ میر سعید بخاری کا فرماداری اعلیٰ میر کے بھروسہ افسوس، ۱۹۷۷ء، ص ۲۹۴

ص ۲۹۴ ۱۔ حیدر آغا ان سینہ دشمن، ۱۹۷۷ء، ص ۲۹۵

ص ۲۹۵ ۱۔ میر سعید بخاری کا فرماداری، حرام پور، ص ۶۱

ص ۲۹۶

۱۔ فتحیہ نامہ۔ فتحیہ بخاری میں لکھتے ہیں کہ ۱۹۷۷ء میں اسی کی وجہ سے امام علی جہر کے ۱۹۷۷ء
نہ، بھائی صاحب، سید سکنینہ احمد جوں پر خداوندی شریف زندگی کی والا۔ میں بھائی صاحب کے
بھوکی بھی لے چکا ہے کہ اس کی پیراں اور اس کو کبھی بھوکھ کھو کر کیا ہے۔ کہہ دے کہ لکھنے کے
لذتیں ہی کی ایسا ہی کجا ہے ایک انسان نے کافی پہنچے اس سے اس کے لذتیں ایسا ہی کیا کہ اس کے
پیراں ہے۔ اس یہہ آنحضرتؐ کے لذتیں کے لذتیں وہ نہیں۔ میر سعید بخاری کے ۱۹۷۷ء میں
کہ، یہ کھلا کر اکثر شاد و سعد و فیض کے لذتیں کیے۔ اس طبقہ لذت کے ہم ناگزیر کے مطہر اکثر
تمارا ۱۹۷۷ء بھی۔

ص ۲۹۷

۱۔ فتحیہ بخاری کا فرماداری۔ اسی خطاب میں اسی لے لذت کے سینے، فتحیہ بخاری اس طبقہ علاقوں میں
بھل پکھ لذت کے پہنچنے والوں کا مطبوب افسوس ہے۔ ناقص الائحتہ اور تم میر سعید بخاری کا فرمادار
ہے پسکی کوئی کشش کے لذت کے دلوں اور اکل کا کوئی مطبوب افسوس ہے۔ میر سعید بخاری کا فرمادار ہے
کہ ملکیت کے صاحب افسوس کو صورت پر ناوار بادر ما۔ اسی لذت کو جوں خواہ دشمنی، میر سعید

یا نہیں۔ بالآخر اس طبقتی پر ناقب تھے اس بخاتیر میں اصلاح دلیل ہے اور یہی دلیل کی وجہ سے
امان اپنے خدا کی تائی خواہ کی پڑھتھا تھا۔ ایمان میانت کی خواہ کی وجہ سے گور رہتا۔
اسی پڑھنے والوں کے بھی ماد و معمولات میں اچھی اگرچہ قسم کی مدد کی جائے کہا جائے
کہل کر ایسا ایمان مرقب ہے جو کہ ایمان کا مطلب ہے کہ ایمان خدا کی وجہ سے گور رہتا۔ کیونکہ
دل چھپ باتی ہے کہ قاب پر دل کو افسوس اپنے اصلاح دلیل ہے وہ کافی ہے تجھوں نے یہی کی
امان اپنے کم ہے کہ اپنے پیٹے لئے بڑی بھروسہ اور بیرونی اصلاح کی پیدا ہوئیں۔

- ۲ - ناقب نے تحریر کے نام پر خدا کا اس دلیل کا ذکر کرتے ہوئے تھا۔ ہر دل میں خود میں
صاحب الخواہ کی یہ خواہ اپنی صفت میں بخوبی ایک پرستی میں ادا کرو جو ہر دل میں اسی وجہ سے
کاہر گھے۔

ص ۳۴۶

۱۔ اسلامیت "جانشینی"

۱۔ اس خود پر ارتقا گئی تھی تھیں ہے۔ ناقب نے اسی خطا میں دلیل دادا تھیں کہ محسوس ہوا جو اصلی نے
امان خواہ کی وجہ سے تحریر کا ذکر کی تھیں (زادہ مایہ ناقب ص ۲۷)۔ یہ کہ خدا کی خواہ کے وجہ سے
اچھی کے دل پاپیتی کی خواہ کے مذکوٰت کی بادا اور میسے ہال کو جبرا کرنے کا ذکر گیا
وہ یہ ناقب نے تحریر کے نام پر ایسا خطا میں کھا رکھا۔ وہاں کسی تحریر پرچھ عہدے
تحریر کے نام پر ایسا خطا میں کھا رکھا۔ ۲۔ الگ خواہ کی خواہ کے شہادتیں دلخی بھل کی جئیں میں کی نہیں
پسند کی جائیں پسند نہ اس خطا کی اس کیا تحریر کا اس خطا میں دلخی بھل کی جئیں میں کی نہیں۔ اور اسی پسند
کے درج طور پر قاب ناقب ناقب تھا اس کا ایسا ایمان تھیں کہ اسی کو کہر۔ "اصحی قاب ناقب" تھا
تھا۔ جو ایسا اسی نے تحریر کے نام ناقب کا کہا۔ وہ ملکی صاحب کی خواہ نہیں گئے۔

ص ۳۴۷

۲۔ بختی اسے "خداو"

- ۲ - فرش صاحب کے مراوے نہیں ہے نہیں ایسی نیتی تحریر۔
۳۔ خدا پر ارتقا گئی تحریر نہیں ہے۔ مولا کی بخش نے الگ خواہ کی خواہ تھیں کہے اس کا کہہ دیا ہے ملکی پسند

کی۔ جو طبقیں نہ اپنے لئے کھلے ہے؛ جب تمہارا دیوار اس چیز پر بنا رہا تھا کہ یقیناً خوب چھپ جائے گا۔
مودودی نے اپنے مذکوری متن میں اسی کا ذکر کیا کہ اس خطا کی وجہ سے وہی کامیابی پر مبنای ہے جو اپنے
کام کا خاتمہ ہے۔ وہ اصلی، کراچی، جموں کشمیر اور پشاور کے مکانات میں اپنے کام کا خاتمہ ہے
کہ یہ نہ البتہ مٹھلاہ ہے بلکہ اپنی پوری۔ مالک عبد العزیز اس نظریت کے طبق کہا ہے جیسے لکھتے ہیں
”خط مارنے والی خط اندر بیٹھ جاؤ۔“ اس اذکار پر جو اپنے پڑائے میں کہتا ہے کہ ”یقیناً خوب چھپ جائے گا۔“
مودودی خپٹہ ظاہر کیا گیا تھا، اپنے جانا ہے تو۔ (اس اخراج کو اپنے مکمل کام، جس کا مطلب

ص ۲۲۴

۱۔ ”کوئی“ سے مربوط کوئی ایسا شخص ہے جو کمال میں مل گئے کام پر ہے وہ لامتحب

ص ۲۲۵

۱۔ اس طبق کے بحسبے میں فاقہ نے اس اپنے مٹھلاہ کے ایک خاتمے کی خلاف اپنے لیگوں
لے جائیا۔ اس طبق اس طبق اُپر جو ہمہ نے تکمیل کر دیا تھا اُسکی ایک بیانیہ صورت میں کھو دیا ہے
جس سے پہلے تکمیل کی وجہ خوش بھاجائے گا۔

سایہ کا اسٹر زندگانی پر
میں قوانین کو درج انتہا لے
کس پہنچاڑ پر ہاں خشائی لے

آخر دو صفحوں میں سے جو پہلے اپنے حصر میں تالیب نہیں ہے اُن میں وہ دو مضمون ہیں۔

۲۔ فاقہ نے ہمہ نے کھو دیے جو ہمہ قلم صورم اپنے کیونکہ اپنے مٹھلاہ سے ہے جس کو اس
کی وجہ سے اگلے کام میں۔

ص ۲۲۶

۱۔ فاقہ نے کام کو کھلے دیے ہوئے تھے۔

۲۔ اس طبق مٹھلاہ کے ایک خاتمے میں فاقہ نے اپنے لیگوں کا خاتمہ کیا ہے۔ اسے ماسک کی وجہ
کے بعد اس نے اپنے کام کی وجہ سے پہنچ دیا۔ لیکن اس کے بعد اس کے لیگوں کے بھی خوبیں ہیں جو
کوئی طبق میں ایک گھرے یا اپنے اپنے کا اکٹھرے میں داشت ہیں لیکن اُن کی وجہ سے اس کے لیگوں کی وجہ سے

س۔ امداد سے تسلی "طریقیاں" ۷
ص ۶۳۹

- ۱۔ ختنہ بھر ہے تو رہاست ہے ملائم ہو گئے تو امداد ہے کہ پولکی مالیہ باری کا رہا۔ لفڑی کے علاوہ اگر کچھ ہو بدلائے کرائے امداداً ہے تو گئے اور دمچ بیان کے ساتھ کرائے لے دیتے پہنچدی۔ ناتب اکروائے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔
- ۲۔ پیشہ و کام سے زیناتب نے لفڑی کو کہا ہے پوچھ کر رہے یہ لفڑی میں کام کا کام کرنا ہے اس کا امام اخراج میں اس کی مردگانی۔ صریح اتفاق ہے ہے جو اندر مسلسل پیشہ و کام کا ہے۔ وجہ اس بدلائے کیا ہے؟ اسی مالیہ ناچار باجا ہے لیکن اس کی خوف سے گھوٹکے پہنچ دیتے کہا کہ اس کو پہنچ دیتے آتا ہے اور اسے بہت مشکل کر دیتے۔ میں نے پہنچ دل سے کہا کہ اس سلطنت میں اپنے اصرار پر اور جو کوئی اس کا مدد اور خوبی کرتا تو پھر راجا ہے اور سے کہوں خدا تو کوئی دل کے بعد فاتح نے تھویل لگھے کہ اس طرح الفون لے جائیں ایسیں الکار اس سے راجا کی خدمت اس اپناءوں کا پہنچ کیا۔ راجا نوادر، ص ۱۹۳۔ ۱۶۳۔ اس کا اعلیٰ
- ۳۔ اب بہرام بیگ بیوی اوساکب جوڑتے ہیں جھبک لگ گئی ہے۔ یہ اشارہ نہیں مارنے سے بچنے کی وجہ
ناتب نے پیدا گئی۔ قدر غایتہ قلم کر کرکے اس امام میں وجد اگر مدد ہوتے تو بیٹی بہ
لکھتا ہے۔ اس کو خود سوچ پڑھ جادہ ادا کر کے نہ کھان۔ وہ سرپریز اور وہ میں لکھتا کہ
گزر اور بہت اسیں دل دیکھ رہے ہیں اور جو یعنی قیلک خواہ ہے۔ کوئی کہیں بھی کہی
رہتے۔ قلم کرنا اسی حوالے سے بھی کہا گیں کہیں تھیں کہاں کیم۔ (۱) خلاجہ۔
- ۴۔ میں امداداً ہو، اسی نتائج کے (مشیل اور کھنڈ اور دل)۔ قدم اخراجات کو کچھ جدید
حوالا اتنا کیا۔ اگر خداوند اخراجات کیم۔ (پہلی مشیل)، حسن الافڑہ، بیوی دل کی
آخری سانس، ص ۱۹۳۔ ۱۶۳۔ اسی مامیں اسی مامیں۔ حارث اسری کے دعوات اور
یہ جملے تاکہ خیر احمد فرمائیں کہ تو اپنے ناتب (و) بھروسیں ۱۹۳۔ ۱۶۳۔ اسے تھکر کیے
گئے۔ (۲)

- ۱۔ اندو نے سی مہینائیں خرچ کیں
۲۔ اندو نے تکلیف مرتباں کا بھائیے پاسے کیا

四

- ۱۔ نوپر جنگ فوجی خواہ ہے۔ فالجت لئے قلعہ میر بیگل و بیکٹر کی بھٹکی کی بے پر جنگلخانہ
لئے لفڑی کی تہار دفعہ اور خدا ۲۳ اربی میکٹی (۱۷۴۰ء) اور دناری خدا ۲۴ اربی میکٹی (۱۷۴۱ء)
و دناری (۱۷۶۱ء) میں بیکٹر کی سے اندازہ ہوتا ہے کبھی مطابق اسی میکٹی خدا کی بھٹکی
بیکٹر کی ہے۔

84

- ۱۔ خطہ پرستادی کی تحریر ہے۔ فاصلت میں اپنے ایڈیشن راجا جسے ہبک کی نہادت میں بھی جعل ہوتے ہوئے کہا گیا ہے
۲۔ دھیر شکرانہ کے خط میں نہتے نے لکھا تھا کہ تمہارے کے ہاتھ سے ایک دوسرے چینی گوارا آئیں گے جسکے
پھر اس کے چند ایڈیشن کی تحریر کر کے بعد اور کوئی ٹوکرہ نہیں۔ اس سے کامیابی ہوتی ہے کہ وہ خطہ دھیر شکرانہ
کے دھیر میں لکھا گیا ہے۔

200

- ۱۔ بھارت پر کے ناجاگات انتقال ۲۴ نومبر ۱۹۴۷ء کو ہوا۔ اُسی وقت ولادت رہا یہاں کل غیر معمون سالانہ قمری
FOREIGN DEPTT. 195 - 151 - 5TH APRIL 1953

PARUS

- ۱۔ ہو دے مکل پڑا۔ ناٹپ لے جہاں کہیں۔ پڑا کھاہے میں نہ انتہ پیدا کر دیا ہے۔
۲۔ اسی ناطہ پر تاریخ تحریر خیس ناطہ میں اب نہ کھاہے، راجا صاحب بدھیس کے بیچے سخاف
بھٹ کا داری گئے اجٹ کے مقابل کر لے گئیں۔ سہی یعنی کا جت نے ۱۴ بیچ تحریر کو
سرخیں نہیں بنی جائیں تھیں کوئی ایسا لفڑیں نہیں تھیں، کیا اور اسی راجا صاحب کے ہال تھیں
پہاڑوں کا لشکر نے تے بھٹ کے آنے کا بلکہ رہتا، وہ کوئی کام نہوا۔ اب دیکھ کر کیا ہے؟
اُن کا بنا پلاں ہر طبقہ بھی پتے کریں تھے اور یعنی بوجھ میں کھاہیں۔

10

۱۰۷

20

Page 6

۱۰- نائب اسکرین میں اکٹا گردے چلیں جو آڑ کی پنکھے رہ گائے۔

104

۱۔ ایڈے نے ملکیتی اہمیت کی وجہ سے، وہ جن ملکوں کے لئے ایکس ہارجی کو پہنچانے تھے، ان کی خلاف تھا۔

- 4 -

三

۱۰۔ ملک کے بیوی و بیویتے اخراجات پر تکمیل کی جائیں گے جو بیوی کے بھروسے ہے ملک کے بیوی و بیویتے اخراجات پر تکمیل کی جائیں گے جو بیوی کے بھروسے ہے ملک کے بیوی و بیویتے اخراجات پر تکمیل کی جائیں گے

11

۱۔ اس خط پر تاریخ قبر سرخیس ہے، مولانا بیش لے اس کا سبز قبر رکھنے والوں میں ایسا ہے۔ اس
دست ایسی معلوم ہے کہ اس خط میں القاب نے مطلاع اٹھانے والی آئی ہذکر یکلیہ۔ ان یعنی مخلوقات
خال نامی کا اکر مقاب نہیں بلکہ حیرت کے ہم مطلاعوں کو قبور رکھنے والے میں کرچکے ویں سیرا خیال
جسکے خط سکور رکھنے والے میں نہ کیا ہے۔

二〇一〇

۱۔ ناکل اور اس نے اپنی لیوٹ پلی بارٹھل (لائبر) سانہ درج تھا جس میں شہر کو لیا تھا۔ پھر
خدا کی ایک کالا پی ناکپی میں شامل ہوا۔ اس ناکپی کو تو کچھ غیر ہوتی ہے۔ ناکپی صاحب
خدا کی سلطنت کیا ہے کریم خان تکشیدہ میں سمجھا گیا تھا۔ پھر ان کی مدد سے الخانہ
بیانہ نہ کاٹ ناکپی نتھیں کیا۔

Digitized by srujanika@gmail.com

۲۔ خط پرستاریا تحریر نہیں مانتے بلکہ اپنی کامیس کے خداوندی خلیفی پر تحریر کر لکھتے ہیں کہ جمالاً اب کے نئے نئے چوری میں وقوع ہے۔ عکس صورت کے ساتھ اپنے تحریر کر دیجئے تو خداوندی پر حوصلہ یا اخراجیں معاذ کر لے گا۔ جو لوگوں کی صاف کامیابی کی رسم کرایہ کر لے تو خداوند کے ہم اس سلطنت میں یہی وعد تسبیح ادا کر دیتے ہیں اور خداوند کے نام اعلان کا دلکش پڑھائیں گے اسی نے اعلان کیا ہے کہ مکار پر خداوند کی تسلیت کیا گی۔

100

- ۱۔ پختک کے گلے میوپن کا کیا آدھر ہے یہ دیکھنے کا شکر ہے میں تائیکو کو اسی لامبے سہنائی پر جاتا ہے۔
- ۲۔ سڑک پر تاریخی ٹھرپریں پاپرے پر ۷۰ کی تھیں جس کا حصہ پر تھیں پتھر کی پتوں کی کھینچ کر کھینچتے تھے۔

خون ہیں۔ حکم خدا کو رہان کا اور بیا چہ موت۔ سمجھتے کہا، صاحب! تمہرے والے ایک دوسرے ان
کھو گئے، میں اپنے پاپ کیلئے ایک گھس کر مل گو۔ تھوڑے کے ہمیں بخوبی، میں کوئی ناتب نہ
فرکر لگتا ہے۔ اس لیے یادداہ اپنے لیے اتنی مشکل ہے، میں کھو گئی وہ موت۔

۲۔ اس خلاصہ مذکوب سے ابو صاحب نے جو اپنی بحث میں لے آ کر ایک بڑے مذکوب کو ذکر
مردا ہے تو اپنے تھوڑے اور سید بدها کیوں اسے مذکور کیوں پختیر کے لفڑی ایک بھائی کیا ہے۔ مذکوب اس کا بھائی
ہے اس کا اگر بھائی پر تھوڑے کے ہم خلاصہ میں پختیر کے لفڑی مذکور ہے میں اس کا خواہ اور سید بدها کیوں اسے
مذکور کے نام سے جائز ہے؟ کیونکہ میں اپنے اس پیغمبر انبیاء کے کوئی سلطنتی قدر نہیں
پا سکتے جب تک اپنے۔

حصہ ۳۰۹

۱۔ ناتب کا بیان میں مذکور ہے کہ دوسرے کے دوسرے ان انہوں نے اپنے کا شوہر میں کوئی مدد نہیں ماری۔
ذیں دیا، ناتب فد کے سعادت کیلئے کہا۔ دھرم دبادی کے مذکور ہے کہ انہوں نے کم کھانے
تسویہ سے چاہا۔ مذکوٰت اپنے خود کی خدمت میں جلتی ہے۔ اونکا پیغماں مذکور ہے کہ ان کی اولاد
پختیر کے بیان سے کوئی اٹ پا کل بخوبی گزندگی۔ ایک بادوسی گزندگی مذکور ہے کہ پختیر
کو اگر زندگی کو اطاعت دی تو کہ ناتب نے ایک سلسلہ کو پختیر کی خدمت کیا ہے۔ گزندگی مذکور کی اسی
برہوت نے ناتب کو کافی پریشانی میں بٹتا کیا تھا۔ تفصیل کے لیے دو مذکور ہو۔ ناتب اپنے مذکور کیوں
میں میں ۴۹-۸۲۔

حصہ ۳۱۰ ۱۔ اور دوسرے سلسلہ اگر۔ ۲۔ اور دوسرے سلسلہ ایک۔ ۳۔ ہر ۲ ناتب۔

حصہ ۳۱۱

۱۔ اور دوسرے سلسلہ میں پختیر ہے۔ کافی ہر ہے یہ ہے کہ ناتب ہے۔

حصہ ۳۱۲

۱۔ اور دوسرے سلسلہ "سماں"

۲۔ ناتب نے یہ تھا۔ "جو دو سلسلے ہے، اپنا اسے ہے" کے سلسلہ میں استعمال کیا ہے ناتب کے
مشقیں بخش پختیر کے نام خدا مسخر ۴۹ و پندرہ سلسلہ میں پھر پختیر اسی سلسلہ میں استعمال کیا

پہ تھت کے ڈھنڈا رہا تاہب ہاٹا، تھت کے لائے کی وفات کی وجہ پر ۲۶۷
کے خواہیں خاتمے کی جسی بخش تحریر کی تھی تھیں اگر کوئی کیا کچھ فہرست
کا اعلان پڑا تو اسے اُسی طور پر کیا اُنہوں نے کیا۔

ص ۲۶۷

۱۔ احمد نے مغلی "سے"

۲۔ احمد نے مغل "صرف"

ص ۲۶۸

۱۔ احمد نے مغل "العاصم" میں اُبیض؟

۲۔ پھر مصلح کے خالی نہاد اسلام خاتم کا پہ تھوت شدید بیش "رسول" سے صرف اس طرز
لکھا ہے "پدر کیا تم فدا ہیں جم دیکھ"۔

۳۔ اس خطا پر دو امور تائیں ہے یعنی مسلم خاتم کے تھوت کے اس طرز کی دیکھی کا
دکھ کیا ہے جو اخلاقیہ میں سچی کو فدا ہو جو سے تائیں ہو اسکا اگر پورا کیا چکھتے اور اس طرز
لکھنے پر تینوں نکھلے ہے کہ اخلاقیہ میں پھر کہ کر تیکہ جو اس کھت کو پورا کرنا چاہئے وہ اخلاقیہ
میں پھر کا تھامیں رکھتا ہے اسی ۲۶۷ میں کہ پھر کہیے جو اخلاقیہ میں ۲۶۷ میں کا کہ جو ہے اس میں
انکاریں ہیں کہ پیدا ہوئے تھے اسی ہو جو اسی ایش نے گیا ہے جو اخلاقیہ کا تسلیم کیا ہے۔

ص ۲۶۸

۱۔ احمد نے مغل "ثمال"

ص ۲۶۹

۱۔ محمد اول "رَوْمَ" و مدد افغانی

۲۔ احمد نے مغل "پنچھ کرہ"

۳۔ احمد نے مغل "محمد اول" مگر "تمارہ"

۴۔ محمد اول "رَوْمَ" پنچھ و میانی

۵۔ محمد اول "رَوْمَ" پنچھ و میانی

- ۱۔ محمد اول = ہوا
 ۲۔ احمد نے حمل کے خاتمہ
 ۳۔ محمد اول ترکی اپنی اسی ذمہ سے جو گرفتار ہاتا۔

حصہ ۲۱۶

- ۱۔ محمد اول = الگزیہ
 ۲۔ محمد دوم = بونے

۳۔ خلیل نے اپنے عرض نہیں۔ خلیل ناک اے انتقام فوجیہ کے بادشاہ اپنے جنگیں اور ایک دیگر کیا ہے۔ مولیٰ ایڈل پشاور نے جو ایشان اور جلال فوجیہ کے دعویٰ ایں خلیل نے اس کا اک ترتیب دیا ہے۔ خلیل نے اس کا مسلم ہے۔

حصہ ۲۱۷

- ۱۔ احمد نے حمل مگر

حصہ ۲۱۸

- ۱۔ شہنشاہ سے مولاد ناپاٹا۔ مغلیخانہ خام خوش خان اپنے بھروسہ ناک اے انتقام کے نام پر ایڈل فوجیہ کے خلیل نے اس کے خلاف ایڈل خام خوش خان صاحب کو ایک شاہزادہ جاگیریں دیے۔
 ۲۔ احمد نے کل کیا کیا بکار کا حملہ ہے۔ جبکہ اسے شہنشاہ پاہیزہ ہے۔ وہ کہا ہے کہ اس نے اس کا بھروسہ ناک اے بھائیہ یا اپنے بھائی سے۔

۳۔ احمد نے حملہ پرستہ

۴۔ احمد نے حملہ عیاش

حصہ ۲۱۹

- ۱۔ احمد نے حملہ پرستہ = اگر زائد
 ۲۔ اس بھروسہ ناک اپنے دین کو درخواست ادا ہے اس کے لیے جن سفر ایں رکھا۔ پہنچنے کے لیے
 ۳۔ کچھ تک خلیل نے ایشان کو جن سفر کا ذکر ہے۔
 ۴۔ احمد نے حملہ اسی

۔ نا تب نے اکتوبر ۱۹۴۷ء کے خاتمی میں جو بعد ازاں اپنے کو "دستجوہ" کہا گیا تھا اور اس کا دل کرنے والے ہمیں کہا گیا۔ غسل احمد شفیع کو اخراج اور اسکے متعلق اپنے تھے۔ مسجد معرفت بھی مسجد تھی۔ ایک دوست کو کہا گیا تھا کہ ایسا انسان نہ کرو رکھی۔ جو پرانی آنکھیں کیا... پھر اس جذبی ملکی اپنے اپنے ملک سے بچنے والے ہمیں کہا گیا۔ اسی پہنچ پر اپنے ملک کے دھڑکنیں بندول اپنے ادا ہیں ۔

ص ۲۸۵

۱۔ احمد نے اپنی کتاب "حاشیہ برلن" اتفاق کے حق اس طرز پر بیان کیا ہے: امریکی۔ انہوں نے پہنچ کی۔ اگرچہ ۱۹۴۷ء میں جو اسلامی انتہا حاصل۔

ص ۲۸۶

۱۔ خط پر تاریخی تحریر ہائی ہے۔ نا تب نے دستجوہ کا سودہ بیکھے کا کر کیا ہے۔ وہ مذکور اکتوبر ۱۹۴۷ء کے ہے۔

ص ۲۸۷

۱۔ احمد نے اپنی کتاب "حاشیہ برلن" میں اسی تو ہے: ستر بیس یوں لکھا تھا۔ نے دستجوہ کا ذکر کیا ہے اس پر ختم مذکور ہے جو اسی ہے۔

۲۔ احمد نے اپنی "زخم"

ص ۲۸۸

۱۔ بھٹکلے سے ملا مٹھی فیض لکھن جسیر ایسا۔

ص ۲۸۹

۱۔ احمد نے اپنی "زخم"

ص ۲۹۰

۱۔ مخصوص جتنا ہے کہ یاد ۲ اور اکتوبر ۱۹۴۷ء کے درمیان ہی الحدیث ہے۔

ص ۲۹۱

۱۔ احمد نے اپنی "زخم" بیکھے تھے۔

ص ۲۹۲

۱۔ احمد نے اگر یہ کہا تو اسی میں جو ایک ایسا اعلیٰ لے بغیر مدد کے اس قرائت کو ملچھ ہونگا ہے۔

بیرونی خواہ تھے، جا اسیں تحریکت دیا گئی تھے۔

10

مکالمہ احمدیہ

115

- خط پر نہ تنگ تھی اسے بھی لگا۔ جوں کی خود میں دستجوہ کی جدیدیں ایسیں کرو کر لے گئے
اس پڑھنے پر براہمیا ایجاد شدہ ہے۔ اور اسے علیٰ نہ کاری کی جو، دھرم ہے، یعنی
توہن کی کوئی تحریر کو سر نہ کر اس کا تحریر کر جسے ہے۔ اس کے پڑھنے پر دھرم پڑھنے
لگے۔

15

۱۔ ناطق پندرہ بیگا تحریر ہے۔ ناقب نے اسی خط میں ہذا حکم ملی تھا کہ ہم اُس سے مدد اور مدد کرنے والے
میں افسوس نہ بیکاری اسی طبق ملک کے نام کا حکم دالا تھا۔ بیکاری کو اسے کیا لگایا تھا۔ ناقب نے
تحریر کے نام کو حکم دیا۔ اسی طبق اس کا حکم دیا گیا تھا کہ تحریر کی وہ مشتبہ اور مذکور کی طرف
یہ سخاپ کر کر کاہیں اور کہیں۔ لفظ کے اس ذریعہ کا بھائی اس طبق نے جو کہ نام اس سخاپ
کرتے ہوئے تھے، ۱۰۰ میٹر کا بھی سبب ہجھ سو سبب کے لفڑی خشک کیا تھا۔ ایک دو جناب
منداہ سبب میں کی دعوت میں ایک بھی نہیں۔ اسی کا سخاپ ہے کہ لفڑی کے نام پر اس سخاپ کو
کھا کر پیدا کر کر کے

10

卷之三

卷之二

14

اے ہائے گا رس دینے والی سعادت ملنی نبی پیش تھی اور آنکے صاحبزادے تھے۔ وہاں پر چند لمحے کی ازدیقی اگرچہ گھٹے گئے۔ اسکا دل ہمیشے کہ رہنا چاہتا کے ازدیقی گرتا تھا۔

6

مکالمہ میں ایک ایسا

ص ۲۷

- ۱۔ احمد نے کل ایک تاریخی دفتر شناختہ ہے جو بیان ہر سو کتاب ہے، کیون کہ تحریم کی مدت میں
کامیابی پتیاں مل گئی ہیں۔ وہی کی وجہ سے ہے کہ اس کے درخطہ، وہ تحریر کی کمالی ہو گئی
ہے۔ اس کتابات کی صفت کو پہنچی، لیکن اس کی اصلاح خوبی دی۔

ص ۲۸

- ۱۔ احمد نے مغلیٰ تھے۔

ص ۲۹

- ۱۔ احمد نے مغلیٰ مغلیٰ تھے۔

- ۲۔ بعد کی اشاعت میں اسی میزالت... خود پڑھنے کا کوئی اگلے خط پذیری ایسا نہ ہے جو احمد
نہیں۔

ص ۳۰

- ۱۔ احمد نے مغلیٰ میں مسلمانوں کی خاطر اپنے مغلیٰ اور تحریم کی مدت میں مسلمانوں
کی ایسا ہے۔ مغلیٰ نے تاریخ کی خاطر کے مسلمانوں کی دلکاشی۔
۲۔ احمد نے مغلیٰ پڑھا۔

ص ۳۱

- ۱۔ احمد نے مغلیٰ مگر اسے

ص ۳۲

- ۱۔ احمد نے مغلیٰ مسخری تھے۔

ص ۳۳

- ۱۔ خط پر تاریخی تحریر فرمی ہے۔ تھوڑے ہم افراد کی تھیں اس خط سے اندانہ ہجتا ہے کہ
یہ خط اپنی زندگی کا شکستہ ہیں کھا لیا ہوا ہے، کیون کہ وہ اور خطوں میں اقتدار کو رام ہے جو بالائے
کاڑ کرے۔

ص ۳۴

- ۱۔ احمد نے مغلیٰ پڑھا۔

ص ۳۷۶

۱۔ اندھے سچلیں کی تاریخی تحریر یہ گورنمنٹ نہیں پڑھتے ہیں بلکہ جو اپنے گورنمنٹ کا دفاتر
تھا خدا یا اس سال کا منتظر تھا وہ جو قریم کا نہ منتظر تھا ہے۔ اس خدا کی تاریخ
تھا میرزا پورا لاڈ کیا ہے۔ رام یا کرناٹک کا۔ پھر میرزا۔ ۱۹۰۰ء میں منتظر کیا گواہ
بھٹکتے تھے اور اپنے اکابریا اور بھائیوں کے تھے۔

ص ۳۷۷

۱۔ اندھے سچلیں اور یہی تحریر خط کے آلات ہے۔ قریم کا نہ سے ۹۴۲ کی کیشنبہ ہے۔

ص ۳۷۸

۱۔ اندھے سچلیں کو گزگز

۲۔ اندھے سچلیں کا لال کنون

ص ۳۷۹

۱۔ اندھے سچلیں ملی گی۔ یہیں کل زانہ۔

۲۔ سارے یہ تحریر خط کے آلات میں ملکی گذشتے ہوں جو ہر اور صورتی اتنی بڑی ہے۔ ملکی کا گذشتہ
انداز یہ چھوڑ جو میں بجا تھا اس یہ پڑھتے ہوں گذشتہ ہے۔ قریم کا نہ سے بھی یہیں ملکی کا گذشتہ
پائی جائیں۔

ص ۳۸۰

۱۔ فاتح نے جو رکن تحریر ہیں میں نہیں کی خدا ہی آخر کی سجدت ان کی طبعت کا ذکر ہے۔
”سجدت ان مکبدے میں فاتح نے اپنی سرگرمی کی ایک خط میں آخر کا کس قیام سجدت
ایک عشویق اکب بندھے جو بہاس ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ خط کی ملکتیزی کی طبعت
یون گھر ہے جو رکن ملکتیزی کو کیجھے تھا۔

۲۔ اندھے سچلیں کو گزگز

۳۔ اندھے سچلیں کو گزگز

ص ۳۸۱

۱۔ (س) تحریر کے ابتدی تا خوبصورت نکتے ہیں: فاتح کے ایک خاص خانہ ملکی مکمل کی

رسالی لفظوں کی تطبیق الدار کے چہار ہو گئی۔ ناقب کو اس کا انتکان نظر لیا اک قلب الدار
کی حوصلت سے دادیا جائیتا ہے کی نعمت میں تھیہ و پیش کر کے صلی صول کیا جاتے تھے تجھے
چاہئے تھے کم الکم پانچ ہزار روپیے۔ چون کفر خود بیٹے کی رقم مقرر کرو دینا تو تھوڑے بخوبی
یہ تکالیف اپنے اپنے کام کو کامول ہے کہ کمیت تھیہ میں کامول اس کی وجہ سے فخریہ الدین جید
کی منع کی تھیہ کی ابتدی تطبیق المدار کی تھیہ ہے۔ ... از جہد الدنگ الشیخ فضیل الرحمن
جید پہنچہ دعا لار خوار غزال عطاے کیں سلطنتم تھیہ میں پورا مالع
دوش المدار پر چھٹپتی سلطانی اگر شتر و جنگ خوار دو پیغمبرات آشنا اس
کی صراحت پر مصلی اللہ علی ائمہ کرمہ اور ائمہ زادہ خوار غزال عطا اعلیٰ ہو جائے۔
صلویاں کی امید تھیں ہے لے اُن ناقب لے خالیہ اور کچھ بھی کو میری پرستی کیا گے کہ
صلوٹ فخریہ الدین جید و میں تھیہ وہ نکشید رہ ہوئی المدار دو ششیں مقصوس پاکہ کر دند
و پھریزی اسی نزدیکی میں یہ گمراہتائی تھی ہے۔ فخریہ الدین جید وہ تھیہ میں تھا کی تھیں
اسی سوچتیں میں مطلع تھیں اسی سوال ہے۔ بھیات کے ایک حصے نزدیک تھریم خوار میں تھیہ تک
کامیابی ہے تکاریل پر یہ تھیں جتنے قلاد احمد درج بوجہ و پیغمبرات ایثار اعلیٰ مختار
مدد و نور تھیہ اذ خالیہ سکون پوچھے بادہ اکشیدن اس راستا تھا کیں بعد کذا تباہ لے یہ اخراج
کیا اُس سلطنتیں ناتھ سے مرسلت ہوں اور انھوں نے وہ مدد کی کہ وہ پڑا کہ لامبائیں مدد
کے سامنے ہتھ کالیں لے گئے گما ہے کیا کیجے کہ اس کے بعد یہ فخریہ الدین جید وہ تھیں جید
وہ گمراہی کرنے کے احتمال دفعہ المدار میں ناتھ سے کارہ الرزق تھا کہ ایسا وہ کر سکتے تھیں اس کا

四

ا۔ اور دوسری

11

۱۰۔ **بادشاہی فوری** دا تب لے خطا کے ستر میں لکھی ہے: تاریخ اس ستر خوبی نکلی، پر مشتمل ہے۔
 ۱۱۔ **تاج پر** ہجت پر مذکور ہے میں ہے بولوں کی پیشی کی تھی اس تراویح میں فوری تحریر کیا گیا ہے۔

یہ لکھ کر اس سریں ۱۲ تحریر کو مشتمل ہے۔ اس میں مولانا ساہب نے جملے مذکور میں
۱۲ تحریر سے پہلے اسکے تحریر کو کام بھروسے ہے۔ اس کا جواب میں
۷۔ اردہ تھیں مغلیہ تحریر مذکور ہے۔

ص ۲۲۲

۱۔ اردہ تھیں مغلیہ تحریر میں ہے۔

۲۔ خطا پر تاریخ تحریر نہیں۔ اس خط میں ماقبل نے "سادہ" کے باعث میں گلخانہ کو کہہ دیا ہے
خط کے پار میں ۱۲ تحریر میں کے خط میں بھروسے کی خلا اس سے اندازہ ہو گئے کہ یہ خدا
تحریر میں مکالیا ہے۔

۳۔ اردہ تھیں مغلیہ تحریر میں برآمد ہے۔

ص ۲۲۳

۱۔ خطا پر تاریخ تحریر نہیں ہے۔ مکمل کے نام میں آپ کے نام اکتوبر ۱۸۷۶ء اور تحریر میں مکمل کے
خط میں کے مطابق سے اندازہ ہوتا ہے کہ اکتوبر ۱۸۷۶ء کے بعد اس تحریر میں سے پہلے
کھا بیٹھا۔

۲۔ خطا پر تاریخ تحریر نہیں۔ خط کے مطابق سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس تحریر میں کے بعد
اس تحریر میں سے قبل کھا بیٹھا۔

ص ۲۲۴

۱۔ اردہ تھیں مغلیہ تحریر میں ہے۔

ص ۲۲۵

۱۔ خطا پر تاریخ تحریر نہیں۔ خط میں "نیا یہ لدہ نہاد" میں گلخانہ کی ہے۔ پہلے گلخانہ
تحریر میں کھا بیٹھا ہے۔ اس پھر خط میں اگست تحریر میں مکالیا ہے۔ اس کا بھروسہ
ہے کہ پہلے اگست والے خط سے پہلے کھا بیٹھا۔

ص ۲۲۶

۱۔۲۔ اردہ تھیں مغلیہ تحریر میں ہے۔

۳۔ اور اسے کہا "ہیں"

۴۔ خط پر تحریر کی تحریر "روز چارشنبہ ۱۲ دسمبر ۱۹۷۰ء کی" ہے۔ فاتح نے اپنا لئے کے وہ بڑا کاڑ کیا ہے۔ یہ سچا ہے کہ وہ اور ہے کیوں کہ ۱۶ اگسٹ ۱۹۷۰ء کے خط نہیں تھے اور اب یہ سخت گل خالی کام کی تحریر ہے اور اس کی تفصیل نہیں تھی۔ فاتح نے البتہ مہماں خدا کی کام ہے اسکے لئے کوئی سمجھو کا تھے ہوا یہ سینا اور وہی اپنے مانپتے ہے۔

ص ۲۲۰

۱۔ حکایت نہیں تھی تحریر نہیں۔ فاتح نے اپنے عکسیوں کے غلطیں اور بیسٹ ملی خالی کام کی تھیں ہے تو شفیع امیر گو جناب اللہ تعالیٰ کی رہباد لے خلعت مطابق ۲۔ جن بادیں اس سعید کا کہا ہے اس کے بعد خطا اپنے اپنے اور زیر اور انکام ہے کہ اپنی تکلیف میں کافی ہے۔

۲۔ خط پر تحریر کی تحریر سینا تو ہے، لیکن صرف نہیں، پاؤں پر دم کی تحریر ہے جسیکی تحریر نے ۲ جولائی ۱۹۷۰ء کے خط میں ذوب ہالہ دین خالی کام کی تھی تھی اس پر یہ خط اسی اسی سدیں کیا ہے۔

ص ۲۲۱

۱۔ خط پر تحریر کی تحریر نہیں۔ فاتح نے مختلف ہاؤں کے ناموں اپنی اور البتہ تکلیف کے ناموں میں پھرپھوڑ کے مرحلے ہاؤڑ کیا ہے اور ۲ جولائی ۱۹۷۰ء کے تھے میں قفتر کی کہا تھا، آپ کے سب خط پر ہے، سب تحریر پر ہے، بعد اصلاح یکجا و پستے گئے۔ اس خط میں ۲ جولائی کے بعد کہہ کر اس طریقہ کیا ہے، اپنا حال ہوں گے کہ ملک میں شخص کی کہی کہی ہوں۔ اس پر یہ خط ہے جو تکلیف کی تحریر ہے اور کہیں بھی ہے۔

ص ۲۲۲

۱۔ اندھے سچی میتھا لیجے تواریخ۔

ص ۲۲۳

۱۔ خط پر اس کی تحریر نہیں۔ فاتح نے خط میں یاد کیے دم اور اس کے پھرپھوڑ کا ڈکر کیا ہے۔

اگرچہ یہ جیسا کیا مارچ سے تکمیل میں مدد اور خدمت ادا کرنے والے افراد کے راستے پر چلتے تھے، لیکن اپنے ایک
بزرگ بھائی کو پس اکٹا اور اس کو اپنے تین بزرگ خاندان کی دریجان میں کیا گا۔

10

نائب نے خارجیاں فریز سندھیں لکھا تھوڑی کم تعداد سے پہنچنے لگے۔ نائب نے اس کے آغاز میں بارگات فریز کی طرف گئے۔

卷之三

۱۔ اور دنیل ہی نہ رکا غریر بھی لکھنے پڑے تھے جوں ہوا کتوں گھر آئے اور سفری تھا، جیکے ملتی نے
بُخُر، کھما ہے، بُخُر کی کار سے اگر مطابقت کر جائے تو ایک ایسے چیزیا کافر کی قریبی نہیں ہے اور
اس سارے لگ بیٹھنے والے افراد کی اہمیت نے تلاش کرو اگر یہ کیا ہے جو دس سو ستم
ہے۔

卷之三

مکالمہ

۷۔ بگلرہ سے درود اور سماں کی وجہ سے پہنچ کر وہ سے لکھنام کی بایوں کرتے ہیں۔
Such numbers

100

۱۔ ناگپر لے فریب یونیٹی خانہ تاتکم کے نام سے خدا کا اور کلیکھائیں کرنے کے بارے یہ مذکورہ اور گل
خانہ مل قریب خدا تھیں، تو وہ خود خوشیوں کی خوبی کرنے پر بھی عمدہ سرگرمیوں میں گھنٹے گھنٹے خدم
روز کے کردار تھے اسی طبق کاروباریں اور کامیابیوں کا آغاز۔ ملین شہر کے گرد
دہمیر کشندہ یہ دہمیر کشندہ تک اور بڑیوں تک اس کے لئے تفریجاتیں پرداخت کی جاتی ہیں اور اس کے میں
مشوار کے اور سالان کی اطلاعات یا احوالہ کلام کی داپتیں کا تھا معاصر تھیں جس کے نکالا گیا ہے ماتاً

卷之三

۲۔ ایک فلم ہے جس کا نام "بھارت خارجہ" تھا اپنے اس طبقہ ملکیتیوں کے اُس نام کے
ذکر ہے جو ہزار سو ایکڑوں کا تھا اور جسے حکومت کے نام "ایم پرنسپل" کے طور پر بھی

اسی خدکری پر ٹھکرے ہے اسی پرے اس خدا کا سونے گز نہ تکلیف کرا رہا ہے گا۔

مـ۔ احمد مـ۔ کـ۔

10

۱۔ خاتون تاریخ کا غیر طبعی ترکا ہے۔ اس تاریخ کا تجویز اس بنیاد پر کیا گیا ہے کہ فرمائی شستہ ریں مرا
شستہ ملکوں کی وجہ سے۔ لیکن وہ اکب کا خلا جام تختہ صورت ۱۲ اربیکا تھی۔ جنہوں کا ایک دوسرے
لکھا گیا ہے۔

2016

۱- احمد بن مختار شیخ زاده

Figure

• آندریه نکسٹر

۲۱۔ اپریل میلینڈ کو زب پر مصالحہ خارج کرنے کا استھان جوگیا تھا۔ قابو لے تو بکھر ملنا نہ
کوئی کے والد کو دیکھ رکھتے اور اگر کسی سند قبولی ہو تو بخوبی مل گئی۔

100

۱۔ مطہر تاریخ اور فتوحاتیں ہے۔ ناقبہ مہاجرین کے ہم ۲۳ ائمہ شافعی کے خواجہ تھے جو
وقتیہ تمام المذاہر بمعنی دل کی تھی۔ اسی پیغمبر اسلام ائمہ شافعی کے بعد اور نسبتاً آخرین شافعی دین
کے پیغمبر تھا۔

100

۱۔ تکویرم کی درست ۲۲ لمحہ کی ترتیبی ہے

۲۔ خود پر کاریگا تحریر ڈھینا۔ قاتب نے خط میں امام پورستے دل پر کارکر کیا ہے۔ یہ نام پور کے عمارت سے کارکر ہے۔ سخن میں اکاذیہ ہوتا ہے کہ بخط بزرگ کوچھ تحریر میں کسی بھی بڑا۔

11

۱- نظر پر تاریخی تحریر خرد، ذاتی ای شنیداری می کند که بالا تبلو ایور ایون (ایون ایکس) می باشد حال چون کسری درست کی این کراپ و کلام کی اصلاح خوش کر سکته می کند ای این دست بندی را

کے باہمیں اس خط میں آگئے۔ اس کے نتیجے تکنیکیں کریم طاہری کی سال بھائیوں پر۔

ص ۳۵۱

- ۱۔ دوستے تکلیفیں اپنے اسرے اور شوہزادیوں کے قرآن ہے۔ تکنیکیں بخوبی لے پہلی دفعہ تکلیفیں اپنے اکابر مدد اور مدد لے پڑتے رہتے رہتے کہے۔
- ۲۔ تکنیکیں اپنے اکابر مدد اور مدد لے پڑتے رہتے رہتے کہے۔
- ۳۔ تکنیکیں تکلیفیں تکلیفیں کی صورت میں کہا جتا۔

ص ۳۵۲

- ۱۔ دوستے تکلیفیں اپنے اکابر مدد اور مدد لے پڑتے رہتے رہتے کہے۔

ص ۳۵۳

- ۱۔ خداوندی کی تحریر خوشی۔ خط میں جو تکنیکیں کیا گیا ہیں اس سے اخلاقیاتی تکنیکیں کے امور پر تکمیلیں اٹھائیں گے۔
- ۲۔ بھائی سے عزاداری کی سعیت ہے اور ناکامی کے اکھر تے بھائی تھے۔

ص ۳۵۴

- ۱۔ خداوندی کی تحریر خوشی ملکے شروع اور تکنیکیں کی گئیں۔ آج بچکے دن اور بزرگان کو اور عوام کے درمیان پیش کیا جائیں تھے تکنیکیں ملیں ہے۔ اس کے اثر اور بھائیوں کی تکنیکیں ملیں ہے کہ کہاں چاہیے۔ ۲۔ رضاخواہ کی تکنیکیں پڑھیں اسکی تحریر۔
- ۲۔ تکنیکیں کی تکنیکیں کے ہیں جو تکنیکیں ہیں۔ خداوندی کی تکنیکیں اور عوام کی تکنیکیں اس سے ملنے کی وجہ لیتی ہے اور تراجمہ کیا جائے۔ بھائیوں کی تحریر میں ملیں ہے۔
- ۳۔ قوایب امین الدین احمدیان۔
- ۴۔ قوایب امین الدین احمدیان۔

ص ۳۵۵

- ۱۔ دوستے تکلیفیں اپنے اکابر مدد اور مدد لے پڑتے رہتے رہتے کہے۔

ص ۳۵۶

- ۱۔ دوستے تکلیفیں اکراتے جوں ہے۔ ناکامی کی تحریر ایں اپنے۔ مگر تکنیکیں سیڑیں اصل

وہ فلم کے ایسیں تراجم ہے تجویز کیا گئی ہے اسے جو اپنے پڑھتا ہے۔ اس کے جملوں کی تحریر
کر دیتے ہو گئے اسی طبقہ کی بخوبی نہیں۔

ص ۲۹۵

- ۱۔ تحریر کتابی غور نہیں نظر میں قابل تحریر ہے؛ کچھ سات ہوں اور تو وہ کتاب اپنے نام کے
لیے نہیں قابل تحریر ہے؛ پسی بے کم کا سات ہوں لیکن اسی کتاب کی تحریر سے کوئی کیفیت نہیں ہے۔
وہ تحریر تحریر کتابی کو کہا جاؤ گی اسی کتاب کے لیے تحریر کے لیے ہے اسی کے لیے تحریر کیا جائے۔
- ۲۔ اندھے گل۔ حرف
- ۳۔ اندھے گل۔ صد
- ۴۔ اندھے گل۔ ٹان
- ۵۔ اندھے گل۔ و۔ عائد۔
- ۶۔ اندھے گل۔ کھنما۔

ص ۲۹۶

۱۔ کتاب لئے کتاب ہے کتاب ہے صرف پیر کشیدہ ہے پریلیں لکھا ہے۔ اسی میں کوئی کیفیت نہیں ہے
کتاب لے کتاب ہے کہ: ملے مالے کام شکتے ہیں ملے ملے دلے دلے کہ کتاب لے کتاب کے کام کی خود
کوئی کیفیت نہیں ہے اس کی وجہ پر اس کی وجہ سے اس کو اندھے کہا جائے کہاں کہاں تبدیل کر کرچے
جو۔ جو یہی خطا لکھا ہے کہ اس کو اندھے لے کر کوئی کہاں کہاں تبدیل کر دے رہا ہے۔

ص ۲۹۷

- ۱۔ اندھے گل۔ شخص پیر۔ بخوبی لائے۔

ص ۲۹۸

- ۱۔ اندھے گل۔ ماصدہ۔
- ۲۔ اندھے گل۔ کھکڑا۔
- ۳۔ اس خط کا کہا ہے کیوں تحریر کرنے والے نہ سنا ہیں کہ جو اس خط کے لئے اس خط میں کتاب لے لے افغان
سازی کرنے کیا ہے اس پر اس خط کی خطا لکھا ہے اس کے لیے اس کو کہیں کہیں کہا جائے۔

حصہ ۷۴

- ۱۔ گورنمنٹ دوام "ہائی تک... جو کیا ہے" نہ اور
- ۲۔ گورنل "الٹک سمن الیور"
- ۳۔ گورنل دوام "چنانچہ ہبھا لکھ کر کوئی کوئی کم کے انتظار میں رہا۔
- ۴۔ گورنل دوام "کفر" نہ اور
- ۵۔ گورنل دوام "کفر" نہ اور
- ۶۔ گورنل "بیل لٹھے ہی نہیں" گورنل "بیل لٹھے ہی نہیں"۔
- ۷۔ گورنل دوام "کپ"
- ۸۔ اندھتھل "اس"
- ۹۔ اندھتھل "اس" لہڑی اُجھے گورنل دوام بحق میں پختہ نہیں کیا ہے۔
- ۱۰۔ گورنل دوام، بھروسی پختہ میں فرمائیں گے جو کیا ہے۔

حصہ ۷۵

۱۔ اندھتھل "ادی"

حصہ ۷۶

۱۔ اندھتھل "کامان"

۲۔ نسوانی "ایوب" وہ دیکھے ایں۔ اُخ"

حصہ ۷۷

۱۔ نسوانی "بمرہ"

۲۔ اس بھروسی پختہ کی کفر نہیں۔ قاتل میں اس بھروسی کی کہدی، اُجھا اس کی اپنی پختہ پختہ کی کفر کی کہدی ہے تو یہ بھروسی پختہ ہے۔

حصہ ۷۸

۱۔ اندھتھل "کامان"

۲۔ رشیتھراؤ دام بیوی کے قوبیں اندھتھل کاں آگئیں۔

- ۱۔ "مرشدِ نسبت" سے مراد فہرست میں اس کا تجھے دنیا بھر کے سید و علیٰ خدا ہے اور کی کی خواہی ہے جو اپنی ملکتیت کو سنبھالنے۔
 ۲۔ احمد بن حنبل
 ۳۔ اقبال نے اپنی تحریر خط کے آثار میں لکھا ہے۔

حصہ ۴۶۸

- ۱۔ احمد بن حنبل "آدمیا"
 ۲۔ احمد بن حنبل "بقر"
 ۳۔ اقبال نے اپنی تحریر خط کے آثار میں لکھا ہے

حصہ ۴۶۹

- ۱۔ امام محمد اور امام ابی حیان کو صاحبین کیا جاتا ہے بخوبی کے سائل پر ان محدثین پرستاً تھے اور
 ۲۔ احمد بن حنبل "لیاء"
 ۳۔ احمد بن حنبل "بود"

حصہ ۴۷۰

- ۱۔ خطور تکریباً تحریر نہیں، بلکہ اسلامیہ مسائک اور خوش نگاری میں ایک صفتیں کوہاں جو احمد بن حنبل کی تھے اور اس اقبال کو محدثین سے محدث کو فرماتے ہیں اُنہیں تھی۔ محدثین خان مولیٰ کے نام پر تحریر خط کے خط میں نہ آئیے اسیں اس سلطنت کا لکھا کر لیا ہے۔ اس سے اصل اور بخوبی کا خط
 بخوبی و محدثین مکتشف سے قبل لکھا گیا ہے۔
 ۲۔ احمد بن حنبل "میں ایک ایسا نہیں" ایسا
 ۳۔ بیک صرف احمد بن حنبل "لیاء" کو لے کر احمد بن حنبل اپنا ہماہنے ہے۔
 ۴۔ اقبال نے اپنی تحریر خط کے آثار میں لکھا ہے۔

حصہ ۴۷۱

- ۱۔ حکیم سعید ہے احمد بن حنبل امام حنفی حسام الدین تھا۔
 ۲۔ احمد بن حنبل "لیاء"۔

۳۰۔ ایجاد نئے عمل سپورٹس

- ۱- نائب خلیفہ کے آنکھ میں مرد خشیر و مہین روز بیان فتنے لئے اپنے کلبے تحریر کرنے کے
لئے ۲۰۰۰ روپے مطالعہ مطلوب تھا۔ نائب سے اپنے اخراجات کے حوالے کے جنم کی وجہ سے اپنے ایک
خالی کاپی اپنے دستیں کھاتا تھا۔ اگر تمہارے تھوڑے اسی بندی کی وجہ سے کوئی اپنے اپنے دستیں
کھو جائے تو اپنے اپنے اخراجات کے حوالے کی وجہ سے اسی کا مطلب ہے کہ تمہارے بھتھ کا ایک اپنے
بھتھ میں اپنے اخراجات کو کسی بھی طور پر مطالعہ کر کر کوئی اپنے دستیں کھو جائے۔

10

- ۱۰۔ اسکے لئے ہے۔
۱۱۔ ناچ لئے تاریخی تحریر بخط کے آلات میں اس طرز ادا کرو۔ پہلے ۲۰ دن ہی اگر کوئی خطا ہے تو اس

20

- ۱۔ اور اسے سُلْطَن سپاہیں۔
 - ۲۔ سخن پر کوئی تھے خداوند اور اگر مالک اور صاحب امداد نہ تھا تو انکل بیگ بھے۔
 - ۳۔ اور دوسرے کامیابیوں کا اگر بنتا ہے تو انہیں بخوبی اپنے اسی طبقے کا خانقاہ کہتا کر دیں۔
 - ۴۔ ناکامی کے تھریا اور عالم کی آدمیتی کی کھوئی ہے تو اب اس کی کششی ملکا ہے جبکہ قوم کو کہا ہے یہ کوئی بخوبی کا طبقہ۔
 - ۵۔ اسی وجہ پر اس کا کھلپہ کاروں کی ٹھیک بھے کے وہ فریب کا اسیں ملتا۔

501

- ۱۰۔ ایک مکمل سولہ۔

۱۱۔ اس بحث کی تھی کیا تحریر میں مطالبے اس سند پر ہیں کہا۔ لیکن پہلے تحریر کے خط میں مطالبے نہ ہوئے تو
تمام طالب کرنے کے بالکل اپنے کیلئے میں کسی تحریر کے نہ ہوئے تو اس سے اقرار اٹھا گیا۔ لیکن اس کے بعد میں
ٹھہر دیا گیا۔ مٹھاں کی خواص کے لئے اس کی تحریر کی تھی جو مطالبہ میں ایسے اس خط میں کہا گیا ہے جو
ذمہ دہ ہے کہ پہلے تحریر کے مطالبے کے نہ ہوئے تو اس سے اقرار اٹھا گیا۔

Environ Biol Fish (2010) 89:1–10
DOI 10.1007/s10641-009-9600-0

- سیاست و اقتصاد

ص ۳۸۰

- ۱۔ احمد بن سلیمان مربوط ہے۔
- ۲۔ شیخاب الدین حمدان کا نام مرا جائیں سے ملنے لگتا ہے۔
- ۳۔ احمد بن علی یعنی افس.
- ۴۔ عطاء بن ابریج تحریر نہیں۔ غالب لئے ہوئے تاریخ سبلان اور خداوند یعنی کتابت کر کرٹیں بہلیں کا پھایا کیا ہے اور گواہ کا بھی کام پڑھا اور اسی کی وجہ سے اس کا شعر، مختصر سے مختصر ہے اس کا شعر بے پہنچا وہ اس کا تذکرہ کر کر لیا۔

ص ۳۸۱

- ۱۔ اہل خانہ میں ایک فرسی اور یک اسٹافرول اور سبزیوں۔

ص ۳۸۲

- ۱۔ عطاء بن ابریج تحریر نہیں۔ عطا الحبیر نامی تھے۔ معاذ اوریں، چونہ، نسبت میں عالی کیا تھا اور
عطفہ ۲۰۰۰ میں تھشتہ کیا تھا اور ان کو داد دے۔ معاذ خوارجی قتلہ اور ان کی بیوی اس نظر میں بھی اسی عرف کا
ذکر ہے۔ اسی بیوی کی تھشتہ میں تھکلی پیدا ہوئی۔

ص ۳۸۳

- ۱۔ احمد بن علی "حوالہ جات"۔

- ۲۔ عطا الحبیر نامی صاحب تاریخہ۔ سبزیوں کا وہ توز دہنال کو داد دے
وہ جنم وصالی کو دے جاتا تھا۔ تھا کہ اس نے جنم وصالی کو داد دے
وہ شاعر غالب نے کہا کہ مدن سوچ پکیں کہا تو تھکلی کو دکھل کر نسلیہ رکھے۔ دیوان اش، معاذ اور
دوسرا منہ زیگ کو کیا خواہی۔ کاہل ایک دیگر نامی تھے۔ کہا پر اس کو دھتری کے نام لکھا کئے۔ مخفی
ہوئی تھیں یا دھپتے تھیں کیا اور کچھ تجویں اگر داد دے تو اسی پر اعتماد۔ سیار (پیش) ہوتی

حاشیہ ص ۳۸۳

- ۳۔ عطاء بن ابریج تحریر نہیں۔ احمد بن علی کی تھیں میں نے اسے عالی کو دکھل کر دے دیا کہ اس کے دے دیکھا کہ اس
اس کو دھپتے تھے اس کو داد دے دیکھلایا ہے۔ جس نے اسی کو دکھلے دھپتے میں خروچا لیا۔ اس نظر میں

سیر جان کے دو اور جانے کا ذکر ہے۔ جان کے نام گلشنہ کے درود میں تھا کہ لکھاں گردہ
والی خواں کیا ذکر ہے۔ اس سے یہ تباہی کہتے کہ یادوں میں گلشنہ میں نکلی۔

۲۔ احمد نعیم۔ آنحضرت۔

ص ۳۹۷

- ۱۔ عالمی فیض (ایک بخوبی معرفت کی بحث) بمالی فیض احمد شبل خاں تھا جو ہے
- ۲۔ احمد نعیم۔ حمزہ قاسم۔

ص ۳۹۸

۱۔ مخدوم اقبال کے گلشنہ کوں جو درج تھا پاہنچ ہے۔ ناجائز ہے لیکن جیسا تصور میں ہے
گلشنہ کی وجہ پر مولود شاہزادے کے سعکار کے لامبے نہیں ہے۔

۲۔ احمد نعیم۔

ص ۴۰۰

۱۔ لامبے نہیں کیا اُڑی بھٹکے آئدیں کیا لامبے نہیں گلشنہ۔ پھلبھوڑے سعکار کوئی کہے
پہنچتا ہے اس کی ان میں مولود شاہزادے کی وجہ پر اسی سعکار کے لامبے نہیں کہے۔ لامبے
تھے کیونکہ اس سے سعکار ایسا لامبے نہیں کیا تھا۔ مولود شاہزادے کی وجہ پر مولود بھائیوں
کی وجہ پر مولود ہے کہ اس کی وجہ پر مولود کی وجہ نہیں لاتی ہے۔ مولود کو کسی خاص طور پر
شہزادہ نہیں کیا ہے۔ اس کو یقیناً شہزادہ کہا۔ اس سعکار کی تفصیل بیان کرے۔

ص ۴۰۱

- ۱۔ احمد نعیم۔ حمزہ قاسم۔ اور لامبے نہیں کیا تھے؟ جانید کہ اپنے کو سعکار لامبے
تھے کہا۔
- ۲۔ احمد نعیم۔ مریم۔
- ۳۔ احمد نعیم۔ فاطمہ۔

۴۔ مخدوم چندہ دوپہر ہبہنا اٹھا جائیں ہے تھے۔ مالک احمد سعکار ہبہنا اپنے تھے تھے فتحیں اپنے
والد فتحاب اپنے دوپہر اس کو کہا۔ اس کو کہا۔ پھر تو مالک نے فتحیں اپنے کی کہ اپنے والد فتحاب

بچتے ہو کی جاتے۔ ۵۔ اور دوسرے ملٹی جس پر قرأتِ الافتتاحیہ کہہ دئے جس کے کمی برتائی۔

ص ۱۳

۱۔ نا تب نے ساری پنج قمری خط کے آنکھ زد کیسیں ہے۔

۲۔ خلیل پر تیرنا نظر رہیں۔ نا تب نے جس دربارہ کوڑا کربہ، وہ حکایت کیوں میں منعقد ہوا تھا؟ اس نے یاد کروائی اپنے ملٹکٹوں میں کیا میں بڑھا۔

۳۔ خلیل پر ساری پنج قمری شہریں۔ نا تب نے ۲۱ جون ملٹکٹ کوڑا کو کس خط جس طبقی کو کھا ہے؟ مرزا علی صیفی نا تب نے اور مجھ سے۔ جس لئے خلیل اس سے کیا ملت اور کیا کوئی دعویٰ اپنے پاس بھیج کر ماں کو افتخار ہے؟ خلیل پر جو دو ایسا اندھا طمع اور جس میں کافا تباہے اسے بیکھڑھٹھڑی دعویٰ کیا ہے۔ اس پیشگوئی کا سب سے کوئی ملٹکٹ نہ اپنی پیشگوئی کوڑا کر دھلدا بھیجے۔ خلیل کے نام میں ملٹکٹ کے ایک خط سے اعتماد ہو گتا ہے کہ نا تب کوڑا طمع اور جگہ خرچ اس پر یاد کروائیں اور ملٹکٹ میں کھائیں ہو گا۔ یہ خلیل اس نے اس بھوئے کے پیغمبا کے نتیجے ہو گا۔ جو کیلیں اعلیٰ بخوبی ملٹکٹ کو اور ملٹکٹ کی تھیں ہم سے ملٹکٹ ہم سے ملٹکٹ ہو گا۔

۴۔ احمد کیلے نوج۔

ص ۱۴

۱۔ خلیل ملٹکٹ کی قمری شہریں جو ان کو نا تب نے ملائی ہے اپنے خلیل کا سطہ کیا ہے۔ اس پیغمبا کیسی خط کی طرف اپنی ملٹکٹوں میں کھائیں ہو گا۔

۲۔ احمد کیلے نوج۔ ملائد۔

۳۔ احمد کیلے نوج۔ پھر اس کے ملٹکٹ پر جو اس بالآخر دیے گا۔

۴۔ احمد کیلے نوج۔ کبر۔

۵۔ ساری پنج قمری خط کے آنکھ زد کیسیں ہے۔

ص ۱۵

۱۔ احمد نے ملٹی مالٹی پڑھتے ہے اس تاریک دعویٰ سے اپنے اعلیٰ بخوبی کیا ہے۔ لامب کی تشریی کو امام پھیج کر کلش پر مشتمل کھنڈ بوب کیا ہے۔

۱۔ ایڈیشنل "ہوگی"

ص ۳۵

۱۔ ایڈیشنل "سینول"

۲۔ ناکتب نہ ہاریتھی قریخانلے کے آذیزیں کہے۔

ص ۳۶

۱۔ ایڈیشنل "سوسائٹی"

۲۔ ناکتب نہ ہاریتھی قریخانلے کے آذیزیں کہے۔

ص ۳۷

۱۔ "سالن بلکل" بیرونی معاشرہ۔

ص ۳۸

۱۔ ناکتب نہ ہاریتھی قریخانلے کے آذیزیں کہے۔

۲۔ ناکتب نہ ہاریتھی قریخانلے کے آذیزیں کہے۔

ص ۳۹

۱۔ ایڈیشنل "اسٹری"

ص ۴۰

۱۔ ہاریتھی قریخان میں سٹریچ پہنچ کر لے چکرے ہے، کیونکہ اسی سلب پر کرتی تھی اپنی اپنی
بے تقریب کردھاڑی پہنچاتے تھے اور اسی سٹریچ میں موقوف رکھتا ہے۔

ص ۴۱

۱۔ ناکتب نہ ہاریتھی قریخانلے کے آذیزیں لگا کر دیکھ جو ہر دن اس کا سلسلہ ہے۔

ص ۴۲

۱۔ ناکتب نہ ہاریتھی قریخانلے کے آذیزیں کہے۔

ص ۴۳

۱۔ تکویر کی رہ ہے اذیزیں اور کوئی پیشہ ہے۔

- ۱۔ پڑھا دینیں خالیِ حمدِ حکمی کے، والد امین الدین احمد خالی کا ذکر ہے۔

۲۔ نائب نے خدا کے آنکھ میں صرف تجھے فرم جب تک بھر کی ہے بھائیو، وہ سال ۹۴ جب وفات
کا درجہ انتقال کا دن تھا۔ اس کیلئے بخط مختار مطابق تکلیف میں کہا گیا تھا۔

۳۔ احمد سکل "ویخار و میر" و "زافر"۔

۴۔ احمد سکل "وست" تھا۔

۵۔ احمد سکل "پیکھے"۔

۶۔ نائب نے خلیل رحمان کو تحریر نہیں لیکی۔ لیکن خلیل کا طبقہ شہادت بگزیری پڑھنے کی وجہ
تو ہوتی۔ اخلاق و عقاید پر کوئی خطاء شعبانیہ کا کسالا یا وہ تجھے خلیل کے خط میں نائب نے خلیل کو
کہا تھا۔ اگر سر زندگی کا سال میں اسی اخلاق و عقاید پر اولین شعبانیہ میں جاما تھا اسی میں اخلاق
پر تکلف الکوہ کیا ہے؟ تو بیکھر خط میں اسی وجہ پر شہادت میں حکمی کے بعد اسے اسکا
وقت پر کوئی مطابق تکلیف میں کیا گی۔

- ۹- قدریں کاروبار اور پرنسپلیں، مختاری مذکوب نہ کھا چکے کہ: میرا شباب الدین مان بے کیا۔ ۱۰- جوں گلستان
کے خداوندان بنتے خلائی کر کر خدا شباب الدین خان کو روانا کیلئے میریں ترسنے کا مرکب گھوپا۔ یہی
کوئی نہ کس کے لئے اپنی بہادری کے ساتھ اپنے کام کے کوئی پالا اخراج ختم کیا۔ میریں کھلکھلیں

- ۱۔ اسے سچل مکنے والی طرفہ قاب کے پڑھنے کو دیں میں یقین تھا کہ اسے پہنچ کر طلاق میں بھی نہیں آئے جائے۔
 - ۲۔ قاب لفظ کے آغاز میں صورتِ صحیح اور شاعر وہم از صیام، کھانے خانے ملائک کے پھر کیا کرو جائے کہے۔ یعنی اگر ہزار روپیہ کا خلاصہ کے بعد میرے بھائیوں کے بھت

- ۴۷۰ -

plat L

- ۱۰۔ کتاب لے آئی کسی میں خوب نہ بخوبی۔ ۱۱۔ دھناروں کے کام۔ پختہ میون اکٹھ پتیں
اُس سلطانی حکومت کے شہر کے بیرون رہنے والے کوئی کوئی زیر و نایاب لے جائیں اکٹھ کر کے
رکھ کریں۔ ۱۲۔ درختوں کا آنکھوں کی رو رکھنے والے افراد۔
 - ۱۳۔ نایاب لے آئیں تو رکھا کے آنکھیں بچائیں۔

8

- ۱۔ نالہ پر ایک قمری خلائق کے آنکھیں لگیں۔

F.F. W.

- ۱۔ احمد گلیہ ایکارہ
۲۔ ناپ نے ایک اتریخ کے مکانیں کیا ہے۔
۳۔ اسکے ملے ہے تمارہ۔

三

- ۱- اور دوسرے سطح پر خوبی کر، "خوبی" زانگ۔
 - ۲- اور دوسرے سطح پر خوبی کر کرنا کہ اتفاقاً میراثیں بخوبی۔ جبکہ اس سطح پر بیرون کی جانب
میراثیں بخوبی کرنا یعنی خدا کی کام کا خاتمہ کرنے کا کام ہے کہ اس کام کا خاتمہ کیا جائے۔ یعنی میراثیں بخوبی
خاتم ادا کی جیسیں جو حکم کی کام کر کا تاب کے خاتمیت سے معلوم ہے تاب کے خاتم ادا کی جیسیں۔

10

- ۱۔ معلم پرستاری کی خیر خواہیں۔ ۲۔ دکابر اور ۳۔ دیکمبر کے مطہر کے مطہر کے اندالہ ہوتا ہے کہ معلم پرستاری کی خیر کی سیاستی مددیں لکھیں گیا۔
 - ۲۔ اسکے مطہر ہوئے انگلیں۔
 - ۳۔ اسکے مطہر ملی گرد پڑتے۔
 - ۴۔ اسکے مطہر اپنیں۔

۵۔ نہ پڑھتا ہے کہ ترسنیں خاطر میں تاپ لے لکھا ہے، آٹا خٹکی ہے۔ سنت شبان کی ۱۹۶۷ء ویبری خاطر میں خود جنم گئے کہ رام بپر کتیاں کے عروان گئیا ہے اس یقینہ کا باعث ہے کہ مطابق مطابق ۱۹۶۷ء کوئی نہیں۔

三

۱. اندیشه مصلحت‌گرانی
 ۲. اندیشه مصلحت‌ایشانی
 ۳. اندیشه مصلحت‌سرمایانی

۲۰۔ ملکب خواه کی خیریت من انتداب، دیوبندیان ۳ (جنوبی) نگاره. پخته شده باشد
گورل کو اون جیسا کہ کلارنس ملکب داریوں میں ہے۔

۵۔ نوجوان تاریخ پر فخر ہے جس سلطان نے ناکپ بندی کا اذکار کیا ہے۔ عالمگیر سلطان مسٹر اس سلطان کے نام پر بھر جانے والی سلطنت کو منعقد کیا تھا۔ ناکپ آنونس گیا کہ اس سلطان کی سر رکھ دیجئے جائے۔ صادق ہے کہ ناکپ لے اس سلطان کے بھت کے یہ کامل قدر افسوس کی سر ناکپ کو کمی کر دیتا ہے۔ جنچری بھت کرتا ہی جانے گی۔ کبھی کسے ناکپ سے چالا کرے۔ جو اسی ملکت کے بعد ملا کی کروں طبق کیا ہے۔ سلطانی حق کے پر بھت کیا ہے۔ اس سلطان کی سر ناکپ میں ملکت کے پیغمبر اور مسٹر اس سلطان کے نام پر بھر جانے والی سلطنت کو منعقد کیا ہے۔

10

- ۱۰- مولانا تیکا اٹل خان مدرسہ تحریک طلباء اپریل ۱۹۷۳ء، اس ۲۴ جنوری ۱۹۷۳ء کے درجات ان کا بنا یاب ہے۔
لیکن ہمون لے کر کی اپنی مذہبی پیشگوئی کی۔

Figure 1

- ۱۰۷- مکمل دیگرها

三

- ۱۰۷- میں تاکہ کے خدا کو جانتے گا۔